

محمد الیاس ندوی

سیرت لطان نپوش ہید

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com



toobaa-elibrary.blogspot.com

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام
ندوۃ لکھنؤ

سیرت سلطان شہید ٹیپوؒ

مقدمہ

مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

پیش لفظ: پروفیسر خلیق احمد نظامی علی گڑھ

مصنف: مولانا محمد الیاس ندوی

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

بشکریہ: مولانا حبیب اللہ اختر



[toobaa-elibrary.blogspot.com](#)

toobaa-elibrary.blogspot.com

اسکے اٹھتے ہی مسلمانوں کا گھر بیڑہ گیا
تھا قیامت کا قیام اور قیامت کا قعود

سیرت سلطان ٹیپو شہید

(سلطان مجاہد میپوشید کی منسل سوانح حیات، انکے شخصی، خاندانی، دینی و روحانی حالات و تعلقات، کارنامہ جہاد، نظم سلطنت اور سنت و شریعت کے احترام و اجراء کا تفصیلی جائزہ تاریخی و تحقیقی اور مستند حوالوں کی روشنی میں)

21

محمد الیاس ندوی

استاذ جامعہ اسلامیہ بموسل (کرناتک)

مقدمه

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم

三

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

بار اول

شعبہ اسلامیات دسمبر ۱۹۹۱ء

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۱۹ گھنٹو

مؤلف: ڈاکٹر نثار علیہ

کاغذی جلد (گھنٹو)

تین ہزار (۳۰۰۰)

Rs 100/00

کتاب خانے کے لیے

مکتبہ ندوۃ العلماء گھنٹو

مکتبہ احسانات ۱۲۲ کوہ پبلنگ ڈاکٹر دی

ندوۃ العلماء علی بن ابی طالب (کرنالک)

باہتمام

محمد غفران ندوی

طابع و ناشر

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام

ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۱۹ گھنٹو

انتساب

اس شخصیت کے نام جو نہ صرف ذاتی طور پر میری اور میرے ماورِ وطن کی بلکہ پورے عالم اسلام کی روحانی سرپرست ہے جن سے مجھے عقیدت و محبت ملتی ہے عالمی شہرت یا سب سے بڑا مقبولیت کی وجہ سے نہیں بلکہ خاندان نبوی سے ان کے خالص پس منظر ان کے فکری اعتدال علمی توازن علم برداری اور ملت اسلامیہ کے لئے انکی قرب و کراہی کی وجہ سے ہے اس کتاب کے مرکزی کردار شیہ شہید کے اندر پائی جانے والی اسلامی اسپرٹ دینی تربیت مذہبی تقویٰ اور تقویٰ و وفاداری بھی انہی کے خاندانی بزرگ اور جد امجد شاہ ابو سعید صاحب حسنی اور انکے فرزند شاہ ابو الیث صاحب حسنی سے انکے خاندان کے روحانی روایاتی کا نتیجہ تھی۔

اگر سلطان شہید نے مغربی تہذیب اور مابراہی تمدن کے خلاف جہاد باسب کیا تو اس شخصیت نے بھی اس کے خلاف جہاد باعظم کر کے اپنی تحریروں کے ذریعہ بے شمار مسلمانوں کو بالخصوص عالم عرب کو اس سے محفوظ رکھا۔

میری مراد اس کتاب کی تالیف کے اصل محرک محدثی و معطی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی ذات گرامی سے ہے جن کی توجہات اور دعاؤں کے اثر سے اس کتاب کی ترتیب کے دوران اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر میری نصرت و مدد فرمائی۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ امت کے اس عظیم مہجرت اور ملت کی اس عظیم مہانت کو ہمہ گیر سلامت دے۔ آمین

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست عناوین

سیرت سلطان نیپو شہید

۱	انتخاب	۱	انگریزوں کے ساتھ ہندوستان کی پہلی جنگ
۲	فہرست	۲	دوسری جنگ
۳	مقدمہ	۳	مرحہ
۴	پیش لفظ	۴	نظام دکن
۵	تقریر	۵	نواب ارکات
۶	آغاز سخن	۶	
۷	پہلا باب	۷	تیسرا باب
۸	یاد میں صدی ہجری میں عالم اسلام و	۸	خط میسور کی تاریخی حیثیت
۹	ہندوستان کے سیاسی و دینی حالات	۹	میسور کی وجہ تسمیہ
۱۰	عالم اسلام کے سیاسی حالات	۱۰	موجودہ میسور
۱۱	عالم اسلام کی دینی و اخلاقی حالت	۱۱	میسور کی تاریخی حیثیت
۱۲	ہندوستان کے سیاسی حالات	۱۲	میسور میں اسلام کی آمد
۱۳	ہندوستان کی دینی و اخلاقی حالت	۱۳	جنوبی ہند میں ہندو سلطنت کا قیام
۱۴	دوسرا باب	۱۴	ہندو سلطنت کا زوال
۱۵	سلطنت خدا داد کے آس پاس قائم	۱۵	میسور پر نگر کے زوال کے بعد
۱۶	حکومتیں	۱۶	سلطنت خدا داد کے قیام کے وقت میسور کے حالات
۱۷	انگریز	۱۷	چوتھا باب
۱۸	انگریزوں کی ہندوستان آمد	۱۸	خاندان نیپو

بسم الله الرحمن الرحيم

نیپو کی وصیت

تو وہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہمیشیں ہو تو عمل نہ کر قبول
اسے جوئے آبِ بزم کہ ہو دیر یا نہ حدود مع
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول
کھویا نہ جا صدمہ کردہ کائنات میں
محل گذر گزنی محفل نہ کر قبول
صبح ازل یہ عجز سے کہا جبریل نے
جو محفل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول
باطل دنیٰ پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میاں حق و باطل نہ کر قبول

از علامہ اقبال

toobaa-elibrary.blogspot.com

۸۷	شیخو کا خاندانی پس منظر	۸۷	کیرالا کے مسلمانوں کی بددعا اور طیارہ پر حملہ	۸۷
۸۸	خاندان شیخو کی سندوستان آمد	۸۸	کتا فورو کالی کسٹ کی فتح	۸۸
۸۹	ابجداد شیخو	۸۹	پونانی کی مہم	۸۹
۹۰	دادا فتح محمد	۹۰	مرحوموں کا حملہ	۹۰
۹۱	پانچواں باب	۹۱	مرحوموں کی پیش قدمی	۹۱
۹۲	حیدر علی ولادت سے سپر سالہ فوج تک	۹۲	انگریزوں کے ساتھ مسور کی پہلی جنگ	۹۲
۹۳	پیدائش	۹۳	انگریزوں کی سپانی اور دروغت صاع	۹۳
۹۴	بچپن	۹۴	مرحوموں کی بددعا اور بددعا	۹۴
۹۵	ملازمت	۹۵	فاحماہ پیش قدمی اور توسیع مملکت خداوادی	۹۵
۹۶	شادی	۹۶	انگریزوں کے ساتھ مسور کی دوسری جنگ	۹۶
۹۷	فوجی ترقی	۹۷	دشمنوں کے ساتھ محاصرہ اور دروغت کینے	۹۷
۹۸	مسور میں داخلی بغاوت اور مرحوموں کا حملہ	۹۸	حیدر علی کی کوشش	۹۸
۹۹	حیدر علی کی وفاداری اور سپر سالہ کے حیدر علی	۹۹	جنگ کا آغاز	۹۹
۱۰۰	چھٹا باب	۱۰۰	حیدر علی کی بیماری	۱۰۰
۱۰۱	از قیام سلطنت خداوادی تا وفات	۱۰۱	رحلت	۱۰۱
۱۰۲	حیدر علی	۱۰۲	طیارہ سے شیخو کی آمد	۱۰۲
۱۰۳	حیدر علی کے خلاف سازش	۱۰۳	ساتواں باب	۱۰۳
۱۰۴	سازش کی ناکامی	۱۰۴	حیدر علی کی خصوصیات و کمالات	۱۰۴
۱۰۵	سری رنگا پٹن پر حیدر علی کا حملہ و قبضہ	۱۰۵	طبیعی	۱۰۵
۱۰۶	حیدر علی کے والی مسور بننے کے اسباب و حرکات	۱۰۶	معمولات	۱۰۶
۱۰۷	الہ تبارک کی شعل کے وقت مسور کی دوست	۱۰۷	ہست و بہادری	۱۰۷
۱۰۸	ابتدائی فتوحات	۱۰۸	انتظامی صلاحیت	۱۰۸
۱۰۹	بدنور پر قبضہ	۱۰۹	نظم سلطنت	۱۰۹
۱۱۰	گوا پر چڑھائی	۱۱۰	انسانی ہمدردی و انصاف پسندی	۱۱۰
			مذہبی بردباری	۱۱۱
			اسلامی جذبہ	۱۱۲

۱۵۶	سیاسی حیدر و فوجی حکمت عملی	۱۵۶	بدنور پر انگریزوں کا قبضہ	۱۵۶
۱۵۷	دور حیدری میں سلطنت کی ترقی	۱۵۷	منگھور کا محاصرہ	۱۵۷
۱۵۸	آٹھواں باب	۱۵۸	کرپہ کی بغاوت	۱۵۸
۱۵۹	شیخو کی ولادت سے جانشینی تک	۱۵۹	سری رنگا پٹن میں سازشیں	۱۵۹
۱۶۰	ولادت	۱۶۰	دھادوار سپر سالہ کی حقائق و انہماج	۱۶۰
۱۶۱	سلسلہ نسب	۱۶۱	پانچوں جنگوں میں انگریزوں کی شکست	۱۶۱
۱۶۲	شیخو کی پیدائش حیدر علی کیلئے نیک ظنون	۱۶۲	کلاور کی جنگ میں مسوری افواج کی فتح	۱۶۲
۱۶۳	تعلیم و تربیت	۱۶۳	انگریزوں کی باپوسی اور صاع کی دروغت	۱۶۳
۱۶۴	بچپن کے حالات	۱۶۴	معادہ منگھور اور اس کے اہم نکات	۱۶۴
۱۶۵	شیخو کی تربیت کے سلسلہ میں حیدر علی کا	۱۶۵	شیخو نے صاع کو کیوں ترجیح دی	۱۶۵
۱۶۶	خصوصی احکام	۱۶۶	جشن فتح	۱۶۶
۱۶۷	اقرار نامہ	۱۶۷	مراہم جانشینی کی باقاعدہ مادائیگی	۱۶۷
۱۶۸	انگریزوں کے خلاف پہلی جنگ میں	۱۶۸	فتح الجہادین کی جلیف	۱۶۸
۱۶۹	نمایاں کارنامے	۱۶۹	دسواں باب	۱۶۹
۱۷۰	مرحہ جنگ میں شرکت	۱۷۰	داخلی بغاوتیں اور جنگ مرحہ	۱۷۰
۱۷۱	شادی	۱۷۱	باجنڈاؤں کی بغاوتیں	۱۷۱
۱۷۲	حیدر علی کی آخری جنگ میں شیخو کا کردار	۱۷۲	راجہ پنکھڑ کی سرکشی	۱۷۲
۱۷۳	حیدر علی کی ولادت اور شیخو کی جانشینی	۱۷۳	رجنڈاؤں کی فتح	۱۷۳
۱۷۴	عوام کے نام پر سفارتی	۱۷۴	اہل کورگس کی بے وفائی	۱۷۴
۱۷۵	شیخو کو حاصل شدہ سلطنت کی دست	۱۷۵	کٹانور کی والی کی ملامت	۱۷۵
۱۷۶	نواں باب	۱۷۶	قیدیوں کا قبول اسلام	۱۷۶
۱۷۷	شیخو کی جانشینی سے معادہ منگھور تک	۱۷۷	مرحوموں و نظام کی جہادیت و پپانی	۱۷۷
۱۷۸	سابقہ جنگ کا تسلسل	۱۷۸	جنگ کیلئے سپاہ کی تلاش	۱۷۸
			جنگ کو جیتنے کی شیخو کی کوشش	۱۷۹
			باداوی کا سقوط	۱۸۰
			دھادوار کے قلعہ دار کی نمک مراری	۱۸۱

۲۳۲	مملکت عثمانیہ کی سیاسی و دینی حیثیت	۲۵۱	متحدہ افواج میں جنگ کی طرف
۲۳۳	سفارت کا اصل مقصد	۲۵۸	میں انگریزوں کی طرف اور انگریزوں کا کوئلہ
۲۳۶	سفارت کے ضمنی مقاصد	۲۵۸	پہلی بار مصر اور انگریزوں کی سپانی
۲۳۷	میں کیلئے بادشاہت کی توثیق	۲۵۸	مستقلہ انگریزوں
۲۳۸	خلیفہ روم کے نام میں خط	۲۵۹	کر شہزادہ کی بے وفائی
۲۳۹	معاہدہ کا مسودہ	۲۶۳	خاندانوں کا انجام
۲۴۰	خلیفہ کا جواب	۲۶۳	جنگ بالاپور پر دوبارہ قبضہ
۲۴۱	دھرم کی ناکام دہی	۲۶۳	میں کی دارالسلطنت دہلی
۲۴۲	کورگ میں دوبارہ بقاوت	۲۶۳	میں قمر الدین کے کارنامے
۲۴۳	لمبار میں بلجند خاندان کی سرکشی	۲۶۵	افواج میں نظام کے نئے
۲۴۴	کوچین و ٹرونگور کے راجاؤں کی سرکشی	۲۶۶	میں کی دورنگی اور خود اپنے منہ کی تہیں
۲۴۶	بارہواں باب	۲۶۷	دھارواڑ میں سلطان افواج کی سپانی
۲۴۷	نیمبر کی جنگ سے معاہدہ	۲۶۸	دارالسلطنت کا ناکام میسرہ
۲۴۸	سری رنگا پنک	۲۷۰	گرم کنڈ میں شہزادہ کی بیادری
۲۴۹	انگریزوں کی اٹلیہ جنگی تیاریاں	۲۷۰	سری رنگا پنک کا دوبارہ میسرہ
۲۴۸	بہانہ جنگ کی تلاش	۲۷۱	میں کے خلاف اس کی رعایا کو بھڑکانے
۲۴۸	پہلی مزاحمت	۲۷۱	کیلئے انگریزوں کی چال
۲۴۹	شیخ بہانہ دین کی شہادت	۲۷۳	باقاعدہ جنگ کا آغاز
۲۵۰	جنرل میڈوز کا فرار	۲۷۳	میں کی لڑائی
۲۵۰	متحدہ محاذ کی تشکیل	۲۷۳	میں کی لڑائی اور اس کا نتیجہ
۲۵۱	نظام سے مطابقت کیلئے میں کی کوشش	۲۷۵	میسرہ کا حمل اور صلح کار تاجان
۲۵۲	اتحاد تلاش	۲۷۷	معاہدہ کا مسودہ
۲۵۳	انگریزوں کو خدشہ کی تلاش	۲۷۸	میں کی غیرت نے اس رسوائی کو کیے
۲۵۵	فرانسیسیوں سے تعاون کی درخواست	۲۷۸	قبول کیا
		۲۸۰	معاہدہ کی تعمیل
		۲۸۱	اتحاد میں کو کیا

۲۸۲	سلطنت پر معاہدہ کے ضمنی اثرات	۲۸۶	تخصیصات کی تلافی اور تعمیر نو
۲۸۳	شکست میں بھی فتح	۲۸۷	پر شمال شہزادوں کی دہلی
۲۸۵	تیسرے ہواں باب	۲۸۸	میں صوبہ کا قیام اور پارلیمنٹ کی بنیاد
۲۸۵	سلطنت کی از سر نو تنظیم اور غیر ملکی	۲۸۹	فوج کی از سر نو تنظیم
۲۸۶	میں برائوں سے رابطے	۲۹۰	وزراء سے تجدید عہد و وفا
۲۸۶	تخصیصات کی تلافی اور تعمیر نو	۲۹۱	میں صادق کا عہد و وفا کے آڑ میں عہد و وفا
۲۸۷	پر شمال شہزادوں کی دہلی	۲۹۲	امیر دہلی بھاؤ لال کی سرکشی
۲۸۸	میں صوبہ کا قیام اور پارلیمنٹ کی بنیاد	۲۹۳	میں عہد و وفا سے کا قبول اسلام
۲۸۹	فوج کی از سر نو تنظیم	۲۹۵	نظام و سرحدوں سے اچھے تعلقات کی
۲۹۰	وزراء سے تجدید عہد و وفا	۲۹۷	دوبارہ کوشش
۲۹۱	میں صادق کا عہد و وفا کے آڑ میں عہد و وفا	۲۹۷	انگریزوں کے تباہی
۲۹۲	امیر دہلی بھاؤ لال کی سرکشی	۲۹۸	یورپ میں سیاسی تبدیلیاں اور نپولین کا مروج
۲۹۳	میں عہد و وفا سے کا قبول اسلام	۲۹۹	غیر ملکی سربراہان مملکت سے رابطہ
۲۹۵	نظام و سرحدوں سے اچھے تعلقات کی	۳۰۰	خلیفہ روم سے پھر ایک بار ملاسی
۲۹۷	دوبارہ کوشش	۳۰۳	والی کابل کا جہت افزا جواب
۲۹۷	انگریزوں کے تباہی	۳۰۳	زمانہ شاد کو روکنے کیلئے انگریزوں کی
۲۹۸	یورپ میں سیاسی تبدیلیاں اور نپولین کا مروج	۳۰۵	کامیاب چال
۲۹۹	غیر ملکی سربراہان مملکت سے رابطہ	۳۰۵	شاہ ایران سے مراسلت
۳۰۰	خلیفہ روم سے پھر ایک بار ملاسی	۳۰۷	اندرون ہندوستان میں اتحاد
۳۰۳	والی کابل کا جہت افزا جواب	۳۰۸	میں صادق کی ریشہ دوانیاں
۳۰۳	زمانہ شاد کو روکنے کیلئے انگریزوں کی		
۳۰۵	کامیاب چال		
۳۰۵	شاہ ایران سے مراسلت		
۳۰۷	اندرون ہندوستان میں اتحاد		
۳۰۸	میں صادق کی ریشہ دوانیاں		

چودھواں باب
چوتھی جنگ کے آغاز سے ٹیپو کی شادیت تک

۳۳۳	سلطان کا فوق شہادت دے کر قادی	۳۱۰	چوتھی جنگ کیلئے انگریزوں کی منصوبہ بندی
۳۳۵	فیس کم جہاں پاک میر سلطان موت کے گھاٹ	۳۱۱	سب سے زیادہ سسٹم
۳۳۵	سلطان کی شہادت کے آخری حالت	۳۱۲	نظام کی حماقت اور اسکیم کی قبول
۳۳۶	شیر کا ایک دن گیلہ کے سوسل سے بتر ہے	۳۱۳	مرہٹوں سے اسکیم پر مدد کیلئے اصرار
۳۳۶	سنت حسین پر غیر ہتھیاری حمل	۳۱۵	ٹیپو کو قائل رکھنے کی کوشش
۳۳۸	اور آفتاب مریت شہید ہو گیا	۳۱۶	بیاد جنگ کی تلاش
۳۳۰	روح تو تھپی ہوئی جہاں بھی گرم ہے	۳۱۸	مزدور راجہ کی دانی کی سازش
۳۳۳	مستوط سوری رنگا پانی	۳۱۹	سیکرٹری دربار کی اصول بندی
۳۳۳	انسانیت کی روح بھی کاپ اٹھی	۳۲۰	ملت فروہوں کی خفیہ سرگرمیاں
۳۳۳	تیمیر و تکفین	۳۲۱	مرکز کٹرو ایمان کی حیدریوں کی تکمیل
۳۳۵	آسمان بھی دوپڑا	۳۲۲	اتحاد جہت کا آخری حربہ
۳۳۶		۳۲۳	جنگ کا باقاعدہ آغاز
۳۳۹	پندرہواں باب	۳۲۴	میر حسین الدین دہلوی کی ایک حرا
۳۳۹	مستوط سوری رنگا پانی کے بعد کے مختلف واقعات	۳۲۵	ایک اور جگہ مقابلہ
۳۴۰		۳۲۶	دار السلطنت کا محاصرہ
۳۴۰		۳۲۷	فرانسیسیوں کی احسان شاہی
۳۴۰		۳۲۷	ملت فروہوں نے پیردھوکہ دیا
۳۴۰		۳۲۸	بدلتاں خان کی غیر خواہی یا بد خواہی
۳۴۰		۳۲۹	مرکز حق و باطل کا فیصلہ کن دن
۳۴۰		۳۳۱	نبوی کی پیش گوئی
۳۴۰		۳۳۲	قلعہ پر یلغار
۳۴۰		۳۳۳	خوش قسمت سید عبدالغفار

سولہواں باب
سلطان کا علیہ معمولات اور اولاد

علیہ معمولات یوسف اولاد دیگر اہل خاندان

سترہواں باب
خداوند سلطنت کے سیدہ کلاں سے اور قدرت کی طرف سے انتقام

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چرے

۳۴۲	کھنڈے دا	۳۴۲	مہر ضافان
۳۴۲	حیدر بخش	۳۴۲	غلام خدا داد
۳۴۲	کرشارا	۳۴۲	حک جہاں خان
۳۴۲	میر صادق	۳۴۲	شیخ اسماعیل
۳۴۲	قرل دلا	۳۴۲	محمد علی
۳۴۲	پوریا	۳۴۲	سید حامد
۳۴۲	لکشی امامی	۳۴۲	لال صاحب داسے سبقت
۳۴۲	میر عالم	۳۴۲	نواب حسین علی خان
۳۴۲	میر غلام علی لنگڑا	۳۴۲	شیخ میراں
۳۴۲	میر حسین الدین	۳۴۲	محمد امام الدین
۳۴۲	میر قمر الدین	۳۴۲	خواجہ آفتاب خان
۳۴۲	میر قاسم علی	۳۴۲	محمد جہاں گیر خان
۳۴۲	ایاز خان	۳۴۲	بدلتاں خان شیر خواہ یا بد خواہ فیصلہ خراب

محمد قاسم خان
عثمان خان کشمیری
محمد علی خان
راجہ خان
شیخ شہاب الدین

اٹھارواں باب
چند جاہلانہ فیوض نہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی

شیخ سید بہان الدین
سید عبدالغفار
محمد رضا خان
غلام خدا داد
حک جہاں خان
شیخ اسماعیل
محمد علی
سید حامد
لال صاحب داسے سبقت
نواب حسین علی خان
شیخ میراں
محمد امام الدین
خواجہ آفتاب خان
محمد جہاں گیر خان
بدلتاں خان شیر خواہ یا بد خواہ فیصلہ خراب

مقدمہ

(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم)

الحمد لله وكفى وملازم علی عبادہ الدین اصططعی،
امامہ

ہندوستان کی تحریک آزادی میں مسلمانوں کا حصہ قدرتی طور پر ست متار
و نمایاں رہا ہے، انہوں نے جنگ آزادی میں قائد اور رہنما کا پارٹ دیا کیا ہے۔
اس کی وجہ یہ تھی کہ انگریزوں نے جب ہندوستان پر قبضہ کرنا شروع کیا اور رفتہ
رفتہ ایک ایک صوبہ اور خطہ ان کے زیر نگین آنے لگا اس وقت مسلمان ہی
ہندوستان کے فرماں بردار تھے۔

سب سے پہلا شخص جس کو اس خطرہ کا احساس ہوا وہ میسور کا بلند ہمت،
بلند نگاہ اور خیر فرماں روا فتح علی خاں میپو سلطان (۱۸۳۱ء مطابق ۱۲۹۹ء) تھا۔
جس نے اپنی مد نظر میں غیر معمولی ذہانت سے یہ بات محسوس کر لی۔ انگریزوں کی
طرح ایک ایک صوبہ در ایک یکسر ریاست بضم کرتے رہیں گے۔ در گر کوئی سطر
طاقت ان کے مقابلہ پر نہ آئی تو آخر کار پور ملک ان کا مقرر ترین جاسے گا چنانچہ
انہوں نے انگریزوں سے جنگ کا فیصلہ کیا۔ در سپہ پورے سار و سامان و وسائل در
فوجی حیلاریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں میدان میں آگئے۔

میپو نے ہندوستان کے راجاؤں، ہمارا ہوں در خواہوں کو انگریزوں سے جنگ

پر آمادہ کرنے کی کوشش کی اس مقصد سے انہوں نے سلطان ترکی صمیم عثمانی در
دوسرے مسلمان بادشاہوں اور ہندوستان کے امراء و بھوں سے خط و کتابت کی
اپنے سفیروں کو فرانس، ترکی، ایران اور دوسرے ممالک بھیج کر بین الاقوامی سطح پر
تصانع و امور کرنے کی کوشش کی، میپو لین نے بھی ان سے تعاون کیا اور وسعت پذیر
اور خطرناک در طاووی اقدار کے ختم کرنے کے مقصد میں ان کی مدد کی وہ زندگی بھر
انگریزوں سے سخت معرکہ آرائی میں مشغول رہے۔ قریب تھا کہ انگریزوں کے
سامنے منصوبوں پر پانی پھر جائے اور وہ اس ملک سے بالکل بے دخل ہو جائیں مگر
انگریزوں نے جنوبی ہند کے امراء کو اپنے ساتھ ملا لیا اور آخر کار اس مجاہد بادشاہ نے
۲۹ مئی ۱۸۹۹ء کو سری رنگا پٹنم کے معرکہ میں شہید ہو کر سرخروئی حاصل کی انہوں نے
انگریزوں کی غلامی اور اسیری در ان کے رجم و کرم پر زندہ رہنے پر موت کو ترجیح دی
ان کا مشہور جملہ یہی مقولہ ہے کہ

”گیڈر کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے“

جب جنرل ہارس کو سلطان کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے اس کی نقش پر
کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا جن کی صد قوت کی تابلیغ نے تصدیق کر دی۔

”آج سے ہندوستان ہمارا ہے“

ہندوستان کی تابلیغ سلطان میپو سے زیادہ بلند ہمت، باخ نظر مذہب و وطن
کے خدائی در غیر ملکی قدار کے دشمن سے ”میں نہیں۔“ انگریزوں کے سے میپو
سلطان سے زیادہ صیب در قابل نفرت شخصیت کوئی نہ تھی۔ بہت مر صد تک
(اور وہ در ہم نے بھی دیکھا ہے) وہ اپنے دس کی ”گ“ بھانے در آزادی و جداد کے

میں پیش کیا ہے اس کی مثال دوسری تحقیقوں کی ترقیاتی پسندیدہ مثال میں بھی
مشکل ہے دیکھتے ہیں۔

اس کے تحت ہی مسکن کا طریقہ دیا

تھا قیامت کا قیام اور قیامت کا تصور

ضرورت تھی اور یہ ان کا حق تھا کہ اس صاحبِ عمریت و حسیت اور صاحبِ
دعاوت و فراست سلطانِ درقاہد و مجاہد پر ایک منصفانہ و محققانہ کتاب لکھی جائے
لیکن افسوس ہے کہ تصانیفِ درقاہد و تاریخی کتابوں کی کثرت کے باوجود نگرانی یا رد
میں کوئی ایسی کتاب اس وقت تک ہماری نظر سے نہیں گذری جس میں ان کے
شخصی، خانہ دانی یہاں تک کے ان کے دینی و روحانی حالات و تعلقات اور پھر ان
کے کارنامہ جہاد، نظمِ سلطنت اور سنت و شریعت کے احترام و برائی کو ششوشوں
کا تفصیل سے ذکر ہو چونکہ ان کا روحانی و اصلاحی تعلق ہمارے عائدان کے ہر گز
سے رہا تھا سہی اور بھی خوشحال تھی کہ ان سب پہلوؤں پر ہماری دماغی، قلبی
کتابوں و دستاویزوں سے روشنی ڈالی جائے اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق
دار معلوم مدوۃً سلماً کے ایک فاضل مرید گرامی قدر موصوفی محمد عباس بھنگی ندوی کو
دی جنہوں نے اس موضوع پر ایک مفصل تحقیقی کتاب تیار کی جس کی ہامیہ و
ترجیب میں راقمِ اعروف کی تحریک و تشویق اور ہمت افزائی شروع ہی سے شامل
رہی۔ ان کو اس سلسلہ میں سلطانِ شہید کا پڑوسی ہونے اور جوہی ہند کے ایک
باحسیت اور باتوفیق خطہ بھنگل (ریاستِ میسور) کا باشندہ ہونے کی بناء پر حق شناس
بھی حاصل تھا جس کو فقہ اسلامی نے تسلیم کیا ہے اور اس پر روشنی بھی ڈالی ہے۔

۱۶
تھ کا شکر ہے۔ سوسے سے مطابقت و فہمیت، تحقیق قلبی اور حسیت دینی کی بنا پر
بڑی بیاد و محنت کے ساتھ یہ کام انجام دیا جس کا مدار کتاب کی مرست اور
اس موضوع پر اظہارِ خیال اور خرافات کا سب سے زیادہ حق رکھنے والی شخصیت
فاضلِ گرامی پر دھیر ملحق تھ صاحبِ نظامی علی گڑھ کے مقدمہ ہی سے ہو سکتا ہے
جس سے کتاب کی قدر و قیمت اور بڑھ گئی ہے اور وہ اور بھی مستند ہو گئی ہے۔

نقدِ اللہ مید ہے کہ سلطانِ شہید کی شخصیت اور ان کے کارنامے سامنے
آئے کے بعد ایک ہمارے بھی ملکات اور معلومات میں امتداد ہو گا۔

اللہ تعالیٰ مصنفِ عزیز کی اس بامقصد، نتیجہ خیز اور قابلِ تیریک و تہنیت
محنت اور دیدہ وری کو قوسِ فرما سے اور اس سے کم سے کم امتِ سلامیہ کے نوجوان
افراد اور باحسیت اشخاص کو دینی حسیت، سلامی غیرت، اور ملک کی صحیح خدمت
و رہنمائی کی توفیق عطا فرمائے۔

وما ذلک علی اللہ بھزیز

ابوالحسن علی ندوی

۱۶/۲/۱۳۶۶ھ

۱۶/۲/۱۳۶۶ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ہیر و کی تبدیل و تو ہیں سے سے ہے ستموں کہ سلطان نیپولے، اس سے بیکار تھے
 ، گریوں کے قندار سے دور اس عالمگیر اقتدار کے سلسلہ میں ، صغیر مند پر
 برطانوی قصد کی ہمت اور اس کی عہد سازی و انقلاب آفرین کے نتیجے اور اس کے
 سنگین نتائج سے (۱۷۰۷ء) صرف ہندوستان ملک مت اسلامیہ اور بین الاقوامی سیاست
 اور مستقبل پر اثر انداز تھے ادا قف در حاکم ہوسے کی بڑی بڑی دور بین ، نبیوں
 زمانہ وراہل ہمت و عہد و عہد کے یہاں بھی ست کم شائیں متی ہیں۔ گراس کی
 (نیپولین کے علاوہ) کوئی مثل متی ہے تودہ حضرت سید محمد شہید (۱۷۷۰ء تا
 ۱۸۰۳ء) کے ان خطوط متی ہے جو اسوں نے صادر کردہ گواسیہ کے در پر علی و
 ہندوستان اور ان کے فوجی سپہ سالار غلام حیدر خاں کے نام لکھے تھے اور جن میں
 انگریزوں کے بارے میں یہ فقرے آئے تھے

راجہ ہندوستان کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

”جب سب کو خوب معلوم ہے کہ یہ پردیسی سمندر پار کے رہنے والے دنیا جس
 کے تاجدار اور یہ سودیچے دے سلطنت کے مالک بن گئے ہیں بڑے بڑے اہل
 حکومت کی حکومت و سر کی عزت و حرمت کو سہوں نے خاک میں ملا دیا ہے۔ جو
 حکومت و سیاست کے مرد میدان تھے وہ بے پروا تھوڑے سیٹھ میں سے تھے۔
 چند عرب و بے سرو سامان کہ ہمت و مدد کر کھڑے ہوئے ہیں اور محض لٹ کے
 دین کی خدمت کے لئے تھے میں اس اور دولت کی ان کو درجہ نہیں۔
 گواسیہ سے سپہ سالار جورج غلام حیدر کے نام خط میں تحریر فرماتے ہیں۔
 ”ملک ہندوستان کا بڑا حصہ غلاموں کے قصد میں چل گیا ہے اور انہوں سے

ہر جگہ محمود یادیق پر کہ باندھی ہے ہندوستان کے حاکموں کی حکومت برآمد ہو گئی۔
 کسی کو اس کے مقادیر میں نہیں بلکہ ہر ایک ان کو اپنا کاجھے لگا ہے۔ چونکہ بڑے بڑے
 اہل حکومت اس کا مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر کے بیٹھ گئے ہیں اس لئے
 چند محروم اور بے حقیقت اشخاص نے اس کا بیڑا اٹھایا ہے۔“

شاید اس فراست ایمانی ، ہمت دینی اور باخ نظری اور توفیق عمل میں
 اشتراک کی وجہ یہ بھی ہو کہ سلطان شہید کے حامیان کاسید احمد شہید کے خاندان
 سے روحانی و تربیتی تعلق تھا جس پر بہت کم کتابوں و مضامین میں جو سلطان شہید
 کے بارے میں لکھے گئے ہیں۔ اشارہ کیا گیا ہے اور جس کا تکلف ”دقائق محمدی“
 کے میں یاں سے ہوا جو سید صاحب کے سفر حج کے موقع پر کلکتہ کے قیام کے سلسلہ
 میں اس کے خاندان کی صاحبزادیوں اور صاحبزادوں کے سید صاحب کو دعوت
 دیے اور ان سے ہمت و ارادت کا تعلق قائم کرنے کے سلسلہ میں کتاب میں آیا
 ہے۔ اور پیش نظر کتاب ”سیرت سلطان نیپولین“ تصنیف مرزا گرامی تھرمولوی محمد
 یاس مدوی میں تفصیل سے اس خاندانی تعلق و روابط پر روشنی ڈال گئی ہے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سلطان شہید کی شہادت نے ہندوستان کی شق
 یونیورسٹی خارج دل دیا۔ اور اس کو برطانوی قندار کے حصار کر دیا۔ جس کے
 اثرات ہندوستان پر عمومی طور پر اور مت اسلامیہ ہند پر (جو عالم اسلام میں علمی و
 دینی و سیاسی طور پر قائد و سربراہ کر چکی تھی) سمیت عمیق دور رس اور محیط تھے۔
 اس حقیقت کو شریگانہ مولانا ظفر علی خاں نے جتنے بلیغ اور حقیقت پسندانہ انداز

پیش لفظ

از: پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی علی گڑھ
(سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی)

ہندوستان کی جنگ آزادی کی تاریخ میں نیپو سلطان کا نام ہمیشہ سری مروف
میں لکھا جائیگا۔ بقول اقبال

اے شہیدان محبت ما امام

آزاد ہندو چین و روم و شام

اس شمع آزادی کے پروانے سے جس دامن انداز میں زندگی کے اعلیٰ مقاصد

کے جان قربان کرنے کی رویت قائم کی اور علل کیا

درجہاں نتوان اگر مردانہ ذہنت

ہمو مردان جاں سپردن زندگیت

س سے دوس میں ہمیشہ عزم و ہمت کے پر خ زدن ہوتے رہیں گے۔

سری رنگا پنم اور بالاکوٹ جنگ آزادی میں وہ منزلیں ہیں جہاں مجاہدین نے
سر پر کشن باندھ کر برطانوی ستعمار کے خلاف جنگ کی تھی ان مردان غازی کے
کارنامے آج بھی چشم تصور سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ بڑی بڑی لاشیں بستا ہوا ہوا
دیکھتے ہوئے چہرے ہوکتی ہوتی دھڑکتے

بنا کردہ خوش رہے ہاکا خون غلطین

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت دا

نیپو سلطان نے جس طرح سری رنگا پنم کے میدان میں جان بجان آفریں کے
سر پر کی اس نے مردہ دلوں میں خون زندگی دوڑا دیا پھر سید احمد شہید نے حسرت دینی
سے اس سر فروشی کے جذبہ کو مزید تقویت پہونچائی اور جہاد کا ایسا غلطہ بلند کیا کہ
فضا میں تک

اے مجھے بھی شہادت نصیب

یہ فضل سے افضل عبادت نصیب

کی صد اس سے گونج نہیں۔ در جب جنگ دیوار کے بعد نیپو سلطان کے
خاندان کا قافلہ شہر بدر ہو کر کلکتہ پہنچا تو سید احمد شہید کے دست حق پرست پر
بیعت کی اور اسلامی جہاد کی عظیم ترین تحریک جہاد میں شامل ہو گئے اس طرح
سری رنگا پنم اور بالاکوٹ کی راہیں مل گئیں۔

نیپو سلطان کے حالات زندگی پر سب سے پہلے مستشرقین نے توجہ کی لیکن ان
کا مقصد سلطان شہید کو ایسے معاندانہ رنگ میں پیش کرنا تھا کہ ان کی شخصیت کسی
تحریک کامرکز نہ بن سکے۔ یہی حب ہندوستانی مورخین نے ان کے حالات زندگی کو
تفصیل سے لکھ کر شروع کیا تو صورت حال بد گئی محمود خاں بیگلوری
پروفیسر محبت افس پروفیسر بی علی شیخ وغیرہ نے اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات
انجام دیں۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب ایک چوں سال صاحبِ دوق مصطفیٰ نے جو میو سلطان کے وطن سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کی ذہنی تربیت سید محمد شہید کے خاندان کی عظیم تربیت شخصیت حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدنی کی نگرانی میں ندوۃ العلماء میں ہوئی ہے اس کام کو بڑی محنت اور تلاش و جستجو سے انجام دیا ہے۔ یقین ہے کہ ان کی یہ سعی ہر طرح مشکور ہوگی اور سلطان میو کے حالات زندگی کو صحیح پس منظر میں سمجھنے میں اس سے مدد ملے گی۔ انہوں نے سلطان شہید کی یہ دلآویز تصویر بڑی تحقیق اور جستجو سے تیار کی ہے اور زندگی کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالی ہے۔

میو سلطان کی شخصیت بہت جامع تھی۔ اس کے مجاہدانہ جذبات کے پیچھے ایک درد مند دل اور دنوازا شخصیت تھی جس کو دین کی علی گھروں کے احترام نے اور زیادہ دلکش بنا دیا تھا۔ اس نے انگریزوں کے خلاف تحریک کو پوری سیاسی بصیرت، عسکری مضبوطی اور بین الاقوامی تعاون کے ساتھ آگے بڑھانے کی کوشش کی۔ عثمانیوں سے روابط قائم کئے، فرانسیسیوں سے انگریزوں کے خلاف معاہدے کیے اور اپنے سفیروں کو فرانس، ترکی، ایران اور دوسرے ممالک میں بھیج کر بین الاقوامی سطح پر فضا ہموار کرنے کی کوشش کی۔ میو میں نے انگریزی اقتدار ختم کرنے میں میو سلطان کی معاونت کی۔ کافی تھراپی میں فرانسیسی افسر میو سلطان کی فوج کی تربیت کے لئے ہندوستان آئے۔ جب ۱۹۰۶ء میں خطاب فرانس کی یادگار میں جمہوریت پسندوں کی انجمن بنائی گئی تو میو سلطان کا نام اردو شہریوں کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ ان سفارتی اقدام کے پیچھے سیاسی، معاشی، تجارتی اور صنعتی مقاصد بھی کارفرما تھے۔ وہ پہلا ہندوستانی مسلمان تھا جس نے مغربی صنعت

و معرفت کے وسیع امکانات کا مدار لگایا تھا اور پی جی جی و سسی کا رخس طرف کر دیا تھا۔ اس نے ساحلی علاقوں اور شہروں میں فیکٹریاں اور تجارتی کمپنیاں قائم کیں۔ سبک، شکر، کاغذ کے کارخانے قائم کیے دیہاتی صنعتوں کو تقویت پہنچائی۔ ۱۹۰۹ء میں ٹائپ کا پریس قائم کیا اور اردو زبان کا اخبار جاری کیا گیا۔

میو سلطان نے پوری طرح اس بات کو محسوس کر لیا تھا کہ میدان کارزار اس معرود بیابان سے ہٹ کر سمندروں میں منتقل کیا ہے۔ چنانچہ اپنے عسکری نظام میں بحری تعلیم و تربیت کو خاص اہمیت دی۔ اس نے چالیس جنگی جہاز اور بیس Frigates حاصل کئے۔ فوجی اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں فتح المجاہدین، اسی کی ہدایت پر مرتب ہوئی۔ کرپٹرک (Kirpatrick) نے اس کی بحری تنظیم کو بے حد خطرناک بتایا ہے۔ وہ چاہتا تھا کہ دریائے فرات سے نجف اشرف تک نہر نکال جائے۔

عسکری نظام اور دلچسپیوں سے قطع نظر میو سلطان کا ادبی ذوق بھی حیرت انگیز تھا۔ اس کے کتب خانہ کی فہرست چار س اسٹوریٹ نے ۱۹۰۹ء میں شائع کرائی تھی۔ اس میں اورنگ زیب کے ہاتھ لکھا ہوا کلام پاک، تصوف بالخصوص خواجہ گیسو دراز کی تصنیف کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی اور اردو زبان کی کتابیں شامل تھیں۔

میو سلطان نے مذہبی رواداری اور وسیع القریٰ کی بھی شاندار روایات قائم کیں۔ ڈاکٹر سالیئر نے اس کی مذہبی فرخ دلی، اور ہندو مذہب کے ساتھ مکمل رواداری کی تعریف کی ہے۔

سلطان شہید سے ۹۹۰ھ میں شہادت پائی سی سال Battle of Navarino
میں ترکوں کو شکست ہوئی اس طرح یہ سب مسلمانوں کے سیاسی زواں میں سنگ
میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن بقول قبیل اسی کے بعد احیاء ملی کی تحریکوں کا
مسد شروع ہوا۔ سید احمد شہید کی تحریک میں جہاد کے ساتھ احیاء ملی کا پہلو بھی
بہت نمایاں تھا۔

یقین ہے کہ علمی حلقوں میں مولانا سید صاحب ندوی صاحب کی یہ
کوشش نفاذ اللہ مقبول ہوگی اور اس کتاب سے سلطان شہید کی شخصیت اور
کارناموں کو صحیح پس منظر میں کھینچنے میں مدد ملے گی۔ انہیں بے حد صبح کھا ہے۔

رفت سلطان از مرائے ہفت روز

نوبت او در دکن باقی ہنوز

خلیق احمد نظامی

علی گڑھ ۱۶/۱۲/۱۹۹۶ء

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

تقریظ

(نیز پروفیسر شیخ علی صاحب سائق، انس چانسلر گواڈیگور یونیورسٹی)

تاریخ، ماضی کا وہ تیسرہ ہے جس میں انسانی زندگی کا ہر نام پسو پچانی و گہرائی کے ساتھ
بھرا آتا ہے۔ یہ وہ پسو ساری ہو یا طغائی، سیاسی ہو یا معاشی، انفرادی ہو یا اجتماعی، وہی ہو یا
اعلانی، شہری ہو یا قریبی، تاریخ کا وہ ان حیات کا حافظ ہے اور جو اقوام یا افراد اپنے حافظہ کو
کوٹھنے میں اپنے مستقبل کو تحریک دیتے ہیں، حال ماضی کا نتیجہ ہے اور مستقبل حال کا نتیجہ
ہو گا اس عاقبہ سے تاریخ کی روح میں ماضی، حال اور مستقبل، تینوں کا مرکب ہیں۔ ساری ترقی
تدبیر و تمدن ساری تحریکوں کا نتیجہ ہے اور سب تحریکوں کی بنیاد پر ہی مستقبل کا قیام تعمیر کیا
جاتا ہے اس حقیقت کا اعلا شہید شہید محمد اللہ علیہ نے کس خوبی سے ادا کیا ہے۔

اسی کا تھا کرشمہ کہ حرب کے بچے کھیلنے جاتے تھے ایوان گہ کسری میں ڈھاک
یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ حرب کے رہن چاک کرنے لگے جبریل امین کے اسرار
عالم اسلام کی ساری تاریخ کا چوڑا دو اشعار میں موجود ہے۔ گہرائی و پچائی و روحانیت و
حقانیت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے ماضی کے یہ حقائق ہم میں عبرت و غیرت کا وہ شعور
بکھڑکاتے ہیں جو ہماری اچھی زندگی کے لئے اچھا مفید ہے۔

ملک کا لاکھ لاکھ شکر کہ کم ر کم اٹھارویں صدی عیسوی میں جبکہ سلسلہ میں ہند کا براہ حال
تھا، زندگی کی ہر منزل پر ناواقف حالات کا تسلط تھا، اس کے سیاسی، معاشی، سماجی، تمدنی، ثقافتی،
سبھی شعبوں کو تزلزل و ہلکا کی طرح چاٹ رہا تھا، دوران کے فتنے، ہندو، کمال مال، دوست، عزت،
غیرت، وقار، سب پر آنچلے گئے تھے، بیسور جیسی چھوٹی، ست سے مسرت و امید کی ایک
ایسی کن چھوٹی جو ہماری کئی ہمتوں کو دور کر سکتی تھی، یہ سلطان شہید کی ہستی تھی جس کی
روح میں اس آفتاب عالم ہمہ نور اسلام کی روشنی رس بس گئی تھی، اور اسی روشنی کی وجہ سے

برصغیر ہند پر ہی نہیں بلکہ تمام عالم پر بھی اس کا تسلط حیرت انگیز حد تک چھایا ہوا تھا۔ اسی روشنی کا اثر تھا کہ ان میں ہمت و ہمدردی، شجاعت و قہمت، اور دوستی و استقلال کی سب سے عکس حسبِ وطن و حریت، حق و صداقت، عدل و انصاف، رو داری و فیاضی و غیرہ اخلاق عالیہ بھی سراپا کر گئے تھے۔ اسی روشنی کی وجہ سے ان نے تعلیم و تہذیب کی بدافشاںیوں کو دور کیا، غلط روایات کو مٹا دیا، قانون کا احترام کیا، حریت کا سبق پڑھا، ورنہ یہ کہ چران خود شن کئے۔ اسی روشنی کی وجہ سے ان میں تدبیر و فکر، تنظیم و خراجِ خودی، عمل و آزادی، تلاشِ حق و معصودِ حیل کے، جتنے بھی امور سے جس کی مثال ان کے عہد میں مفقود تھی، مزین و ایک طبع اللہ تعالیٰ ہند رہتے جو اسلامی تعلیمات سے سرشار ہو کر ملک و ملت کی فلاح و بہبودی کا ہر پہلو غور کرتے تھے۔

سلطان کی زندگی کے دو اہم صوبے تھے حسن و حسن و حسن و حسن دراصل یہ دو صوبے بھی ایک ہی سرکہ کے دو رخ تھے، خلافت راشدہ کا ممدان کے ذہن پر نقش تھا وہ تلاشِ حق و خدمتِ خلق کو دین محمدی کا ثناء سمجھتے تھے۔ حدیثی سبیل نہ پر گامیاں تھا حصولِ آزادی و انفرادِ خلائی پر اس کا اہتمام تھا ہر قسم کی غلامی، سیاسی ہوا یا معاشی، سماجی ہوا یا تمدنی سے تراورہ کر دیا اسان ہندو سمن کا درجہ پاسکتا ہے یہ ان کا خیال تھا سلطان ایک سرور کا ہونا چاہیے جو دین کے خاطر آزادی کے خاطر اور وطن کی جفا کے لئے نہ صرف اپنے تخت و تاج کو پسہ حقارت سے ٹھکرانے کے لئے ہی تیار تھا بلکہ اپنی جان و زیر کو بھی قربان کرنے پر تیار ہوتا تھا۔ اس نے اپنا وعدہ بچا کر دکھایا۔ غیر ملکی اقتدار کے خلاف جہاد کرتے کرتے حاکم و مل پر اپنا مقدس عن بیا کر اس کے ذروں کو منور کر دکھایا۔ حسبِ اسلام و حسبِ وطن کے لئے حسبِ اپنی جان قربان کر دی تو وہ بجا طور پر شہیدانِ وطن کا امام بن گیا۔ اس لئے تو علامہ اقبال نے کہا ہے:

”ہاں شہیدانِ محبت و امام کہوئے چند چین و درود و شاد“

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ انگریزوں کو ان سے بڑھ کر کوئی اور حریف نہیں ملا سلطان کی حکومت جنگ کے دور میں شروع ہوئی اور جنگ کے دور میں ہی۔ سارے ہندوستان میں میسوری ایک ایسی ریاست تھی جس نے انگریزوں کے خلاف ایک سب سے چار جنگیں لڑیں۔ اس میں دو جنگیں تو ایسی تھیں جس نے انگریزوں کے دانت کھٹے کر دیے۔ اس کے سپہ سالار بلال تھے۔ یہ تو

مٹتے یا بھاگتے یا ہر رنگ و شکستہ سے مدد مانگی ہو جاتے رہے۔ انگریزوں کی آمد کے بعد سلطان واحد متحد رہا جو مسلسل سس راس پر مصر ہوا کہ ملک کی آزادی سے بلالارک کوئی شے نہیں۔ غلامی کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ آزادی کے ایک لمحہ پر غلامی کی حیات جادواں قربان ہے اس نے پوچھا

شیر اچھا ہے مے ملت ایک دوزخ لی یہ وہ گیدڑ ہے۔ بھگتا گیا ہندو سار حلو

سلطان کے اسی خیال کا آخر شیرانی نے بیان کیا ہے:

”عشق و آزادی ہمارے رست کا سال ہے عشق میری جان آزادی میری راس ہے

عشق پر کروں خدا ہی اپنی ساری زندگی سبک آزادی پر میرا عشق بھی قربان ہے“

بھارت میں بار بار یہ سوال اٹھتا ہے کہ جنگ آزادی میں مسلحان کا کیا حصہ رہا ہے اس کا جواب کوئی حاکم چاہے تو مکمل کے سرور اعدہ یا میر قاسم یا لکھنؤ کے شہیدانہ دور یا میسور کے حیدر علی حاکم و قیام سلطان شہید کے دہانتے مہموں سے اندازہ کرے یا سلطان کے ان خواہوں کو پڑھے جو ہر دن علی الصبح وہ لکھ دیا کرتے تھے جس میں اس کی میند کا ہر لمحہ، انگریزوں کے خلاف رزم آری میں لپٹا ہوا تھا، یہاں تک کہ جنگ آزادی میں مسلمانوں کے دل پر غار نہ ملے۔ لے، یا ہمارے شاہِ ظفر کے جڑ پات کا احترام کرے جبکہ اس نے کہا:

”مندیانِ چین نے خود نفس کے فوق میں بیچ ڈالا چند کیوں کے لئے سارا چین“

یا البطل اور سلطان یا کاسریہ یا میندار کے صفے چاٹ ڈالے یا مولانا محمد علی جوہر کی تقاریر سے حریت کا مضمون سمجھے یا مولانا حسرت موہانی، مولانا محمود الحسن، حضرت سید احمد شہید، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبد الحامی و مولانا ابوالکلام آزاد کی ساری محبتوں کو ششوں پر نظر ڈالے جو اصنافِ شکر و تحسین میں محفوظ ہیں۔

سلطان کا دوسرا اہم کارنامہ مورِ مدینت میں رعایا کی فلاح و بہبود ہے۔ رام و پیکار کی معرکہ و فتنوں کے باوجود سلطان سے اس ستر حاکم اور مستحکم نظام قائم کیا تھا کہ وہ آج بھی مدینہ ممالک کا نصب العین بنا ہوا ہے۔ گردِ شمن سے تعریف لگے تو وہ پچالی پریش ہو گیا۔ ایک انگریز مورخ سور قمر رے جب آپ اپنی ملک سے گزر رہے ہوں اور دیکھیں کہ راحت ترقی پر

عظیم و شریف سے ملے گئے ہیں۔ ان کی حکومت شرع اسلام سے بالکل موافق رہی ہے۔
اس خیال سے کسی کو اختلاف ہوگا۔

ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی رہا ہوگا کہ سلطان کے ظلم حکومت میں وہب انقلابی عنصر
موجود تھے جو ظہور اسلام کے بعد نمازیں صدی بیسویں تک اس سبلی کو رتی رتی راہ پر گام
کر رکھے تھے سلطان مشرق و مغرب کے علی موم کا سرکب تھا وہ یہ ظلم سے قیام کا تو ہیں
تھا جس میں تکمیل بشر کا امکان ہو وہی مقصد کیلئے رہا وہی در اسی مقصد کے حصول کے خاطر
پنی جان دیدی۔

نی پانچ علی

یسو

toobaaelibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز سخن

الحمد لله رب العالمین الرحمن الرحیم مالک يوم الدين
وہ مستعین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی آله
واصلحہ ودریائے واهل بیتہ ومن تبعہم باحسن التی یوم الدین

امام بعد

تفسیر کلام پال تشریح حدیث مبارکہ اور سیرت نبوی علی صاحبہما الصلوٰۃ
والسلاّم ایسے موضوعات ہیں جس کے بارے میں کسی مرتب یا مصنف نے آج تک
یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس سے ان کا حق دیا گیا ہے اور نہ ان موضوعات کی بے پناہ
وسعت اور گہرائی کوئی طرح کا دعویٰ کر سکتا ہے

صرف سورہ فاتحہ کی تفسیر بیسے مولانا ابوالکلام آزاد اور جس لفظ قرآن میں پانچ سو
صفحات پر مشتمل پوری ایک عدد درکار تھی حدیث مبارکہ کی متعدد کتابوں میں صرف
صحیح بخاری کی تشریح و تحقیق کیسے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ نے پوری چودہ جلدیں میں
علامہ سید سید سیرت نبوی علی صاحبہما الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کو سات ضخیم جلدوں
میں لکھے کے باوجود اس کا حق ادا کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے کچھ عرصے میں چودہ سو ساڑھے
اسلامی تاریخ کی تدوین و ترتیب کا بھی ہے اسلامی تہذیب و ثقافت علوم و فنون قوام و
قبائل سطوتیں اور مشہور مت میں اگر موعظ اللہ کرگوں نبی نبی علیہ السلام سے توبہ

دشمن کے ساتھ کئی حالت سے۔ سب سے پہلے ہمسایہ اور ہمسایہ کا تاریخ سے۔ ان میں
 سے سے تہہ بردی نہیں سے ہی طرح بعض مسلم شخصیات یہی بھی میں جس کا مرقہ
 ہوا ہے نہیں رہی قابل فرحوش اسلامی حضرات اور مدد کلا لہ سے ایسی قوموں و
 ہوا ہوا دیکھنے ہوئے اسلامی تاریخ سے سخت میں ان وہ حق مسکن دیا گیا جس سے
 وہ مستحق تھے نہ کسی اعتبار سے اس کے ساتھ، اصلی ہونی اور اس حیثیت سے ان کا
 تذکرہ۔ ہوسکتا ہے ہوا اور یہ صحیح لکھا میں رہی جن قومیں ان ہی مظلوم تاریخ
 سار تقصبات میں سلطان محمد حضرت پو شہید و محمد تہ علیہ السلام کو راہی بھی سے
 جس کی تاریخ و سیرت نگاری میں اسلامی مفسرین کے خاصہ راہ و تہ میر مسلم، موصوف
 معری اور میں دستہ فقہان پیش پیش رہے اس کا نتیجہ ہو۔ یہ طرف اس کی میں
 و دیلی حویں تو مسندوں کے سامنے۔ کس میں اس کے حقیقی اسلامی مشن سیدی
 و صاف علمی خصوصیات اور اس فطری کمالات و دین تیار ت پر پردہ پڑا جس
 سے وہ محمد بن قاسم طارق بن زیاد، صلح نہ رہی یولی و سید احمد شہید کی صف میں شامل
 ہونے سے قابل تھے دوسری طرف معری سور میں نے ان کی تبلیغ کو مسخر کر دیا اور عام
 اس میت کے سامنے رہی شخصیت کو ظالم و جاہل و در یک حصص طمرن سے روپ
 میں پیش کیا پس چہ "والمس" سے اپنی کتاب تاریخ یسور میں، سونہ حصص ثبات
 سے سے و ششش کی کوہ ہر اس سے پن ترم و ششش کو سے ہر مردار و قور
 دیتے پر صرف کیا یہ مشہور ٹریڈ مارج میں نے ہر گنگ لے تعصب سے اعتبار
 سے سو محمود غزنوی کا تصدیق ثبات کرے ہی کو ششش کی اسی طرح میں سے ہمدردی
 سے نام پر بعض سور میں سے، سبکی جرات و بہادری کا اس نے پو میں سے مور
 برے دبا و عطا ناز دیکھ کی و ششش کی اس نے۔ نیپوشیعت میں پو میں سے ست
 سے تھا۔ اس سے اس فوجی حرس سے اپنی غیر معمولی شہرت و مہارتی لے باوجود

میں اس اشرار و پے آپ لوگوں نے عہد ہوا تھا میں نیپو سے
 زیادہ محنت حالات میں بھی خود سپاہی و اپنی قومیں تو دیکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ
 اسے ہوتے شہر نیپو سے ہا پسد یہ اس میں منظر میں اس طرح کا ہوا اسل شخص
 اہمیت کو گھٹانے کے مترادف تھا

اس سے۔ میر مسند سور میں سے ہی تاہم میں قاریں و یہ نثر دیکھ کی
 حق الامکان و ششش کی اس سے ہے عہد حکومت میں ہمدوں و عیبوں پر
 میر معمولی علم کیاں لے علم سے ہے شہر مسندوں کو ڈھایا گیا و ہمدوں میر مسندوں
 تاہر مسند میں اصل یا یہ اس الزامات کی حقیقت کو کچھ ایسے ہم صرف ایک مثال
 پیش کرنے میں وہ۔ نیپو سے متعلق ملکی کسی کٹر کتابوں میں اس غیر مصدقہ روایت کو
 اصل یا یہ سے۔ اس سے صرف ہر گ شہر میں ستر ہزار سندوں کو حرم مسندوں
 ہا خدا خدا تاریخ یسور پر غور رکھنے والا ایک عام طالب علم بھی یہ بات بھی طرح
 جانتا ہے۔ میر نیپوش ہر گ شہر تو دار کی بات پورا خط کو اس کی بدنامی بھی
 ۱۰۵۰ سے راہ مسکن بھی اور اس میں بھی ہی ہزار مسندوں و عیبانی پہلے ہی سے
 ۱۰۶۰ سے اس بات کی حقیقت کو واضح کاف کرنے کی توقع معری سور میں سے
 نہ ملے گی اس سے کہ معرب پیسے متعدد و جودی مید پر مسلم سند میں نیپو سے راہ
 قابل نفرت کوئی اور شخصیت نہیں تھی

یوں تو قاری میں شہر میدری سے نام سے اس موضوع پر نیپو سے
 نہ میر حسین علی رہانی کی تصنیف پسے ہی سے موجود تھی میں رہانی کے ٹریڈوں
 سے پاس غرہ ہدی کے دارال رہی لے حم پر اس کتاب کے لکھے کی وجہ سے اس کی
 مشاہدہ کے مطابق بعض غیر مصدقہ روایات کو اس کتاب میں جگہ مل گئی تھی بعد میں
 محمود حسن گھوری نے سلطنت حدود یسور کے نام سے ایک مفصل کتاب لکھی

نہیں رہی یہ تالیف بھی متعدد جویوں سے، خود بعض وجوہات کی بنا پر تاریخی معیار پر پوری نہیں ترسکی شعوری یا غیر شعوری طور پر اس میں بھی بعض غیر محقق واقعات جھڈ پائے گئے اس کے بعد پروفیسر عجب جس صاحب در پروفیسر نی شیخ علی صاحب نے تہذیبی میں اس موضوع پر تحقیقی کام کیا اور یہی بات یہ ہے کہ سلطان شہید پر ان دونوں کی کتابیں بڑی طویل کاوش، جستجو کا نتیجہ در سب تک کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتابیں تھیں میں ان سب تحقیقات و تصدیقات کے، خود شہید مت کی زندگی سے متعلق بعض ہم گوئیے بھی تھے جس پر اب ملک سی بھی کتاب میں تفصیل سے روشنی سبب ڈلی گئی تھی اور وہ پہلو اس کے مسیح اسلام اور ایک داعی حق ہوئے کا تھا سب ملک کی تمام موجودہ کتابوں میں اس کو صرف بحیثیت ایک کامیاب صحران ذہین سیاستدان قابل فہم اور سادہ سپ سالہ کے روپ میں پیش کیا گیا تھا اور یہی حقیقت ہے اس کے کارناموں اور خوبیوں کو ملک ملک مد سے بیان کرے کی کوشش بھی کی گئی تھی نتیجہ یہ تھا کہ عالم اسلام کیسے ملکی مدعی اور تمدن ہیں اس میں کیسے ملی غیر معمولی کوششوں کو بھی سیاسی فواید اور فوجی معاونت ہی کے پس منظر میں دیکھا گیا مثلاً جب اس سے قسطنطنیہ خلافت عثمانیہ کی خدمت میں اپنا سفارتی وفد بھیجا تو اور میں نے اس سے یہ تیو نکار کہ مسکا مقصد اپنی باہرست کی توثیق کے علاوہ انگریزوں کے خلاف ایک دہڑے سیاسی و فوجی مدد کا قیام تھا بلکہ ضمیمہ عثمانی کے، مل لکھے گئے اس کے متعدد خطوط کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ یہ تو صحنی مقاصد تھے اصلاً اس وفد کے ذریعہ وہ خود سلطان سیم ضمیمہ روم کو عالمی سطح پر خلافت عثمانیہ کے خلاف ہونے والی ریشہ دو نیوں اور مغرب بافصوص، برطانیہ کے ناپاک حرا تہم سے واقف کرانا چاہتا تھا

تھا د سلائی کیسے، ملکی کوششوں، ایک صحیح سلائی معاشرہ کے قیام کے سے

اس کے منصوبوں، عقائد کے سلسلہ میں سنی پختگی، دعوت و غزوات سے اس کی طبیعت و نعت اور سنی تقوی و پاکبازی وغیرہ کے تفصیلی حالات ایسے تھے جو سکوا، ایک حکمران و سیاستدان سے زیادہ ایک سچے مسیح اسلام اور داعی حق سلطان کے روپ میں اسلامی تاریخ کے نامور مردان کی فہرست میں شامل کرنے کیسے کافی تھے لیکن فصوص کہ اب ملک سلطان شہید پر اس حیثیت سے تحقیقی کام نہ ہوئے کہ برتھا

یہی وہ اسباب و محرکات تھے جس کے پس منظر میں برنی و محمودی مفکر سلام حضرت مولانا سید ہاشم علی ندوی دستبر کا تہم بار بار اپنی مجالس میں بکتے تھے کہ اسلامی تاریخ میں سلطان شہید کو وہ حق نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق تھے حالانکہ ہندوستانی تاریخ اس سے زیادہ منہ بہمت و بالغ نظر مذہب و وطن کے فدائی سلطان سے آتش سبب تصانیف کی کثرت کے باوجود اس کی ہر جہت شخصیت پر ن کی زندگی کے تمام پہلو اس کا احاطہ کرتے ہوئے بافصوص ان کی اسلامی و دینی حیثیت کو اجاگر کرتے ہوئے ایک منہل کتاب کی ضرورت اب بھی باقی ہے کوئی لہ کا نہ دھٹھے در اس خدمت کو انجام دے تو منت کی سنری تاریخ کا ایک ہم خطا ہو سکتا ہے ۱۹۸۸ء میں جب میں دار العلوم مدوہا لعل سے فضیلت کے بعد اپنے وطن بھٹکل لوں تو میرے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک و گزیدہ بندہ کی دلی تمنا و خواہش کی تکمیل کا مجھے بے جداعت کو ذریعہ بنایا گیا ۱۹۹۲ء کے دہل میں ایک روز میرے محترم ستاذ و نرم فرما مولانا فاروق صاحب ندوی (سابق مستم جامعہ اسلامیہ بھٹکل) نے مجھ سے یہ کہا کہ بنگلور کے ایک موقر درہ کی طرف سے عربی میں سلطان شہید کی سوانح حیات لکھنے کی پیش کش کی گئی ہے اس کا مجھ سے تعلق و شغف کی وجہ سے اصرار تھا کہ میں اس دہر داری کو قبول کر دوں مجھے فور حضرت مولانا دستبر کا تہم کہ وہ باتیں یاد آگئیں جو میں ندوہ کے رماطاسب علمی میں مولانا کی کمر مجالس میں سنتا

[illegible][illegible]

۲۸
 سے یہ موقع بھی واقعی ۱۰ محسن تحقیقات، شریات، سلامہ صحابہ سے شائع
 کرے کا قصد فرمایا درحیہ ہم اسکا اشاء نہ ہو، پھر مری میں عربی و سری میں
 محی منتسب کر دیا تاکہ فلاحہ الحمد ولہ الشکر

میں نے اس کتاب کے مسودہ کو احتیاطاً اس موضوع پر اس وقت پورے
 ہندوستان میں سند کا درجہ رکھے والے، ہر نیو پورہ میری شیخ علی صاحب سابق دس
 چار سو ۱۰۱۰ ینگور پورہ میں لی خدمت میں بھی پیش کیا جسوں نے پی سے پناہ
 مشغولیت کے باوجود حاضر ہوا، سوادیکو کہ ہے کہ قدر مشوروں سے ہرگز بعض حد
 اسکی اصلاح بھی فرمائی پھر بھی سب بھی مجھے دو ترشتوں سے رات کا بھی
 نہیں میں اس کتاب کو اس موضوع پر ہر عمل میں کھتا ہوں مجھے جیسے ہے۔ اب
 محی میں ترسیم و اصلاح کی مست کسی شخص ہے میں سبایت احسان مدد ہوگا ہے ان
 مخلصین کا جو مجھے اس سلسلہ میں ہے قیمتی مشوروں سے نوزیں تاکہ مکی شاعت لے
 موقع پر اسکا خیال بدکھا جسکے

لہذا تعالیٰ نے اس کتاب کی تالیف کے دوران میری صطرح مدد و سنگیری فرمائی
 سلو میں بیان میں کر سکتا ہوں قدم پر اسکل بعد توں کا ظہور ہوتا رہا در صرف اور صرف
 ایسی توفیق سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا اور اس کتاب میں قاریوں کو کوئی غلطی نظر سے
 تو میں اسکو سی رب کریم کی طرف مسوب کرتا ہوں در سبکی غلطیوں در غامیوں کی خود
 اپنی طرف نسبت کرتا ہوں

مری و تھادی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدوی دامت برکاتہم نے اس
 سلسلہ میں شروع سے آخر تک تحریک ترعیب، تشویق و ہمت فرمائی اور بے پناہ
 شفقتوں کے ذریعہ جس طرح میری سرپرستی فرمائی اور اسکی تکمیل و طباعت کا جس قدر
 آپ کو شدت سے شتیاق و انتظار اس کو میں بیان نہیں کر سکتا در ان کے ان عظیم

۲۹
 خدمات و ہر مکی محروم ہوش محی میں اسلئے محض توفیق ہی ہے پایہ تکمیل تک
 پہنچنے والی اپنی اس حقیر سی کوشش کا اس بی کی ہرکت و دست گری کی طرف
 تناسب رکھے میں یہی دعا کرتا ہوں کہ لہ تعالیٰ امت کی اس عظیم امانت کو تادیب
 سلامت رکھے در اس کو رک باقائے فرموش دین و امت کا آخرت میں اپنی شایاں
 شان بدل نصیب فرمائے آمین

میں پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب علیگڑہ اور پروفیسر شیخ علی صاحب میسور کا
 تہ دل سے ممنون ہوں کہ اس وہ ہرگوں نے میرے اس مسودہ کا پی بے پناہ
 مشغولیت سے باوجود معاند کرے ہے قیمتی تاثرات کے ذریعہ میری ہمت فرمائی
 فرمائی

بڑی ناسپاسی ہوں اگر میں استاد کرم مولانا قاضی فاروق صاحب ندوی کا شکر یہ
 کہ کہ اس جن کی ترغیب و دھپسی در خصوصی دعا میں حضرت مولانا مدظلہ تعالیٰ کے
 بعد اس کتاب کی تکمیل میں سبب زیادہ شامل تھیں

محترم مقام حضرت مولانا محسن اللہ صاحب ندوی نائب ناظم بدوۃ اللہ اور
 حضرت مولانا محمد رفیع صاحب حسنی ندوی مستم دار علوم بدوۃ اللہ کا بھی میں سبایت
 مشکور ہوں جس کی خصوصی شفقتیں اور کرم فرمایاں ہمیشہ کی طرح اس کتاب کی تکمیل
 میں محی ہاموم در محس سے سبکی حد طباعت میں بالخصوص شامل رہیں
 اسی طرح گزردہ در اس جامعہ کی عنایتیں نہ ہوتیں اور وہ مجھے وقتاً فوقتاً اس کام
 کیسے حاصل کرتے تو یہ کام شاید تہی جلد پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا در اس سب کو جزا سے
 خیر عطا فرمائے

اسکے علاوہ میں محترم جناب سیم تمنائی صاحب میسور عبد اللہ صاحب وطن
 پریس ینگور در مولانا عبدالعزیز صاحب ندوی بھٹکی مولانا خفران صاحب ندوی

پہلا باب

بارہویں صدی ہجری میں عالم اسلام و
ہندوستان کے سیاسی و دینی حالات

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

بارہویں صدی ہجری میں عالم اسلام و ہندوستان

اسی محی قمر یا محمد کے صلاحی و تہدیدی کارناموں کی سبب کہ مجھے
 نے سے اس صد کے سیاسی و دینی حالات کو سمجھنا پڑا ہے جس میں اس حکمران یا
 محمد وقت کے تمام گھٹن خاص و عیب اس کے مسد قیادت پر ظاہر ہوتے آتے
 اس کے دور میں وہ جس پاس سے جبر قیادی علاقوں و ممالک کے سبب و حادثات
 ماحضہ ہوں وہی اصلقی کیمیات میں ناقابل یقین حد تک گروٹ آ رہی ہوتی اس
 و ات میں محنت و ششش سے وجود میں آئے وہ دینی سلطنت و رعای
 نقشہ میں واقع ہوئے وہ سیاسی تدبیروں کی بصیرت و درپردہ حاتی ہے سلطان پید
 شہید ہے کہ انوں و اسلی حکمرانی کی دشواریوں و دوسرے حکمرانوں سے اس
 کے مقابل سے محی سلطنت حداد کے قیام سے قلم عام اسلام (جس سے اس
 و ات ہمارے ملک کے سیاسی و تمدنی رویہ و نظریہ و تھے درجس کا وسیع
 اثر انوں میں رہا کہ اس سے بڑھ کر کبھی نہیں تھا) و ہندوستان کے سیاسی
 صورت کا بارہویں زمرہ مدوری ہے اس سے کہ بقول مورخ اسلام حضرت
 علامہ سید ابو خلیفہ علی مدوری و مستدر کاظم۔

سانی معاشرہ یکسے دریاں ہیں جس کی ہر موج دوسری
 موج سے مربوط و متصل ہے اس کے سے کوئی ملک جو وہ ہائی دیا سے
 نسبتاً ہی شاہو اور ٹک تھک رہ گئی گذار رہا ہو رد و پیش کی دیا میں
 پیش آئے و سے ہر واقعات و انقلابات مہم بہرہ آزا طاقتوں اور

طاقتور تحریکیں سے یکسر غیر متعلق و غیر متاثرہ نہیں سمجھا سکتا۔

اسی سے سب سے پہلے ہم سے معتبر تاریخی حوالوں سے بارہویں صدی عری
/ ٹھارویں صدی عیسوی میں ملکی و عالمی و سیاسی و دینی حالات کا ایک مختصر نقشہ
پیش کرنے کی کوشش کی ہے جس سے قارئین کو شبہ و مت کے ن کارناموں کو
سمجھنے میں آسانی ہوگی جو انہوں نے اپنے محققہ فکر کرنی کے دور میں ہی ہوئے۔

بارہویں صدی عری میں عالم اسلام کے سیاسی حالات

یہ دور تھا جس میں مسلمانوں کو یورپ میں مسیحیوں کے بعد سیاسی کامیابی
حاصل ہو رہی تھی و عیسویوں کو برین میں اپنے مقاصد سے دستبردار ہونا
پڑا تھا۔ یہ دور مشرقی فریقہ سے پرہیزگاروں کا قیام عربوں کی کوششوں سے ختم
ہو گیا تھا۔ یہ دور سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت
عالم اسلام کا ایک بڑی حکومت ہندوستان پر پوری تاریخ کے نقطہ عروج کو پہنچ گئی
تھی عالم اسلام میں خلافت اسلامیہ کی نمائندگی دسویں صدی عری کے اوائل ہی سے
سلطنت عثمانیہ یعنی ترکی حکومت کر رہی تھی بعد ازاں اسے ابراہیم ترک درہنگری سے
یعنی تک پورا علاقہ اس کے زیر قبضہ تھا مشرق میں جزائر شرق الہند (اندونیشیا)
سے مغرب میں بحر دقینوس (بحرالکلیک) کے ساحل تک شمال میں ہنری سے
جنوب میں سلطنت گھانا تک اسلامی حکومتوں کا پرچم ہرا رہا تھا۔ سر قش سے
سوڈان تک عربوں کی حکومت تھی حجاز مقدس بھی سلطنت عثمانیہ ہی کی توسیع میں

تھا۔ حالانکہ یہ بات شریف کہ جو کسی سادت سے نفقہ رکھتا تھا کرتا تھا ہر جگہ
امن و امن تھا معاشی اعتبار سے خوشحالی تھی علوم و ہنوس ترقی پر تھے دین سے سلام
میں صنعت و حرفت اور کاشتکاری میں ترقی کی وجہ سے پیداوار اور برآمدات میں
جواب دہا و موہا تھی عمومی طور پر مسلمان پوری دنیا میں کروڑوں لاکھ مربع میل رقبہ
پر غلامی کر رہے تھے۔ ۱۲۰۰ھ میں ۱۲۰۱ھ کے ساتھ ایک سو پچیس ملین
(پندرہ کروڑ) کے قریب تھے۔ لیکن جلد ہی چند سالوں کے بعد اسلامی تاجران کا
ساک دور نہ رہا ہوا ایک مسلمان عام سیاسی میدان میں عروج سے زوال کی
طرف گئے دیکھتے ہی دیکھتے سلطنت عثمانیہ زوال ہونے لگی۔ ۱۲۰۰ھ میں شاہ
سر قش سلطان سہیل کی وفات کے بعد سر قش سیاسی و فوجی اعتبار سے کمزور
ہو گیا۔ سر قش ایران سے صفوی حکومت کا حاتمہ ہو گیا اور اس پر سنی خاندان
افشار سے نفقہ رکھنے والے مادر شاد نے قبضہ کر لیا جو وہاں سے آگے بڑھتا ہو
قدھار اور کابل ہوتا ہو۔ ۱۲۰۰ھ میں دہلی تک فتح کیا گیا۔ سر قش خاندان کے
ایک فرد نے ہاتھوں سے قتل کے بعد ایران میں بھی سیاسی ستری پھیل گئی اور
احمد شاہ درانی نے اس سے فائدہ اٹھا کر افغانوں کو متحد کر کے افغان سلطنت کی بنیاد
رکھی جو بعد میں مشرق کی طرف کشمیر و پنجاب تک پھیل گئی تھی۔ دھر یورپ میں
بلقان کا مسلم علاقہ بھی یورپ کے ہاتھوں چلا گیا وسط ایشیا کی بعض مسلم ریاستوں
کر عیر یاو آرمین پر روس کا قبضہ ہو گیا۔ سر قش اورنگزیب عالمگیر کی وفات سے
پہلی ہی سلطنت مغلیہ میں در زب پڑ چکی تھی۔ ۱۲۰۰ھ میں انگریز جنوبی ہند کے ایک بڑے

حصہ سے علاوہ جنگل پر بھی قاسم جو چاہے تھے یہی ۹۰ مارچ کو سہیلی سہیل
سلطنت نہ دے دیوے گا قیام میں رہا اور بہت سے دو قابل سپاہیوں کو اس میں
علی و سلطان ٹیپو کے حکمرانی کا آغاز ہوا

عالم اسلام کی دینی و اخلاقی حاست

حدیث شریف کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ متعدد ائمہ کے ساتھ
مسلمانان عالم سیاسی و معاشی میدان میں کتنی ہی ترقی یوں نہ کریں لیکن جیسے جیسے
مدد سوسی سے رہا۔ کا بعد بڑھتا چلا گیا مسلمانوں کی دی و اخلاقی حالت میں اضافہ
واقع ہوتا جا رہا ہے۔ کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد درج ہے کہ حبیروں
قرمی ثم الذی یلوہم ثم الذی یلوہم سب سے بہترین رہا۔ اذین
و خلائق ہمارے امیر ارمان ہے پھر اس کے بعد وہوں کا پھر اس کے بعد وہوں کا
ظاہر بات ہے کہ سب حیدر علی و سلطان نیپوشید سے جس صدی میں آج بھی
کھو نہیں تو وہ بارہویں صدی ہجری تھی اس میں در صد دوی میں گیارہ سو سے رہا
سال کا فرق تھا اسی اعتبار سے حدیث شریف کی روشنی میں اس زمانہ میں خلائق
خطاط دینی صعب اور بیماری کھڑی کا واقعہ ہوا نظری رہا تھا تاریخ اسلام کے مطالعہ
سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ مسلمانان عالم میں اس طرح کا دی و اخلاقی
خطاطہ ۱۹۵۹ء کی کس پس شروع ہو گیا تھا جس کے نتیجہ میں مذکورہ
تاریخوں کی شکل میں مسلمانوں پر مسلط ہو جب انہوں نے عالم اسلام کے اس وقت

سے سیاسی مرکز بغداد پر حملہ کر کے اس کی ریاست سے ایسٹ اسی کی اور پورے عیسائی
مسیحیہ ملک شہر میں قتل عام جاری رہا۔ اللہ کے قریب لوگ شہید ہوئے مشہور مورخ
بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق یہ تعداد ۷۰۰ لاکھ سے بھی زیادہ تھی اس
قیامت صغریٰ کے بعد دنیا میں سیاسی طور پر مسلمانوں کی جگہ کا بظاہر کوئی امکان
نہیں تھا۔ ان کے علاوہ بن اشیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب انکال میں یہاں تک
لکھا کہ "هو حال قاتل ابن العالم منذ خلق الله سبحانه وتعالى آدم الى الآن
لم يمتلوا امثلهما لكان صادقا" اگر کوئی کہے کہ تاریخ انسانی سے ابتدا سے اب
تک ایسا واقعہ نہیں دیکھا تو اس کا دعویٰ صحیح ہو گا لیکن اسلام کے دشمنوں ہی سے
ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی جگہ کا کام لیا اور خود نامی قوم ہی حلقہ بگوش
سلام ہو گئی اسی طرح حسب بارہویں صدی ہجری میں عام سلام کا سیاسی زور شروع
ہوا اور اس سے سلام کا مجموعی رقبہ شمالی و مشرقی و مغربی اور وسطیٰ قریبہ میں
مستمع حکومتوں پر یورپ کے قبضہ اور برصغیر میں مغلیہ سلطنت کے رول کی وجہ
سے کروڑوں لاکھ مرج میل سے گھٹ کر صرف ۱۵ لاکھ مرج میل تک پہنچ رہا تھا تو
اللہ تعالیٰ نے مغربی سامراجیوں کے مقابلہ کے لیے قلب اسلام سے دور بحیرہ عرب
کے مشرقی ساحل سے پچو خا صہ پر ریاست یسور میں ٹیپو کی شکل میں ایک ایسے خلیفہ
نشان کو پیدا کیا جس کے نام ہی سے انگریز ریز جاتے تھے اور برطانیہ میں انکی خواتین
اپنے بچوں کو ملالے اور ڈرنے کے لئے اس کا نام لیتی تھیں جس کے جیتے جی
ستمیاری طاقتوں کے لئے اپنے عروج کا تصور ہی محال تھا اس طرح اسلام کی فطرت

میں قدرت سے شروع ہوتی ہے یہ خصوصیت رکھتی ہے کہ اس کتاب میں اس کے سامنے
 کوئی بڑا دینی سیاسی فہم مود رہا ہو تو عیب سے یہی شخصیت صدور میں آتی
 جس نے اپنی پوری طاقت سے اس کا مقابلہ کیا لیکن یہ بھی عادت اللہ ربی کہ دنیا میں
 کسی بھی قوم کے سیاسی انقلاب یا دینی فساد کے سے خود اس کے پیدا کردہ سبب
 ہی محکم ہے غزوہ احد و حنین میں مسلمانوں کی شکست سے سبب انھیں شمس
 تھے۔ آثار میں کے بغداد پر حملہ کے موقع پر مسلمانوں کے درمیان شیعہ و سنی
 اختلافات کس سے پوشیدہ تھے سی طرح مارہویں صدی ہجری / اٹھارویں صدی
 عیسوی میں عامی سطح پر مسلمانوں کے سیاسی زوال کے پس منظر کا جائزہ لیا جائے تو یہ
 بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس زمانہ میں ایران میں شہاب کباب کی
 محفلوں کا عروج برصغیر میں مسلمانوں اور ننگ ذریعہ کی وفات کے بعد سلاطین مغلیہ
 کی دست و پاؤں سے نہ کی طرح مکر سلطنت عثمانیہ میں شاہی بیگمات کی سیاسی امور
 میں مداخلت اور سلاطین کار عایہ پر ظلم و ستم ترکستان میں سنی و سنی تعصب و تنگ
 نظری اور مجموعی طور پر عام سلام میں تقسیم سے دوری توحید فاضل و پختہ عقیدہ رکھتی
 شہر کے بدعات کا رواج حرکات و قیامات و شہر کی اعمال کی دین کے نام سے
 ترویج و تبلیغ علماء و مشائخ وقت میں جمود اور ذہنی و فکری وسعت کا فقدان یہ اور اس
 جیسی دیگر غرایاں و مسائل ہیں تھے جو مسلمانوں کے سیاسی زوال کا سبب بنے اور
 جس سے مسلمانوں کے زوال کو تقویت ملی۔ یہی وہ زمانہ تھا جہاں سے یورپ کا
 سیاسی عروج شروع ہوا اس صدی میں عالم اسلام کے مجموعی دینی و خلقی حالات کی
 منظر کشی مؤلف سیرت سید احمد شمیم نے اپنی کتاب میں امریکی مصنف

ڈاکٹر لو تھروپ اسٹوڈارڈ Dr Lothrop Stoddard کی کتاب

جدید دنیا سے سلام New World of Islam کے حوالہ سے کی ہے۔

ڈاکٹر لو تھروپ اسٹوڈارڈ لکھتا ہے

"نہارویں صدی عیسوی / مارہویں صدی ہجری میں اسلامی دنیا پہ ضعف
 کو پہچاننے والی تھی صحیح قوت کے ہمار کسی ملک پاسے میں جاتے تھے ہر جگہ
 جمود و تنزل نمایاں تھا آداب و حلاق قابل نفرت تھے عربی تہذیب کے
 ہمار مفقود تھے ایک قلیل تعداد و شبانہ عشرت میں اور عوام و شبانہ
 مذمت میں زندگی بسر کرتے تھے تعلیم مردہ ہو گئی تھی چند درس گاہیں جو
 بورک رول میں باقی تھیں وہ اگلاس و غربت کی لاج سے دم توڑ رہی تھیں
 سلطنتیں مطلق العنان تھیں اور ان میں بد نظمی اور خون ریزی کا دور دورہ
 تھا جگہ جگہ کوئی بڑا خود مختار جیسے سلطان ترکی یا ہند کے شاہان مغلیہ کچھ شاہی
 شان قائم کئے ہوئے تھے صوبہ جات کے امر اپنے مقاموں کی طرح آزاد
 سلطنتیں جو ظلم و استعصاں باخیر پر مبنی تھیں قائم کر کے کے سے مست
 کوشاں تھے سی طرح امر و متواتر سرکش مقامی جماعتوں اور ڈکوں کی
 جماعتوں کے خلاف جو ملک کو آزار پہنچاتے تھے ہر سر پر کار تھے اس محسوس
 طرح حکومت میں رعایا لوٹ مار اور ظلم و پامالی سے نالاں تھیں دیہاتیوں اور
 شہریوں میں محنت کے حرکات مفقود ہو گئے تھے ہذا تجارت و زرعت
 دونوں اس قدر کم ہو گئی تھیں کہ محض سبزی و میوے کی بچتی تھیں
 مذہب بھی دیگر امور کی طرح پستی میں تھا تصوف کے مفلحان

توحید کی لڑت سے اس سلامی توحید کو ایک یہ تھا، عوام و تھیں
 تعویذ سڈے اور لائیں پھنس کر سندے فقر اور درویشوں سے اعتقاد
 رکھتے تھے اور برگوں کے مزاروں پر ریارت کو جاتے تھے اور اس کی یہ
 پرستش مارگاہ یزدی کے شفیع دلی کے طور پر کی جاتی تھی یہ کہ اس
 تھال کا نہیں تھا کہ خدا بنا تو ہے کہ وہ اس کی عبادت جلا وسط نہیں
 داکر سکتے قرآن مجید کی فطالی تعلیم کو نہ صرف پس پشت ڈال رکھا تھا
 بلکہ اس کی صداف و رزی بھی کی جاتی تھی انیوں و شراب خوری عام
 ہو رہی تھی رنا کاری کا زور تھا۔ در ذیل ترین اہم قیوم کھلم کھلا
 بے حیائی کے ساتھ کہنے جاتے تھے۔

ہندوستان کے سیاسی حالات

۱۷۰۰ء میں ہندوستان کے جنوب میں غیر عرب نے مشرقی ساحل سے کچھ
 دور خطہ یسور میں جب سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا تو ہندوستان کے سیاسی
 حالات ناگفتہ بہ تھے۔ درنگ زیب کے انتقال تک ہندوستان میں چین
 کے بعد اس وقت کی دیا کی دوسری بڑی حکومت مسلمانوں کے قبضہ میں تھی جسکی
 وسعت کی نظیر پوری تاریخ ہند میں اشوک کے بعد کسی کے زمانہ میں نہیں ملتی تھی
 اسکا رقبہ کنیا کماری سے کابل تک ہندو لاکھ مربع میل سے بھی زائد تھا اور آبادی
 بیس کروڑ کے قریب تھی اور لگ بھگ سب نے ملک کی پوری تاریخ میں پہلی دفعہ آسمان

کو جو سب تک ملک کی حیثیت رکھتا تھا ہندوستان میں شامل رہا تھا لیکن اسکی
 وفات کے ساتھ ہی معیہ سلطنت کی چوبیس ڈھیلی پڑ گئیں اس کے بعد آنے والے
 اس کے ساتھیوں میں عالمگیر کا سا جہد اور انتظامی لکڑہا س نے نظامی سموت
 کے لئے پورے ملک کو نین حصوں میں تقسیم کر کے پچہ تین بیٹوں کے لئے کر
 دیا تھا لیکن بعد میں انکے آپسی اختلافات کی وجہ سے ملک متحد نہ رہ سکا

۱۷۰۷ء تک اسکے بڑے بیٹے معظم سادہ شہ نے حکومت کی اسکے بعد ۱۷۰۹ء تک
 اسی سال کے ایک مارج سیر کے قبضہ میں ملک رہا لیکن عوام کے دلوں میں
 بادشاہوں کا خوف نہ رہا رعایا عیش پرست ہو گئی بادشاہ کے محلات حیاشی کے
 اڈے بن گئے شامی بیگمات کی بھی سیاست میں مداخلت ہونے لگی غرض یہ کہ
 بددیانتی جاہ طلب اور دوست کی ریل ریل نے سلطنت میں ہر ایک کو مہوش کر دیا محمد
 شاہ کے عہد میں جس نے ۱۷۰۹ء تک عنان حکومت سنبھال اسمیں اور مضاف
 جو گیا اور اس پر ایک کے بعد دیگرے ملک کی بد قسمتی سے نا اہل و کمزور حکمران
 آتے رہے ایک طرف مغل بادشاہوں کا یہ حال تھا تو دوسری طرف انکے آپسی
 اختلافات سے فائدہ اٹھا کر مرھٹوں نے بگڑت و صہار شتر پر قبضہ کر لیا یہ مسائل
 و مصائب ہی نہ کہ تھے رادھ شمال سے ایران کا مادہ ہندوستان میں کابل
 پشاور اور لاہور و غیرہ کو جو اس وقت تک سلطنت معیہ ہی میں شامل تھے فتح کر لیا
 دہلی پر چڑھ دوڑا درتھ میسر کے مقام پر ایک تہا کن جنگ میں قریب ایک لاکھ
 لوگوں کا قتل عام کر کے اور پچاس کروڑ کی دولت سمیٹ کر واپس ایران چلا گیا اس
 کا مقصد اس وقت ہندوستان میں شامل کابل میں پہاڑیوں والے افغانوں کو اس کے

سپاہ کرے پر صرف محمد شاہ و سبکی سبکی مانتا جس کا یہ تھا جس نے مختلف
صوبوں کے گورنروں کو بادشاہ دہلی کے حلاف جبری ہوئے ہمارے وزیر مدد میں
اور کشمیر وغیرہ میں ملک جو مختار ریاستیں قائم ہو گئیں اور ان میں بھی دھیر
تک لگال اور مستحکم آباد و عرصہ پر قاضی ہو گئے مگر اس میں قسمت
کھا کر شاہ عام سائریوں کے رحم و کرم پر تھا ۱۷۵۷ء میں ایک معاہدہ کے تحت
اس نے لگال زیر وغیرہ کو بھی کمپنی کے حوالہ کر دیا اور شاہ نے بعد
محمد شاہ اہل سے ۱۷۵۷ء میں پٹنہ دہلی پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن مرہٹوں کی مدد
سے جب اس کو دوبارہ فتح کیا تو بادشاہ دہلی کے مور سلطنت میں مرہٹوں کا عمل
دخل بھی نہ کیا تو بڑھتے بڑھتے یہاں ملک فوج یا تھا مگر اس نے اس کا دھڑکی
اثر و سیاسی دور پورے ملک میں بہت آہستہ آہستہ پھیل جانے میں ہی رہا۔ اس
اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم کیا اور دہلی کے قریب پانی پت کے میدان میں
فغانستان سے محمد شاہ اہل نے آکر ۱۳ مئی ۱۷۵۷ء کو صرف نوے ہزار
مسلمانوں کو میر ایک سخت جنگ میں مرہٹوں کے دو لاکھ سپاہیوں کو نیند کی غمش
میں سنا کر ایک سخت بڑی مصیبت سے مسلمانوں کو بچے ہی دلوں کے لئے سبکی محمود
راہ کشمیر مدد سے کاپی مملکت میں قیام کرے اور باقی سلطنت شاہ کے
حوالے کر کے خود اس افغانستان چلا گیا گردہ چھ سو سال ملک خود دہلی پر حکومت
کر تا تو شاید مغلیہ سلطنت کے شیرازہ کو کھرنے سے مظاہر بجایا جاسکتا تھا لیکن یہا
نہ ہو سکا اور حیدری مرہٹوں کا نہ سبکی انگریزوں کا ٹرک میں بڑھنے لگا اور ان کی توجہ
زیادہ تر تجارت کے بجائے سیاست میں ہو گئی یہاں ملک کے حسب ۱۷۵۷ء میں

جوب میں سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا تو وہ پورے ملک میں بھری اپنی
فوجی طاقت کو سمیٹ کر سس کے خاتمہ کیلئے جوب کی طرف چل پڑے اور انکی
اس سیاسی شکست کا سلسلہ ۱۷۹۹ء میں ٹیپو کی شہادت تک جاری رہا جس کے
ساتھ ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی قسمت پر مہر لگ گئی جس کا ثبوت جلد
ہی ۱۷۵۷ء میں پورے ملک پر انگریزوں کے مکمل قبضہ کے ساتھ سامنے آیا

ہندوستان کے دینی و اخلاقی حالات

اس صدی میں مسلمانان ہند کی دینی و اخلاقی حالت کا جائزہ لینے کیلئے جب
ہر ایک کے معتبر کتابوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ایک بات کھل کر اور مشترک طور پر
سامنے آتی ہے کہ اس وقت مسلمانان ہند توحید کا حق کی نعمت سے بہت دور
ہوتے جا رہے تھے بدعات و عادات کی بعض ایسی شکلوں میں مسلمان مبتلا تھے
جس سے ان کے شرک میں ملتا ہونے پر دورے نہیں ہو سکتی تھی غیر شرعی
اعمال اور سومات بھی دین کے اجزاء بن گئے تھے قبور و مزارت کی تعظیم اللہ کے علاوہ
بزرگوں سے متعلق مانگے کا رواج بعض عمال و سومات میں حدود سے مفاہست
اپنی حاجات و ضروریات کیلئے اللہ کے علاوہ دیاد و حاصل کو پکارا اور ان کے نام
سے جانوروں کی قربانیاں دیا یہ دور اس طرح کے بے شمار جاہلیت کے اعمال و رسوم
مسلمانوں میں غیر شعوری طور پر سرایت کر گئے تھے کہ جس کا تصور ہی ایک خاص
اسلامی معاشرہ میں نہیں کیا جاسکتا تھا ایک طرف عوام کا یہ حال تھا تو دوسری
طرف خود علماء و مفتاح میں بھی علمی و فکری جمود تھا تھوڑے چھوڑے مسائل میں حنقاہ

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دوسرا باب

سلطنت خداداد کے آس پاس قائم حکومتیں

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

تو قابل معافی مرتبہ نقد کے سوا تو قرآن و حدیث کا درجہ دیا جاتا تھا وہ اس سے
مہر ہوا عراف بھی قابل قیوں تھا بقیوں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مولانا
عوم علماء وقت بھی قرآن و حدیث کے سرور اور اس کی روح سے باوقاف و بے
حیرتھے۔ لہٰذا فقہ و فتاویٰ کی مغلی پرستش و مفتی کے پیش نظر تھی یہ الگ بات ہے کہ
علم اسی زمانہ میں قدرت کے مقررہ نظام کے تحت بعض ایسی علمی و روحانی
شخصیتیں بھی ہندوستان میں پیدا ہوئیں جن کا اس دور انحطاط سے مظاہر توی جوڑ
نہیں تھا اس میں سر فہرست حکیم الاسلام مجدد ملت حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت مرزا مظہر جان جاناں (رحمۃ اللہ علیہ) در ملا
نظام الدین تھمونی (رحمۃ اللہ علیہ) و غیرہ تھے ملک کے مختلف علاقوں میں مختلف
بزرگوں کی مہا مہاں دور چھوٹے چھوٹے ایسی مدرسوں کے علاوہ جگہ اہل دین و تقویٰ
کی ایک جماعت بھی سرور تھی جو اس تمام مسائل و مشکلات کے مابین دین کی
بنیادوں پر مضبوطی سے قائم تھی اسی زمانہ میں ملا نظام الدین کے فرزند بحر العلوم
عبداللہ نے جو خود بھی یکے بڑے عالم و بر گتھے مدرس کے قریب رکات میں
ایک بڑے دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی نہ جہاں ملک کے مختلف گوشوں سے علماء کی
ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی تھی جسکی وجہ سے اس کا کثرت جوئی حد کا اس وقت ایک
علمی مرکز بن گیا تھا چونکہ اس مدرسہ کو اس کا کثرت کے نوب محمد علی نے سر پرستی حاصل
تھی اس لئے اس کے دور کے ساتھ ہی اس مدرسہ کی مرکزیت بھی ختم ہو گئی

سلطنت خداداد کے آس پاس قائم حکومتیں

۱۷۶۱ء میں جب حوٹی ہند کے علاقہ میسور میں سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا تو خدا کا کرہ ایسا ہوا کہ حکومت میسور جو کل تک راجہ کرشنا راج کی قیادت میں صرف ۳۰ چھوٹے گاؤں تک محدود تھی اور جس سے شمال کے لوگ بھی ناواقف تھے دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دائرہ چند ہی سالوں میں ۸۰ ہزار مربع میل تک پھیل گیا۔ شمال میں دریائے کرشنا سے اس کی سرحدیں شروع ہو کر جنوب میں کیرلا کے شہر کوچیں تک پہنچ گئی تھی اور کل تک جس حکومت کے بارے میں حک کے کڑے باشندے بھی ناواقف تھے اب اس کی شہرت ملک سے نکل کر یورپ تک پھیل گئی تھی۔

ظاہر بات ہے اس سے آس پاس میں قائم مختلف حکومتوں و سلطنتوں کا اس سے خوف کھا رہا اور اس کو اپنا مربی سمجھا، ایک فطری بات تھی اس میں مگر یہ بھی تھی اور راکٹ کے بواب بھی سرسبز تھی اور نظامدکن بھی سلطنت خداداد کے رول تک سب حیدر علی و ٹیپو سلطان کو اس ہی سیاسی حربوں کا سامنا کرنا پڑا اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے میسور کے آس پاس اس وقت قائم مختلف حکومتوں اور قوموں کا مختصر تعارف پیش کیا جائے جس سے ان کے ایک اسلامی سلطنت کے حاتمہ کے درپہ ہونے کے محرکات کو سمجھنے میں آسانی ہو چونکہ سلطان شہید کا آخری دم تک صل مقارنہ مگریزوں سے تھا اور باقی سلطنتیں نظامدکن کی ٹیپو شہید کے خلاف ان کی حلیف تھیں اس لئے انگریزوں کا تذکرہ تعارف ہی سے تفصیل سے کیا جا رہا ہے۔

انگریز

سلطان شہید ور کے والد کی اصل بڑی شروع سے امریکہ بحیثیت ایک محبت وطن اور سچے مسلمان کے مغربی سامراج اور استعماری قوت کی شکل میں موجود مگریزوں ہی کے حلیف رہی۔ ۱۷۶۱ء میں ایک سلطنت خداداد کی انگریزوں کے ساتھ چار بڑی و تاریخی جنگیں میسور میں ہوئیں انگریزوں کو سلطان شہید جس طرح پہ پہل اسلام کے سے خطرہ سمجھتے تھے اس سے زیادہ ان کو وہاں پہلے اور وطن کے سے بھی خطرہ تصور کرنے تھے ان کی لڑائی ایک وقت پر در ان مت کوں کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھے اور اپنے وطن عزیز کے دفاع کے لئے تھی انگریز مرہٹوں اور نظامدکن کے بر حلیف میر علی تھے پھر بھی ان کو یورپ سے اتنی دور ہندوستان میں اس قدر سیاسی و فوجی کامیابی کیسے ملی اس کو سمجھنے کے لئے مگریزوں کی ہندوستان آمد اس کے پس منظر اور اس کے بعد تجارت کے نام سے یہاں تک ہونے والی سیاسی سرگرمیوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اگلے صفحات میں سی پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

انگریزوں کی ہندوستان آمد

سولہویں صدی عیسوی کے و خریں برطانوی ستورٹ حامد ان کے بادشاہ جیمس دل (۱۷۰۲ء) کے زمانہ میں پہلی دفعہ کپتان ویم ہاکنس و ٹامس رویمینٹی مخالف کے ساتھ شہ انگلستان کا پہلا سفارتی خط میک مغل بادشاہ حاکم کے دربار

میں پہنچے اس کے ساتھ ہی انگلستان کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی تعلقات کا آغاز
 ہو اور نگر یوں کی ماقاعدہ یہاں آمد شروع ہو گئی۔ ۱۷۲۰ء میں اس ہی انگریزوں سے
 بگرام کے مشہور دریاں وقت ملک کے ایک بڑے تجارتی و بندرگاہی شہر سورت
 میں اپنی پہلی تجارتی کوٹھی قائم کی جس کا نام سول نے ایسٹ انڈیا کمپنی رکھا بعد
 ہی اس کو تجارت میں کامیابی حاصل ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے ملک کے مشرقی
 ساحل پر چھ پٹنم کے درجہ زمین کے ایک حصہ کو بیڑے یا اس وقت مشرقی
 ساحلی شہر بمبئی پر ہنگاموں کا قصد تھا پھر اس کی کثرت اور مدد و تعاون کی وجہ سے
 اس وقت تک اس شہر پر ہندوستانی حکمرانوں کی کوئی خاص توجہ نہیں تھی چارلس
 دوم شاہِ برطانیہ کی حسب پر تلخی مادشاہ کی لڑکی سے شادی ہوئی تو ممبئی کے علاقہ کو
 شاہِ انگلستان کے حصہ میں دے دیا گیا جس نے بعد میں ۱۷۶۱ء میں دس ہزار سالانہ
 پر یہ زمین ایسٹ انڈیا کمپنی کو بیڑے دی کمپنی نے ممبئی پر توجہ دی اور ۱۷۶۰ء میں
 سورت سے اپنی تجارتی کوٹھی بھی منتقل کر دی اور اس کے ساتھ ہی دریاں اور
 گلگتہ میں بھی مزید تجارتی کوٹھیاں قائم کیں وہ یہاں سے گرم مصالح اور سوئی و
 ریشمی کپڑے یورپ لے جاتے تھے لیکن حسب اس وقت کے مغل حکمرانوں کو یہ
 معلوم ہوا کہ انگریز تجارتی کوٹھیاں کے نام سے ملک میں بے فوٹی قلعے تعمیر کر رہے
 ہیں تو تمام صوبوں میں اپنے گورنروں کے نام انہوں نے حکم جاری کر دیا کہ وہ فوری
 نگر یوں کی ملک میں تجارت پر باضابطہ روک لگادیں ان کے من کو ختم کریں اور
 ان کے سر کردہ لوگوں کو گرفتار کریں حسب اس کی اطلاع شاہِ انگلستان جیمس دوم کو
 ہوئی تو اس نے مشرقی بنگال کے بندرگاہی شہر چاگانام پر حملہ کے لئے اپنا جنگی بیڑہ

دو سو کرپائیسیں لکھ کر لکھنؤ پڑھانے کے لئے بھیج رکھا تھا۔ ۱۷۵۷ء میں
 میں سورت (گجرات) سے تیار جاسے والے مسلمان حلیوں کے بحری جہازوں کو
 ہندوستان میں یا چند ہی سالوں میں راجاوی تجارتی کمپنی کا ہندوستان میں دوبارہ ملک
 کیا کمپنی کے دسویں کے معافی مانگنے پر ۱۷۵۷ء میں بنگال کے گورنر نے کوئٹہ صرف
 دوبارہ تجارت کی اجازت چند شہر پر دی بلکہ کلکتہ کا ایک قطعہ زمین بھی انکو
 کارخانہ قائم کرے پیسے دے دیا۔ ۱۷۵۷ء کے بعد ہی اس تک انگریزوں نے بے ماضی
 سے سبق حاصل کرتے ہوئے ملک کے سیاسی معاملات میں دخل اندازی سے بچ کر
 پی پوری توجہ تجارتی درجہ کو وسعت دینے پر ہی دی ۱۷۵۷ء میں درمیانہ ریس کی
 وفات سے بعد ہندوستان میں معیہ سلطنت کا شہرہ نہ بھر گیا تو اس کے نتیجہ میں
 ملک میں یں خود مختار ریاستیں وجود میں آئیں اور انگریزوں کی طرح فرانسیسی بھی
 مست پٹیل سے یہاں حکومت کی حالت سے تجارت کے نام سے بے فوٹی قلعے
 تعمیر کر رہے تھے پانڈپوری پر فرانس کا قصد تھا رکالت دریاں پر حکمرانی کرنے
 والے نواب نواب احمد علی کو درسیوں سے آسور کے مقام پر قتل کر کے اپنے ہتھیار
 چنداں صاحب کو بخلا دیا تھا اس پوری کارروائی میں اس وقت پانڈپوری کے
 فرانسیسی گورنر دودھ پے کا درجہ کام کر رہا تھا۔ نواب حیدر آباد مظفر جنگ بھی ملا
 فرانسیسیوں ہی کے رہنمائی تھا اس طرح گویا جنوبی ہند کے ایک بڑے حصہ پر
 فرانسیسی درپردہ حکومت کر رہے تھے انگریزوں سے فرانسیسیوں کی یہ ترقی جو ان کے
 عالمی سطح پر مزید ترقی تھی سب دیکھی جاتی ہیں انہوں نے پی پوری تجارت کے ساتھ
 ۱۷۵۷ء میں بنگال میں آج اسلام آباد کے تمام مسلمان پاکستان کے لئے ایک جنگی بیڑہ

سداوہ پھر سیاح پر بھی دی شہر و خانہ دہلی میں شہر و حصار و بٹ گدیوے
رکات پر جس پر مندر سیسوں ہی کا قصہ تھا حمد کر کے اس کے ولی چند اس
صاحب کو قتل کر کے خود اس پر قبضہ کر لیا بعد ہی ترچنا پٹی بھی اسوں سے فتح کر لیا
اور اسے نام رکات کے تخت پر اپنے وفادار صلیف محمد علی کو بٹھادیا اور نظام
حیدر آباد بھی محمد نگر یوں کے ماتحت ہو گیا تھا اس طرح سو سے یسویں کے آس
پاس کے پورے علاقہ پر حسین حیدر آباد و مدراس وغیرہ آگے تھے اور جس کا رقبہ
دو ہزار مربع میل سے بھی زیادہ تھا انگریزوں کا قبضہ تھا۔

انگریزوں کے ساتھ ہندوستانیوں کی پہلی جنگ

نہ ٹک و آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کے بعد نگر یوں کی ہوس اقتدار
بڑھتی گئی اس سلسلہ میں سنوں نے اپنی رہنمائی سے دیہ کاوٹوں کو دور کر کے
سے جنگ سے بھی دریغ نہیں کیا چونکہ ان کی تجارتی سرگرمیاں ٹھکتی تھیں بھی تھیں
اس سے بے بسی سورت مدراس اور حیدر آباد کے بعد انکی نظریں بنگال پر تھیں
اس وقت وہاں کے حاکم نو ب سراج الدولہ تھے جن کو ان کے نانا علی وردی خان
نے اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ مغربی قوموں سے جبر و زور نہ
ور نہ بنگال تمہارا نہیں ہو گا ایک دفعہ موقع پا کر نگر یوں نے سمندری راستہ سے اس
کی حکومت پر بلاوہ ممد کر دیا سراج الدولہ اپنی اس توہین کو سب برداشت کرنا
چنانچہ اس نے ۲۰ جون ۱۷۵۷ء کو پداسی کے میدان میں اپنی ستر ہزار فوج کے ساتھ

نگریوں میں مدد تھیں ہزار فوج کا مقابلہ کیا لیکن اس کے دیر درشتہ دار میر جعفر
سیٹھ امی چند یار سلف حال در راجہ در سب وغیرہ کی مدداری کی وجہ سے سراج الدولہ
کو شکست ہوئی اور خود اس کو نگر یوں سے جنگ کے بعد گرفتار کر کے بے دردی
سے قتل کر دیا قدرت نے بھی ان غداروں سے سخت انتقام لیا اور ان سب کو دنیا
سے ہی میں عبرت کا سزا ملی میر جعفر جہم کے مرض میں مبتلا ہو کر تڑپ تڑپ کر
مر گیا اور اسے دلب عرق ہو گیا امی چند پاگل ہو گیا اور انگریزی فوج کے سر عہدہ حزن
کھایوے خود کشی کر لی۔

دوسری جنگ

ختم جنگ کے بعد انگریزوں نے میر جعفر کو ٹھکتے کا حکم بنایا تھا لیکن
صرف تین سال بعد ہی اس کو سزا دل کر کے اس کے داماد میر قاسم کو بنگال کا نو ب
مقرر کر دیا گیا لیکن پہلے حشر کے بر خلاف اس نے نگر یوں کے اشاروں پر چلنے
سے ٹکار کر دیا اور اپنی سلطنت میں نگر یوں تاجروں کی طرح ہندوستانی تاجروں پر سے
بھی تجارتی محصول کو حشر کر دیا اس طرح جب گورے و کاسے تاجر ایک ہی صف میں
آگئے تو نگر یوں سے دوبارہ اس کے خسر میر جعفر کو سزا دی گئی بنگال کا حکم بنایا
محب وطن میر قاسم اپنی اس توہین کو کیونکر برداشت کرنا چاہتا تھا اس نے اس وقت
کے اودھ کے حکمران نواب شجاع الدولہ اور دہلی کے تیموری حاکم شاہ عالم کی مدد سے

جس وقت خود اعلانِ پناہ میں کھنڈروں کا حصہ سے لے کر کھلے کاموں پر پہنچا
اسی کھنڈروں کے ساتھ ۱۲۲ قمریہ کو بکسر کے میدان میں ایک جوڑی رزلی
ہوئی اس جنگ میں میر قاسم کے کمانڈر عجب اس سے میر جعفر کا رد و ادب جس
کے نتیجے میں مسدلوں کی پچاس ہزار فوج کو صرف سات ہزار فوج کے مقابلہ میں
شکست ہوئی مغل بادشاہ شاہ عام نگر یوں کے پاس پناہ دینے پر مجبور ہو گیا اور
انگریزوں کا وٹیلہ جو کہ ہر سال ہنگال و رزیدہ تو کھنڈی کے مقام میں دے دیا
نواب اودھ نے بھی انگریزوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔

جس وقت ہند کے بعد شمال مشرقی ہند کے ایک بڑے حصہ پر بھی بنگال کا قبضہ
ہو گیا جس اور سورت تو ان کے قبضہ میں پہلے ہی سے تھے اس طرح ہندوستان میں
انگریزوں کی حکمرانی کا قاعدہ دور شروع ہوا لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ ملک کی ترقی
کے لئے محب وطن فراموش نوب حیدر علی و ٹیپو سلطان شہیدوں کو شششوں سے
پہلے باضابطہ باب کا بھی آغاز ہوا۔

مرہٹہ

مرہٹہ ہندوستان میں صوبہ مدر اشتر کے مغربی گھاٹ کے مشرق میں ہے
والی یکسر امت پیش قوم تھی جو ان غیر آریائی یعنی دروڑی نسلوں و خاندانوں کی
آمیزش سے پیدا ہوئی جنہوں نے شمال ہند سے فرار ہو کر دکن میں پناہ لی تھی۔ ہندو
مت کی ساری تقسیم کے اعتبار سے ان کا تعلق شودر طبقہ سے تھا مگر مصنف تاریخ

لکھنؤ خرمہ از محمد اویس خان نجیب آبادی

دعوت و عزیمت میں بہت مرہٹہ قوم کی حیثیت ایک چھپا ہوا طاقت اور ایک
حقائق پر مبنی زیادہ تھی لیکن مفید سلطنت کی رو سے ان کی کمزوری سرداروں کی
باہمی روئے آرائی و حسد سے وہ ایک ہمد گیر طاقت نہ بن سکے۔

یہ ہونی ہند میں احمد نگر کی نظام شاہی و بیجاپور کی عادل شاہی حکومت کے
ملازمین کے پاس فوجی ملازمت کرتے تھے اس قوم کو فوجی اعتبار سے سب سے پہلے
اس کے قومی رہنما شیواجی بھونسلے نے حکومت مفید کے رول کے وقت سترہویں
صدی عیسوی کے دہائی میں منظم کیا۔ ۱۶۷۳ء میں اس نے پہلی دفعہ اپنے سے راجہ
کا خطاب بھی اختیار کیا جبکہ اس سے کچھ سال قبل تک اس کی حیثیت پورے ملک
میں ایک غیر منظم قوم کی تھی۔ ۱۶۷۳ء تک اسوں نے بگڑت و پنجاب اور رزیدہ
و حیدر پور قبضہ کر لیا تھا جنوبی ہند میں ان کی حکومت تیار و تک پہنچ گئی تھی۔ ۱۶۷۳ء میں
شیواجی بھونسلے کے انتقال کے بعد ان کی قیادت اس کے بیٹے سنبھاجی بھونسلے نے
کے ساتھ تانہ و تکمرہوں کا اقتدار بالاجی باجی و کے پاس رہا اور یہی پوری
مرہٹہ تاریخ میں ان کے تہائی سیاسی مروج کارہ تھے ان کی نظر ہندوستان کی
مختلف سلطنتوں کی طرف تھی اور اس کے لئے وہ ہمیشہ قدمی کرنے والے ہی تھے
کہ ۱۶۷۳ء میں افغانستان سے احمد شاہ بدایونی نے آکر پانی پت کے میدان میں اپنی
صرف نوے ہزار فوج کے مقابلہ میں مرہٹوں کی تین لاکھ فوج کا مقابلہ کر کے دو لاکھ
مرہٹوں کا قتل عام کیا اور ہمیشہ کے لئے ان کی کمزوری جب عیسوی سلطنت
خداداد کا قیام عمل میں آیا تو بحیثیت ایک ہندو قوم کے ان کا ایک اسلامی سلطنت

لکھنؤ دعوت و عزیمت حصہ پنجم ۵ تاریخ مرہٹہ

سے اپنے وجود کو خطرہ محسوس کرنا فطری امر تھا جس سے ساری چچی طاقت و سیر کے حوصلہ سدھیا ناگپور کے جنرل بھوسلے امداد کے حزل بلکر اور بگرت کے گائیکو زکی قیدیت میں مختلف جگہوں سے پونا آکر پیشوا دھرم راج کی کھان میں جمع ہو گئی اس کی سلطنت خداداد کے ساتھ تنہا جنگیں لڑائیاں بھی ہوئیں اور خود نگر یوں کے خلاف بیسور کی چار جنگوں میں پہلی اور تیسری جنگ میں بھی یہ لوگ باقاعدہ سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کے طعنے دے رہے تھے۔

نظام دکن

اس کی حکومت کو سلطنت حیدرآباد یہ مملکت ۲ صوبہ بھی کہا جاتا تھا سترہویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی مختلف مسلم حکومتوں میں گوکنڈہ کی قطب شاہی، بیجاپور کی عادل شاہی، احمد نگر کی نظام شاہی اور بیدر کی برید شاہی سلطنتوں پر مغل بادشاہ اورنگ زیب نے قبضہ کر کے ان سب کو ملا کر ایک بڑا صوبہ دکن کے نام سے قائم کیا اور نگ زیب کی دہلی میں وفات کے بعد جب مغلیہ سلطنت میں داخلی انتشار پیدا ہو گیا تو اس کا اثر جنوب کے صوبہ دکن پر بھی پڑا اور بار دہلی کی طرف سے اس صوبہ کے نظم و نسق کو درست کرنے اور اس کو مستحکم کرنے کے لئے ۱۶۹۰ء میں قرال دین چیم گلیج السروف نظام الملک کو اس صوبہ کا گورنر مقرر کیا گیا نامور بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سرور دی سے نبی تعقی رکھنے والا اس کا خاندان وسط ایشیا کی ریاست ترکمانستان سے نقل وطن کر کے ہندوستان میں آباد ہو گیا تھا لیکن اس نے مغل بادشاہ کی سیاسی و فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر ۱۷۲۳ء

میں اپنی خود مختاری کا غلط کر کے حیدرآباد کو اپنی سلطنت کا باقاعدہ دار الحکومت منتخب کیا اس وقت کے مغل بادشاہ نے نظام الملک کی طاقت و راہی سیاسی کمزوری کی وجہ سے نہ صرف اس حکومت کو تسلیم کیا بلکہ اس کو آصف جاہ کا خطاب بھی دیا یہی نسبت سے بعد میں اس کی حکومت مملکت آصفیہ کہلائی اور وہ خود آصف جاہ اول کہلایا ابھرتا ہوا اور محمد کا خطبہ دہلی کے تیموری بادشاہ ہی کے نام سے جاری رہا اس طرح ایک طرف نظام الملک نے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا تو دوسری طرف مغلوں کی باادستی بھی تسلیم کر لی ۱۷۲۵ء میں نظام الملک کی پڑوسی سلطنت مرہٹہ کے ساتھ جنگ ہو گئی جس کے نتیجے میں اس کو اپنے کئی سرحدی علاقوں سے ہاتھ دھونا پڑا ۱۷۳۱ء میں نظام الملک آصف جاہ اول کا جب انتقال ہو گیا تو اس کی جانشینی کو سیکر س کے بیٹے ناصر جنگ اور نواسہ مظفر جنگ میں تنازعہ کھڑا ہو گیا مظفر جنگ نے اس وقت ہندوستان میں تجارت کی غرض سے موجود فرانسیسیوں کی مدد سے ۱۷۵۰ء میں حیدرآباد پر قبضہ کر لیا سیکر جلد ہی اس کو قتل کر دیا گیا ۱۷۵۳ء میں نظام الملک کے تیسرے بیٹے صلابت جنگ نے حکومت سنبھال لی ۱۷۵۹ء میں ایک اور چوتھا بھائی نظام علی اقتدار کو عملی اپنے ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہو گیا صلابت جنگ برائے نام حکومت کے تخت پر تھا اسی زمانہ میں نگر یوں کی مکاری کی وجہ سے حیدرآباد کی فوج میں فرانسیسیوں کا اثر و رسوخ کم ہو گیا اور فرانسیسی دستوں کو اس کے فوجی حدود سے بڑا تعداد میں سبکدوش کر دیا گیا جس سے حیدرآباد کی فوجی طاقت میں کمی واقع ہو گئی اس سے فائدہ اٹھا کر مرہٹوں نے مغلوں کے زوال سے قیام پاکستان تک اس سید شاہی فرید آبادی

سے اس میں دکن کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا جس سے اس نے پانی پت کے میدان میں حمد شاہ مدلی کے ہاتھوں مرہٹوں کو ہر پانی شکست کا سامنا کرنا پڑا تو نظام علی حال مرہٹوں سے اپنے مقبوضہ علاقوں کو واپس لینے میں کامیاب ہو گیا اور اس سے اپنے بھائی صلہ بخت جنگ کو جو اسے نام بادشاہ تھا قید کر کے خود باقاعدہ حکومت کی پاک ڈور سبھی صین ہی رمانہ میں دکن کے پڑوس میں میسور کے سر سلطنت خداداد کا قیام عمل میں آیا حیدر علی کی فوجی ترقی سے نظام کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں حیدر علی دکن میں اس کے زیر قبضہ علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لے گی تاکہ خطرہ کی وجہ سے ہی وقت سے نظام ملامت گریزوں کا حیدر علی کے خلاف فوجی حریف بن گیا ۱۷۸۱ء میں انگریزوں کے ساتھ ایک معاہدہ کے مطابق اس نے اپنے زیر قبضہ کرناٹک کا ایکہڑا علاقہ سات لاکھ روپے سالانہ کے عوض اس کو دے دیا جس کے بدلے انگریزوں نے بوقت ضرورت نظام کی فوجی مدد کرنے کا وعدہ کیا اس طرح اب تک شمش میں جو حیثیت نواب اودھ کی تھی وہی حیثیت جنوب میں نظام دکن کی ہو گئی اور اس کی حکومت جو سب تک دریائے گنداک سے اس کے کمری اور مہاراشٹرا کے شمال مغربی حصہ تک پھیلی کر تین لاکھ مربع میل کے قریب ہو گئی تھی سمٹ کر حیدر آباد اور آس پاس کے چند علاقوں تک محدود ہو گئی مجموعی طور پر انگریزوں کے خلاف میسور کی چار جنگوں میں سے تین جنگوں میں نظام نے سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا اور ایک مہم حکمران ہونے کے باوجود اس نے ایک اسلامی سلطنت کے روال و خاتمہ میں اہم روں دکن میں پوک شہادت کے بعد ۱۸۰۰ء میں انگریزوں نے اس کی مدد سے خود مختاری بھی ختم کر دی

اور خود نظام الملک کا ۱۸۰۵ء میں انتقال ہو گیا۔

نواب ارکاٹ

سلطنت میسور کے آس پاس قائم حکومتوں میں مرہٹوں اور نظام کے علاوہ نواب محمد علی کی حکومت بھی تھی جس کو نواب کرناٹک بھی کہتے تھے سترہویں صدی عیسوی میں مغلوں نے جنوبی ہند کے اس حصہ کو فتح کر کے اس علاقہ کا نام کرناٹک رکھا تھا یہاں کے باشندے تامل زبان بولتے تھے اس طرح یہ علاقہ موجودہ تامل ناڈو میں واقع تھا اس کو آرکاٹ بھی کہا جاتا تھا۔ سی سے متصل ایک اور صوبہ مغل سلطنت کے تحت سر کاٹھان دونوں صوبوں کے لئے قائم ہوا۔ ایک دہلی دربار کی طرف سے ایک ہی گورنر سعادت اللہ خان تھا لیکن بعد میں نظامی سوتوں کے لئے ان دونوں صوبوں کے لئے الگ الگ گورنر مقرر کئے گئے اور سر اس کے لئے مین حان نامی شخص کو گورنر بنا دیا گیا امین حان کے انتقال کے بعد سعادت اللہ خان نے دکن کے نظام الملک کی مدد سے دوبارہ سر اس کی گورنری پر بھی قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے طاہر خان کو میاں کا گورنر مقرر کیا۔

۱۷۵۷ء میں حکمران خاندان کی حکومت کا تختہ الٹ کر ایک دوسرے خاندان کے شخص انوار مدین نے آرکاٹ کی سلطنت پر قبضہ کر لیا ۱۷۵۹ء میں انوار مدین بھی مدد گیا اور اس کا لڑکا محمد علی بھاگ کر ترپنہ پٹی چلا گیا ۱۷۵۹ء میں آرکاٹ کے پرانے حکمران خاندان کے ایک شخص چند صاحب اور موجودہ حکمرانی کے

نواب ارکاٹ مدد مل کر اس کے قریب ایک شہر قائم ہے لیکن اس زمانہ میں سر اس کے مقابلہ میں ایک پورہ صورت کا نام تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسرا باب

خطہ یسور کی تاریخی حیثیت

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دعویٰ دار محمد علی میں جنگ چھڑ گئی چنداں صاحب کی پشت پناہی سے وقت
ہندوستان میں موجود فرانسیسی کر رہے تھے جب کہ محمد علی کی مدد اس سے ایسٹ
انڈیا کمپنی کر رہی تھی محمد علی نے، انگریزوں سے مدد کی امید میں اپنے قبضہ کا یکسر
علاقہ انگریزوں کو دے دیا اس طرح اس علاقہ میں پہلی دفعہ انگریزوں کی باقاعدہ
حکومت محمد علی کی کمزوری کی وجہ سے قائم ہوئی اس کے عوض انگریزوں نے دہلی
در بار سے محمد علی کو کرناٹک کی نوابی کا فرمان دلایا چنداں صاحب اس دور میں بارا گیا
اور ارکاٹ پر باقاعدہ محمد علی کا قبضہ ہو گیا چونکہ محمد علی کو ارکاٹ پر قبضہ دلانے میں
انگریزوں نے ہی اس کی فوجی مدد کی تھی اس لیے یہ نواب بھی ہمیشہ کے لئے
انگریزوں کا فوجی حلیف بن گیا اس طرح سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کی
جنگوں میں یہ بھی بالواسطہ شریک ہی رہا۔ یہ نواب محمد علی کا میوہ کی شہادت
سے چار سال قبل انتقال ہوا اور اصل اس کو، انگریزوں نے میوہ کے خلاف اپنے ساتھ
شریک کر کے یسور پر حکمرانی کا خواب دکھایا تھا لیکن حسب عادت اس سے اپنا
کام لینے کے بعد انگریزوں نے اس سے بھی اپنی توجہ ہٹائی اس طرح جس سیاسی مفاد
اور اقتدار کے لالچ میں اس نے اپنے ہم مذہب مسلم حکمرانوں کے خلاف سازش میں
اسلام دشمنوں کے ساتھ شرکت کی تھی اس میں بھی وہ ناکام رہا۔

یسور کی وجہ تسمیہ

انسا بیلو پیڈیا سٹف، سلام کی تحقیق کے مطابق یسور کا پرانا نام مہیش سور ہے جو سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس میں مہیش کے معنی بھینس اور کنور کے معنی کے شہر ہیں گویا یسور کے معنی سنسکرت زبان میں بھینس کے شہر کے ہوئے اس کا یہ نام کیسے پڑا اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے اس سلسلہ میں کوئی حتمی بات کہنا مشکل ہے بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہاں پہلے کثرت سے بھینس پائے جاتے تھے جس کی وجہ سے اس کا نام مہیش کنور یعنی بھینس کا شہر پڑ گیا اور پھر بگڑ کر یسور بن گیا یاد رہے کہ قوم نواس کی زبان میں بھی جو یسور کے آس پاس آباد تھے مہیش کے معنی بھینس ہی کے ہیں سب قراں ہیں بطور دلائل ان کو اتنا تحقیقی طور پر مشکل ہے لیکن شاطی ہے کہ یسور کا پرانا نام مہیش کنور ہی تھا۔

موجودہ یسور

اس وقت یسور ہندوستان میں کسی صوبہ کا نہیں بلکہ ایک شہر اور ضلع کا نام ہے ۱۹۵۳ء تک جنوبی ہند کی موجودہ ریاست کرناٹک کا نام یسور ہی تھا آزادی کے بعد ۱۹۵۳ء میں جب سانی بنیادوں پر ملک کی ریاستوں کی از سر نو تقسیم عمل میں آئی تو کئی زبان بولنے والے علاقوں کو یکجا کر کے اس پورے خطہ کو یسور کے نام سے ایک ریاست کا درجہ دیا گیا جس میں اس وقت کے صوبہ بمبئی (مہاراشٹر) اور

حیدرآباد (آندھرا پردیش) کے کچھ کڑی ہونے والے علاقے بھی آئے اس طرح آج کل جعفر آبادی بیادوں پر صوبہ یسور تھا جاتا ہے تو اس سے مراد موجودہ صوبہ کرناٹک ہی ہے جس کا رقبہ ۹۱،۰۹۱ مربع کلومیٹر اور آبادی پانچ کروڑ کے قریب ہے ملک کے جنوب مغرب میں بحیرہ عرب کے کنارہ واقع اس ریاست کی آبادی میں مسلمان ۷۸٪ کے ساتھ ۵۰ لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔

اس کی سرحدیں شمال میں صوبہ مہاراشٹر اور گو جنوب میں صوبہ کیرالا تامل ناڈو مشرق میں صوبہ آندھرا پردیش اور مغرب میں بحیرہ عرب کے مشرقی ساحل سے ملتی ہیں ۲۰٪ اضلاع پر مشتمل اس صوبہ کا شمار اس وقت ملک کے ترقی یافتہ و خوشحال صوبوں میں ہوتا ہے ۵۵٪ لوگ خواندہ ہیں جن کی اکثریت کڑی زبان بولتی ہے مسلمانوں کی دوری زبان شہروں میں رد اور دیہاتوں میں کڑی ہے یہاں کے مسلمان ملک کی دوسری ریاستوں کے مقابلہ میں نسبتاً خوشحال اور تعلیم یافتہ ہیں۔

اس کے صدر مقام بنگلور کا شمار ملک کے خوبصورت ترین شہروں میں ہوتا ہے جس کو شہر گلستان بھی کہا جاتا ہے آبادی و رقبہ کے اعتبار سے اس صوبہ کا شمار ملک کے ترقی یافتہ صوبوں میں آٹھویں نمبر پر آتا ہے موجودہ جعفر آبادی اصطلاح میں یسور صرف ایک ضلع و شہر کا نام ہے جو عامی نقشہ میں خط استوا سے دو پر اور خط سرطانی کے نیچے ۱۲ درجہ میں نمودار درجہ طوں سلا پر واقع ہے

ضلع یسور ۱۱،۵۳ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے جس کی سرحدیں کرناٹک ہی کے اضلاع منڈیاو بنگلور سے ملتی ہوتی ہیں۔

شہر یسور بھی ملک کا ایک بڑی و خوبصورت شہر ہے جہاں مسلمانوں کا تناسب ۷۵٪ کے قریب ہے اس طرح اس شہر کو ملک کے ان ۲۹ شہروں میں شامل ہوئے کا امتیاز بھی حاصل ہے جہاں کی جملہ آبادی میں ۷۵٪ مسلمان ہیں بڑے فضا مقام معتدل آب و ہوا اور بڑی مقامات کی وجہ سے یہ شہر اس پورے علاقہ میں سیاحت کا ایک اہم مرکز بن گیا ہے۔

یسور کی تاریخی حیثیت

تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یسور کا خطہ زارہ قہیم جی سے ممتاز رہا ہے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھارت وغیرہ میں بھی اس علاقہ کا تذکرہ ملتا ہے ہندو مذہب میں پانی جانے والی غلط رسومات کی اصلاح کئے گئے جب خود ایک ہندو مسیح گوتم بدھ نے آواز اٹھائی تو ہندوؤں کی طرف سے ان کی اجتماعی طور پر سخت مخالفت کی گئی جس کے نتیجہ میں گوتم بدھ کی اصلاحات و تعلیمات بدھ میں ہندو دھرم سے الگ ہو کر ایک الگ مذہب کی شکل میں سامنے آئیں اس کی مذہبی سرگرمیوں کا دائرہ شمال ہند میں رہا بدھ میں اپنے مذہب کی توسیع و تبلیغ کے لئے بدھ مذہب کے لوگ اشوک اور چندر گپت کے زمانہ میں شمال سے جنوب میں یسور آئے جس کا اس وقت نام مسیش کنور تھا لیشت نبوی سے پہلے تک یہاں مختلف خاندانوں کی حکمرانی رہی سب سے پہلے جس خاندان کی یہاں حکمرانی کا تحقیقی طور پر ثبوت ملتا ہے وہ ہندوؤں کا موریا خاندان ہے۔

منفی شوکت علی فہمی کے مطابق اس علاقہ پر مسلمانوں کا سب سے پہلا حملہ سلطان علاء الدین خلیجی کے زمانہ میں ۱۲۱۰ء میں ہوا جب اس نے دو ہندو بھائیوں دیرپانڈے اور سندھ پانڈے کی جنوبی ہند کے علاقہ دورا کے تخت کئے آہلی لڑائی میں مؤخر الذکر کے بلانے پر اپنے نو مسلم غلام ملک کافور کو فوج دے کر حملہ کے لئے بھیجا اس جنگ میں دیرپانڈے اور اس کے حلیف راجہ یسور بلالاسوم کو جس کے پاس اس وقت متوسل بن بلوطہ ایک لاکھ فوج تھی شکست ہوئی تھی اور راجہ بلالاسوم کی سلطنت یسور پر جو اس وقت ہوتے سال حکومت کھلتی تھی اور دریائے کرشنا سے شہار تک اور ساحل بحیرہ عرب سے کارو منڈل تک پھیلی ہوئی تھی علاء الدین خلیجی کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد مسلمانوں کا دوسرا حملہ محمد بن تغلق کے زمانہ میں چند ہی سال بعد ہوا اس نے دہلی سے اپنا دار السلطنت دکن کے علاقہ دیوگری (دولت آباد) منتقل کر دیا۔

یسور میں اسلام کی آمد

اسلام کی دعوت یہاں سب سے پہلے ان عرب تاجروں کے ذریعہ پہنچی جو پہلی صدی ہجری میں حجاز و یمن سے تجارت کی غرض سے ہندوستان کے مغربی ساحل کیرالہ، کنگور، بھٹکل اور ہوناور پہنچے اور وہاں سے اندرون ملک پورے جنوبی علاقہ بشمول یسور و آس پاس میں پھیل گئے ان کی ہندوستان سے تجارت کا سلسلہ اسلام کی آمد سے قبل ہی سے تھا لیکن حجاز مقدس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشت کے بعد اس کی حیثیت باجروں کے ساتھ ساتھ مسعین اسلام کی بھی ہو گئی۔

جنوبی ہند میں ہندو سلطنت کا قیام

دکن میں محمد بن تغلق کے قیام کے دوران جب شمال میں اس کے خلاف بغاوت پھوٹ پڑنے کی خبریں آنے لگیں تو وہ دہلی واپس چلا گیا اس سے فائدہ اٹھا کر یسور کے شکست خوردہ راجہ بلالاسوم نے اس وقت کے ہندوؤں کے ایک مشورہ مذہبی رہنما جگت گرو شکر اچاریہ مہادیو کے تعاون سے مسلمانوں کے خلاف بکھرے ہوئے ہندوؤں کو متحد کیا اور جنوبی ہند میں دریائے تنگھڑا کے جنوب میں دسے نگر شہر میں باضابطہ ایک ہندو سلطنت کی بنیاد رکھی اور راجہ ہری ہر کو جو دراصل محمد بن تغلق کی فوج سے تعلق رکھتا تھا اور بلادی کا گورنر بنایا گیا تھا اس کا پہلا فرمان روا مقرر کیا یہ ۱۳۱۴ء کے آس پاس کا زمانہ تھا اس کے بعد کسی سال تک ہندوؤں نے خود کو لڑائی و جنگ سے بچا کر اپنی پوری توجہ مذہبی بنیادوں پر قائم کیے۔ نگر کی ہندو حکومت کو مستحکم و منظم کرنے پر مبذول رکھی اس پاس کی تمام چھوٹی بڑی ہندو حکومتوں نے بھی وجے نگر کی بالادستی تسلیم کرنی سوائے بلادی اور اور کڑپ کے دوسرے داروں کے جنہوں نے راجہ ہری ہر کی بالادستی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ۱۳۱۶ء میں جب راجہ ہری ہر کا انتقال ہو گیا تو وجے نگر کی ہندو سلطنت کی سرحدیں دریائے تنگھڑا سے بحیرہ عرب تک پھیل گئی تھیں اس کے علاوہ میں بحیرہ عرب کے مشرقی ساحل پر ہونا اور بھٹکل کے درمیان خاص عربوں کی

۱۰ دکن کے بہمنی سلطانین اہمد بن سلطان شیردانی

سل سے تعلق رکھتے دسے لونا مسلمانوں کی حکومت قائم تھی جو تاریخ ہند میں سندھ کے بعد اپنی نوعیت کی دوسری حکومت تھی مشہور سیرج بن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ جب وہ یہاں پہنچا تو یہاں کا سلطان جس احمد بن محمد بن حسن برائے ہندو سلطنت وجے نگر کے ماتحت تھا یہاں کے لوگ عادت و اطوار خلاق و ہمداری و درمھاں واری وغیرہ میں اپنے ہندو عربوں کے مشابہ تھے۔ مولانا ابو ظفر صاحب مدنی نے اپنی کتاب مختصر تاریخ ہند میں اس مہربانی حکومت کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت سلطان جمال الدین کے پاس ایک مضبوط عری جنگی بیڑہ کے علاوہ چھ ہری ہر کی فوج بھی تھی جس زمانہ میں جنوبی ہند میں وجے نگر کی ہندو سلطنت پر دان چڑھ رہی تھی تو دہلی اور آس پاس میں بہمنی خاندان کی خیرتی تھی دھرم راجہ ہری ہر کے بعد اقتدار اس کے بھائی بکاریا کی طرف منتقل ہو گیا مسلمانوں کی بہمنی سلطنت اور ہندوؤں کی وجے نگر کی حکومت کے درمیان درنگل میں راجہ ایک دیو کی ایک چھوٹی سی خود مختار ہندو حکومت بھی تھی لیکن محمد ثوسے اس پر حملہ کر کے درنگل کو گولنڈہ کے قلعہ سمیت اپنی حکومت میں شامل کر لیا اس طرح وجے نگر اور بہمنی سلطنت کی سرحدیں ایک دوسرے سے مل گئیں یہ دونوں حکومتیں اس وقت طاقت و وسعت کے اعتبار سے ہم پہ تھیں ۱۳۶۵ء میں راجہ بکاریا نے درنگل پر جو اس وقت بہمنی مسلم سلطنت میں شامل تھا حملہ کر کے ہزاروں مسلمان کا قتل عام کر دیا اور بہمنی سلطنت کے دوسرے سرحدی علاقوں پر بھی قبضہ کر کے کوشش کی محمد شاہ سے اس کے انتقام میں دریا پار کر کے اور

۱۰ راجہ اپنی بطوطہ مختصر تاریخ ہند از مولانا ابو ظفر ندوی

وجہ نگر کا محاصرہ کر کے ہزاروں ہندوؤں کو جس میں اعلیٰ ذات کے برہمن ہی دس
 ہزار سے اوپر تھے بے دردی سے قتل کر کے راجہ بکریا کو اپنے ساتھ صلح کے سے
 مجبور کر دیا لیکن راجہ نے چند ہی سالوں میں جنوبی ہند کی چھوٹی چھوٹی مسم ریاستوں
 مثلاً دورا اور ملیہ کی سلطنتوں پر حملہ کر کے اس کو بھی وجہ نگر کی ہندو سلطنت میں
 شامل کر دیا جس کے بعد ہندو حکومت کی سرحدیں جنوب میں راس کمار کی تک
 پھیل گئیں جب ۱۲۹۹ء میں راجہ بکریا مر گیا تو راجہ ہری ہردم نے ۱۳۰۳ء تک اس
 ہندو حکومت کا اقتدار سنبھالا اس کے عہد میں بہمنی حکمران فیروز شاہ کے ساتھ جنگ
 ہوئی جس میں مسلمان راجپوت پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے مگر صین لکھتے
 ہیں کہ وجہ نگر اور بہمنی سلطنت کی آئے دن آپسی لڑائی و خون ریزی سے بچنے کے
 لئے فیروز شاہ نے وجہ نگر کے اس وقت کے راجہ دیوار نے اول کی لڑک سے
 شادی بھی کی لیکن یہ شادی بھی ان دونوں حکومتوں کے درمیان جنگوں کو
 روکنے میں ناکام رہی ۱۳۲۵ء اور ۱۳۲۶ء دیوار نے دوہر ۱۳۲۶ء تک راجہ جن وجہ
 راجا اور ۱۳۲۶ء تک اس کے چچا دیوار کے حصوں میں وجہ نگر کی حکمرانی آئی۔
 مؤرخ الذکر کے زمانہ میں اس عظیم ہندو سلطنت کا اتحاد برقرار نہیں رہ سکا
 وجہ نگر کے ماتحت کئی درم دورا نے اور ملیہ کے حکمرانوں نے داخلی
 فتنوں اور طوائف الملکی سے فائدہ اٹھا کر اپنی آزادی کا اعلان کر دیا جمیع جنوبی ہند
 کے حوالہ سے مصنف حرب دیا رہند نے لکھا ہے کہ دیوار کے عہد میں
 ہزاروں مسلم حرب جہڑوں کا بھٹکل میں قتل عام کیا گیا اور بچ جانے والوں نے
 بھاگ کر گوا میں پناہ لی لیکن ہندوؤں نے وہاں بھی ان کا محاصرہ کیا بالآخر اس

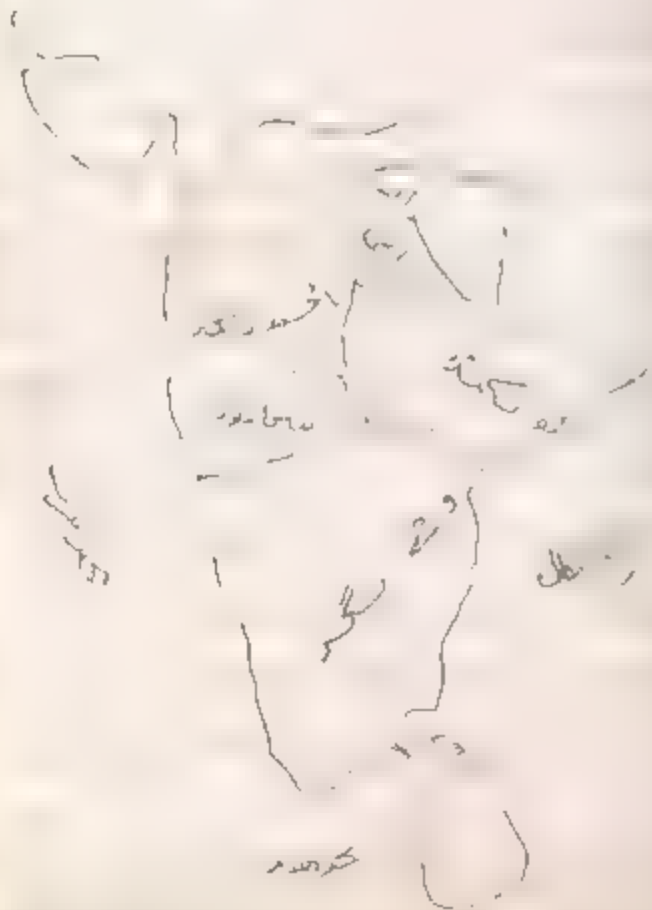
وقت گھبرگر میں مقیم بہمنی سلطنت کے وزیر محمود گادس نے گوا پر فوج کشی کر کے
 وہاں کے معصوم مسلمانوں کو بجات دلائی ویراکش کی نانی سے جنگ آکر سلطنت
 کے راجہ نے باہم مشورہ سے اس کو تخت سے ہٹا کر ایک دوسرے خاندان کے
 شخص اور ضلع کنور کے گورنر زوسہ کو تخت پر بٹھایا اس طرح ۱۳۸۶ء میں
 ہندو سلطنت کے مانی سنگھ خاندان سے دیوہ سوسار حکومت ہندوؤں کے تعلق
 خاندان میں منتقل ہو گئی لیکن جلد ہی ۱۳۹۹ء میں ایک اور غیر سے ہندو خاندان
 تلودا نے حکومت پر قبضہ کر کے زسانانک کو تخت پر بٹھادیا اور اس وقت کے
 حکمران زوسہ کو زبردست دیا یہی وہ زمانہ تھا جب بہمنی سلطنت کی اندرونی چٹاقلش
 سے فائدہ اٹھا کر یحییٰ پور میں عادل شاہی بید میں برید شاہی اور احمد نگر میں نظام
 شاہی خود مختار مسلم حکومتیں قائم ہو چکی تھیں ۱۵۰۵ء میں گول کنڈہ میں بھی ایک آزاد
 قلعہ شاہی حکومت قائم ہو گئی چونکہ وجہ نگر کے اس پاس تمام خود مختار مسم
 سلطنتوں میں سب سے مضبوط یحییٰ پور کی عادل شاہی حکومت تھی جس کے قبضہ
 میں راجپوت کالہ اور دیارے کرشا و تنگھدر اکادرمینی حصہ یعنی دو آب بھی تھا اس
 لئے فطری طور پر ہندو سلطنت کو اپنے لئے خطرہ سب سے زیادہ اسی حکومت سے تھا
 سو اتفاق سے ان دونوں ان مسم سلطنتوں کے آپسی تعلقات بھی درست نہیں تھے
 ان کی اس آپسی مریضہ کشش سے فائدہ اٹھا کر وجہ نگر کے راجہ کرشن دیوار یا
 سنہ ۱۵۰۷ء میں گوا کے پرتگالی سپاہیوں کو اپنے ساتھ لے کر اپنی سات لاکھ فوج کے
 ساتھ سلطنت یحییٰ پور پر حملہ کر دیا اس طرح ہندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ
 پرتگالیوں نے مسلمانوں کے خلاف حملہ میں حصہ لیا اور راجپوتوں میں جو اس وقت تک

یجب پور کی سلطنت ہی کے قبضہ میں تھا وہ تباہی پائی کہ شہ کی بہ اس کے علاوہ
 کرشنا دیو ریائے وجے نگر سے انگ ہونے داں لمبار و دور و میرہی چھوٹی چھوٹی
 ریاستوں کو اپنی طاقت کے بل بوتہ پر وہیں سلطنت وجے نگر میں صم کر دینا لیکن
 جب راج کرشنا دیو ریائے کا انتقال ہو تو اس کی جانشینی کو بیکران کے ایسی اختلافات
 نے سنگین صورت اختیار کر لی اس سے فائدہ اٹھا کر مسد نوں سنہ ۱۵۳۰ء میں دوبارہ
 راجپور پر قبضہ کر لیا ۱۵۳۰ء میں وجے نگر کے راجہ رام راج نے دکن کی تینوں اسلامی
 سلطنتوں احمد نگر، یجب پور اور گولکنڈہ کو آپس میں رڑ کر خود یجب پور کے ساتھ بھی
 جنگ چھیڑ دی یجب پور کے بادشاہ ابراہیم عادل شاہ نے مجبور اپنی شکست تسلیم
 کرتے ہوئے صلح کر لی ۱۵۵۰ء میں احمد نگر کی مسلم حکومت پر بھی وجے نگر کا قبضہ
 ہو گیا یہ ہندو سلطنت کے انتہائی مروج کا دور تھا مصنف عرب و دیار ہند سے لکھا
 ہے کہ اس وقت رام راج پور سے جنوبی ہند میں سب سے طاقتور سیاسی حکمران تھا
 جس سے اس پاس کے تمام حکمران کانیتے تھے۔

ہندو سلطنت کا زوال

راجہ رام راج وجے نگر حکومت کی پوری تاریخ میں سب سے بڑا متعصب اور ظالم
 حکمران تھا اپنی سلام دشمنی کے ظہار کے سب سے وہ کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا
 تھا موقع سے ہی اپنی طاقت کے بل بوتہ پر اس پاس کے مسلم سرحدی علاقوں پر حملہ
 کر کے کچھ کچھ کو اپنی سلطنت میں ضم کر لیتا مسد نوں پر بھی آئے دور اس کے

جنوبی ہند میں ہندو سلطنت وجے نگر کا نقشہ



ظہور ستم میں اس وقت ہوئے گا جب یہ سب مقام مسلمانوں کے لئے مآل برودشت ہوئے ورنہ کاپیہ لبر ہو گیا تو قدرت سے دکن کے مسلمانوں کو سمجھئے گا ایک اور موقع فراہم کیا اور مسلم سلاطین سمجھ گئے کہ اگر حالات یہی رہے تو مسلمانوں کی حکومتوں کی شکست و فتح کا سبب بنے خود مسلمانوں کے وجود یا عدم وجود کا ہو سکتا ہے تاہم اس پاس کے تمام مسلم حکمرانوں نے مقدمہ جو کر مرہاج کے مقابلے کی قسم کھائی اور دیا سے کرشنا سے ۵۰ میل دور شمش میں تان کوڑ کے میدان میں جنوری ۱۵۶۵ء کو ایک قیامت خیز جنگ میں جنوبی ہند کی سب سے بڑی ہندو سلطنت وجے نگر کا خاتمہ کر دیا معتبر تاریخی حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کی ڈھائی لاکھ فوج کے مقابلے میں ہندوؤں کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی جس میں دو ہزار باغی اور ایک ہزار تو ہیں بھی شامل تھیں راجہ مرہاج کو قتل کر کے اس کے سر کو نیچہ پر رکھ کر مسلمانوں نے فوج میں شہت کرایا کم کر کم ایک لاکھ ہندو سپاہی مارے گئے بے شمار دولت و مال غنیمت کا ذخیرہ بن گیا وجے نگر میں ہندو فوجوں کی شکست کی خبر سن کر اس پاس کے قبائل نے بھی یہاں گھس کر اس کو خوب لوٹا اس کے کئی روز بعد مسلم افواج شہر میں داخل ہو کر داخل ہوئے اس طرح جنوبی ہند کا ایک جو بھارت و خوش شہر دیکھتے ہی دیکھتے کھنڈر بن گیا اور جنوب میں ہندوؤں کی طاقت کا ہمیشہ کے لئے زور ٹوٹ گیا دوسری طرف شمش سے مسلم حکمرانوں کے لئے جنوب میں حملہ و قبضہ کا دروازہ بھی کھل گیا۔

میسور وجے نگر کے زواں کے بعد

مسلم حکمرانوں کا مقصد ہندوؤں کی حکومت پر قبضہ نہیں تھا بلکہ مرہاج کے ترکہ کو توڑنا اور اس کی طاقت کو ختم کرنا تھا ظاہر بات ہے کہ اس عمل وہ سو فیصد کامیاب ہوئے کیونکہ صرف چھ ماہ مسلم سلاطین وجے نگر میں رہ کر اور مسلمانوں سے چھپے ہوئے علاقے ان کو واپس دلا کر اپنی اپنی سلطنتوں میں چھپ گئے جس کے بعد سلطنت وجے نگر کا باقی پور علاقہ مختلف نگرہوں میں بٹ کر پھر ایک بار مختلف ہندو راجاؤں اور حکمرانوں کے ماتحت آ گیا۔

میسور کا چند دو بارہ ڈیڑھ خاندان کے قبضہ میں آ گیا جس خاندان کا میسور پر ۱۵۹۹ء میں پہلا حکمران وجے نگر تھا اس کے بعد دو بارہ ۱۵۹۹ء میں اس کی ساتویں پشت میں وجے نگر و ڈیڑھ کے پاس میسور کی حکمرانی خود کر آئی اور یہ خاندان ۱۶۵۶ء تک اس منصب پر فائز رہا اس خاندان کی حکومت صرف میسور اور اس کے نواح ہی تک محدود تھی ہندو سلطنت وجے نگر کے قیام کے بعد دیگر چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی طرح یہ حکومت بھی وجے نگر کی راج گھرانہ گئی تھی وجے نگر کے زواں کے بعد میسور کو جب دوبارہ خود مختاری حاصل ہوئی تو ۱۶۰۹ء میں اس خاندان کے حکمران راجہ ڈیڑھ نے سری رنگا پنڈت کو جس کی سیادویں صدی عیسوی میں پڑی تھی پی حکومت کا دراستہ تھانہ کیا اس وقت یہ ریاست سلطنت یجب پورہ کو خراج دیتی تھی ۱۶۸۶ء میں یجب پورہ پر اور ۱۶۸۸ء میں گوکنڈہ پر جب مغل حکمران اورنگزیب

کا قبضہ ہو گیا تو سوسے جہولی ہند کے اپنے مفتوحہ علاقوں کو دیکر ایک سو بہانہ بنا کر
پیشگو سے میل پر واقع سرکوس کا صدر مقام بنایا جس پور پر قبضہ کے ساتھ ہی
یسور کا علاقہ بھی اس کے ماتحت ہو گیا اور گجرات سے اور ملک زیب ہی کے قبضہ میں
آ گیا گو یا دوسرے علاقہ میں یسور کا حکمران ہمدردیہر حاندان بھی محدود و محدود
منتخاری کے مابود مملکت مسطرت مغلیہ ہی کا ماتحت رہ گیا۔

سلطنت خداداد کے قیام کے وقت یسور کے حالات

یسور کے اسی وزیر خاندان میں نواب حیدر علی نے فوجی ملازمت کے ساتھ
اپنی عملی معاشی زندگی کا آغاز کیا اور بعد میں بن ہی کے ہاتھوں جوہ میں سلطنت
خداداد کا قیام بھی عمل میں آیا اور میں جس نواب حیدر علی نے عہد حکومت
سنبھالی تو اس وقت یسور کا راجہ کرشنراج جو زیار تھا جو ۱۷۹۷ء سے چارم راج کے
بعد راجہ چلار تھا عملاً یسور کی حکومت جو بس پاس کے صرف ۲۲ گاؤں ہی
تک محدود تھی اب بھی سلطنت مغلیہ ہی کی ماتحت رہتا تھا رقی سیاسی طور پر اس کی
حکومت بر سے نام تھی زمینداروں و پارسیکاروں کا ہر گاؤں و شہر پر الگ الگ قبضہ تھا
جو عوام کا مان استحصال کر رہے تھے پوری حکومت میں صرف ایک بڑا طبقہ ہی
نوشمال تھا علاقائی کاروان تھا ہندو عورتوں کی خرید و فروخت کے سے مستقل منڈیاں
کام تھیں مندروں میں انسانی بھینٹ پڑھانی جاتی تھیں عورتیں نیم برہمن ہو کر

مار روس میں عورتیں نہ حلقی و بے حیائی عروج پر تھی ایک ہندو عورت سے
پاس ایک وقت چار شوہر ہوتے تھے جس کے ساتھ وہ ماری باری رت گذرتی تھی
سی و د سے بچہ کی پیدائش پر سکل نسبت باپ کے بجائے اس کی ماں کی طرف کی
جاتی تھی مشیات کا کاروبار دروں پر تھا مسماں بھی بڑی تعداد میں اس علاقہ میں
تھے لیکن توحید حانص سے دور ممالک و مدعات اور شریہ رسوم و رواج میں
جھٹکا ہونے کی وجہ سے ہمدوول کے مشابہ ہو گئے تھے کسی اجنبی کے لئے ہندوؤں اور
مسلمانوں میں ظاہری طور پر تفریق کرنا دشوار تھا فرم یہ کہ سلطنت خداداد کے قیام
کے وقت خط یسور کے حالات سیاسی و معاشی اور دینی و خلتی ہر شمار سے
ناگفتہ بہ تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

ٹیمپو کا خاندانی پس منظر

ہمدوستوں کی تاریخ میں یہ بات کس کو معلوم تھی کہ جیسور کے راجہ کے پاس ایک معصوم فوجی کی حیثیت سے ملازمت کا آغاز کرنے والے حیدر کے قابل ہڑکے ٹیپ کے ہاتھوں وہ کارنامے انجام پائیں گے جس سے خود تاریخ بھی دگمہدہ جائے گی یہی وجہ ہے کہ بعد میں ان کے ہاتھوں انجام پانے والے کارناموں سے بے خبر رہ کر ہی تاریخ نے ان کے حاندانی پس منظر اور اسکی تفصیلات کو کچھ زیادہ محفوظ نہیں رکھا

مورخین کے درمیان اس بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے کہ میو کس خاندان یا سل سے تعلق رکھتے تھے اس پر تو سب کا تقریباً اتفاق ہے کہ یہ خاندان اصلاً سیوریہ کے آس پاس کا نہیں تھا بلکہ مروج یا نصف صدی سے اس علاقہ میں مقیم تھا۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی تحقیق کے مطابق میو کا تعلق عربوں سے تھا اور یہ قریشی النسب تھا گو یا دوسرے اہل علاقہ میں اس کا نبوی خاندان سے تعلق تھا لیکن انگریز مورخ دکنس کے حوالہ سے محمود جنگوری نے لکھا ہے کہ اس کے آباء و جداد پنجابی تھے اسی حوالہ سے بعض مورخین انہیں پنجابی بھی کہتے ہیں اس موضوع پر ہماری کتابوں کے مطالعہ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ مورخین کے درمیان اس سلسلہ میں بظاہر کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے اور ان سب کی روایات کو جمع کرنے سے اس میں کوئی بنیادی تضاد بھی نظر نہیں آتا جیسا کہ گلی سطور سے معلوم ہو گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

چوتھا باب

خاندان طیبو

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاندان ٹیپو کی ہندوستان آمد

زیادہ صحیح روایات کے مطابق یہ خاندان صلاخیزیۃ العرب کا رہنے والا دور
 کہ کمرہ میں آباد تھا سوہویں صدی عیسوی کے اخیر میں یہ خاندان کہ کمرہ سے
 تلاش در گار میں نکلا اور سب سے پہلے بغداد پہنچا پھر وہاں سے ایران ہوتے ہوئے
 افغانستان پہنچا کچھ سال وہاں مقیم رہ کر پنجاب آیا اور ایک مدت تک وہیں رہا پھر
 دہلی در جمیر ہوتے ہوئے آخر میں گجرات میں آکر بس گیا چنانچہ یہ خاندان پنجاب
 میں کسی سال رہا اس سے اس خاندان پر پنجابی تہذیب و تمدن کے اثرات نمایاں
 طور پر ظاہر آگئے اور ان ہی اثرات کی وجہ سے لوگ انہیں پنجابی انسل کہجے لگے
 پنجاب میں یہ خاندان چونکہ بری راستہ سے افغانستان سے آیا تھا اس سے پنجابی
 لوگوں نے انہیں افغانی انسل مشہور کر دیا جبکہ یہ خاندان حقیقت میں عربیۃ
 العرب سے آیا تھا ہر حال یہ خاندان سترہویں صدی عیسوی کے اوائل میں جنوبی
 ہند میں ہندوؤں کی مسطنت وجہ نگر کے زواں کے بعد میسور کے قریب آکر بس گیا
 تھا افغان حیدری کے مصنف میر حسین علی کرمانی اور مہدیخ میسور کے مصنف
 محمد الحسن نے کارنامہ حیدری کے بارے میں سسر میں روایت نقل کی ہے
 اس سے بھی ہماری بات کی تائید ہوتی ہے جس کی تفصیل آچھیوں ہے کہ میسور کے
 اجداد میں کہ کمرہ میں ایک قریشی تھے جن کا نام حسن بن علی (۱۷۹۳ء) تھا اس کو
 مسطنت عثمانیہ کی طرف سے شریف کہ مقرر کیا گیا تھا ان کے لڑکے محمد بن حسن
 کے فرزند احمد کی شادی صنعا میں اس وقت کے یمن کے بادشاہ کی لڑکی سے ہوئی

ٹیپو کے اجداد

تھی چونکہ بادشاہ کا کوئی بڑا کام نہیں تھا اس سے سکے سنان کے بعد اس کا مادی
 نہیں کا حکم ان میں گیا سیکس اس کے درباروں نے اس کو دھوکہ دے کر جہد ہی قتل کر
 دیا جس کے بعد اس کا بڑا محمد بن احمد بھاگ کر بغداد پہنچا اور وہاں اس نے
 تجارت شروع کی کچھ دنوں کے بعد اس نے وہیں پر طاہر آفندی نامی شخص کی لڑکی
 سے شادی کی جس سے اس کو تین لڑکے پیدا ہوئے اس میں ایک عبد معنی بھی تھا
 جس کے لڑکے حسن نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر بھاگ کر بغداد سے ترک
 وطن کر کے افغانستان میں پناہ لی پھر وہاں سے ہندوستان آکر اجمیر میں
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے متولی کی لڑکی سے شادی
 کی اس سے اس کو محمد جلیل نامی لڑکا پیدا ہوا۔

سہوں سے بعد میں ہوئے داسے لڑکے ولی محمد نے ۱۷۶۶ء میں یحیٰ پور کے عادل شاہی حکمران محمد بن اورجیم کے فرزند سلطان محمد کے زمانہ میں وہاں سے بھی قتل وطن کر کے دہلی جوتے ہوئے اپنی فرزد محمد علی کے ساتھ گلبرگہ کو اپنا مستقل رہائش گاہ دکن میں سلطنتِ عرب پور کے عروج کا تھا اور پورے ملک سے ہل عمر یحیٰ پور کا مرج کر رہے تھے گلبرگہ میں ولی محمد نے پے لڑکے محمد علی کی شادی وہاں کی مشہور درمجاہ حضرت بندہ بوز اسعروف گیسوے درز کے ایک متولی یا

بقول محب، حسن خادم کی بڑی سے کردی کچھ ہی دنوں میں دل محمد کا انتقال ہو گیا جس کے بعد محمد علی یحسب پور چھے آئے جہاں اس وقت علی عادل شاہ کی حکمرانی تھی محمد علی اپنے سات بھائیوں کے ساتھ عادل شاہی حکومت میں فوجی ملازم بن گئے لیکن یحسب پور پر مغلوں کے حملہ کے دوران ان کے ساتوں بھائی کام آگے جس سے دل برداشتہ ہو کر محمد علی نے کولہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں کے حاکم شاہ محمد سے پہلے سے شناسائی کی وجہ سے اس کی حاداد کے نگران مقرر ہوئے شاہ محمد نے ان کو رہیں بھی دی تھی جس میں وہ خالی اوقات میں کھیتی باڑی کا کام بھی کرتے تھے اور بعض اوقات زمین کو کرایہ پر زراعت کے لئے بھی دوسروں کو دیتے تھے ایک دوا بیت کے مطابق اس دوران محمد علی نے کولہ میں ایک شادی بھی کی جس سے ان کو ایک بیٹا نکاح محمد پیدا ہوا جو ٹیپو کے حقیقی دادا تھے اس طرح مذکورہ روایت کے مطابق ٹیپو کی دوا بی خاص کولہ ہی کی تھی

دادا فتح محمد

۱۷۷۷ء میں محمد علی اپنے چچے چار بڑوں کو چھوڑ کر رحلت کر گئے جن کے نام یہ ہیں (۱) محمد امام (۲) محمد یاس (۳) علی محمد (۴) فتح محمد دادا کے انتقال کے بعد چاروں بھائی تلاش معاش میں مختلف جگہوں پر چلے گئے فتح محمد بھی کولہ میں کچھ سال رہ کر آکر کلاٹ کے والی نوب سعادت اللہ خاں کے پاس پہنچے اور کچھ مدت تک وہاں کے قلعہ ابراہیم خاں کی سفارش پر ان کے یہاں ملازمت کی بعد میں نوب صاحب نے اپنی فوج کے ایک دست کی کمان بھی ان کے حوالہ کی جو پانچ سو سواروں اور چار

سویادہ سپاہیوں سے علاوہ پچیس توپچیوں پر مشتمل تھی چونکہ فتح محمد کے بڑے بھائی شیخ محمد یاس کے بڑے حیدر صاحب پہلے ہی سے سیور کے راجہ کی فوج میں ملازمت کر رہے تھے اس سے بھتیجہ کے اصرار پر وہاں آکر کلاٹ کی ملازمت ترک کر کے وہ بھی جد سیور کی فوج میں نالک کے صدر پر جو سیور کی فوج میں اس وقت ایک فوجی صدر کا نام تھا فائز ہو گئے اسی دور میں سیور کے راجہ کے وزراء میں مایہ اختلاطات پیدا ہوئے حیدر صاحب کا بھی انتقال ہو گیا ان سب چیزوں سے دل برداشتہ ہو کر فتح محمد دوبارہ کولہ واپس آ گئے کولہ میں دوبارہ قیام کے دوران ان کے یہاں دو بڑے پیدا ہوئے جن کا نام شبیر اور دل محمد تھا موصوفہ ذکر کا بچپن ہی میں انتقال ہو گیا کولہ میں فتح محمد برسر روزگار میں تھے اس نے تلاش معاش میں صور سر چل پڑے جو اس وقت دکن کے علاقہ میں مغلیہ سلطنت کی مقبوضات کا دارالسلطنت تھا اس وقت وہاں کے حکمران نواب درگاہ علی تھے جنہوں نے فتح محمد کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ڈوڈا بالا پور جیسے اہم قلعہ کی کمان ان کے سپرد کی جس میں سو سوار اور سو پیادہ سپاہی تھے یہ سہ اکی ملازمت کے دوران ہی ۱۷۷۷ء کو بودی کوڑے کے مقام پر ان کے یہاں ایک بڑے کی ولادت ہوئی جس کا نام انہوں نے حیدر علی رکھا نوب درگاہ علی سے انتقال کے بعد سہ اکی حکمرانی کے سلسلہ میں تدارع پیدا ہو گیا اصلاً جانشین تو اس کے صاحبزادہ عبدالرحمن خاں تھے لیکن ظاہر خاں نے اس پر بائیں قبضہ کر لیا تھا تاہم ان دونوں میں جنگ چھڑ گئی اور عبدالرحمن خاں کے ساتھ فتح محمد بھی رہے گئے ۱۷۷۷ء ظاہر خاں سہ کا حکم بن بیٹھا۔

۱۔ جمیع ٹیپو سلطان ملا محب الحسن

اس یہاں مور میں کے درمیان حلاف ہے کہ حیدر علی فتح محمد کی س بیوی سے
تھے میر حسین علی کرمانی مصنف شان حیدری کا کما ہے کہ فتح محمد کی صرف ایک
بیوی تھی اور ان کے تینوں لڑکے ایک ہی بیوی بھی تیار کے پیر و سید رہاں
الدین کی لڑکی سے پیدا ہوئے سیکل انسا بکلو پیڈیا آف اسلام کی تحقیق یہ بتاتی ہے
کنفخ محمد کی دو بیویاں تھیں ایک خاص کولہ کی جس سے اوس لڑکے پیدا
ہوئے دوسری سر سے زیدار کبر علی خاں کی دختر مجیدہ بیگم جس سے صرف
حیدر علی تھے سیکل نگریز مؤرخ کرنل ولکس کے حوالے سے محمود خاں بیگموری
نے لکھا ہے کہ فتح محمد کی تین بیویاں تھیں ایک کولہ کی جس کا وہیں انتقال ہوا اور اس
سے کوئی ولد نہیں ہوئی دوسری اور تیسری بیوی کا تعلق اہل نواب سے تھا اس
شادی کا پس منظر کچھ یوں تھا کہ اہل نواب کا ایک خاندان کوکن سے آکاٹ جارا
تھا اسے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا صرف ایک خاتون مت ایک
لڑکے اور دو لڑکیوں کے بچ گئی جس نے بعد میں کولہ میں ماکر پنہاں سس
دقت فتح محمد کولہ میں مقیم تھے انہوں نے اس خاتون کی بڑی لڑکی سے شادی کی سیکل
جلدی اس کا انتقال ہو گیا تو فتح محمد نے پھر اس کی چھوٹی بہن سے شادی کی جس سے
شہزادہ حیدر علی وغیرہ پیدا ہوئے جو مورخین سر اس کے ریندر اکبر علی خاں کی
دختر مجیدہ بیگم سے فتح محمد کی شادی کے قابل ہیں وہ اس شادی کی تفصیلات کچھ اس
طرح بیان کرتے ہیں کہ اکبر علی خاں اپنے انتقال کے وقت سر کے حاکم نواب
درگاہ علی خاں کے مقروض تھے نواب سر نے فتح محمد کو بیگم اکبر علی خاں کے

پاس قرض کی وصولی کے سے بھیجا لیکن وہ قرض ادا نہ کر سکی اس پر فتح محمد نے کہا کہ
اگر وہ ان کو اپنا دانا سنے پر راضی ہو جائے تو وہ خود ان کی طرف سے قرض کی
دائیگی کا بندوبست کرینگے اس پر بیگم اکبر خاں رضی ہو گئی اور ان کو اپنی دامادی
میں قبول کیا۔

فتح محمد کا جب انتقال ہوا تو وہ بھی حاکم سر کے مقروض تھے فتح محمد کے انتقال
کے بعد حاکم سر کے وارثوں نے ان کی بیوہ اور لڑکوں شہزادہ حیدر علی پر قرض کی
دائیگی کے لئے دانا لیا شروع کیا جو اس وقت کے افکار و ہنر اور دینے بتا سکتے
تھے اسی بہانہ بیوہ و بیٹوں پر ظلم بھی کیا جاتا تھا حسن اتفاق سے اس وقت حیدر علی
کے ماموں ابراہیم صاحب یا بہتوں ریندر کرش سفا خود اس کے چچا زید بھائی
حیدر صاحب راجہ میسور کے پاس ملازم تھے ان کے توسط سے جب اس خاندان پر
حاکم سر کے وارثوں کے ظلم و ستم کی خبریں راجہ میسور تک پہنچیں تو اس نے اس
خاندان کو فوراً نبا کرنے کا حاکم سر کو حکم دیا حکم عدول پر سخت دھمکی بھی دی جس
سے گھبر کر اس خاندان کو فوراً نبا کر دیا گیا جہاں سے بیگمور ہوتے ہوئے یہ لوگ
میسور کے دار سلطنت سری رنگا پنٹم پہنچے چونکہ شہزادہ حیدر علی اب کچھ جوان بھی
ہو چکے تھے اس سے اپنے عزیزوں کی سفارش پر جو پہلے ہی سے راجہ کے پاس ملازم تھے
خود بھی میسور کی فوجی ملازمت سے منسلک ہو گئے۔

پیدائش

جیسا کہ فہرست تفصیلات سے معلوم ہوا کہ حیدر علی کی ولادت ۱۱۳۳ھ مطابق ۱۷۲۰ء کو فتح محمد کے صوبہ سرایش ڈوڈا بالا پور کے قلعہ کی گمان سنبھالنے کے دوروں کوئلہ کے قریب بودی کوٹہ نامی جگہوں میں زیادہ صحیح روایت کے مطابق سر کے زمیندار اکبر علی خاں کی صاحبزادی حمیدہ بیگم کے بھتیجے سے ہوئی محب الحسن صاحب مصنف تاریخ ٹیپو سلطان کی تحقیق کے مطابق حیدر علی کی سندھیداش ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء سے جبکہ بعض دوسرے مورخین ۱۱۲۹ھ مطابق ۱۷۱۷ء کے قائل ہیں لیکن عام طور پر زیادہ تر کتابوں میں مقدم الذکر تاریخ ہی مسمیٰ ہے۔

امجد علی شہری نے سوانح حیدر علی میں محلات حیدری کے حوالے سے حیدر علی
ناہم کہنے کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فتح محمد کو لڑکوں سے بڑی محبت تھی
اور ان کی خواہش تھی کہ ان کو مرید لڑکا ہی پیدا ہو مجیدہ بیگم کے حمل کے زمانہ میں
انہوں نے اس کو اس زمانہ کے مشہور بزرگ حیدر علی شاہ درویش کی خدمت میں
بھیجا اور ان سے دعا کرائی کہ نیک اور قابل فرزند کی ولادت ہو انہوں نے کہا کہ
انشاء اللہ فرزند ہو گا اور ولادت پر اس کا نام میرے نام پر حیدر علی ہی رکھا جائے نہ
بعد میں فتح محمد نے اسی ہدایت پر عمل کیا اور اپنے پومولود کا نام حیدر علی رکھا جو آگے
چل کر نواب حیدر علی خاں کہلائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

پانچواں باب

حمیدر علی ولادت سے سپہ سالار فوج تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

حیدر علی کی پیدائش کے چار پانچ سال بعد تک اس خاندان میں بڑی خوشحالی رہی ہے کہ اس وقت فتح محمد خاں صوبہ سرحد میں ڈوڈا والا پور کے قلعہ کی محاسن میں کھیل رہا تھا۔ اس وقت فتح محمد خاں کے انتقال کے بعد حالات نے پلٹا کر دیا اور چنانکہ خوشحالی و آرام کی زندگی تنگ دستی و عسرت سے بدل گئی اپنے والد فتح محمد کے قرض کی ادائیگی کے لیے حاکم سرا کے درویشوں کے دباؤ و ظلم و ستم سے جنگ آ کر یہ خاندان میسور منتقل ہو گیا اس وقت حیدر علی کی عمر ۹ سال و ۷ سالہ کی گیارہ سال تھی اس طرح بچپن ہی سے یہ دونوں بڑے اپنے والد کی تربیت سے محروم رہے والدہ ناسرگار حالات میں بھنس چکی تھی ماں و باپ بھی نہ ہونے کے برابر تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ان بچوں کی ابتدائی تعلیم کا نظم بھی نہیں ہو سکا حالانکہ اس زمانہ میں مسلم خاندانوں کے اہل تعلیم کا رواج عام تھا۔

کولی مشغلہ نہ ہونے کی وجہ سے حیدر علی پہاڑیادہ تر وقت شکار میں گزارتے تھے گھوڑ سواری و سپہ گری ان کا محبوب مشغلہ تھا اس طرح تعلیم میں نہ سنی جنگ فنون میں حیدر علی کو مہارت حاصل ہونے لگی ۱۲/۱۳ سال کی عمر تک یہ مسلہ چلتا رہا اور اس خاندان کے معاشی حالات میں کولی قابل ذکر سدھار نہیں آیا۔

شہر سے پہلی دفعہ برائے ایک میں آ کر کالٹ کے واسطے محمد علی کے چھوٹے بھائی عبدالباقی سے پاس فوجی ملازمت کی جو چتور کا جاگیردار تھا حیدر علی کا مضبوط فوجی تربیت شمار علی نے اس زمانہ میں چتوڑ میں کی جب اس کے قبضہ میں دو سو سواروں کی پہلی دفعہ کس دی گئی تھی اس وقت میسور کار و کر شکار اپنے درباروں کے ہاتھوں محض ایک کھو پٹی تھا ریاست کے تمام اختیارات اس کے درباروں یعنی تندر ج و اس کا سر بھی تھا اور اس کے بھائی دیورج کے پاس تھے دیورج فوج کا سپہ سالار و تندر ج محاصل و مالیات کا سر تھا تندر ج نے شہر کو میسور کی فوج میں چھپا سوار اور سو پیا دہ دستہ کا افسر مقرر کیا اور حیدر علی کو بھی سر ریگما پٹنم میں ایک چھوٹے سے فوجی دستے کی کمان سونپ دی ۱۷۹۹ء میں میسوری فوج کی طرف سے دیورج کے میسرہ کے دوران حیدر علی نے اپنی غیر معمولی قابلیت و مہارت کا مظاہرہ کیا جس سے متاثر ہو کر تندر ج نے ان کو ترقی دی دربار کا خطاب دے کر باقاعدہ دو سو پیا دہ اور دو سو سواروں کا افسر مقرر کر دیا اس طرح جلد ہی حیدر علی نے اپنی فطری صلاحیتوں و قابلیتوں کا مظاہرہ کر کے میسور کی فوج میں پہلا ایک مقام ساریا را اور اس کے درباروں کے دلوں میں بھی ان کی قابلیت و صلاحیت کا سکھائی۔

شادی

تاریخی کتابوں میں حیدر علی کی شادی سے متعلق کم تفصیلات

دستیاب ہیں سو صلیح عام طور پر اس کی دو شادیوں کے قابل ہیں جس کے مطابق پہلی شادی صوبہ سر کے ایک پیر زادہ سید شہساز شاہ میاں کی دختر سے ہوئی اس وقت حیدر علی کی عمر ۱۹ سال یا اس کے آس پاس تھی اس شادی کا خرچ بیسور کے وزیر تندر ح نے خود ادا کیا اس سے ان کو ایک بچی بھی ہوئی لیکن خان کے محکمہ و جد سے یہ بیوی معدودہ مفلوج ہو گئی تھی یہ سقوط سری رنگا پنجم یعنی ۱۱۹۹ء تک عقیدہ حیات رہی شاہی خاندان کی انگریزوں کی طرف سے دلیور جلاطنی کے دوران ۱۸۰۵ء میں رکھا دیں انتقال ہوا اس کا مزار بھی دلیور ہی میں ہے اسی معدودہ بیوی کے اصرار پر حیدر علی نے کوڑپہ کے گورنر میر معین الدین کی لڑکی فاطمہ بیگم سے جو فرسب بھی کہلاتی تھی دوسری شادی کی سی سے حیدر علی کو ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۹۳ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۷۷۹ء کو بنگلور سے شمال مشرق میں واقع ایک قصبہ دیوں علی میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام حیدر علی نے اپنے والد فتح محمد کے نام پر فتح علی درآر کاٹ کے بزرگ نیپو مستان ولی کے نام پر جس کے مراد پر حاضر ہو کر فاطمہ بیگم نے نیک بختی فرزند کی ولادت کی دعا کی تھی نیپو سلطان رکھا لیکن مؤخر لڑکے کا نام ہی چل پڑا اور اسی نام سے بعد میں اس نے شہرت بھی پائی نیپو کے علاوہ حیدر علی کو سی بیوی سے اور بعض روایات کے مطابق ایک تیسری بیوی سے جو ممدی بیگم محمد علی کی لڑکی تھی ایک اور بچہ بھی پیدا ہوا جس کا نام کریم شاہ عرف صفدر شکوہ تھا یہ بچہ طبعا کمزور دماغ کا تھا درہ معارف اسلامیہ میں کارنامہ حیدری کے جوڑے سے لکھا ہے کہ حیدر علی کا ایک تیسرا لڑکا بھی تھا جس کا نام صفدر علی خاں تھا لیکن غازی اعظم کے مصنف شاہ بو عمن دیب کی تحقیق کے مطابق صفدر علی خاں کریم شاہ سی کا

دوسرے ساتھ بعض مورخین کے مطابق حیدر علی نے بعد میں نوب کرپہ عہد حکیم خاں کی بیٹی سے بھی شادی کی تھی۔

فوجی ترقی

نیپو سلطان کی ولادت سے حیدر علی کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور دنیا میں اس نیک محنت مرند کی تہ اس کی سیاسی و فوجی ترقی کا سبب بن گئی ۱۷۸۲ء میں راکٹ پر حکمرانی کے سلسلہ میں جب نوب محمد علی اور چنداں صاحب کے درمیان جنگ چڑھائی تو محمد علی کی پشت پر انگریزوں کی فوج تھی اور چنداں صاحب کی حمایت فرمائی کر رہے تھے محمد علی نے اپنے اقتدار کو بچانے میں بیسور کے راجہ سے بھی فوجی مدد طلب کی اور وعدہ کیا کہ فتح کی صورت میں تہ چپا پٹی بیسور کے حوالہ کر دیا جائے گا مرہٹوں اور نظام کی طرف سے خود اپنے سے خطرہ کے باوجود تہ چپا پٹی کے حصول کی امید میں تندر ح نے حیدر علی کے ساتھ بیسور کی فوج اس کی مدد کے لئے بھیجی چنداں صاحب راگیا در محمد علی راکٹ پر قبضہ کرے میں کامیاب ہو گیا لیکن فتح کے نش میں تہ چپا پٹی بیسور کے حوالہ کرنے کے پے وعدہ سے کمر گیا بالآخر تندر ح نے فرنیسیوں کی مدد سے تہ چپا پٹی حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش بھی بے سود رہی در تندر ح نامراد بیسور و پس لوٹا حیدر علی بھی اس مہم میں شامل تھا فوجی اعتبار سے تو یہ مہم ناکام رہی لیکن اس سے حیدر علی کے فوجی تجربہ میں اضافہ ہو چکا تھا سوانح حیدر علی کا مصنف لکھتا ہے کہ

ترچہ پٹی حیدر علی سے سے مست ہم تربیت گاہ ثابت ہوئی وہاں مسلسل کش کش و کشکش کے باوجود اس کی شخصیت میں ہنسی گیس کا مشہورہ تیز ہوا سو تھوڑا جھڑمی کر رہی تھی یہ جنگ جونی کے فن کا تجربہ اس سے وہیں حاصل کیا اپنے پختہ شعور و صبح بصیرت اور مستقل راجی کی بدولت اس نے مغربی نظام یورپ و طریقہ دھار کو بخوبی سمجھ لیا ہے

حیدر علی کی دیرینہ و ثابت قدرتی ساداری و سادہ سادہ سے متاثر ہو کر میسور کے وزیر تدرج نے اس کو ۱۷۹۲ء میں میسور کے قریب ضلع ڈنڈنگل کے پاس میسور میں رہیداروں کی بغاوت کو ختم کر کے وہاں کا گورنر مقرر کیا اور اس کے ماتحت چار ہزار پیادہ اور دہڑہ ہزار سواروں کی فوج دی تارخ میسور سلطان کے مصنف محب امن صاحب لکھتے ہیں کہ حیدر علی سے ڈنڈنگل کی گوری کے دورن ہی حاص فوج میں تدرج کی جارت سے اضافہ کیا توپ خانوں کو منظم کیا اور فرانسسی انجینئروں کی مدد سے ایک سوار عمارت بھی وہاں قائم کیا ترچہ پٹی سے نامزد وہی تدرج کے سے توڑت بن گئی لیکن یہی محمد حیدر علی کے حق میں رحمت بن گئی اور اس سے اس کی فوجی ترقی کا دروازہ کھل گیا ہے

میسور میں داخلی بغاوت اور مرہٹوں کا حملہ

ڈنڈنگل میں حیدر علی کی گوری کے دور میں میسور کے داخلی حالت سیاسی و

حیدر علی اور تدرج کرشن سہاسی تارخ میسور سلطان رحمت امن

قتصادی حصار سے اس میں عرصہ ہوا لگے رہے یہاں کرشن راج اپنے وزیر کے ہاتھوں کھنڈی بن گیا تھا وہ اپنے وزیروں کے اختیارات کم کر کے حکومت کے معاملات میں خود اپنے طرف آخر ہونے کو ثابت کرنا چاہتا تھا دواول وزیروں تدرج و درویراج کی نااہلی سے ملک آکر فوج نے بھی اپنے فسر نگار ام کی قیادت میں وزیروں کے خلاف بغاوت کر دی ترچہ پٹی کی کامیابی کی وجہ سے حکومت کی مالی حالت بھی خراب ہو گئی فوجیوں کو تنخواہیں نہیں مل رہی تھیں نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی دنوں میں تدرج کے خلاف بغاوت پوری ریاست میں پھیل گئی یہ دیکھ کر تدرج کے بھائی دیورج سندھ راجہ کے محل پر پول ماری کر دی اور راجہ کو اپنی امانت پر مجبور کر دیا تدرج نے داخلی بغاوت کو فرو کرنے کے سے ڈنڈنگل سے حیدر علی کو میسور ملایا ۱۷۹۰ء کے تدرج حیدر علی نے بغاوت پر قابو پا کر باغی فوجی افسر نگار ام کو قید کر دیا فوجیوں کی تنخواہیں کا بندہ بہت کم اور راجہ اور اسکے وزیروں کے درمیان صبح بھی کراچی ۱۷۹۲ء کو مرہٹوں نے چانک میسور پر حملہ کر دیا اس کا مقصد ریاست پر قبضہ نہیں بلکہ دوست کا تھوڑا تھا اس سے وہ جد ہی راجہ میسور کی طرف سے ایک کرور روپیہ کو دینے کا وعدہ لے کر واپس چلے گئے ابھی بطور ضمانت میسور کے بہت سارے علاقوں کو اپنے قبضہ ہی میں رکھا جب حسب وعدہ راجہ میسور نے کموان ادا نہیں کیا تو مرہٹوں نے اپنے پاس بطور ضمانت موجود علاقوں پر اپنے قبضہ کو باقاعدگی سے دی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

چھٹا باب

از قیام سلطنت خداداد
تا وفات حیدر علی

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

حیدر علی کی وفاداری اور سپہ سالار کے عہدہ پر ترقی

حیدر علی سے سپہ محسرات کی یہ توہین کب برداشت ہو سکتی تھی وہ کب اس کو گورہ کرنا کر چکی حکومت کو پہلے ہی محدود ہو کر رہ گئی تھی مزید سمٹ کر میسور اور اس کے نواح تک ہی رہ جائے سب سے پہلے اس نے مہنی الراج پر حملہ کر کے جو گوپال دکی قیادت میں مہی رنگا پنٹم کا می صر کے ہوتی تھی اس کو بچے جھٹنے پر مجبور کر دیا اس کے بعد دلین فرصت میں اس پاس کے علاقوں سے مطلوبہ رقم جمع کی اور مہٹوں کو حسب وعدہ دے کر راجہ کے مقروضہ علاقوں سے نکودستیر رہونے پر مجبور کر دیا حیدر علی کی وفاداری سے راجہ اس قدر خوش ہو کہ اس نے فوراً اس کے صدر میں اس کو اپنی پوری میسوری فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے فتح حیدر بہادر کا خطاب دے دیا۔ اس کے علاوہ اپنے دشمنوں سے تمام فوجی معاملات طے کرنے کا اس کو اختیار بھی دیا۔ دھرتی راجہ نے بھی میسور کے سیاسی حالات سے دل برداشتہ ہو کر خود حیدر علی کے مشورہ سے سیاست سے کٹ کر رہ کشی اختیار کر لی جس کے عوض راجہ نے اس کو بقیہ زندگی سکھ سے گزرنے کے لئے ایک جاگیر دے دی اس کے بعد حیدر علی کی سفارش پر راجہ میسور نے تندراج کی جگہ کھنڈے و دکو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا آگے چل کر یہی وزیر اعظم حیدر علی کے خلاف سازش میں پیش پیش رہا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

حیدر علی کے خلاف سازش

یسور کی طرح دھر حیدر آباد میں بھی عین اسی زمانہ میں حکمرانی کے سلسلہ میں اختلافات سر اٹھ رہے تھے نظام صلابت کو اس کے بھائی نظام علی سے اختلاف میں قید کر کے خود حیدر آباد کے تخت پر قبضہ کر لیا تھا دریا سے کرشنا کے آس پاس جنوب میں اس کے ایک اور بھائی بھالانت جنگ کی حکمرانی تھی پانی پت کے میدان میں لڑائی میں امداد دین کے ساتھ مرہٹوں کی جنگ جاری تھی جس کی وجہ سے ان کی پوری توجہ شمالی ہند پر تھی تاکہ فداہوں کو اس کے سر کی طرف سے بڑھنے سے روک سکے یہ سب کے صوبہ پر مرہٹوں کا قبضہ ہو گیا تھا نظام کا بھائی بہانت جنگ اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھا اس کے لیے وہ اپنی فوج سے کرشنل پڑا اور بیگلور سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہو سکوتے قلعہ کا سکی افوج نے محاصرہ بھی کر لیا اس قلعہ میں سات سو مرہٹے سپاہی تھے دو ماہ کے مسلسل محاصرہ کے باوجود جب وہ اسس کو فتح نہ کر سکا تو اس نے مجبوراً یسوری فوج کے سپہ سالار حیدر علی سے اس سلسلہ میں فوجی مدد طلب کی حیدر علی نے اس شرط پر اس کی مدد کا وعدہ کیا کہ قلعہ کو فتح کرنے کے بعد اس کو سر کا صوبہ بنایا جائے یہ مال غنیمت پورا بہانت جنگ کو دیا جائیگا محصور بہانت جنگ سے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور حیدر علی نے چند ہی دنوں میں اسکو فتح کر لیا حسب وعدہ بہانت جنگ کی سفارش پر دہلی کے اس وقت کے مغل بادشاہ نے حیدر علی کے لئے سر اراک نوبی لکھ دی جس کے بعد ہو سکوتے اور آس پاس کے علاقوں کو حیدر علی نے سلطنت یسور

میں شامل کر لیا یہ حیدر علی سر کی نوبی کی وجہ سے نواب حیدر علی کہلائے لگاس طرح سلطنت یسور میں شامل ایک علائقہ علائقہ حیدر علی ہی کے زیر دست قبضہ میں ہو گیا دریا کے دریا اعظم کھنڈے اور کو جو پہلے حیدر علی کا ایک ذاتی محاسب پھر سلطنت کے مالی امور کا افسر اور اب حیدر علی کی سفارش پر دریا کا دریا اعظم بن کر قانونی اعتبار سے پوری سلطنت یسور میں راجہ کے بعد سب سے با اختیار شخص بن گیا تھا جب یسور میں حیدر علی کے اثر و رسوخ دریا کی حیثیت و طاقت کا احساس ہو گیا تو وہ گھبرا گیا اور دریا اور اسکی رانیوں کو بھی دن میں اپنے کٹھ پتلی ہونے کا احساس شدت سے ستاب تھا دریا راج سے سے کیا چھٹکارا ملا اب کھنڈے اور اور حیدر علی ہی کے علائقہ بن کر گویا آسمان سے گرا گھجور میں اٹکا کا وہ معدنی بن گیا تھا پوری سلطنت کا نظام اب حیدر علی ہی کے ہاتھوں میں آ گیا تھا اتفاق سے اسی دنوں انگریزوں کے اشارہ پر نواب رکاٹ محمد علی نے فرانسیسیوں کے قبضہ والے پانڈپری پر حملہ کر دیا تھا فرانسیسیوں نے چند علاقے حیدر علی کو دینے کے وعدہ کے ساتھ اس سے اس سلسلہ میں فوجی مدد طلب کی حیدر علی کی فوج ان کی مدد کے لیے پانڈپری پہنچ گئی لیکن اس سے فرانسیسیوں کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہ ہو سکا واپسی میں حیدر علی کی فوج رکاٹ میں مقیم تھی کہ اس سے فائدہ اٹھا کر خود اس کے ٹکڑے ہو کر کھنڈے راؤ نے مصروف بنایا کہ محل کی رانیوں اور اجدیوان و سیکٹ پٹیا و دیگر وزراء اور ناچنی انیہ شستری وغیرہ سے ملکر حیدر علی کے تسلط سے نجات پانے کے لیے اس کو سبق سکھایا جائے لہذا چنانچہ راجہ سے کھنڈے راؤ نے کہا کہ

۱۔ حیدر علی بدعتی و کفری ہے

آپ کا علم آپ کا ہمسر بن چاہتا ہے پو میں مرے سردار دھور دوسے یہ جھکر
مدد طلب کی کہ ایک مسلمان یسور پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اگر آپ ہماری مدد کریں تو
یسور کی طرف سے آپ کو سالانہ دو لاکھ روپے اور نقد پانچ لاکھ روپے کے ع میں گے
مادھوواراؤ اس کے سے راضی ہو گیا اور اس نے راجہ یسور کی حیدر علی کے خلاف مدد
کے سے ایک فوجی دستہ بھی مع توپ خانہ کے روانہ کر دیا۔

سازش کی ناکامی

جس وقت یسور کے محل میں یہ سازش ہو رہی تھی تو حیدر علی کی فوج کا ہیڈ کوارٹر
حصہ رکات میں مخدوم علی کی قیادت میں رکا ہوا تھا یسور میں اس کے پاس اس
وقت ایک ہزار غیر مسلح سپاہیوں کے علاوہ صرف چار سو سوار اور تیرہ سو پیادہ فوجی
تھے وہ سری رنگا پنٹم کے دریا دوست باغ میں مقیم تھا کہ اس کو محل میں موجود اس
کے بعض خیر خواہ ہندوؤں سے اس پر ہونے والے حد تک پہنچی اطلاع ملی جیسے ہی
اس کو اس کا علم ہوا تو وہ اپنا وقت منسلح کئے بغیر راتوں رات اپنی جان کو ہتھیلی پر
رکھ کر دریا میں طغیانی کے باوجود کادیری عبور کرتے ہوئے میں گھنٹے کا فاصلہ
مستقل طے کرتے ہوئے بنگلور پہنچ گیا لہذا اس کا پورہ خاندان مع ٹیپو سلطان کے
سری رنگا پنٹم ہی میں رہ گیا جس کو بعد میں رنگاراؤ نے ایک محفوظ مکان میں منتقل
کر کے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھا
نہند کرشن سٹھا کا کہنا ہے کہ سری رنگا پنٹم سے بنگلور فرار ہوتے وقت

لہ سوانح حیدر علی از امجد علی شاہری

حیدر علی کے ساتھ تین سو گھوڑ سوار اور سونے چاندی سے بھرے تھیلے بھی تھے۔
بنگلور پہنچ کر اس نے سب سے پہلے رکات میں مقیم اپنی فوج کو بنگلور بلایا اور
فوجی اغراجات کے سے وہاں کے لوگوں سے پچاس لاکھ روپے قرض بھی لے اور
یسور میں جب کھنڈے راول اور مرہٹا افواج کو اس کے فرار ہونے کا علم ہوا تو انہوں
نے بنگلور تک اس کا تعاقب کیا لیکن حیدر علی نے میر مخدوم علی کے ساتھ مل کر ان
کا حق کر مقابہ کیا اس کی افواج کو مرہٹوں کے فوجی تعاون کے باوجود نہ صرف
شکست کھا کر واپس یسور واپس بلکہ اس کے ہزاروں فوجی بھی مارے گئے یہاں غیر
مسلح مورخین کھنڈے راول کی شکست کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی فوج میں
مسلح فوجی کثرت سے تھے حیدر علی نے ان کو سلام کا حوالہ اور دوست کال لیا دے کر
کھنڈے راول کے خلاف بغاوت پر آمادہ کر دیا تھا اس لئے یہ لوگ میدان جنگ سے
بھاگ گئے تھے اور کھنڈے راول کی فوج کو شکست ہوئی تھی جب کہ خود ایک ہندو
مہند کرشن سٹھا ان کی ہزیمت کی وجہ یوں بیان کرتا ہے کہ کھنڈے راول کی
فوج کا ایک بڑا حصہ بنگلور میں پر مشتمل تھا جن کی وفاداری پر خود اس کو بھروسہ نہیں
تھا جب کہ حیدر علی کی افواج وکٹوار تھیں

سری رنگا پنٹم پر حیدر علی کا حملہ و قبضہ

جب کھنڈے راول کی شکست اور حیدر علی کی فوجی خبر یسور پہنچی تو وہاں کھرام

لہ حیدر علی از امجد علی شاہری

جنگ یا دھر حیدر علی بنگلور سے پٹنہ پر پی فوج کو سری رنگا پنجم پر حملے سے
 آیا در اس کا محاصرہ بھی کر دیا یہاں چھ نگر پراسروں نے کوشش کی کہ راج
 و حیدر علی میں مصافحت ہو جائے چاہے اس کے سے کھنڈے کو تو مزاحی کیوں نہ
 دینی پڑے لیکن حیدر علی جانتا تھا کہ راج تو کٹھ پتلی ہے کل کھنڈے کی جگہ کوئی
 اور لے سکتا ہے در اس طرح کی صورت حال دوبارہ بھی پیدا ہو سکتی ہے یاد رہے
 کہ سری رنگا پنجم کے محاصرے سے پہلے ہی سابق وزیر تدرج کے کھنے پر مرزا افواج
 کھنڈے سے الگ ہو کر حیدر علی سے صلح کر چکی تھی جس کے عوض حیدر علی نے
 انکو بارہ محل کا علاقہ دے دیا تھا اب حیدر علی کا مقابہ صرف کھنڈے کی بجائی
 فوج سے تھا دھر محل کی رانیوں بھی کھنڈے کی حماقت سے تنگ ہو چکی تھیں
 سب اسوں نے خود حیدر علی سے دوبارہ حکومت کا نظام منہائے اور کھنڈے کی
 سے نجات دلانے کی درخواست کی لیکن حیدر علی نے دارا سلطنت پر حملہ و قبضہ
 کے اپنے کسی فیصلہ میں نظر ثانی سے صاف انکار کر دیا محل کی افواج کو ڈرے کیلے
 اس نے سب سے پہلے محل پر گور باری کی اور بغاوت کے سرخند کھنڈے کو
 حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا راج ٹال منول کر تا ہوا کہ ہمیں حیدر علی اس کو گرفتار کر کے
 قتل نہ کر دے بالآخر ج نے حیدر علی کے اس وعدہ پر اس کو اس کے حوالہ کر دیا
 منظور کیا کہ وہ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا حسب وعدہ اس کو کوئی جسمانی
 تکلیف بھی نہیں دی بلکہ صرف اس کا کیا کہ ایک دروازہ کا بھڑہا کر اس کو اس میں
 بند کر دیا اس کے سے کھنے پہنے کا نظم بھی اسی ہتھوڑ میں کیا گیا حیدر علی کھنڈے کی
 کو دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ میرا طوطا ہے جس کو میں پال رہا ہوں ایک سال کے بعد اسی

معرے میں دوسری یہ سب قہات سرحد کے و غرے تھے محل پر حملے کے دوسرے
 روز حیدر علی قسطنطنیہ اندر انوں کے ساتھ حرکت کے دربار میں حاضر ہو اور میسر
 کے سیاسی و فوجی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس سے کہا کہ وہ سلطنت کا پور نظام
 نسق کلی طور پر اس کے حوالے کر دے تاکہ راج کو فوجی نہ خواہی باعزت طریقہ
 پر اپنے قہار سے دست در ہوا ہو پڑ حیدر علی سے راج کے روزمرہ کے مصارف کے
 سے تین لاکھ روپے سالانہ ادائیگی کی گئی اس کو دی اور خود اس کے سابق
 وزیر تدرج کو بھی ایک لاکھ روپے کی سالانہ ادائیگی کا علاقہ دے دیا اس کے بعد خود
 اپنے اہل خاندان کو وہاں سے بنگلور منتقل کر دیا۔

حیدر علی کے داں میسر بننے کے سیاسی محرکات

معرنی مورخین اور خود ہمارے ملک کے بعض متعصب ہندو مصنفین نے اس
 موقع پر یہ مشہور کر دیا کہ حیدر علی نے خود اپنے ر سے جس نے اس کو ترقی دے کر
 سپہ سالار فوج کے عہدہ تک پہنچایا ہے وہاں کی اور خود اپنے محسن کے خلاف سازش
 و بغاوت رائے اس کے تحت پر قبضہ کر لیا ، تاہم دیگر حیدر علی نے اس کی سلطنت
 عصبان فوس میں مات کا ہے کہ ان سے پیدا و نزات کو عائد کرنے میں مصمم
 مصنفین در غی جانبدار کچھے جانے و سے ہندو مورخین بھی ان کے ساتھ شامل
 ہو گئے مشہور مورخ فریدریش سخا نے بھی اس کی کتاب حیدر علی اور سلطنت
 ہند کے نصف اول کے دور سے متعلق مسلمانوں کے حقوق میں بھی بہت

عیت بھی جاتی ہے۔ یہ مذکورہ کتاب سے اس چار میں رجسٹر کی حساب
ماشتای میں حیدر علی کو کھنڈے روکے ہوئے دیا ہے حالانکہ جب ایک عام
آئی بھی حالات و واقعات کا جائزہ دیتا ہے جس سے پس منظر میں حیدر علی کے
سے مسور پر قبضہ کرنے ہو گیا تھا تو وہ بے اختیار یہ کہے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ حیدر علی
سے اس موقع پر اپنے جس اعلیٰ حلق کا مظاہرہ کیا اور راجہ کو کوئی نرم پسپی سے بغیر
اس کو ماعت طریقہ پر سی شس کے ساتھ بغیر مدگی گرانے کی عزت دی اس
سے زیادہ حسن سلوک کا اس زمانہ میں کسی سان سے تصور نہیں کیا جاسکتا تھا
اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حقائق در حیدر علی کے عمان حکومت اپنے ہاتھوں میں
ہیے نے سیاسی محرکات کا سبب ہم مدہ دیتے ہیں تو اس بات کی حقیقت کھل جاتی
ہے

۱) بیانی پوری انسانی تاریخ میں کسی بھی حاکم یا فرد کو قدرت نے تخت و
سلطنت کا دمی حقدار نہیں بنایا حضرت آدم سے لیکر بیک کسی بھی
علاقہ یا خطہ کا قیصر یا حاکم نہ کسی یا نسل میں تسلسل کے ساتھ نہیں
رہا جس نے بھی کہیں حکومت کی بائک ڈور سبھاں تو تاریخ بتاتی ہے کہ خود
اس نے یا اس کے آباء و اجداد میں سے کسی نے کسی دوسرے سے
حکومت چھین لی کہ حکومتوں کی تبدیلی اور سلطنتوں کے ایک ہاتھ سے
دوسرے ہاتھ میں جانے کا یہ سلسلہ زمانہ قدیم ہی سے چل رہا ہے در یہ
قدرت ہی کی طرف سے مقررہ اصولوں کے عین مطابق ہے خود راجہ مسور
کے حاکم اس نے بھی ۱۷۹۹ء میں مسور کا اقتدار ایک دوسرے حاکم سے

چھین کر لیا تھا اگر باہر میں حیدر علی کو غاصب سلطنت مسور میں بھی یا
جسے تو صرف اتنا کہا جائیگا کہ ایک خاندان سے غصب کی ہوئی سلطنت کو ایک
دوسرے خاندان نے غصب کر لیا اس طرح یہ کوئی بڑا سیاسی جرم نہیں رہا
۱) مسور کا راجہ کشنراج وزیر اختیار است کے عہد سے عملاً مفلوج و معطل ہو کر
رو گیا تھا سلطنت کا پورا انتظام و اختیار اس کے دزیروں کے ہاتھوں میں تھا دیر سو پر
یہی وزراء بادشاہ کو بے دخل کر کے حکومت پر قبضہ کر سکتے تھے یہی اہم و قرآن
بھی یہی بتا رہے تھے اگر وزراء میں سے کوئی سلطنت پر قبضہ کر لیتا تو اس بات کو
چھین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ اس کا سلوک راجہ کے ساتھ کیسا ہوتا یا وہ
قریں قیاس یہی تھا کہ اقتدار پر قبضہ کے بعد راجہ کے ساتھ نارو سلوک کیا جاتا صاحب
حکومت کا کوئی وزیر سلطنت پر قبضہ کے بارے میں سوچ سکتا تھا تو راجہ کے ساتھ
حسن سلوک اور اچھے برے ہو کی نیت کے ساتھ اقتدار کو غلط ہاتھوں میں جانے سے
روکنے کے لیے کوئی دوسرے حکومت کا اعلیٰ عہدیدار اس پر قبضہ کے بارے میں کیوں
نہیں سوچ سکتا تھا حیدر علی بھی عہدہ کے اعتبار سے کسی دیر سے کم نہیں تھا وہ
سہ سالہ عرصہ تھا اس نے بھی غلط ہاتھوں میں حکومت کو جانے سے بچانے کے لیے
اس پر قبضہ کا منصوبہ بنایا۔

۲) حیدر علی دراصل راجہ کے وزیر عظم کھنڈے راؤ کو سبق سکھا رہا تھا جس کو
خود ہی نے اپنی سفارش پر تدریج کے بعد راجہ کا وزیر عظم بنایا تھا لیکن اس نے
اس کی اس احسان شناسی کا بدلہ احسان فراموشی اور بغاوت کے درویدیا بغاوت کو
برداشت نہ کرنا اور اس کے بدلے اس کے لیے میدان میں آنے انسانی فطرت کے

میں مطابق تھا کھنڈے رو یا سبق سمجھائے سے یہ حکومت پر قبضہ حیدر علی نے
نے ناگزیر تھا اور حیدر علی نے یہی کیا۔

۱۳) حیدر اجمیر بھی اپنی ر نیوں اور کھنڈے رو کے ہنگامے میں کر مرہٹوں
کی مدد کے واسطے کے دریا دوست ہارن پر حملہ کئے اپنے محل سے نکل چکا
تھا جس حیدر علی مقیم تھا لیکن قدرت کو سے چان منظور تھا اس سے راتوں رات
وہ کلہری کو عبور کر کے میگلور پہنچ گیا اس طرح حیدر علی کے خلاف سازش میں راجہ
بھی عمدہ شریک تھا دوسرے عناصر حیدر علی کو عداوت پر حیدر اجمیر ہی سے آسایا
تھا۔

۱۴) سر کی نوبی دہلی کے محل دربار سے ملنے کے بعد حیدر علی اب عملہ جیسور کے
ماتحت نہیں رہا تھا لیکن یہ اس کا طرف تھا کہ وہ اب بھی ہے آپ کو راجہ کے
ماتحت ہی تصور کرتا تھا۔ راجہ کے پاس جیسور اور اس پاس کے صرف ۲۲ گاؤں تھے
جسکے سر کی نوبی کے بعد حیدر علی کے قبضہ میں کسی برابر مرج میل کا علاقہ تھا۔

۱۵) اگر حیدر علی کو واقعی حصوں سلطنت کی طبع ہوتی تو جب وہ ڈنڈیگل کا گورنر تھا اور
اس کے بعد اس نے مرہٹوں کو جیسور کے مقبوضہ علاقوں کو خالی کرنے پر مجبور کیا
تو اس کی فوجی طاقت و استقامت صلاحیت کا اندازہ خود راجہ اور سکے دزیوں کو ہو چکا
تھا اگر وہ چاہتا تو اسی وقت اقتدار اپنے ہاتھ میں لے سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں
کیا۔

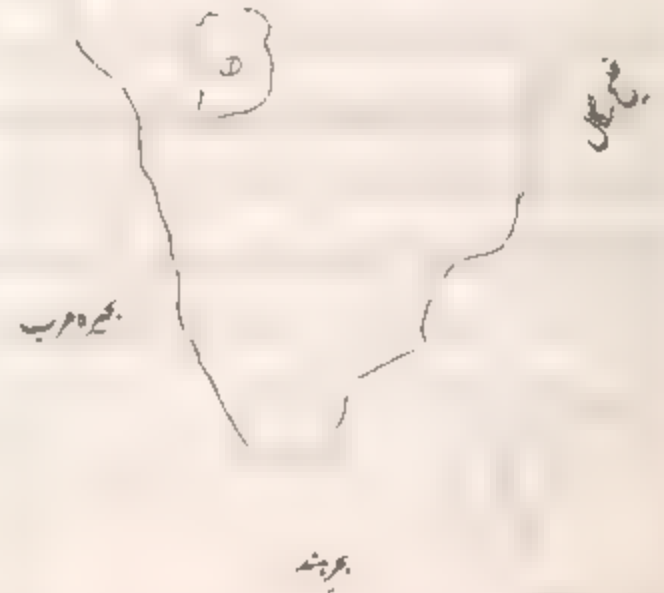
۱۶) جب جیسور کے دزیر تدر راج کے دھڑے اختیار اور اثر و رسوخ سے راجہ سے
اپنے اقتدار کے سے خطرہ محسوس کیا تو خوش اسلوبی سے تدر راج کو وزارت سے

سپردہ شدی پر تدر راجہ سے کھنڈے رو کو اس کے مقرر کر کے و لاجپور علی ہی تھا اگر وہ
چاہتا تو کھنڈے رو کے پاس سے خود اس عہدہ منصب کو سیر مادتہ تو مفوض و معطل
کر سکتا تھا لیکن اس نے صمیم کے خلاف تھا۔

۱۸) مقررہ کو ہے ہاتھوں میں بیسے کے باوجود جیسور کے شاہی قوت پر اس نے ہر سے
نامی سی۔ راجہ کو اس کا کھنڈے رو میں رشتہ ارح کے متعال کے بعد اس کے متبانی
ہیے کو بھی تخت پر بٹھایا جو اس صفر ان حد اس کے ساتھ اس کی احسان شناسی کی
دلیل تھی۔

۱۹) راجہ کا حیدر علی نے ہر طرح سے دھار کا صرف سی کے کہنے کی وجہ سے اس نے
کھنڈے رو کو موت کی سزا سنائی دی لہذا ایک ہجرہ میں اس کو بند ضرور رکھا
۲۰) راجہ سلطنت پر قبضہ کے بعد حیدر علی خود قیمتی تحائف کے ساتھ راجہ کی خدمت
میں حاضر ہوئیں لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی جہاں دس سے بے محنت کر دی دس
تسوار کی شاہی تقریب میں راجہ کی دلجوئی کے سے جب تک حیدر علی رہا وہاں نہ صرف
حاضر ہوتا رہا بلکہ سرکار کی طرف سے اس سے ہر طرح کی سہولتیں بھی فراہم
کرنے کا اس نے حکم جاری کیا تھا

نقشہ سلطنت یسور قبل حیدر علی



اقتدار کی منتقلی کے وقت یسور کی وسعت

حیدر علی نے جب اپنے بیٹے میں سلطنت یسور کا اقتدار سنبھالا تو یہ خطہ سیاسی اعتبار سے گہرا تھا۔ یہ کرشنا، انڈیا کے قصبہ میں یسور و سری ریگما پٹنم کے آس پاس سمٹ کر صرف ۲۲ گاؤں رہ گئے تھے اس کی شہرت بھی صرف جنوبی ہند ہی تک محدود تھی۔ شاہی ہند یا ملک کے باہر سمٹ کر ہوگ اس سے واقف تھے لیکن یسور میں جب حیدر علی کی وفات ہوئی تو اس محدود حکومت کا دائرہ پھیل کر، نئی بنر، مینامیل تک پہنچ گیا تھا اور جس سلطنت کے بارے میں شروع میں خود برادران وطن واقف نہیں تھے اس کی شہرت اب ملک سے نکل کر یورپ و امریکہ تک پہنچ گئی تھی۔

ابتدائی فتوحات

حکومت سنبھالے کے بعد حیدر علی نے سب سے پہلے صوبہ سر کے نظم و نسق کو درست کرنے پر توجہ دی۔ یہ درگ اور چل درگ میں بندو قوں کو ختم کر کے اس کو اپنے قصبہ میں لے آیا۔ ۱۷۷۳ء میں چک بالا پور میں پاریگاردوں کی بھادوں کو بھی کچل دیا گیا۔ یہ زمانہ میں تندی بھی فتح ہو دیں کے راجہ مرار او کو قید کر کے بنگلور بھیج دیا گیا اس کے دونوں لڑکوں نے اسلام قبول کیا غرض یہ کہ شروع کے ۱۷۸۰ سال تک حیدر علی نے اپنی سلطنت کو وسعت دینے کے بجائے اس کے پرانے مقبوضات کو حاصل کرنے ہی پر توجہ دی اور اس میں وہ تقریباً کامیاب بھی ہو گیا۔

بدنور پر قبضہ

بحیرہ عرب کے مشرقی ساحل پر یسور کے شہر میں معمری سرحد پر موجودہ
ضلع شمالی کنارہ میں بدنور کے علاقہ میں اس وقت ایک چھوٹی سی جماعت مسند
ریاست تھی جو اقتصادی اعتبار سے پورے علاقہ میں سب سے خوش سلطنت
تصور کی جاتی تھی پناؤں پر واقع گئے جنگلات سے غریب اس چھوٹی سی ریاست کا
محل وقوع اور جوہن رتی کے علاقہ سے کوئی جوہن میں تھا تاریخی روایات کے
مطابق حوالی ہمد کی سب سے بڑی اور مشہور ہمد سلطنت دسے ٹرے رواں سے
بعد وہاں سے ہمدوں سے سوسے چاندی کے بہت سارے ڈھیر یہاں منتقل کر دے
تھے چٹل درگ کے قریب ۲۰ میل لی مسافت پر بھیجے ہوئے اس علاقہ کے در
باسویا مایک کے ۵۵ میل شمال کے بعد اس کی رانی سے اپنے برہمن وزیر عظم
کے ساتھ ملکر اس پر قصد کر کے اس سے مستثنیٰ بنے مہادی کو سخت سے محروم رکھا
مہادی بھاگ کر ہمد میں حیدر علی کے پاس مدد کے لیے پہنچا اور اس سے
شکایت کی کہ قانونی طور پر بادشاہ کے مرنے کے بعد سلطنت کا تدار میں ہی تھارانی
نے برہمن وزیر عظم کے عشق میں مبتلا ہو کر اس پر باہر قبضہ کر کے مجھے تخت
سے محروم رکھا ہے بدوہ عیش و عشرت میں مبتلا ہے اور حکومت کا عظم و نسب بے
قابو ہو گیا ہے رانی خود اس کی جال کی دشمن بن گئی ہے مجھے گرفتار کر کے قتل
کرنا چاہتی ہے لیکن میں کسی طرح پی جان پی کر چٹل درگ آ گیا ہوں اب آپ
سے درخواست ہے کہ مجھے انصاف دیں اور حکومت کی واپسی میں میری مدد کریں

اس کے عرصہ میں ہمد رشن سہا اس سے چالیس لاکھ روپے نقد دکرے گئے
میں معمر دیر سور میں حیدر علی کا مستقل ماگدار بننے کا وعدہ کیا مہادی کی
درد و سست پر حیدر علی نے بدنور پر فوراً حملہ کر کے اس کو اس پر قبضہ دلایا اس کے
عوام حیدر علی کو ہمد اور در منگور کے اس پاس کے علاقے لے مصنف تاریخ
حیدر علی اس موقع پر کچھ در مختلف کہانی بیان کرتا ہے اس کا کہنا ہے کہ مہادی کو
حیدر علی نے ہمد کی سلطنت کو نہیں کی بلکہ اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا اور اس
کو اس سے حاصل کرنے کے لیے اس کا حریف بن گیا مہادی کو قید کر کے مذکور سے
بھیج دیا۔ جس تک مہادی سے حیدر علی کے تعلقات کے باوجود گوار ہونے کا تعلق
ہے اس میں تو سچائی ہے لیکن اس دشمنی کا پس منظر وہ نہیں ہے جس کو اوپر بیان کیا
گیا ہے اس موضوع پر دیگر تاریخی کتابوں کے مطالعے سے اس کی وہ یہ معلوم ہوتی
ہے کہ مہادی نے بدنور کی فتح کے بعد جب منگور کا علاقہ حیدر علی کے حوالہ کیا تو وہ
اس پر قبضہ کے لیے منگور روانہ ہوا اسی دوران بدنور کے راجہ کی بیوہ رانی نے
مہادی کے ساتھ ملکر حیدر علی کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس سے کہا کہ منگور
سے واپسی کے بعد وہ بدنور پر بھی قصد کرے گا اس سے مناسب یہی ہے کہ یہاں
پہنچنے سے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا جائے مہادی اس پر راضی ہو گیا اس نے
حیدر علی کی واپسی کے راستہ میں باروادی مہنگلیں بچھا دیں حیدر علی کو جب اس
کے ایک برہمن حیرہ کے دریدہ اس سازش کا منگور ہی میں علم ہو گیا تو اس نے
فوراً رانی اور اس کے معشوق برہمن وزیر عظم کو موت کے گھاٹ اتار دیا مہادی
کو بھی گرفتار کر کے اب ماقاعدہ بدنور کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کر لیا اس پر قبضہ

کے بعد بے حساب دوست ہاتھ مل گئی جس کا مدارہ اس وقت مارو کرور رہیہ لگایا
 حیدر علی نے جب سوے چاندی کا ڈھیر لگایا تو وہ گھونٹے پر سوار شخص کی دوپٹائی
 سے بھی زیادہ فون میں فحش ۷۷۷ میں دیکھنا ملتی تھی وہ اندھ تھیں کہ گئی بدور کا مار
 بدل کر حیدر نگر کھا گیا چونکہ جزائری اعتبار سے یہ بڑا اہم علاقہ تھا اس نے اس کو
 حیدر علی نے اپنا دار اسطط بھی بنایا اور ایک ہندو افسر و سکٹ اپیا کو اس کا
 گورنر مقرر کیا سکوں کو اٹھانے کے لئے ایک کارخانہ بھی یہاں قائم کیا گیا ان سکوں
 کا نام سہری پکو دار کھا گیا جس پر ہندو رعایا کی اکثریت کا خیال رکھتے ہوئے ہندو
 دیوی دیوتاؤں کی تصویریں نقش ہوتی تھیں۔

گوا پر چڑھائی

جس وقت حیدر علی نے یسور کا اقتدار منبھالا میں ساحلی علاقہ گوا پر تلج دیوں
 کے قبضہ میں تھا بد نور پر حیدر علی کے قبضہ کے بعد اس کے بعض علاقوں کو نسوں
 نے ہتھینے کی کوشش کی جب حیدر علی کو اس کا علم ہوا تو کمال ذہانت سے اس
 نے بد نور میں مدعت کے بجائے براہ راست گوا پر چڑھائی کر دی جس سے بد نور
 سے رکتی تو دھڑکتی علاقہ کو بچانے میں ملگ گئی بالآخر پر تلج دیوں سے کاردار
 اور آس پاس کے کچھ علاقے حیدر علی کو دے کر صلح کرنے ہی میں عاقبت سمجھ
 طرح حیدر علی بغیر کسی خون خرابہ کے اپنے علاقوں کو بچانے کے ساتھ ساتھ کچھ نئے
 علاقوں کو بھی اپنی سلطنت میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

کیرلا کے مسلمانوں کی بدد اور ملیبار پر حملہ

ہندوستان میں سب سے پہلے اسلام کب پہنچا اس بارے میں مؤرخین کے
 درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے
 حملہ کے ساتھ اسلام اس ملک میں پہنچا جبکہ بعض دوسرے مؤرخین اس بات کے
 قائل ہیں کہ اسلام سب سے پہلے پہلی صدی ہجری کے وسط میں مغربی ساحل پر
 آئے دے عرب تاجروں کے ذریعہ پہنچا اور زیادہ صحیح بھی یہی ہے کہ سندھ سے
 بھی بہت پہلے اسلام بحیرہ عرب کے مشرقی ساحل پر واقع مینار منگور بمبھل اور
 جوہور وغیرہ کے علاقوں میں کھج چکا تھا عربوں کے ساتھ ہندوستان کے تجارتی
 تعلقات قبل اسلام ہی سے تھے ان ہی عرب تاجروں کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہلی
 دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ہی میں ساحلی شہروں میں کھج چکا
 تھا حتیٰ کہ بعض مؤرخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ مینار کاراجہ زمرین ساری معروہ
 شق لقمہ کا یعنی شاہ تھا اس نے اس واقعہ سے متاثرہ ہو کر اپنی پوری رعایا کے ساتھ
 اسی وقت اسلام بھی قبول کر لیا تھا اس ساحلی پٹی پر اور بعض اندرونی علاقوں میں
 بھی مسلمانوں کی چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم تھیں مشہور سینج بن بطوطہ
 جب ہندوستان پہنچا تو وہ ان مسلم حکومتوں میں بھی گیا اور اپنے سفرنامہ حصہ
 اس بطوطہ میں اس سلطنتوں و ریاستوں کے باشندوں کے تفصیلی حالات بھی درج کے
 پورے ملک میں مینار کا یہ علاقہ ترقی سرسبز و شادابی اور تجارت کی وجہ سے بڑا
 ہی خوشحال تصور کیا جاتا تھا یہاں کے مسلمان اپلا اور ہندو نار کھلاتے تھے ہندو

عورتوں نے پاس بیٹھ کر چار چار شوہر ہوتے تھے دریاپ نے مرنے سے بعد
 بیٹوں کے بجائے بھانجے ورثہ ہوتے تھے چونکہ اکثریت میں تھے اس سے وہ
 باپد اقلیتوں یعنی مسلمانوں پر ظلم و ستم بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے یہاں کے
 مسلمان ان سے تنگ آ گئے تھے جب پور کے تحت پر حیدر علی کے بیٹے کی اس کو
 اطلاع ملی تو انہیں حیدر علی کے مسلمان ہونے کی وجہ سے مید کی ایک کس نظر آتی
 اتفاق سے اسی رات میں کٹنور کے ناراجہ کی ٹول سے علی نام کے ایک باپد
 مسلمان کا معاشقہ ہو گیا ناراجہ نے اس کی شادی ہی ٹول سے کر دی در کسی
 ٹول کے۔ ہونے کی وجہ سے سکواپے بعد اپنی سلطنت کا قانونی ورثہ بھی مقرر کر
 دیا اس سے ناروں در باپدوں میں کشیدگی اور بڑھ گئی مآخثر تنگ آکر مسلمانوں
 نے صرفہ میں حیدر علی سے اس سلسلہ میں ناروں کے خلاف فوجی مدد طلب کی
 حیدر علی چونکہ ایک کامیاب سپہ سالار رہ چکا تھا اس سے اس کو معلوم تھا کہ ناروں
 کی اکثریت ساحل سمندر آباد ہے اور اس پر حملہ کے سے بحری جنگی بیڑہ ناگزیر ہے
 چنانچہ اس نے فوراً بحری بیڑہ کی تیاری کا حکم دیا اور اس کے سے مسطور علی حصار
 سازی کا ایک کارخانہ بھی قائم کیا اور بحری فوج تیار کر کے ناراجہ کے مسلمان
 داماد علی کو ہی سکواپے بھی مقرر کر دیا حیدر علی کی بحری فوج سامنے کی بندہ فوجی سے
 پور سے ملک میں سلاطین کے دلوں پر اس کی عظمت و دولت کا سکہ بیٹھ گیا اس نے
 کہ ملک کی تاریخ میں وہ پہلا حکمران تھا جس نے فوجی و تجارتی دونوں نقطہ نظر سے
 بحری فوج کی ضرورت محسوس کی بحری جنگی بیڑہ کی تیاری کے بعد کچھ دنوں تک نار
 مسلمانوں پر ظلم و ستم سے رک گئے لیکن جلد ہی دوبارہ یہ سلسلہ پھر شروع ہو گیا

مآخثر حیدر علی نے حکمران سے میرا سحر علی نے ناروں کے علاقوں پر حملہ کر دیا اور
 عرصہ میں واقع عزم و مصیبت پر قبضہ کر کے اور اس کے راجہ کو گرفتار کر کے اس کی
 آنکھیں نکال دی حیدر علی کو امیر بحر کی یہ اد پسند نہیں آتی اور انسانیت و اسلامیت
 سے عاری اس کے اس ناروا سلوک پر ناراض ہو کر اس کو میرا بحر کے عرصہ سے
 معزوں کر دیا اور خود راجہ سے اس پر معافی بھی مانگی اور اس کی تلافی کے سے راجہ کو
 ایک بڑی جائیداد بھی دی مآخثر کی اس مہم میں حیدر علی کے ساتھ ٹیپو بھی شریک تھا
 اس وقت اس کی عمر صرف پندرہ سال تھی۔

کنانور و کالی کٹ کی فتح

امیر سحر علی کی معزولی کا ناروں نے غلط مطلب سمجھا اور دوبارہ باپد
 مسلمانوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ شروع ہو گیا مآخثر حیدر علی نے خود ۲۰ ہزار کی فوج
 کے ساتھ کنانور پہنچ کر ناروں پر حملہ کر دیا اور اس پر اپنے قبضہ کے بعد آگے بڑھ
 کر کالی کٹ پر بھی اپنی فوج کا پرچم سر اڑایا۔ یہاں کے راجہ زموون نے بھی کسی
 خون خرابہ کے حیدر علی کی اطاعت قبول کر لی، ایک روایت کے مطابق اس کی
 رعایا نے سکی شکست پر اس کو غیرت دلائی تو اس نے آگ لگا کر خود کشی کر لی
 ناروں نے جب دوبارہ سر اٹھانے کی کوشش کی تو حیدر علی نے دوبارہ ان کی
 عبادت کو ختم کر کے راجہ کو بھی اپنی اطاعت پر مجبور کر دیا اور کچھ دن آرام
 کی نیت سے خود کو تھوڑے میں مقیم کیا۔

پونانی کی مہم

کوئٹہ میں حیدر علی کے قیام سے قائدہ انھارنہ روں سے پونانی و کانست کا جس پر اب حیدر علی کا قبضہ تھا اس پاس کے ہندو جادوں کی مدد سے محاصرہ کر لیا اس دوران اس کے ہزاروں مسوری فوجی بھی، رسے کو سمٹور میں حیدر علی کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ اپنی پندرہ ہزار کی فوج کو لے کر جس میں بعض یورپی سپاہی بھی شامل تھے تیزی کے ساتھ پونانی پہنچا جہاں دونوں کا سخت مقابلہ ہوا اور فرانسیسی سپاہیوں کی عسکری سے حیدر علی کی فوج کو فتح نصیب ہوئی ہزاروں نادرین کا قتل عام ہو پورے شہر میں آگ لگادی گئی باقی بچ جائے والے نادرین نے اس پاس کے علاقوں میں جا کر پناہ لی ہندو مسجد میں برہمنوں کے بعد نادرین ہی کا درجہ تھا حیدر علی نے اطلاع کر دیا کہ آج سے سب جی تقسیم کے احبار سے نارہ تیسرے اور چوتھے درجے کے رہیں گے ہر بھجنوں کو ہتھیار ساتھ لے کر چلنے کی جو محالیت برہمنوں اور نادرین کی طرف سے تھی اس کو بھی ختم کر دیا اور سرکاری طور پر اس کا اعلان کر دیا کہ سلام قبول کرنے کی صورت میں ان کو ان کے سابقہ حقوق واپس کر دئے جائیں گے نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں نادرین نے اسلام قبول کیا پاپلہ مسلمانوں پر مسلسل ہونے والے ظلم و ستم کا بھی ایک حد تک سدباب ہو گیا۔

مرہٹوں کا حملہ

بدنور پر اگرچہ شروع میں حیدر علی کا قبضہ ہو گیا تھا لیکن ہندو اکثریت میں

ہونے کی وجہ سے دوبارہ سر اٹھائے گئے اس دوران حیدر علی عیسائی کی مہم میں مصروف تھا بدنور کے ہندوؤں نے مذہب کا حوالہ دے کر مرہٹوں سے فوجی مدد طلب کی جس کو بیانہ بن کر مرہٹوں نے بدنور پر حملہ کر دیا حیدر علی کو جب اس کی اطلاع پہنچی تو عیسائی کا غم اپنے ایک فوجی افسر میر علی رضا کے حوالہ کر کے خود فوراً بدنور پہنچا مرہٹوں کی فوج اس کی آمد کی خبر سن کر ہی وہاں سے بھاگ گئے شاہ پور کے نواب نے بھی حیدر علی سے ذاتی محاکمت کی بنا پر اس سلسلہ میں مرہٹوں کی مدد کی تھی حیدر علی نے اس سے بھی یک کر ڈر دیا یہ تاوان وصول کیا اور اس کی درخواست پر چند گنے لیکر اس سے صلہ کر ل۔

مرہٹوں کی پیش قدمی

مرہٹوں کو حیدر علی کے بڑھتے قدم سے اپنے لئے خوف محسوس ہونے لگا ان کا خیال تھا کہ اگر حیدر علی کی پیش قدمی کا یہی حال رہا تو اس کی فوج جلد ہی پونانہ تک بھی پہنچ سکتی ہے یہی سوچ کر مرہٹہ سردار مادھواراؤ جو ایک بہادر اور تجربہ کار جرنیل تھا ۱۷۸۱ء میں اپنے ساتھ دو لاکھ کی فوج اور شاہ پور کے شکست خوردہ نواب کو لیکر شاہ پور، گنیر، بالاپور، کڑپہ، کولار، اور لمباگل وغیرہ کو فتح کرتا ہوا، سری رینگا پٹنم تک پہنچ گیا دونوں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا شروع میں مسوری افواج کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا اور مرہٹہ افواج کا پڑا بھاری رہا لیکن جب اخیر میں مسوری افواج نے جنگوں میں چھپ کر مرہٹوں پر شب خون مارنا شروع کیا جس کا مرہٹہ افواج کو کوئی تجربہ نہیں تھا تو جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا آج کی آج میں ہزاروں دشمن

کے سپہ سالاروں کے ساتھ ہونے والی جنگ شکست میں رہ گئی
 حیدر علی کے سامنے چونکہ ایک مستقل منصوبہ اور ایک شان مملکت کے قیام کا
 حاکم تھا اس نے وہ مہمیں سے مزید اچھڑ کر اپنی طاقت کو صلح کرنا نہیں چاہتا تھا اس
 لیے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ اس شکست خوردہ قوم کو جوش انتقام میں ڈال کر
 آنے کا موقع دینے کے بجائے فی الحقیقت اس کو کچھ دے کر پوناہی میں رکھا جائے
 اور مادہ موراد بھی شکست کھا کر پوناہی میں ہونے کے بجائے صبح کی تاک میں
 تھا حیدر علی نے اس کو آٹھ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس لاکھ روپیہ بھروسہ میں دینے کا اس شرط
 پر وعدہ کیا کہ مرہٹہ فوج دوبارہ میسور کا رخ نہ کریں بعض مؤرخین نے حیدر علی کی
 اس صلح کو سلی شکست سے تعبیر کیا ہے مگر کرنل سٹون نے بھی اسی طرح لکھا ہے
 جہاں تک ہم سمجھتے ہیں حیدر علی نے سلطنت کو تباہی و بربادی کو ناحق جان بچا کر
 سے بچانے کے لیے اور سب سے بڑھ کر آئندہ ایک بڑے سیاسی منصوبہ کے پیش
 نظر صلح کو ترجیح دی تھی اگر وہ چاہتا تو جنگ کو جاری رکھ کر اپنے توسیع پسندانہ حزام کو
 عملی جامہ پہاں سکتا تھا لیکن اس کے نزدیک فوجی حکمت و سیاسی مصلحت کے تقاضے
 کے تحت اس وقت مرہٹوں کے ساتھ جنگ جاری رکھنا قبل از وقت تھا یہ الگ
 بات ہے کہ شروع میں مرہٹی افواج کی پیش قدمی کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ سلطنت
 خداداد کا ستارہ اس کے طلوع کے چند ہی سالوں میں غروب ہونے والا ہے حتیٰ کہ
 حیدر علی کے زیر اثر بہت سارے علاقوں کے راجہ و راجہ وغیرہ بھی بغاوت کر کے
 اس کے خلاف مرہٹوں سے مل گئے تھے اور اندیشہ تھا کہ میسور پر بھی طغیانی مرہٹوں
 کا قبضہ ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے عین موقع پر حیدر علی کی مدد کی اور اس کی نومو

مترسل غارتگریوں سے سلطنت پہلے سے کمزور رہا وہ مستحکم و مضبوط ہو گئی۔

انگریزوں کے ساتھ میسور کی پہلی جنگ

حیدر علی نے پہلے ہی میں انگریزوں کی ہمدونستان آمد کے عہدوں کے تحت
 گذر چکا ہے کہ اس نے جب حیدر علی نے میسور کا اقتدار سنبھالا تو انگریزوں کے
 علاقہ پر نوبت سرحد اور کوپلاسی کے میدان میں شکست دے کر قابض ہو چکے تھے
 اس لیے اس نے اس کی مڑی کے بعد اودھ کے خط پر بھی اس کا قبضہ ہو چکا تھا اس طرح
 ہندوستان میں انگریزوں کا سیاسی دور شروع ہو کر اس کا وجود اب ایک مسلم
 حقیقت بن چکا تھا۔ کات کے تحت پر بھی اسوں نے فراسیوں کے صلیب
 چند اس صاحب کو قتل کر کے اپنے سیاسی صلیب نواب محمد علی کو بٹھا دیا تھا اور نظام
 حیدر آباد بھی مہاراجہ انگریزوں کے تحت تھا پوناہی مرہٹہ فوج تھیں جو بوقت
 ضرورت اپنے ذاتی سیاسی مقاصد کے لیے انگریزوں کی فوجی مدد بھی کرتی تھی
 چونکہ کات کے اقتدار کے سلسلہ میں چنداں صاحب اور محمد علی کے درمیان رسد
 کشی کے دوران میں سیاسی فوج کے توسط سے میسور کی فوجوں نے چنداں صاحب
 کی حمایت کی تھی اس لیے چنداں صاحب کے قتل اور شکست کے بعد نوبت
 کات محمد علی میسوری فوج کی دشمنی کو بھروسہ نہیں رکھتا تھا اس لیے فوری طور پر اپنے
 بیٹوں میں وہ کسی مستحکم حکومت کا وجود برداشت نہیں کر سکتا تھا یوں بھی وہ مہاراجہ
 انگریزوں کے تحت ہی ہو گیا تھا اب سیاسی و فوجی امور میں وہ اپنے محسن انگریزوں

کو نظر انداز کر کے کوئی اور مقصد بھی خود سے نہیں کر سکتا تھا محمد علی نے ساتھ
 حیدر علی کے سرحدی جھگڑے بھی تھے دوسری طرف نظام حیدر آباد کا انگریزوں
 کے ساتھ ایک فوجی معاہدہ ہو چکا تھا جس کے مطابق بوقت ضرورت انگریزوں کے
 سے نظام کی فوجی مدد کرنا ضروری تھا حیدر علی کے توسیع پسندانہ عزائم سے اس کو بھی
 اپنے لئے خطرہ تھا اور مذکورہ معاہدہ بھی سی خوف کی وجہ سے عمل میں آیا تھا جہاں
 تک سرحدوں کا سوال تھا وہ کسی بار حیدر علی کے ساتھ الجھ چکے تھے دراصل میں پی
 شکستوں کا مدبر لیے کے سے ہر وقت موقع کی تاک میں رہتے تھے مگر یہ تو مسلمانوں
 کے ان دشمن تھے ہی مدبر اس کی نگہی کو خطرہ تھا کہ حیدر علی کی طوفانی افواج
 کسی وقت بھی مدبر اس میں گھس کر وہاں سے ان کو ملک بدر کر سکتی ہے ان کے
 عالمی سطح پر سیاسی حریف فرانسیسیوں سے بھی حیدر علی کے تعلقات تھے اس سے
 انگریزوں کے حیدر علی سے متعلق حادثات جن میں بدلہ ہے تھے مگر یہ امر ہے
 نظام ورنسٹن محمد علی میں سے کسی کو بھی تہذیب حیدر علی کا مقابلہ کرنے کی ہمت و
 جرات نہیں تھی لیکن ان میں سے ہر ایک کو اپنی مسطرتوں کے جہاز کے لئے
 حیدر علی کو راستہ سے ہٹانا بھی ناگزیر تھا چنانچہ انگریزوں کی مکاری و حیاری کی وجہ
 سے یہ چاروں حکومتیں میسور پر حملہ کے سے متحد ہو گئیں حالانکہ نظریاتی اعتبار سے
 ان چاروں حکومتوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں تھا پھر بھی مشترکہ دشمن کے خاتمہ
 کے سے وقتی جنٹلمن و اتحاد ان کی مجبوری تھی باہم مشورہ سے متحدہ افواج کی کمان

میسور کی پہلی جنگ کے تفصیلی سبب کے مطالعہ کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر بی بی بی

British Relation with Hyder Ali

انگریز کی مدد حیرت سمجھتے تھے ہاتھ میں دی سی حیدر علی کو جب متحدہ دشمنوں کے
 عزم کا پتہ لگ گیا تو اس نے بھی بغیر کسی تاخیر کے اپنی فوجی طاقت کو منظم کیا
 فوجی حکمت عملی کے پیش نظر اس نے پن پوری فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا
 اور اسکی ذمہ داری بالترتیب اپنے نو عمر صاحبزادہ ٹیپو سلطان، میر رضا علی خاں،
 بیست جنگ اور محمد علی کو سوئپ دی فوج کے پانچویں حصہ کی کمان خود اپنے پاس
 رکھی اور اسے انگریزوں نے بھی سے اپنی فوج لاکر مغربی ساحلی شہر منگلور میں حس
 کا اس وقت نام کوڑیال بندر تھا تار دی تاک میسوری افواج کی توجہ مبذول کر کے اس کی
 اطلاع دیتے ہی حیدر علی نے اپنے لائق فرزند کی قیادت میں جس کی عمر اس وقت
 صرف ۱۱ سال تھی سات ہزار کا ایک فوجی دستہ دے کر فوراً منگلور ان کے مقابلہ
 کے سے روانہ کیا جس نے فوراً وہاں پہنچ کر منگلور کا محاصرہ کیا چند دنوں کے بعد
 حیدر علی خود بھی منگلور کی طرف روانہ ہو اور حیدر علی کے منگلور جانے سے فائدہ
 اٹھا کر پہلے دشمنوں کی متحدہ افواج نے بالاکھاٹ پر قبضہ کر لیا پھر حیدر علی و امبازی
 ہو سکوت اور کولہ وغیرہ کے علاقے بھی میسوری فوج کے ہاتھوں سے چلے گئے لیکن
 اور حیدر علی کے منگلور پہنچنے کی خبر سننے ہی انگریزی فوج سمندری راستہ سے
 وہیں پہنچ گئی اور گھبراہٹ میں اسود گور بارود کے صندوق اپنے سینکڑوں
 سپاہیوں کو بھی پیچھے چھوڑ کر چلی گئی حالانکہ انگریزی فوج کے مقابلہ میں حیدر علی
 کے فوجی تھو دہیں بہت ہی کم تھے ہمیں وہیں بھاگتے وقت انگریزی فوجیوں کی
 بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے خود اپنے سپاہیوں پر بھی گولیاں چدیں منگلور کی
 مسم سے فارغ ہو کر حیدر علی نے مشرقی محاذ میں متحدہ فوج پر شب خون مار کر

ہو سکوت کو واپس چھین لیا۔

مصری معرہ میں سپہی کے بعد مشرقی محاذ پر متحدہ افواج کی شکست سے مرہٹوں
و نظام کی فوج گھبر گئی اور صبح ہی میں عافیت نکھ کر اس سے گریزوں پر بھی دو
ڈالنے لگی۔ مسوری افواج پہلے ہی دست ٹھک چکی تھیں اس سے اس سے اس موقع کو غنیمت
جان نظام کو حیدر علی سے دس گھوڑے پانچ ہاتھی اور کچھ ہیرے جو ہراست کے علاوہ پچاس
ہزار روپیہ نقد دے کر نگریزوں سے لٹ کرے میں کامیابی حاصل کی اس سلسلہ
میں میگلور سے جبوب منرب میں واقع چھپا پنم میں نظام کے کیمپ میں نیپوے معمول
علی جان اور میر علی راف کی موجودگی میں ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس کے بعد مدبرے
نیپو کو خوش ہو کر نصیب اندوز یعنی ریاست کی قسمت کا خطاب بھی دیا۔ پورے مرہٹوں
افواج بھی واپس چلی گئی اب میدان میں مگر یوں وہ ان کے ہاتھ صلیف و اب محمد علی
ہی کی فوج رہ گئی تھیں حیدر علی نے نواب کے علاقوں پر حملہ کر کے ویلور، ترچہ پٹی اور
و نمباری وغیرہ کو دوبارہ فتح کر لیا جس سے وہ مدبر سے بھگے پر مجبور ہو گیا جنگ میں
شکست کے بعد دیکھ کر فوج کی کمان، نگریر حزن اسٹھ سے جس اور کی طرف منتقل کی
گئی جس کے بعد پھر ایکسٹنڈ دونوں فوجوں میں سمت مقابلہ بھی ہو لیکر معمولی طور پر
اس مرتبہ حیدر علی کا پڑ بھاری رہا میگلورس، انگریز سپہیوں کو مسوری افواج سے قید کر
لی یہاں تک کہ مسوری فوج اس کے بعد چند ہی دنوں میں مدبر سے قلعہ سیٹ حاصر
تک پہنچ گئی۔

۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱
۶۱۲
۶۱۳
۶۱۴
۶۱۵
۶۱۶
۶۱۷
۶۱۸
۶۱۹
۶۲۰
۶۲۱
۶۲۲
۶۲۳
۶۲۴
۶۲۵
۶۲۶
۶۲۷
۶۲۸
۶۲۹
۶۳۰
۶۳۱
۶۳۲
۶۳۳
۶۳۴
۶۳۵
۶۳۶
۶۳۷
۶۳۸
۶۳۹
۶۴۰
۶۴۱
۶۴۲
۶۴۳
۶۴۴
۶۴۵
۶۴۶
۶۴۷
۶۴۸
۶۴۹
۶۵۰
۶۵۱
۶۵۲
۶۵۳
۶۵۴
۶۵۵
۶۵۶
۶۵۷
۶۵۸
۶۵۹
۶۶۰
۶۶۱
۶۶۲
۶۶۳
۶۶۴
۶۶۵
۶۶۶
۶۶۷
۶۶۸
۶۶۹
۶۷۰
۶۷۱
۶۷۲
۶۷۳
۶۷۴
۶۷۵
۶۷۶
۶۷۷
۶۷۸
۶۷۹
۶۸۰
۶۸۱
۶۸۲
۶۸۳
۶۸۴
۶۸۵
۶۸۶
۶۸۷
۶۸۸
۶۸۹
۶۹۰
۶۹۱
۶۹۲
۶۹۳
۶۹۴
۶۹۵
۶۹۶
۶۹۷
۶۹۸
۶۹۹
۷۰۰
۷۰۱
۷۰۲
۷۰۳
۷۰۴
۷۰۵
۷۰۶
۷۰۷
۷۰۸
۷۰۹
۷۱۰
۷۱۱
۷۱۲
۷۱۳
۷۱۴
۷۱۵
۷۱۶
۷۱۷
۷۱۸
۷۱۹
۷۲۰
۷۲۱
۷۲۲
۷۲۳
۷۲۴
۷۲۵
۷۲۶
۷۲۷
۷۲۸
۷۲۹
۷۳۰
۷۳۱
۷۳۲
۷۳۳
۷۳۴
۷۳۵
۷۳۶
۷۳۷
۷۳۸
۷۳۹
۷۴۰
۷۴۱
۷۴۲
۷۴۳
۷۴۴
۷۴۵
۷۴۶
۷۴۷
۷۴۸
۷۴۹
۷۵۰
۷۵۱
۷۵۲
۷۵۳
۷۵۴
۷۵۵
۷۵۶
۷۵۷
۷۵۸
۷۵۹
۷۶۰
۷۶۱
۷۶۲
۷۶۳
۷۶۴
۷۶۵
۷۶۶
۷۶۷
۷۶۸
۷۶۹
۷۷۰
۷۷۱
۷۷۲
۷۷۳
۷۷۴
۷۷۵
۷۷۶
۷۷۷
۷۷۸
۷۷۹
۷۸۰
۷۸۱
۷۸۲
۷۸۳
۷۸۴
۷۸۵
۷۸۶
۷۸۷
۷۸۸
۷۸۹
۷۹۰
۷۹۱
۷۹۲
۷۹۳
۷۹۴
۷۹۵
۷۹۶
۷۹۷
۷۹۸
۷۹۹
۸۰۰
۸۰۱
۸۰۲
۸۰۳
۸۰۴
۸۰۵
۸۰۶
۸۰۷
۸۰۸
۸۰۹
۸۱۰
۸۱۱
۸۱۲
۸۱۳
۸۱۴
۸۱۵
۸۱۶
۸۱۷
۸۱۸
۸۱۹
۸۲۰
۸۲۱
۸۲۲
۸۲۳
۸۲۴
۸۲۵
۸۲۶
۸۲۷
۸۲۸
۸۲۹
۸۳۰
۸۳۱
۸۳۲
۸۳۳
۸۳۴
۸۳۵
۸۳۶
۸۳۷
۸۳۸
۸۳۹
۸۴۰
۸۴۱
۸۴۲
۸۴۳
۸۴۴
۸۴۵
۸۴۶
۸۴۷
۸۴۸
۸۴۹
۸۵۰
۸۵۱
۸۵۲
۸۵۳
۸۵۴
۸۵۵
۸۵۶
۸۵۷
۸۵۸
۸۵۹
۸۶۰
۸۶۱
۸۶۲
۸۶۳
۸۶۴
۸۶۵
۸۶۶
۸۶۷
۸۶۸
۸۶۹
۸۷۰
۸۷۱
۸۷۲
۸۷۳
۸۷۴
۸۷۵
۸۷۶
۸۷۷
۸۷۸
۸۷۹
۸۸۰
۸۸۱
۸۸۲
۸۸۳
۸۸۴
۸۸۵
۸۸۶
۸۸۷
۸۸۸
۸۸۹
۸۹۰
۸۹۱
۸۹۲
۸۹۳
۸۹۴
۸۹۵
۸۹۶
۸۹۷
۸۹۸
۸۹۹
۹۰۰
۹۰۱
۹۰۲
۹۰۳
۹۰۴
۹۰۵
۹۰۶
۹۰۷
۹۰۸
۹۰۹
۹۱۰
۹۱۱
۹۱۲
۹۱۳
۹۱۴
۹۱۵
۹۱۶
۹۱۷
۹۱۸
۹۱۹
۹۲۰
۹۲۱
۹۲۲
۹۲۳
۹۲۴
۹۲۵
۹۲۶
۹۲۷
۹۲۸
۹۲۹
۹۳۰
۹۳۱
۹۳۲
۹۳۳
۹۳۴
۹۳۵
۹۳۶
۹۳۷
۹۳۸
۹۳۹
۹۴۰
۹۴۱
۹۴۲
۹۴۳
۹۴۴
۹۴۵
۹۴۶
۹۴۷
۹۴۸
۹۴۹
۹۵۰
۹۵۱
۹۵۲
۹۵۳
۹۵۴
۹۵۵
۹۵۶
۹۵۷
۹۵۸
۹۵۹
۹۶۰
۹۶۱
۹۶۲
۹۶۳
۹۶۴
۹۶۵
۹۶۶
۹۶۷
۹۶۸
۹۶۹
۹۷۰
۹۷۱
۹۷۲
۹۷۳
۹۷۴
۹۷۵
۹۷۶
۹۷۷
۹۷۸
۹۷۹
۹۸۰
۹۸۱
۹۸۲
۹۸۳
۹۸۴
۹۸۵
۹۸۶
۹۸۷
۹۸۸
۹۸۹
۹۹۰
۹۹۱
۹۹۲
۹۹۳
۹۹۴
۹۹۵
۹۹۶
۹۹۷
۹۹۸
۹۹۹
۱۰۰۰

نگریزوں کی سپہی و در خواست صبح

جس دن کو جب س بات کا تھیں ہو گیا کہ مسوری فوج کا مقابلہ اس کے
سے بہ مزید ممکن نہیں تو اس سے کمال ہوشیاری سے حیدر علی سے صبح کی
درخواست کی۔ حیدر علی اگرچہ اس وقت اس پوریش میں تھا کہ پورے در اس پر قصہ
کر کے انگریزوں کو یہاں سے بھگادے لیکن بعض سیاسی معصوموں کی بنا پر اس
سے اس کی یہ درخواست قبول کر لی۔ در ان کو در اس ہی میں رہنے دیا بعد میں مندرجہ
ذیل نکات پر مگریزوں اور مسوریوں کے مابین صبح کا معاہدہ ہوا

(۱) یکے دوسرے کے مقبوضہ علاقے واپس کر دے جائیں گے

(۲) قیدیوں کا آپس میں تبادلہ ہوگا

(۳) فریقین بوقت ضرورت یکے دوسرے کی فوجی مدد کے پابند ہوں گے

(۴) نواب محمد علی کے بعض علاقے حیدر علی کے حوالے کیے جائیں گے

مرض یہ کہ حیدر علی نے اپنے دشمنوں کے ساتھ رعایتوں کی ایسی مثال قائم کی
کہ تاریخ میں اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں یہ لگ بات ہے کہ اس کی یہی مزی بعد
میں اس کے بے ستم قاتل ثابت ہوئی اور سلطنت حد درجہ کے روال کا سبب بھی بنی
اگر وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر در اس پر اپنا قبضہ مکمل کر کے ان کو وہاں سے بھگا
دیتا تو شاید دوبارہ نگریر اتی بعد سر نہیں اٹھ پاتے لیکن حیدر علی نے صرف
اس نیت سے انگریزوں کے ساتھ اپنی صلح کو ترجیح دی تھی کہ وہ حسب وعدہ مرہٹوں
کے مقابلہ میں جن کو وہ اب تک سابقہ جنگوں میں اپنے تجربہ کی روشنی میں اپنا اصل

سیاسی حریف تصور کرتا تھا جس کی مدد کریں گے میں اپنی ساری جہتیں پر اس کو بعد میں
پکچھتا نا پڑے گا۔ اس نے کہا کہ مرہٹوں سے زیادہ اس کے تحت حریف انگریزی ثابت ہوئے
عرض یہ کہ یسور کی انگریزوں کے ساتھ صلہ میں شروع ہونے والی اس باقاعدہ پہلی
جنگ کا حاتمہ حیدر علی کی فتح اور انگریزوں کی شکست پر ۲۹ مارچ ۱۷۹۹ء کو ہوا۔

حیدر علی اس فتح کے بعد ایک شاہانہ طوں کی معیت میں جس میں ۵۰ ہزار سوار
اور ۸۰ ہزار پیادے فوجی تھے مدد سے واپس ہی وقت اپنے مستقر سرحدی لگا پشتمل ہوئے
اور قندھار سلجھانے کے بعد سے اب تک کے سب سے بڑے مقام میں اپنی فوج پر
اطمینان کا سانس لیا۔

مرہٹوں کی دوبارہ یورش

گذشتہ صفحہ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ حیدر علی نے مرہٹے افواج کو ۸ لاکھ
روپیہ نقد اور ۵۰ لاکھ روپیہ بعد میں دینے کے وعدہ پر صلح کر کے پونا واپس بھیج دیا تھا
لیکن ۱۷۹۹ء میں مرہٹے سردار مادھو راو کو جب انگریزوں پر حیدر علی کی فتح و معاہدہ
مدد سے خبر ملی تو وہ اس موقع کو غنیمت جان کر حسب معاہدہ ۵۰ لاکھ روپیہ حیدر علی
سے وصول کرنے کے لیے نکلا اس کا خیال تھا کہ دو سال تک انگریزوں کے ساتھ
مسلح جنگ سے حیدر علی کی طاقت جواب دے گئی ہوگی ۵۰ لاکھ ادائیگہ کرے گی
صورت میں وہ اس سے دوبارہ جنگ کر کے اپنے مقبوضہ علاقے واپس لے لیگا دھر
خود حیدر علی بھی شکست خوردہ مرہٹے سپاہیوں کو ان کے سردار مادھو راو کے خلاف
اکسا بہا تھا مرہٹے فوج حیدر علی سے سس کا بھی ستاویں چاہتی تھیں چند نیچے

مادھو راو نے مرہٹے میں ایک لاکھ مرہٹے سواروں اور چالیس ہزار بدو قبیوں کو بے کر
یسور پر حملہ کے لیے تیار کیا۔ جنگ درگ کار حیدر شاہ اور کانواٹ بھی ان
کے ساتھ مل ہوئے لیکن مادھو راو راستہ ہی میں بیمار پڑ کر دہلیس پانا چلا گیا اور اپنی
فوج کی کمان اپنے سپہ سالار ترک راو کے حوالہ کر دی جس کی مدد کے لیے اس کا
وزیر ہا، ورنیس بھی موجود تھا حیدر علی کو جب مرہٹوں کی دوبارہ یورش کی اطلاع ملی تو
اس نے ۵۰ ہزار فوجیوں کو سلطنت کے مختلف قوتی قلعوں کی حفاظت کیلئے
رکھا اور سبھی سپاہیوں کو اپنے مختلف اپنے کمانڈروں میں رما مخدم علی۔
وینکٹ راو اور ورنند میو سلطان کی کمان میں دے کر مختلف علاقوں میں پھیل دیا ۳۰
ہزار فوجی خود اپنے ساتھ رکھے چونکہ حیدر علی کی مرہٹوں کے ساتھ اس سے قبل بھی
کئی جنگیں ہو چکی تھیں اس لیے اس کی نفسیات سے اس کو وہ پوری غریب و کلف ہو
گئی تھا اس لیے اس نے کمانڈروں کو شب خون مارنے کا ہی حکم دیا اس لیے کہ بے
حساب مرہٹے افواج کا محمود حیدر سپاہیوں سے کھلے میدان میں مقابلہ بظاہر اپنی
شکست کو دعوت دینا تھا معاہدہ مدد اس کے مطابق اس نے انگریزوں سے فوجی مدد
طلب کی لیکن حسب فطرت و عادت وہ اپنے وعدہ سے کمر گئے شروع شروع میں
یسوری افواج پسپا ہوئے مگر اور مشرقی و شمالی علاقوں پر مرہٹوں نے قبضہ بھی کر لیا
اس لیے کہ اب تک یسوری سپاہی صرف اپنی مدافعت ہی پر اکتفا کر رہے تھے لیکن
اس کے باوجود اس سرکہ آرائی میں میو سلطان نے وہ کارنامے انجام دیے کہ حیدر علی
کو بھی حیرت ہو گئی میو کی قیادت میں جنگ کے آخری مرحلہ میں شب خون مارے
کی حکمت عملی کامیاب رہی ہزاروں مرہٹے سپاہی کام آگئے جس حیدر سپاہی افواج پسپا

ہوئیں وہاں حیدر علی کے حکم سے اس کے سپاہی رسد چارہ دپانی سے دشمنوں کو
فائدہ اٹھانے سے باز رکھنے کے لیے پانی کو حراب کر دیتے یا اس میں رہر ملا دیتے اور
کھیتوں میں آگ لگا دیتے حیدر علی کے ایک وفادار فسر محمد علی نے بھی اس موقع پر
نمایاں کارنامے انجام دے ٹیپو کے ساتھ مل کر اس سے دریائے گادیری کے
کنارے مذہبی غسل کی رسومات انجام دینے والے مرہٹہ سپاہیوں پر جنگ میں
چھپ کر یہ حملہ کر دیا کہ دشمن کے سرداروں سپاہی وہیں ڈھیر ہوئے۔

ادھر ۳۵ ہزار مرہٹہ سپاہی ایک ماہ سے راہِ مرہٹہ تک سری رگما پنم کے مسلسل
محاصرہ کے باوجود اس میں داخل نہیں ہو سکے، دھور و تپ پڑنے سے وہیں پوہا چکا
تھوڑے عرصے میں اس کا انتقال ہو گیا تو پوہا میں اس کی ہاشمی کو سیکرٹس اور دوسرے گھوڑوں
نہن گئی پہلے نارائ و پٹوٹا نا بعد میں اس کو قتل کر دیا گیا اور گھوڑوں کو پٹوٹو لی لی پوہا
میں رہا ہوئے اسے اس سیاسی طوفان سے فائدہ اٹھاتے ہیں حیدر علی کامیاب رہا ۱۲ لاکھ
روپیہ نقد اور ۲۶ لاکھ روپیہ بد میں دیے علاوہ اس کے مرہٹوں کو پوہا میں بھیجنے
میں اس نے کامیابی حاصل کی عرض یہ کہ مرہٹہ میں شروع ہونے والی یہ جنگ وقفہ وقفہ
سے واپس نہ نکلتی رہی اور بغیر کسی نتیجہ کے ختم پذیر ہوئی، مرہٹہ فریقین کو سخت جانی و
مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا مجموعی طور پر حیدر علی کو زیادہ مالی نقصان اور مرہٹوں کو جانی
نقصان ہوا ان کے ہزاروں سپاہی مارے گئے اور اس سے زیادہ زخمی۔ چونکہ حیدر علی سے
۱۲ لاکھ روپیہ مرہٹوں کو نقد دے کر واپس پونا بھیج دیا تھا اس سے سرکاری حربہ پر اس کا رد
اثر پڑا لیکن حیدر علی نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے جلدی اس کی تلافی کر دی اور اس پر
قابو پایا۔

فاتحانہ پیش قدمی اور توسیع مملکت خداداد

مرہٹوں کے ساتھ گذشتہ جنگ میں غیر معمولی نقصان کی تلافی کے لیے حیدر علی
کا خیال تھا کہ اب اس کے لئے نہ صرف متبعض علاقوں کی واپسی بلکہ نئے علاقوں کی
فتوحات بھی ناگزیر ہے اور مرہٹہ انواع بھی داخلی سیاسی انتشار کی وجہ سے پریشان
و منتشر تھیں اس سے اس سے فائدہ اٹھا کر صوبہ سرگودھا کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے
جس پر اب مرہٹہ فوج قابض تھیں ٹیپو کو روک کر گیا صرف تین ماہ کے قلیل
عرصہ میں ٹیپو اس پر دوبارہ قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا اس کے بعد چار دن کے
اندازہ کارہ اور گورک کو بھی فتح کر لیا گیا ہو سکتا ہے بھی دوبارہ سلطنت خداداد میں
شامل ہو گیا۔ مرہٹہ ایس ملادی اور مرہٹہ میں چٹل درگ و کڑپہ وغیرہ کے علاقے بھی
فتح کر کے ریاست بیسور میں داخل کے گئے دریائے تنگ بھدر اور کرشنا کے وہ تمام
علاقے بھی جس پر اب تک مرہٹہ ہی قابض تھے حیدر علی نے دوبارہ حاصل کر لے
لیبار کو چھپا اور سیلگری کے علاقوں کو بھی فتح کر کے اس کو جنوبی کنارہ کا نام دے کر
انگ صوبہ کی حیثیت دی گئی مولت کے خوف سے ان سب فتوحات کی
تفصیلات یہاں صریح نہیں کی جا رہی ہیں۔

انگریزوں کے ساتھ بیسولہ کی دوسری جنگ

جنگ میں کوئی کسی کا مستقل دوست یا دشمن نہیں رہتا بعض اوقات فتح یا
شکست کے بعد برسوں کے دشمن دوست اور صدیوں کے دوست دشمن بن جاتے

ہیں مسطنت حد دیسور کے آس پاس تمام حکومتیں مرہٹہ نظام، نواب اور گریز
 بھی آپس میں کسی نظریہ یا بنیاد پر متفق یا متحد نہیں تھے بلکہ ان سب کا یک ہی
 مشترک مقصد تھا کہ ان سب کے وجود اور استحکام کے لئے لائق خطرہ حیدر علی کو
 راستہ سے ہٹا دیا جائے اس کا وٹ کو دور کرنے ہی میں ان سب کی تمام ممانعت
 تھی نتیجہ یہ تھا کہ کسی نظریاتی بنیاد پر متحد نہ ہونے کی وجہ سے ذاتی اغراض و وقتی
 مقاصد کے لئے وہ میدان جنگ میں ایک دوسرے سے الگ بھی ہو جاتے تھے
 جیسا کہ دیسور کی پہلی جنگ میں صرف پچاس ہزار روپیہ اور دس ہاتھی دے کر
 حیدر علی نے نظام حیدر آباد کو انگریزوں سے الگ کر دیا تھا مشترکہ محاذ میں شمل
 نواب محمد علی علی گریزوں ہی کے تبلیغ تھا نظام حیدر آباد اس چاروں میں سب سے
 کمزور اور ہمیشہ اپنے دشمنوں سے جارحانہ جنگ کے بجائے صرف مدافعتی جنگ کو
 ترجیح دینے والا تھا دریا سے کرشنا و تگھدرا کے آس پاس آباد مرہٹہ قوم مختلف
 چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بنی ہوئی تھی جن کا ایک ڈھیللا ڈھالا کمزور وفاق بھی تھا
 ابتداً ان میں صرف انگریز مضبوط تھے جن کا اقتدار مدراس، بنگال اور بمبئی میں روز
 بروز مستحکم ہو رہا تھا لیکن وہ گذشتہ جنگ میں حیدر علی کی پیش کردہ شرائط پر اپنی
 مصالحت کو اپنی شکست ہی تسلیم کرتے تھے اور دوبارہ عہد کی تیاری بھی شروع کر
 چکے تھے اس لئے اپنی اس ذلت کا حیدر علی سے بدرجہا کے لئے وہ برابر کوشش تھے
 اور حیدر علی بھی انگریزوں سے انتقام لینے کے لئے بے چین تھا اس لئے کہ انہوں نے
 معاہدہ مدراس کے مطابق مرہٹوں کے ساتھ ہونے والی جنگ میں اس کا ساتھ نہیں
 دیا تھا لیکن ان کی کمزوری یہ تھی کہ وہ حیدر علی کے خلاف تنہا میدان جنگ میں

آئے کی ہمت نہیں رکھتے تھے وہ ہمیشہ دیسور کے آس پاس کی حکومتوں کے مشترک
 و اتحاد کے ساتھ ہی حیدر علی کے خلاف جنگ کو ترجیح دیتے تھے۔

حیدر علی کی دشمنی کے متحدہ محاذ میں دراز کی کوشش

حیدر علی انگریزوں کی اس نفسیاتی کمزوری سے فوٹی اپنے سابقہ تجربہ کی بنیاد
 پر واقف تھا کہ انگریز تنہا اس سے مقابلہ کی سوجھ بوجھ نہیں سکتے چنانچہ ان کے
 ناپاک عزائم کا اس کو جب علم ہوا تو اس نے سب سے پہلے دشمن کے متحدہ محاذ میں
 دراڑ ڈالنے کی کوشش کی نواب محمد علی تو انگریزوں کا ٹک خوار اور اپنے اقتدار میں
 ان ہی کارہیمنت تھا اس لئے اس پر محنت بے سود تھی اس پر حیدر علی نے توجہ ہی
 نہیں دی بلکہ نظام مرہٹہ تو ان میں تھوڑے فوجی اعتبار سے مضبوط مرہٹہ ہی تھے
 اقتدار کی دوسری کٹی میں اس کی افواج پہلے ہی سے دو ٹکڑیوں میں بٹ گئی تھیں ایک کی
 سربراہی نارائن راؤ کے لوزا دہ بچے کے نام پر اس کے وزیر جس میں سر فرست
 نانافر نویس وغیرہ تھے کر رہے تھے اور دوسرے کی رگھوناتھ راؤ پونا کے اس سیاسی
 انتشار میں انگریزوں کا جھکاؤ رگھوناتھ راؤ کی طرف تھا تاکہ وہ نواب کرناٹک محمد علی
 کی طرح اس کو بھی اپنے سیاسی مقاصد کے لئے بعد میں استعمال کر سکیں رگھوناتھ راؤ
 کی طرف انگریزوں کا جھکاؤ دیکھ کر نانافر نویس نے حیدر علی سے مدد طلب کی حیدر علی
 تو اس کا پہلے ہی سے مشتاق تھا اس نے اس کی فوجی مدد کا فیصلہ کیا دھر نظام حیدر آباد کے
 گنٹور کے علاقہ پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ فطری طور پر انگریزوں
 سے ناراض اور حیدر علی سے اس سلسلہ میں مدد تعاون کا خواہاں تھا لیکن حیدر علی

کو نظام کی وفاداری پر بھروسہ نہیں تھا پھر بھی وہ اس سیاسی مصحمت کے پیش نظر کہ
 کہیں ناراض ہو کر وہ اس کے خلاف دوبارہ نگر یوں سے نہ مل جانے خواہی نہ
 خواہی اس کی مدد کے سے راضی ہو گیا عامی سطح پر ادھر انگریزوں و فرانسیسیوں میں
 بھی کشیدگی بڑھ رہی تھی اور نوبت جنگ تک پہنچ گئی تھی عامی سطح پر ان کی
 سیاسی کشمکش سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں نے ہندوستان میں فرانسیسیوں کے
 مقبوضہ علاقہ پانڈپوری پر حملہ کر کے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حیدر کے علاقہ
 میں جو حیدر علی کے زیر حکمرانی تھا فرانسیسیوں کے قبضہ واسلے باقی بندر گاہ پر حملہ
 کے لئے آگے بڑھے مجبور ہو کر فرانسیسیوں نے انگریزوں کے خلاف حیدر علی سے
 فوجی مدد طلب کی حیدر علی سے معاہدہ مدراس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انگریزوں
 نے مرہٹہ جنگ میں اس کی مدد نہ کر کے اپنی بے وفائی اور غداری کا ثبوت پہلے ہی
 دے دیا تھا ان کی اس وعدہ خلافی کا ان سے بدلہ لینے کے لئے حیدر علی پہلے ہی سے
 بے چین تھا اسی سبب وہ فرانسیسیوں کی درخواست پر ان کی مدد کے لئے بھی تباہی
 تیار ہو گیا جب انگریزوں کو اس بات کی اطلاع ہو گئی کہ گنٹور پر ان کے قبضہ سے
 نظام حیدر آباد ان سے غفا ہو کر حیدر علی کے ساتھ ہو گیا ہے تو انہوں نے نظام کو
 گنٹور کا علاقہ فوراً واپس کر دیا اس طرح حیدر علی کی توقع کے عین مطابق نظام نے عین
 موقع پر اس سے علیحدگی کا اعلان کر دیا یوں میں نان فرنیس کی فوج سے بھی فوجی تعاون
 کے لئے باقاعدہ کوئی تحریری معاہدہ نہیں ہو سکا ادھر حیدر علی کے متحدہ محاذ کے قیام
 کے منصوبہ کو ناکام ہوتا دیکھ کر انگریزوں نے اپنی تیاریاں تیزی سے مکمل کر لیں
 بالآخر حیدر علی بھی مجبور ہو کر ۲۸ مئی ۱۷۹۸ء کو اپنی ۹۰ ہزار فوج لیکر جس میں ۲۸ ہزار

سواروں کے علاوہ چند سو فرانسیسی سپاہی بھی تھے نگر یوں کے مقابلہ کے سے
 سری رنگا پنٹم سے نکلا سرہنوں و نظام کے بغیر تھا، نگر یوں حقیقت لڑنا نہیں چاہتے
 تھے اس سے انہوں نے اپنے سفارتی نمائندہ گروے کو حیدر علی کے پاس امن کا پیغام
 دے کر بھیجا لیکن اس سے اس کو ان کی وعدہ خلافی و غداری پر طنز کرتے ہوئے نامراد
 واپس لوٹا دیا۔

جنگ کا آغاز

حیدر علی جب سری رنگا پنٹم سے نکلا تو اس نے فوجی حکمت عملی کے تحت
 اپنی پوری فوج کو تقسیم کر کے اپنے مختلف فوجی افسران کے، تحت مختلف علاقوں
 میں پھیلا دیا میپو کو سات ہزار کی فوج دے کر جس کی عمر اس وقت صرف ۲۹ سال
 تھی پاس گھاٹ کی طرف بھیجا گیا راستہ میں حیدر علی افواج کا ویری پنٹم، کئی درم
 محمود بندر وغیرہ کو فتح کرتے ہوئے آگے بڑھیں پولی لور کے مقام پر پہنچ کر انگریزی
 افواج کا سامنا ہو کر دونوں میں مقابلہ ہوا کرمل ہیلی کی بذیر قیادت، نگر یوں دستہ کو
 شکست ہوئی اس کے سینکڑوں سپاہی مارے گئے پچیس ہزار افسران اور دو ہزار
 عام سپاہی ہلاک کر کے سری رنگا پنٹم بھیج دے گئے دھر جنرل منزو بھی ایک دستہ
 کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا لیکن کرمل ہیلی کی شکست کی خبر سن کر کاکی درم تالاب
 میں اپنا اسلحہ پھینک کر واپس آ رہا تھا اس کا گائیڈا۔ جلد ہی دیو پر بھی
 قبضہ مکمل ہو گیا نوب محمد علی کی فوج سے مقابلہ کے بعد ارکاٹ بھی فتح ہو گیا
 محمد علی کی شکست کے بعد اس کے بعض اعلیٰ فوجی افسران نے جس میں سید حامد

۱۔ جب میرزا در میر صادق وغیرہ سر فہرست تھے یسوری فوج میں شمولیت اختیار
 کریں حیدر علی نے ان کے ساتھ مرتبہ کو دیکھتے ہوئے اپنی فوج میں بھی اس طرح
 طرح کے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا میر صادق کو محاصل کا افسر علی بنایا گیا اور
 سید حامد وغیرہ کو بھی ہم فوجی عہدے دے گئے جنگ پون لور میں کرنل عیسیٰ کی
 نگریزی فوج کی شکست کے بعد بھی حیدر علی کی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا انگریزوں
 سے مسلسل اپنی شکست و ہزیمت کو دیکھتے ہوئے حیدر علی سے صلح کی سست
 کوشش کی لیکن بعض سلطان فی افسر ان کی رائے تھی کہ سابقہ تجربات کو سامنے
 رکھتے ہوئے ان سے دوبارہ صلح کی بات نہ کی جائے ان ہی کے مشورہ پر عمل کرتے
 ہوئے حیدر علی نے ان کی معاہدہ پیشکش کو مسترد کر دیا چند ہی دنوں میں میپو کی ربر
 قیدیت یسوری افواج نے ست گڑھ پر قبضہ کر لیا تیار گڑھ اور آنہور وغیرہ بھی فتح
 کر کے سلطنت یسور میں شامل کر دے گئے سرہلی ساحلی شہروں پر بھی یسوری افواج
 نے مکمل قبضہ کر لیا ۱۸۰۱ء سے ۱۸۰۲ء کو در اس فوج انگریزوں پر بھی چانک حملہ کر دیا
 گیا، انگریز سپاہیوں نے بھاگ کر اپنے بحری جہازوں میں پناہ میں دو ہزار سپاہی
 انگریزوں کے گرفتار ہوئے اور اس سے زیادہ مارے گئے اس طرح قریب تھا کہ
 پورے در اس پر حیدر علی کا قبضہ ہو جاتا دھر انگریزوں کی مسلسل شکست کی خبر
 جب پورے ملکہ و بیرون میں پھیل گئی تو ان کا جیسا دو بھر ہو گیا تا آخر ہندوستان
 میں گورنر جنرل دارن ہسٹنگز نے نگریزی فوج کی کمان جنرل آرمکوت کے سپرد کی
 ابتدا میں اس تبدیلی کا کچھ فائدہ ہو محمود بندر اور رانی پر انگریزوں نے دوبارہ قبضہ
 کر لیا فرانسسی چونکہ اس جنگ میں حیدر علی کے ساتھ شریک تھے اس سے جنگ میں

فتح کے سہارا سمجھا شروع میں تو ان کو ملینانہ سپیکس خیر میں جب انگریزوں کا پڑا
 بھاری ہونے کا خون ہی کی درخوست پر حیدر علی کی مدد کے لئے سمدری رستہ سے
 بحری فوجی کمک ایڈمیرل سفرن کے ماتحت پہنچی جس میں سپاہیوں سے بھرے
 پانچ جہاز اور قتل و حمل کے آٹھ جہاز شامل تھے اس میں جہازات ہزار فرانسیسی
 سپاہی اور ایک ہزار سے قریب توپیں تھیں اس سے حیدر علی کو بڑی تقویت ملی ایک
 وقت سمدری راستہ سے فرانسیسیوں نے اور بڑی راستہ سے یسوریوں نے انگریزوں
 پر حملہ کرنا شروع کر دیا اور انی پر دوبارہ حیدر علی کا قبضہ ہو گیا ادھر ملیہار کے
 باروں نے پھر بغاوت کر دی یہی حال کورگ کا بھی تھا حیدر علی نے اس بغاوت کو
 بجھے کے سے حیدر علی میپو کی کمان میں ایک فوجی کمک بھیجی کورگ کی طرف
 میر محمود علی کو روانہ کیا موخر الذکر تو شہید ہو گئے اور کورگ کی بغاوت کو کچل دے سکے
 لیکن باروں کی بغاوت کو دمانے میں میپو کامیاب ہو گیا در ساتھ تحریکات فی ملید
 پر اس نے وہیں کچھ دن قیام کا مقصد کیا۔

حیدر علی کی بیماری

نومبر ۱۸۰۲ء میں جبکہ انگریزوں کے ساتھ مقابلہ جاری تھا حیدر علی بیمار پڑ گیا
 جس کی وجہ سے اس سے در کاٹ ہی میں ہے قیام کو ترجیح دی اس کے بدن میں دھنبل
 نکل آئے تھے معائین نے سکو معمولی چھوڑا سمجھ کر علاج کیا فرانسیسی، برٹن اور
 حیدر علی فوج کے ہمد و مسم معائین نے جان توڑ کوشش کی کہ کسی طرح

حیدر علی شفا یاب ہو جائے کیس خیر میں جا کر معلوم ہوا کہ یہ پھونسے دراصل
سرطان (کیسر) کا پیش حیرتھے جس کا اس وقت تک علاج دریافت نہیں ہو تھا
اپنی بیماری کی شدت دیکھ کر وزیر کے مشورہ سے حیدر علی نے میو کو لمبار کی
کامیاب مہم کے بعد واپس آنے کے لئے خط لکھا انتقال سے صرف یک دور قبل
لکھے جانے والے اس خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا

نور چشم راحت جان پدر

در صورتہ کہ تم کو اس لوح کے متردوں کی خدیوہ نادیب سے قرار واقعی
جمعیت خاطر حاصل ہو تو چشم پدر کو اپنے دیدار سے جلد مسرور کرو اگر کچھ کنگ در فوج
کی احتیاج ہو تو اس کا حال گوش گزار کرو۔

لغت

حیدر علی

رحلت

میو خط پڑھ کر واپسی کے لئے نکل کر پانچ گھنٹے پہنچ ہی تھا کہ حیدر علی نے
یکم محرم ۱۱۹۶ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۸۸۱ء کی شب چتوڑا کاٹ سے قریب زسنگ
رائن ہیٹ میں اپنی جان آمروں کے سپرد کر دی۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون
انتقال کے وقت عمر تدبیر عیسوی کے حساب سے ساٹھ سال اور تدبیر ہجری
کے حساب سے باسٹھ سال تھی وفات سے ایک روز قبل یعنی ۱۵ ایچ کی آخری

یاد رہے کہ نظام شمس میں سالہ سن ۱۲۰۱ھ نے اہتمام سے مسلسل عیسوی پر مسلسل ہجری کا احاطہ ہوا

تدبیر کو حاضرین سے دریافت کیا کہ آج کو سی تدبیر ہے جواب دیا گیا کہ محرم کی
چاند رات ہے اس پر فرمایا کہ مجھ کو غسل کرو دو اس پر غسل کر یا گیا کپڑے بدلے
گئے کمر و درود کا ورد زبان پر جاری ہوا کچھ دل ہی دل میں پڑھ کر اپنے من پر ہاتھ پھیر
سرکاری ملازمین کو ایک ایک راہد تھواہ اور فقراء و مسکین کو صدقات و خیرات کا
حکم دیا کچھ دیر قبل شمالی آڑ کاٹ فتح کرے کے سے اپنی فوج بھی روانہ کرنے کا حکم
دیا تھا اس پر بھی عمل کیا گیا غرض یہ کہ حاضرین مجلس کا بیان تھا کہ حیدر علی کو
پی موت کا چین ہو گیا تھا سیاسی مصیبت کے پیش نظر کسی فوری بغاوت کو
روکے کے لئے انتقال کی خبر کو مخفی رکھا گیا اس کے سے فوج کو بھی مستعد رہنے کا
حکم دیا گیا باہر سے مسقط میں داخل ہونے والے مسافروں اور خطوط پر نظر کھی
گئی اور عام دلوں کے مقابلہ میں اس وقت چوکی و جاوسی میں اضافہ کیا گیا مملکت
کے افسران کی قتل و حرکت پر بھی خصوصی نگاہ کھی گئی۔

لمبار سے میو کی آمد

والد کے انتقال کی خبر دیے کے لئے میو کے پاس جو اس وقت لمبار کی مہم
میں تھا مہاروں خاں کو بھیجا گیا میو والد کے خط پر واپس آنے کے لئے پانچ
گھنٹے تک پہنچ چکا تھا وہیں اس کو اطلاع دی گئی والد کے اس حادثہ وفات کی خبر اس
مردہ بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ مزید کچھ دن میرے والد کو بقید
حیات رکھتا تو وہ نگریدوں کو ملک سے باہر نکال کر ہی دم لیتے کاش اللہ تعالیٰ ان کو
تب تک زندہ رکھتا ارشد بیگ کو اپنا نائب بن کر تیزی سے زسنگ نارائن ہیٹ کی

تک اپنی ذاتی ضروریات و معمولات سے فارغ ہو کر اپنے وزیر، دو فوجی مسرین سے گزشتہ رات سے اب تک کے حالات سننے موصور خطوط اور درجواستوں کو پڑھ کر اسی وقت اس کے جوابات لکھوتے پھر ناشتہ کے بعد محل میں پالے گئے ہاتھوں و پھیتوں وغیرہ کو دیکھتے پیار سے ان کی ٹیٹھ پر ہاتھ بھیرتے اور ان کی حرکتوں سے کچھ دیر تک محفوظ ہوتے رہتے ساڑھے دس بجے ایک شامیانہ میں دربار عام لگتا خود اس میں ایک طلائی کرسی پر جلوہ فروز ہوتے عوام حاضر ہو کر اپنے مسائل بیان کرتے جس کو سن کر ہی وقت اس کے حل کے سے احکامات بھی جاری کرتے سفراء سلطنت سے بھی سی دور ان ملاقات ہوتی یہ سلسلہ ۲/۴ بجے ظہر تک چلتا ۵ بجے تک آرام کرنے کے بعد فوجیوں کا معائنہ کر کے ضروری احکامات جاری کرتے پھر گھوڑے پر تفریح کے لئے نکلتے واپس آکر پھر دربار میں بقیہ درجواستوں کو سننے معرب کے بعد کھانا ہوتا تھوڑی دیر چل قہمی کرتے رات کو دبے سے ابجے تک محفل جتنی جس میں رقص و سرور کے علاوہ شعر و شاعری کا سلسلہ بھی چلتا اس محفل میں نوب صاحب کے رشتہ درووزہ، ابھی حاضر رہتے ہفتہ میں دو تین مرتبہ حسب سوسٹ شکار کے سے بھی جاتے کھانے میں عام طور پر سادہ کھانا پسند کرتے رنگ کی روٹی پسندیدہ نقد تھی سفر میں عام طور پر چادوں کو ترجیح دیتے حسب تمکین جاتے یا سری رنگا چشم واپس آتے تو ان کا شانہ جلوس عوام کے لئے سب سے زیادہ کشش کا باعث ہوتا۔

ہمت و بہادری

بندوستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا کی ہمیں غش اس کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ حاکم سلطنت یا بادشاہ وقت نے خود میدان جنگ میں آکر سپہ دشمنوں کا دوش بدوش مقابلہ کیا ہو حمید علی اپنے بیٹے ٹیپو کی طرح دنیا کے ان چند صلاحین میں سر فہرست ہیں جسوں نے خود کو اپنی فوج و سپاہیوں کے ساتھ میدان جنگ میں ہمیشہ آگے رکھا یسور کی فکرائی سے پہلے اور اس کے بعد جتنے مقابلے سلطنت یسور کے دوسری اقوام و افواج کے ساتھ ہوئے اس میں وہ نہ صرف شریک رہے بلکہ دشمنوں کی صفوں میں گھس کر ان کا مقابلہ کیا ان کی ہی بہادری و شجاعت کو ان کے چہرے سے بھانپ کر راجہ یسور نے ۱۷۵۲ء میں صرف ۱۰ سال کی عمر میں یسور کے قریب انڈیگل کا ان کو گورنر مقرر کیا تھا اس سے پہلے ۱۷۴۳ء میں دیون ملی کے ان کے کامیاب فوجی محاصرے متاثر ہو کر یسور کے وزیر تندرراج نے ان کو خان کا خطاب دے کر صرف ۱۰ سال کی عمر میں دو سو بیادہ اور پچاس سو روں کا افسر مقرر کر دیا تھا یسور میں راجہ کے دربار میں حمید علی کے خلاف سازش کے بعد جب کھٹہ سے راوی قیادت میں باجی افواج نے مرہٹہ فوج کے ساتھ مل کر جب ان کا سری رنگا ٹھہر کے دریا دولت میں غش محاصرہ کیا تو جس طرح گھبراہٹ بغیر ہمت کے ساتھ دشمنوں کو پتھر دے کر انوں رستہ ریاست کاویری کو طعینانی کے باوجود عموماً کر کے در مسلسل بیس گھنٹوں کا سفر طے کر کے بنگلہ پتھر اور جلدی پھر پٹ کر تعاقب کرنے والوں پر حملہ کر کے جس بہادری کا ثبوت دیا اس کا اعتراف خود اس وقت ان کے دشمنوں نے بھی کیا۔

انتظامی صلاحیت

حیدر علی اگرچہ ناخواندہ تھے لیکن ستانی زمین تھے بیک وقت فارسی اور دوکڑ تامل اور تیلگو پر دسترس رکھتے تھے ان کا مشہور مقولہ تھا کہ "مجھ جیسے جاہل سے انت کے فضل سے ایسے کارہائے نمایاں انجام پاسے جو ہزاروں پڑھے لکھوں سے وقوع میں نہ آسکے یہ قدرت خداوندی کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے سفطی طور پر قیافہ شناس تھے لوگوں کے صرف چہروں کو دیکھ کر ان کے معیار در صلاحیت کا اندرہ لگاتے تھے وہ ہندوستان کے پہلے حکمران تھے جنہوں نے بحری طاقت کی اہمیت محسوس کی اور بحری فوج قائم کی اس سے پہلے صرف فرسیوں اور نگریزوں کے پاس ہندوستان میں بحری فوج تھی وہ اس سے بیک وقت دو جہی طاقت کے علاوہ تجارتی غاصب بھی اٹھان چاہتے تھے ینگلوں میں اس کے سے باقاعدہ جہاز سازی کا ایک بڑا کارخانہ بھی قائم کیا گیا وہ رعایا کی خبر گیری کے سے خود بھیس بدل کر رتوں میں گشت بھی کرتے تھے محکمہ پوس میں جاسوسی کے سے ملگ شعبہ قائم تھا جو عام طور پر ایات میں ضمن کی تحقیق کا کام کرتا ظلم اور رشوت ستانی ان کی سلطنت میں ناقابل معافی جرم تھے اس پر کوڑے لگائے جاتے جس کے سے سرکاری طرف سے باقاعدہ دو سو جلاذ مقرر تھے کسی بھی سرکاری افسر کے بارے میں رشوت ستانی یا ضمن کا ثبوت ملتا تو اس کی املاک ضبط کر لی جاتی سپاہیوں اور ملازمین کیسے نمایاں کارنامے انجام دینے پر خصوصی انعامات کا مسد بھی شروع کیا گیا تھا جب بھی کسی نے علاقہ کو فتح کر کے سلطنت خداداد میں شامل کیا جاتا تو وہاں کے عوام کو بغیر کسی دیر رکھنے

کے سے وہ ان کے یہاں سرج قوانین و روایات میں تبدیلی سے گریز کرتے ہندوؤں کو اپنے مذہب پر عمل کی آزادی تھی یہاں تک کہ مسور کا اقتدار ستمسال سے کے بعد وہاں چلے آ رہے سکوں پر ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویروں کو بحال رکھا تاکہ ہندوؤں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے وہ جنگوں میں عام طور پر شب خون مارنے کی کامیاب حکمت عملی پر عمل کرتے آج کے کام کو کل پر جانے کے عادی نہیں تھے ہر دن موصول ہونے والے خطوط کا اسی دن جواب دیا جاتا جن کی تعداد بعض اوقات ۳۰/۴۰ تک پہنچ جاتی خطوط کے جوابات دینے کے سے ہر زبان کے سرکاری مقرر تھے جن کو وہ معنائیں املا کرتے طبیعت اس قدر حساس تھی کہ ایک مٹھی سے خط لکھانے کے بعد دوسرے مٹھی سے اس کو پڑھواتے اور تیسرے سے تصدیق کرواتے تاکہ ان کی تاخوامدگی سے ان کے سرکاری مامورین کا جان بوجھ کر مسائل پیدا نہ کریں پھر جب اطمینان ہو جاتا تو سرکاری سرگوا کر دیکھا کرتے جو صرف غلطی ہو جاتا ہے، سختوں میں سے ہر کیس کی ذاتی صلاحیت و قابلیت سے واقف تھے اور اسی کے مطابق ان سے کام لیتے خود اپنے شہزادہ ٹیپو کو بھی اپنے بعد نظام سلطنت کے بار کو سنبھالنے کے سے اس طرح تیار کیا کہ اس نے ان کے بعد بغیر کسی دشواری کے اقتدار سنبھالا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظم سلطنت

حیدر علی نے اپنی پوری سلطنت کو تین اضلاع میں تقسیم کر دیا تھا ہر ضلع میں چالیس کے قریب تعلقے تھے اس کے علاوہ انتظامی سمیت کے لئے ہر کوری انتظامیہ کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جو مندرجہ ذیل تھے

۱) محکمہ امور خارجہ:-

غیر ملکیوں کے ساتھ بحال غیر ملکی سپاہیوں کے لئے چھاننیوں وغیرہ کا نظم و نسق

۲) محکمہ فوجی و ذخائر:-

اسوگر بارود وغیرہ کی تیاری و مرمت اور اس کے سرکاری دیکارڈ کی حفاظت

۳) محکمہ زراعت:-

عقار کی پیداوار سے متعلق دیکارڈ تیار کرنا اور کس کس کے مفادات کی نگرانی کرنا۔

۴) محکمہ حفاظت سلطانی:-

بادشاہ کے سفر و حضر میں تحفظ کے لئے نظم کرنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

۵) محکمہ تجارت:-

عقار کی درآمدات و ذخائر کا حساب اور عوام میں جنس کی تقسیم کی ذمہ داری

۶) محکمہ عدالت:-

عوام کو انصاف دلانے کے لئے ان کے مسائل کی شنوائی اس پر فیصلے اور

مذاہل کا نفاذ

۷) محکمہ مذہبی اوقاف:-

مذہبی مقامات مندرجہ ذیل مساجد کی حفاظت اور اس کی آمدنی کے لئے ذرائع پیدا کرنا۔

۸) محکمہ اطلاعات عامہ:-

سلطنت کے ہر حصہ کے حالات سے مرکز کو واقف کرانا

۹) محکمہ درآمدات و برآمدات:-

درآمدات و برآمدات پر حاصل کی وصولی

۱۰) محکمہ فوجی حساب:-

سوار و پیادہ فوج سے متعلق مالی امور کی نگرانی

(۱۱) محکمہ مال :-

جد محکومت کی جس تقسیم کی ضروری

(۱۲) محکمہ محاسبہ :-

محکومت سے متعلق تمام کاموں اور افسران کی نگرانی اور اس کے متعلق بادشاہ کو رپورٹ کی پیشی۔

ہر محکمہ یعنی وزارت کے لئے ایک دیوان (وزیر) مقرر ہوتا تھا جو بادشاہ سے براہ راست رابطہ رکھتا تھا اور بادشاہ کے حکام کی نگرانی کرتا تھا۔ ہر محکمہ کے لئے ایک دیوان کا عہدہ مقرر کیا جاتا تھا جو محکمہ کے کاموں کی نگرانی کرتا تھا اور بادشاہ کو رپورٹ کی پیشی کرتا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نسائی ہمدردی و انصاف پسندی

محکمہ حکومت کو چلائے جس دو حصوں میں ایک طرف محکمہ متعلق تھا تو دوسری طرف محکمہ خزانہ بھی تھیں اور بیرونی کے ساتھ خصوصی شفقت و محنت کا معاملہ کرتے دربار میں امیر و غریب کی کوئی تفریق نہیں تھی مذہب و مسلک کی بنیاد پر کسی کے ساتھ امتیاز نہیں رہتا تھا تاہم عوام کی مدد کے لئے پولیس چوکیاں ہر جگہ قائم کر دی گئی تھیں رعایا کو مسائل کی اجازت تھی کہ وہ اپنے علاقوں کے گورنروں کے خلاف کسی وقت بھی دربار میں حاضر ہو کر شکایت کریں عدل و انصاف کا یہ عالم تھا کہ اپنے جیسے شہزادہ ٹیپو کو بھی ایک دفعہ کسی غلطی پر کوڑے لگوائے گئے تھے اور اس کے بعد مال غنیمت کی رپورٹ تاخیر سے دینے پر خود ٹیپو کی حسیب خاص سے چوبیس روپے بطور جرمانہ وصول کئے گئے۔ پھر محکمہ کے بعد جب امیر المومنین نے وہاں کے راجہ کو گرفتار کر کے اس کی آنکھیں نکالوا دیں تو اس کی اس حرکت پر اسکو اس کے عہدہ سے فوراً معزول کر دیا۔ اس سے اس پر خود معافی مانگی اور اس کی تلافی کے لئے اس کو ایک بڑی جائیداد عطا کی گئی۔ یہ کہ حیدر علی کو ہمیشہ میں بات کا بڑا خیر رہتا کہ انکی عظمت میں کسی بھی شخص کے ساتھ نا انصافی و ناروا سلوک نہ ہو اور خرم رنج نہ کئے جس کی کوئی عیب نہ ہو۔ اس کے بعد اس کو معزول کر کے اس کو معزول کر دیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

مذہبی رواداری

مذہبی رواداری دو دوسرے مذہبوں کی تحقیر کرنا عین اسلامی اصول ہے
مسلم سلاطین کو اسلام نے ہدایت دی کہ وہ اپنے عہد حکومت میں دوسرے مذہب
کے ماننے والوں کو جبراً اسلام میں داخل نہ کرائیں۔ یہی طرح ان کے معبودوں باطل کو
بر بھد بھی نہ کہیں ارشاد خداوندی ہے کہ "وَلَا تَسْتَوُوا الدِّينَ يَدْعُونَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ هَيْسَمُ اللَّهُ عَذِّبُوا مُعَذِّبٌ عَذِّبُكُمْ تَعْلَمُونَ" کہ تم ان کے معبودوں باطل کو برا
بھد مت کہو کہ تم ان کی عبادت میں نہ کو بھی گمان نہ دیں عمومی طور پر اسلامی تاریخ
میں اسلامی اصول و ہدایت پر عمل کی شہادت ہے حیدر علی نے بھی عیشیت ایک مسلم
حکمران کے ان اصولوں کا پاس رکھا کہ اقتدار میں ہر ایک کو اپنے مذہب و
عقیدہ پر عمل و مکمل آزادی تھی جسے ریہہ ترور و دہشت گردی بھی غیر مسربہ تھے
پوریا دور میں راجا علی مناصب پر فائز تھے بدور پر قبضہ کے بعد جب وہاں سنا کہ
دھارے کا کارخانہ قائم کیا تو ہندو اکثریت کے مذہبی جذبات کا غدار کھتے ہوئے
اس پر نقش ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویروں کو محال رکھا گیا مسدودوں کو بڑی بڑی
جاگیریں دی گئیں مسودے کے مسدود کو یکہ بڑی جائیداد دی گئی تو پتی کے مسدود کو
بیش کی ہزار روپے دے گئے سوری رنگا پنیم کا مسدود جب گنگے سے جل
گیا تو مسدود میں حیدر علی نے حکم ہی سے اس کو سہ کاری حرجات پر دہارہ تعمیر کیا
گیا مسدود کو کشتن سنا ہے لکھا ہے کہ جب دارالسلطنت سے مگریوں کے مقابلہ
کے لئے ایک دفعہ حسب میسوری فوج نکلی تو ہمیں مسراں کی فوج پر ہندو

مذہب کے مطابق مسدودوں کی بدلتک فوجوں کو روکے گا مسدود یا یہ تھا
سہ کاری ملازمین کے خطاب میں مذہبی بنیاد پر کسی کو ترجیح نہیں دی جاتی تھی
میں سہ نگیری مسدود کے سوا کسی نام خط لکھا کہ اس میں پورا کے مسدود کے سوا
دس ہزار روپے پانچ گھنٹے کی باقی پانچ اونٹ اور ایک پانچ روپے کی جاری
ہے مسدود میں رنگا پنیم کے تباہ شدہ مندر کو دوبارہ خود اپنے خرچ پر تعمیر کروایا
کا ذاتی محاسب (پرائیوٹ سکرٹری) بھی شروع میں ایک برہمن کھنڈے راجہ
تھا اسی کی سفارش پر اس کو مسود کے راجہ کا اس کے دور میں تدریج کے بعد وزیر اعظم
مقرر کیا گیا تھا اگر دیکھا جاتے تو کسی مسدود افسر کا نام اس کے لئے تجویز کر سکتے تھے
جوراجہ کو خوشی منظور بھی ہو سکتی تھی یہی ایک مسدود کے لئے تھا کہ خود اپنے
محسن حیدر علی کے خلاف پیش پیش رہا اس کو دی گئی سہ بھی اس کے سیاسی پس
منظر کو جسے قہری نہ کہ کسی مذہبی بنیاد پر

اسلامی جذبہ

اس کا مشہور مقولہ تھا کہ مسلمانوں کی قسمت و کموری ان کی آپسی اتفاق کی
وجہ سے ہوتی ہے اس سے آخری دم تک خود بھی اس بات کی کوشش کی کہ مسلمان
حکمرانوں کے خلاف اس کی فوج صرف آواز ہو بلکہ انگریزوں کے خلاف اس مسلمان
ریاستوں کا آپس ہی میں اتحاد ہو جائے لہذا اس کاٹ محمد علی اور نظام حیدر آباد

سلطان مسدود سہ نگیری مسدود عورت مسدود نے سلطان مسدود اور مسدود مسدود

سے ہمیشہ صلح کو شمش کر تے رہے لیکن افسوس کہ ذاتی معادات نے ہمیشہ ان
دووں کو حیدر علی کے خلاف، جو ان کے ہم مذہب بھی تھے اسدم دشمن نگر یوں کا
صلیف بنا دیا رکھا بلایت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت و عقیدت
تھی کہ بچتے تھے کہ بی بی تو صرف حضرت طاہرہ ہے کوئی دوسری خاتون بی بی نہیں
ہو سکتی ان کے علاوہ باقی سب لونڈیاں ہیں اسی سے ہمیشہ دوسروں کو لونڈی بچہ کہہ
کر مخاطب کرتے تھے لوگ ان کے اس پس منظر کو جاننے کی وجہ سے اس کو برا بھی
نہیں مانتے تھے عمامہ کی بڑی تھردالی کرتے تھے جہاز ایران، ترکستان سے کسی مسلم
علی خاندانوں کو بلا کر سلطنت خرد میں بسایا شیراز (ایران) سے ایک ہزار مسلم
فوجیوں کو بلا کر اپنی فوج میں بھرتی کر دیا تھا ناخواندگی کے باوجود اسلامی پنج پر سوچنے
کا یہ عالم تھا کہ ٹیپو سے بچنے میں خود اس کے قلم سے یہ قرار نامہ لکھوایا کہ خدا کی
نافرمانی پر جو مناسب سزا تجھیں دی جائے جھوٹ چوری و دروغ بازی پر پھانسی کی
سزا دی جائے یہ ملک بات ہے کہ دین داری متوی و بزرگی میں ان میں اپنے
صاحبزادہ ٹیپو کے مقابلہ میں بہت فرق تھا۔

سیاسی تدبیر و فوجی حکمت عملی

مغربی مؤرخین نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سیاسی تدبیر و فوجی
حکمت عملی میں اس وقت پورے ملک میں ان کا کوئی مقابل نہیں تھا وہ انگریزوں
کے سخت دشمن تھے لیکن نواب محمد علی اور نظام حیدر آباد سے ان کی دشمنی

انگریزوں کے ساتھ ان کے تعاون کی وجہ سے وقتی تھی جو اس کی خواہش تھی کہ
ہندوستان کی تمام چھوٹی بڑی سلطنتیں متحد ہو کر ملک کی سرزمین سے انگریزوں کو
نکال باہر کر دیں لیکن ہزار کوششوں کے باوجود ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہو
سکی وہ ہمیشہ اپنے دوستوں سے کہتے تھے کہ اگر خدا نے توفیق دی تو میں اپنے وطن کو
مشترک فرنگیوں سے پاک کر کے ہی رہوں گا ان کو، انگریزوں کی فوجی طاقت اور جنگ
مصلاحت کا بخوبی احساس تھا وہ چاہتے تھے کہ مغربی فوج کا توڑ مغربی فوج ہی سے کیا
جائے اسی سے فرانسیسیوں سے فوجی مدد لی اس وقت عالمی سطح پر فرانس اور برطانیہ
ایک دوسرے کے سیاسی حریف تھے ان دونوں کے درمیان جنگ تک کی نوبت
پہنچ گئی تھی انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں کے بھی ہندوستان میں کچھ مقبوضات تھے
پانڈیچری پر ان کا قبضہ تھا ساحل سمندر سے دور کوکن سے ڈھائی ہزار میل کے
فاصلہ پر باریش میں ان کا فوجی اڈہ بھی تھا لیکن انگریزوں کی ملک میں بڑھتی سیاسی و
فوجی طاقت نے ایشیاء میں اس کی ایک بڑی طاقت بننے کے خواب کو چکن چور کر دیا
تھا مجموعی طور پر ملک کے ساحلوں پر انگریزوں ہی کا قبضہ تھا سرحد نظام حیدر آباد اور
نواب محمد علی کی بے وفائی کے بعد انگریزوں کے خلاف تعاون کے نئے اب صرف
ملک میں فرانسیسی ہی رہ گئے تھے اگرچہ وہ بھی تاریخی طور پر مذہباً مسیحی ہونے کی وجہ
سے انگریزوں کی طرح اسلام دشمن ہی تھے لیکن انگریزوں کے سیاسی دشمن ہونے کی
وجہ سے وقتی معادات کے لئے وہ حیدر علی کے قریب ہونا چاہتے تھے اور حیدر علی
کو بھی انگریزوں کے خلاف ایک سیاسی صلیف کی ضرورت تھی بیسویں کی دوسری
جنگ میں فرانسیسیوں نے حسب وعدہ حیدر علی کی فوجی مدد بھی کی تھی حیدر علی فوجی

حکومت ملی و تنظیم میں بھی اس وقت کے حکمرانوں میں سے آگے تھے۔ فوجی ترقی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا تھا کہ ۱۹۱۷ء میں عثمانی حکومت سنبھالنے کے بعد سے ۱۹۱۹ء تک انکی فوج صرف ۲۰ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی لیکن ۱۹۲۰ء میں جب ان کی وفات ہوئی تو ۸۸ ہزار سے زائد سپاہیوں کے سرکاری حراست سے قیادہ پارہ تھے۔ دیرہ ہزار یورپین سپاہیوں کے علاوہ تھے۔ فرانسیسی فوجی خسران نے حیدر علی کی افواج کی بہترین تنظیم و تربیت کی تھی۔ اس سے مراد وہ نظام کی فوج کے مقابلہ میں یسوی، فوج فوجی قواعد و ضوابط سے کہیں زیادہ وقف تھیں ان کے پاس قلعوں اور سرحدی چوکیوں کی حفاظت کے لئے ایک الگ اور مستقل فوج تھی جو ریاست اور رسل و رسائل سے متعلق محلی الگ الگ دستے قائم تھے۔ رسد کی کثیر فراہمی جنر فیاضی معنات اور کامیاب فوجی حکمت عملی کی وجہ سے حیدر علی عام طور پر اپنے مقابل دشمن کو صرف دفاعی جنگ تک محدود رکھتے تھے۔ صرف توپ خانوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ سے جانے کے لئے بار بار دی کے ان کی فوج میں آٹھ ہزار سے زائد ہیل تھے۔ فوج میں جاسوسی نظام میں ہر طاقتور تھا کہ خود ایک انگریز کرنل نے اعتراف کیا ہے کہ فوجی دشمنیں جب بھی غریب طور پر یسوی افواج پر حملہ کے سے نکلتی ہے تو حیدر علی کو اس کا ضرر دہشتہ چل جاتا ہے اس کے برخلاف حیدر علی کی فوج و حرکت کا نہیں بارہ بھی علم نہیں رہتا۔

حیدر علی کے نام سے جنگ میں گرفتار شدہ بچوں کی ایک بڑی تعداد لکھی گئی تھی۔ جس میں اتنا حق سے زیادہ ترمیم رکے نہ اور مرہٹہ افواج کے ہمدرد تھے جو میں آگے چل کر اس دشمن کے سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد نے اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔

سلطنت کے کاشتکاروں و فصل کی کٹائی کے بعد کسی ہفتہ تک کوٹہ اور دوسرے کاری سے بچانے سے لے کر سداچار ہر کارے کے نام سے ایک ٹائیس بنائی گئی تھی اس میں ٹائیس سپاہی سال کے خالی اوقات میں طرح میں ملازمت کرتے تھے اس طرح کے سپاہیوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی یہ سے قاعدہ سپاہی بوقت ضرورت جنگوں میں باقاعدہ فوج کی مدد کرتے تھے اس کے علاوہ یہ لوگ جنگوں میں رستہ صاف کرنے میں مدد دیتے تھے اور فوجیوں کے سامان کی نقل و حرکت کا کام بھی کرتے تھے۔

دور حیدر علی میں معاشی و اقتصادی ترقی

حیدر علی کی حکومت میں سرکاری آمدنی کا بڑا ذریعہ جنگوں میں ہاتھ لگے دالان غنیمت اور کاشتکاروں پر زمینداروں اور تاجروں سے وصول کیا جانے والا محصول تھا چونکہ طبر کے ساحل سے خیر ملکوں کے ساتھ برآمدی تجارت روز بروز ترقی پر تھی اس لئے برآمدی اشیاء پر خصوصی محصول لگو کیا گیا تھا۔ انگریزوں کو حدود سلطنت یسور میں تجارت کے لئے دیرہ فیصد کسٹم دی گئی۔ کرنی پڑتی تھی بحرین طویل مدت تک کاشتکاروں کو پٹہ پر دی جاتی تھی اسی بہانہ غرض میں بھی اضافہ ہوتا اور محصول کی شکل میں حکومت کی آمدنی میں بھی غلہ کی پیداوار مسلسل بامنون کی وجہ سے ضرورت سے زیادہ ہوتی تھی اس طرح حکومت قیاسی سے ہمیشہ محفوظ رہتی جس کی وجہ سے محصول کی وصولی میں بھی آسانی ہو جاتی تھی ایک انگریز مؤرخ نے

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

ط آٹھواں باب

سلطان ٹیمپو کی ولادت سے جانشینی تک

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

یہاں تک لکھا ہے کہ مسوری حکومت کے باشندے چھی خدائی وجہ سے انگلستان کے ریمیداروں سے زیادہ صحت مند تھے۔ کالوں شکنی پر حکومت کی طرف سے جرمانہ بھی وصول کیا جاتا تھا۔ خام سونہ ہاتھی کے دانت بانس و ساگوان کے درختوں سے ہونے والی آمدنی کی وجہ سے سرکاری خزانہ ہمیشہ بھر رہتا۔ سکے علاوہ آس پاس کے مختلف راجہ و نواب بھی سالانہ حراج ادا کرتے تھے جس سے حکومت کو اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی۔ طبر سے یورپی ممالک کو سیہ و سرخ مریخ صنوبر لاپی اور چادل برآمد کے حاتمے تھے۔ سر ہی میں پورے ملک کا سب سے بڑا سپاری کا بازار تھا۔ فرض یہ کہ تاریخ حیدر علی کے مصنف کے مطابق مستقل سالانہ آمدنی ہی ساڑھے سات کروڑ روپے سے بھی زائد تھی۔ مجموعی طور پر پوری سلطنت میں خوشحالی تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

ولادت

پچھپے صفحات میں حاندی پس منظر کے عنوان کے تحت یہ بات گزر چکی ہے کہ صحیح در معتبر روایات کے مطابق ٹیپو کا حامد اس عربی اور قریشی نسل تھا جس کا خود دست ۱۷۷۷ء سے لے کر ۱۷۸۲ء سے بعد افغانستان و پنجاب دہلی اور احمدیہ کے بعد مگر گاہ پھنپا دیا تھا ٹیپو کے والد حیدر علی کی دو بیویاں تھیں اس کی پہلی شادی ۹ سال کی عمر میں صورت ہوئی۔ سر کے ایک پیر۔ سید شہر شاہ میاں کی دختر سے ہوئی تھی جو رچل کے وقت بعض بد احتیاطی کی وجہ سے مفلوج ہو کر مدت اسی مہینوں میں ہی دوسری شادی سس کے کچھ سال بعد ہی پہلی بیوی کے اصرار پر کرپہ کے گورنر محین الدین خاں کی لڑکی فاطمہ بیگم المعروفہ لڑا لیا۔ اسے ہوئی اسی خاتون کے بطن سے حیدر علی کو ایک ایک بخت مرند برادر سلیم علی المصیح ۲۰ مئی ۱۷۸۲ء مطابق ۱۰ نومبر ۱۷۸۵ء کو کولار کے شہر مغرب میں بینگلور سے ۲۷ کلومیٹر دور شمال میں دیوں کی نامی قصبہ میں پیدا ہوئے۔ اس شہر کا نام بعد میں یوسف آباد رکھا تھا اور یہاں ایک لوجی قلعہ بھی تعمیر کیا تھا حیدر علی نے ٹیپو کے سے اس نام کو کیوں منتخب کیا تاریخ میں اس سلسلہ میں تین طرح کی روایات ملتی ہیں ایک یہ کہ حیدر علی کو دوسری شادی کے بعد بڑی مدت تک اولاد کے ہمراہ نظر نہیں آئے اس سلسلہ میں دعائے گئے کے سے وہ اپنی بیوی کے ساتھ رکات کے مشہور برگستان ٹیپو کی درگاہ پر حاضر ہوئے اور ولاد کے لئے دعا کی دوسری روایت یہ ہے کہ پہلی بیوی کو رچل کے وقت بڑی تکلیف کا سامن کرنا پڑا تھا اس لئے دوسری بیوی کے لئے

ولادت کے موقع پر سالی دوست سے لے کر انہوں سے دعائے گئے کی عرصہ سے انہوں نے رکات کے دن ٹیپو مستر شاہ کے سر پر حاضری دی دعا قوس ہو گئی اور بڑی آسانی کے ساتھ یہ مرحلہ طے ہوا تیسری روایت یہ ہے کہ حیدر علی کو مرند اور لڑکی جو ابیش و منشا تھی اس کے لئے انہوں نے مستر شاہ ٹیپو کی درگاہ میں حاضر ہو کر اللہ سے بیٹی کی ولادت کے لئے دعا کی عرض یہ کہ ان ٹیپو روایات میں کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے ممکن ہے کہ انہوں نے ٹیپو دعا میں ایک ساتھ اس درگاہ میں حاضر ہو کر کی ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کے توسط سے کی جانے والی دعا کو قوس کیا ہو یہی وجہ سے حیدر علی سے اپنے ہوئے وہ بچہ کا نام سی زنگ کے نام پر ٹیپو دراپے والد فتح محمد کے نام پر فتح علی رکھا۔ لیکن مقدمہ لکھ کر نام ہی سے ٹیپو نے بعد میں شہرت پائی اب جہاں تک موال ہے ٹیپو کے ساتھ فقط سلطان کے اصناف کا تو بعض مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ حیدر علی نے اس کا نام صرف ٹیپو ہی رکھا تھا فقط سلطان کا اضافہ اس کے حکم مسور بننے کے بعد ہوا لیکن شان حیدری میں میر حسین علی کرانی کی تحقیق بتاتی ہے کہ شروع ہی سے فقط سلطان ٹیپو کے نام کا حذر تھا۔

فرزند کی ولادت پر حیدر علی نے چالیس دن تک خوشی کا جشن منایا تمام شہر والوں کی دعوت کی گئی فقراء و مساکین میں روپے تقسیم کئے گئے حکومت کے عہدیداروں اور فوج کے ملازمین کو اسوں نے اپنی طرف سے خصوصی انعامات دئے ممالا نکہ وہ اس وقت تک مسور کے حکمران نہیں بنے تھے صرف مسور کی فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے

سلسلہ نسب

بڑی تحقیق و جستجوئے بعد بھی ہمیں ٹیپو سلطان کا مکمل سلسلہ نسب دستیاب نہیں ہو سکا جتنا ہمیں مل سکا ہے وہ اس طرح ہے

ٹیپو سلطان بن حیدر علی ابن فتح محمد بن محمد علی ابن دل محمد ابن محمد بہلول بن حسن ابن برہیم ابن عبدالغنی ابن محمد بن محمد بن حسن بن عیسیٰ المتونی رحمۃ اللہ علیہ
مطابق ۱۳۹۹ھ

ٹیپو کی وراثت نیک شگون

ٹیپو کی پیدائش سے پہلے حیدر علی میسور کے راجہ کرشن راج کی فوج میں ایک معمولی ملازم تھے اور نامکس کے منصب پر جو میسور کی فوج میں ایک عمدہ کانام تھا فائز تھے لیکن ٹیپو کی ولادت کے ساتھ ہی اس کا کاشانہ اقبال چمک اٹھا اور دو سال کے اندر ڈنڈہ بیل کے گورنر مقرر ہوئے اس کے بعد سپہ سالار فوج بنائے گئے اور دس سال کے اندر پوری ریاست میسور کے والی بن گئے

تعلیم و تربیت

جب ٹیپو کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو حیدر علی نے خود نواندہ ہونے کے باوجود اس زمانہ کے رواج کے مطابق اپنے فرزند کی دینی تعلیم کا سب سے پہلے بندوبست

کیا قرآن شریف اور عربی و فارسی زبان دانہ کے سے معلم مقرر کئے جس میں اس زمانہ کے مشہور عالم و شاعر علی حسینی اور نصیر الدین و غیرہ تھے اس کے بعد حدیث فقہ وغیرہ کی بھی تعلیم دی گئی مجدد علی شہری کی تحقیق یہ ہے کہ کئی دیگر مقامی زبانوں کے علاوہ گریزی و فرانسسی تعلیم کا بھی نظم کیا گیا حیدر علی جب سری رنگاٹم میں مقیم ہوئے تو اپنی ناخواہگی کے باوجود خود سکی تعلیم کی نگرانی کرتے ٹیپو سے براہ راست بھی اس سلسلہ میں دریافت کرتے غرض یہ کہ ہر علم و فن کی تعلیم و تربیت کے لئے حیدر علی نے بہر اساتذہ کی خدمات حاصل کی ٹیپو فطری طور پر چونکہ بہت ذہین تھا اس لئے وہ جلد ہی ان تمام علوم و فنون میں ماہر ہو گیا اس زمانہ کے حالات و ضروریات کے پیش نظر جنگی فنون شسواری تیر اندازی سپہ گری وغیرہ کی بھی تربیت دی گئی اس کے سے باقاعدہ نگریزوں و فرانسسی ماہرین کو مقرر کیا گیا خود میسور کی فوج کے ایک لائق و قابل افسر غازی خاں نے بھی حیدر علی کے حکم سے اس پر خصوصی توجہ دی ٹیپو کو سب سے زیادہ گھوڑ سواری پسند تھی پاکی میں سوار ہونے کو وہ معیوب اور مردوں کی شاں کے خلاف سمجھتا تھا تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ مختلف ماہرین علم و فن کی نگرانی میں ٹیپو کی جنگوں میں شرکت کے ۱۹۵۷ء سال کی عمر تک چلتا رہا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ سوانح ٹیپو سلطان از امجد علی اشہری

بچپن کے حالات

ٹیپو نے چپس کے حالات تاریخ کتابوں میں بہت کم ملتے ہیں محمود لنگوری نے ایک دفعہ اس کے چپس کا لکھا ہے کہ حسب ٹیپو کی عمر ۱۶ سال کی تھی اور وہ اپنے ہم عمروں کے ساتھ سری ریگنا پٹنم میں کھیل رہا تھا تو وہاں سے ایک فوجی کا لڈر ہوا جس سے ٹیپو کے چہرہ لودیکھ کر پیش گوئی کی کہ یہ بڑا ہو کر اس ریاست کا حکمران ہو گا حالانکہ اس وقت تک حیدر علی میسور کی فوج میں صرف ملازم تھے اس فوجی سے ٹیپو سے کہا کہ جب تجھے بادشاہت ملے تو اس جگہ ایک شاہزادہ مسجد تعمیر کر ۱۷۸۲ء میں جب حیدر علی کی وفات کے بعد ٹیپو اپنے والد کا نائب بن گیا تو ۱۷۸۲ء میں اس نے اس جگہ حسب ہدایت فوجی ایک خوبصورت مسجد تعمیر کی جس کا نام مسجد علی رکھا گیا۔

بچپن ہی سے حیدر علی نے ٹیپو کو تمام جنگی مہموں میں اپنے ساتھ رکھا تجربہ ہوا کہ ۱۷۸۱ء سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے ٹیپو ایک قابل سپاہی و لائق افسر بن گیا تھا ۱۷۸۲ء میں طیبہ کی مہم میں بھی یہ اپنے والد کے ساتھ شریک تھا جس کے اس کی عمر اس وقت صرف ۱۵ سال تھی ایک موقع پر اس مہم میں تین ہزار سپاہیوں کا ایک فوجی دستہ دے کر اس کو پانچ گروں سے نپٹنے کے لیے بھی روانہ کیا گیا جس میں وہ کامیاب بھی رہا اس کی سیاحت و سادری سے متاثر ہو کر حیدر علی نے اس کو اپنی ذاتی سلامتی کے لیے متعین پانچ سو فوجیوں کا فسر بھی مقرر کر دیا تھا ۱۷۸۳ء میں ٹھنڈے روانے مہموں کے تعاون سے جب سری ریگنا پٹنم کے دریا دوت میں

موجود حیدر علی کو گرفتار کر کے لے آئے اس کا محاصرہ کیا تو حیدر علی کسی طرح راتوں رات ینگور بھاگے میں کامیاب ہو گیا لیکن حیدر علی کے پورے گھروے سری ریگنا پٹنم ہی میں رہ گئے تھے ٹھنڈے روانے بن کو قلعہ کے اندر مسجد کے قریب ایک مکان میں رکھا تھا اس میں ٹیپو بھی شامل تھا بعد میں سری ریگنا پٹنم پر قبضہ کے بعد حیدر علی نے بشمول ٹیپو تمام گھرووں کو ینگور منتقل کر دیا تھا اس کے علاوہ سترہ سال کی عمر میں ۱۷۸۲ء میں ینگور میں ٹنگریوں کا محاصرہ کرنے والی سات ہزار میسوری فوج کی قیادت بھی ٹیپو ہی کر رہا تھا ۱۷۸۳ء میں حیدر علی نے انگریزوں کے ساتھ میسور کی باقاعدہ پہلی جنگ میں نظام حیدر آباد کو انگریزوں سے الگ دیکھنے کے لیے اس کے پاس ایک سفارتی وفد بھیجا تھا جس میں سلطنت کے مامور افراد میر علی رضا اور محفوظ صاحب دیرہ شامل تھے اس وفد میں حیدر علی کی ذاتی نمائندگی ٹیپو خود کر رہا تھا ٹیپو نے اپنے والد کی طرف سے نظام کی خدمت میں دس گھوڑے پانچ باقی درجہ ہیرے جواہرات کے علاوہ قدر قیم بھی پیش کر کے اس کے ساتھ اس حکمت عملی سے گفتگو کی کہ نظام اس جنگ میں ٹنگریوں کا ساتھ نہ دینے پر راضی ہو گیا سی ماموری کے موقع پر اس کو نظام ہی نے نصیب الدار یعنی حکومت کی قسمت کہہ کر مخاطب کر کے فتح علی خاں بہادر کا خطاب دیا تھا۔

ٹیپو کی تربیت کے سلسلہ میں حیدر علی کا خصوصی اہتمام

حیدر علی کے ناخوندہ ہونے کے باوجود ٹیپو اس قدر تعلیم یافتہ بن گیا کہ وہ

بیک وقت علوم دینیہ و دنیویہ کا بہر بھی تھا اور میدان جنگ کا ایک کامیاب
 سپہ سالار بھی دراصل بات یہ تھی کہ حیدر علی کو مسور کا قتلہ سنبھالنے کے بعد
 اس بات کا شدت سے احساس ہو گیا تھا کہ عین سلطنت سنبھالنے کے لیے
 صرف ذہانت بہادری یا حسن انتظام کافی نہیں ہے ان سب صلاحیتوں و خوبیوں
 کے باوجود حکمران گریز پور تعلیم سے آراستہ نہ ہو تو اس کے ذرا دافسران اس کو
 اس کی ناخواندگی سے ناچار فائدہ اٹھا کر کسی وقت بھی دموک دے سکتے ہیں اس لیے
 اس نے جب اپنے فرزند کو اپنے بعد جانشینی کے لیے تیار کرنے کا ارادہ کیا تو سب
 سے پہلے اس کو زبور تعلیم سے آراستہ کیا اور وہ بھی اس طرح کہ ہر علم و فن کو ماہرین
 وقت سے میو میں منتقل کیا لیکن کے ساتھ ساتھ سکالری و اخلاقی تربیت سے بھی
 غفلت نہیں برتی اس پر بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ توجہ دی اس کا ہلکا سا اندازہ
 اس اقرار نامہ سے لگایا جاسکتا ہے جو اس نے میو سے رسمی تعلیم سے فرغت کے
 بعد اس وقت خود اس کے ہاتھ سے فارسی میں لکھوایا اس اقرار نامہ میں میو کی تحریر کا
 عکس بھی دکھایا جاسکتا ہے اور حیدر علی کی غیر معمولی ذہین کے علاوہ اخلاقی و دینی
 بنیادوں پر سوچنے کا انداز اور اس کا ہلکا سا نمونہ بھی

toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com

میو کے ۶۷ اپنے ہاتھ سے چھ ۱۰ سال دریت پر فارسی میں میو سے افسانہ کی
 نقل جس میں اس کی تحریر کا طرز بھی موجود ہے

اور یاد



نورالحمیمہ کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے
 اگر تم کو یاد ہے کہ میں نے کہا تھا کہ
 دراصل یہ وہی شخص ہے جس نے
 حیدر علی کے ہاتھ سے لکھا گیا ہے
 اس اقرار نامہ سے لگایا جاسکتا ہے
 جو اس نے میو سے رسمی تعلیم سے
 فرغت کے بعد اس وقت خود اس
 کے ہاتھ سے فارسی میں لکھوایا
 اس اقرار نامہ میں میو کی تحریر
 کا عکس بھی دکھایا جاسکتا ہے
 اور حیدر علی کی غیر معمولی
 ذہین کے علاوہ اخلاقی و دینی
 بنیادوں پر سوچنے کا انداز اور
 اس کا ہلکا سا نمونہ بھی

برہنہ دار کہ یہ شخص
 ان باتوں سے متعلق
 وہ شخص ہے جس نے
 حیدر علی کے ہاتھ سے
 لکھا گیا ہے

ترجمہ اقرار نامہ

۱) حدود و معیت کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرونگا ورنہ جو سزا مناسب

کبھی جاسے دی جائے

۲) اگر سرکاری خزانہ میں چوری یا غس کروں تو پھانسی کی سزا دی جائے

۳) جھوٹا اور دھوکہ دہی پر پھانسی کی سزا دی جائے

۴) والد کی اجازت کے بغیر کسی سے کوئی بیہ یا تحفہ قبول نہیں کرونگا ورنہ

ناک کاٹ کر جلا وطن کر دیا جائے

۵) امور سلطنت کے علاوہ کسی معاملہ میں کسی سے انجھوں یا کسی کو دھوکہ

دوں تو پھانسی کا مستحق ہوں۔

۶) حکومت کی طرف سے میرے ذمہ کوئی کام کیا جائے یا میری کمان میں

فوج دی جائے تو ان متعلقہ لوگوں کے مشورہ ہی سے اپنے فرائض کو پورا کرونگا جنہیں

سرکار کی طرف سے اس کے سے مقرر کیا گیا ہے بصورت دیگر پھانسی کا مستحق

ہوں

۷) کسی سے خط و کتابت یا لین دین آپ کی طرف سے مقرر کردہ مشیروں کی

راہ سے ہی سے کرونگا

۸) یہ چند جملے ہی مرضی سے لکھ کر اس کو ذہن نشین کر رہا ہوں ساتھ ساتھ

اسکا بھی اقرار کر رہوں کہ تمام کام اسی کے مطابق انجام دوں گا ورنہ جو مناسب سزا

کبھی جاسے دی جائے

اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنے والدین اور والدہ کی بات و حکم از بھر سزا
دے دینے اور اس کے حکم از بھر سزا دینے سے دست بردار ہوں اور کوئی
کلمہ نہیں

اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنے والدین اور والدہ کی بات و حکم از بھر سزا
دے دینے اور اس کے حکم از بھر سزا دینے سے دست بردار ہوں اور کوئی
کلمہ نہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

انگریزوں کے خلاف پہلی جنگ میں نمایاں کارنامے

جب کہ پہلے صفحات میں حیدر علی کے حالات میں گزر چکا ہے کہ کس طرح ^{۱۷۸۱ء} میں انگریزوں نے نواب محمد علی نظام حیدر آباد اور مرہٹوں کو اپنے ساتھ ملا کر مسقط خداداد کے خلاف پہلی باقاعدہ جنگ چھیڑ دی تھی اور حیدر علی نے اس کا مقابلہ کیا تھا فوجی حکمت عملی کے پیش نظر حیدر علی نے اس جنگ میں اپنی پوری فوج کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے مختلف علاقوں میں بھیلادیا تھا اس میں ایک فوجی دستہ جو سات ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا خود ٹیپو کی کن میں دے کر جب کہ اس وقت اس کی عمر صرف ۱۱ سال تھی جنگوں میں انگریزوں کے فوری محاصرہ کے سے بچا دیا تھا حسب حکم و نظام وہ ٹیپو نہ صرف جنگوں کے معبود فوجی قلعہ پر قبضہ میں کامیاب ہو گیا بلکہ انگریزوں کو سمندری راستے سے بھی واپس بھاگنے پر بھی مجبور کر دیا غرض یہ کہ انگریزوں کے خلاف میسور کی پہلی جنگ میں حیدر علی کی فتح میں کم عمری کے باوجود ٹیپو کا بھی ایک بڑا حصہ اور ہاتھ تھا جس کو کوئی مومن نظر انداز نہیں کر سکتا۔

مرہٹہ جنگ میں شرکت

صبح نامہ در اس کے فوراً بعد ^{۱۷۸۲ء} میں ایک لاکھ مرہٹہ فوج نے ترک راو کی قیادت میں نواب شاہ نور کو اپنے ساتھ لے کر جب دوبارہ میسور پر حملہ کر دیا تو اس

جنگ میں بھی ٹیپو اپنے والد کے شانہ و شانہ شریک تھا حیدر علی نے اس کے ذمہ یہ کام دیا تھا کہ وہ دشمن کے رستہ میں چارہ کو بر باد کر دے ورسد کی ہر چیز کو تباہ کر دے اور پانی میں زہر ملا دے تاکہ دشمن کی فوج ان سب چیزوں سے فائدہ نہ اٹھا سکے اور مجبور ہو کر واپس چلی جائے مرہٹوں کے ساتھ اس جنگ میں ہندو میں حیدر علی کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا اور اتفاق سے ایک دن دشمن پر حملہ کرتے ہوئے ٹیپو بہت دور نکل گیا اور اس کا پتہ نہیں لگ سکا حیدر علی کو خدشہ ہوا کہ ٹیپو کہیں دشمن کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو اپنی ولادت میں اس سے فرزند سے اس کو غیر معمولی محبت تھی اس کی مددائی کے ہم میں وہ بے چین رہے قرار ہو گیا ایک بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس کی واپس کے سے دعائیں بھی کی یکے بعد دیگرے کے پاس میں بھیس میں کر ٹیپو جب حیدر علی کے پاس سری رنگا پنٹم پہنچے میں کامیاب ہو گیا تو حیدر علی کی خوشی کی انتہا نہ رہی اسی وقت اس سے سرکاری خزانے صدقات و خیرات کے سے کھول دے اور خوشی میں عام لوگوں کو بھی انعام و کرام سے نوازا ایک ماہ کے مسلسل محاصرہ کے باوجود اس جنگ میں مرہٹہ فوج سری رنگا پنٹم کو فتح نہ کر سکی اور سلاخ روپے قدر سیر واپس پونا چلی گئی اس پوری جنگ میں بھی ٹیپو شروع سے آخر تک اپنے والد کے ساتھ اور شریک رہا۔

شادی

حیدر علی کی خواہش تھی کہ وہ اپنے فرزند ٹیپو کی شادی سے جلد ہی فارغ ہو جائے لیکن خود اس کے اور ٹیپو کے بھی مسلسل جنگوں میں مصروف ہونے کی وجہ

سے اس کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ یہی سلطنت خدہ داد کی پنے دشمن کے ساتھ باقاعدہ کوئی جنگ چھڑی ہوئی نہیں تھی اور نیپو بھی اپنی عمر کے چوبیس سال میں داخل ہو چکا تھا۔ اس کی حالت سے فائدہ اٹھ کر حیدر علی نے مناسب جگہ کہ نیپو کی شادی ہو جائے لیکن سوال یہ تھا کہ شہزادہ کے سے لڑکے کا انتخاب کیسے ہو نیپو خوبصورت بھی تھا اور خوب سیرت بھی تقسیم یافتہ بھی تھا اور دندار و بااخلاق بھی اور سب سے بڑھ کر اپنے والد کا جانشین اور سلطنت یسور کا امیدوار بھی اس سے سلطنت میں ہر کوئی اس کو اپنا داماد بنانے کا خواہش مند و متمسک تھا لیکن نیپو نے اپنی سعادتمندی سے اپنے والدین کو اس کا مکمل اختیار دے دیا تھا کہ وہ اس کے سے جس لڑکے کا چاہیں انتخاب کریں سلطنت حداد میں اس وقت ایک قبیلہ بل نوانا کے نام سے آباد تھا جو عربوں سے نسبی تعلق رکھتا تھا اس میں حصر موت (بین) سے تجارت کی غرض سے ہندوستان کے جنوب مغربی ساحل پر ترنے داسے عرب تاجر بھی تھے اور عراق میں حجاج بن یوسف کے ظلم و ستم سے ہندوستان ہجرت کرنے داسے عرب مہاجرین بھی ان عرب تاجروں و مہاجروں کی نسل سے تعلق رکھنے داسے ان مسلمانوں کی جو یہاں کے مستقل باشندوں کی شکل اختیار کئے گئے تھے وہ اہل نوانا کہلاتے تھے اس وقت کے مسم حکمرانوں کے دربار میں بڑی عزت تھی دینی و دنیاوی اعتبار سے تقسیم یافتہ ہونے کی وجہ سے قاضی خطیب اور محتسب وغیرہ کے اکثر بڑے مذہبی عہدوں پر یہ لوگ فائز تھے چونکہ ان میں قریشی النسل بھی تھے اس سے عام مسلمان ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے خود غیر مسم بھی ان کا بڑا احترام کرتے تھے نیپو کے دادا فتح محمد کی ایک بیوی بین

حیدر علی کی والدہ بھی اہل نوانا ہی سے تعلق رکھتی تھی اس نے ان سب وجوہات کی بناء پر فطری طور پر حیدر علی کی خواہش تھی کہ نیپو کا بھی ملک کے اسی معزز قبیلہ کی کسی لڑکی سے بیاہ کر دیا جائے اس کے لئے اس نے امام صاحب بخش نوانا کی لڑکی سلطان بیگم کا نیپو کے سے انتخاب کیا لیکن نیپو کی والدہ فاطمہ بیگم کا خیال تھا کہ ریاست کے ایک اہم فوجی افسر شیخ بہان الدین کی بیٹی لارہ میاں شہید پر کوئی کی بیٹی رقیہ بیگم سے نیپو کا نکاح کر دیا جائے لڑکے کے انتخاب کو سیکر کنی دن تک یہ مسئلہ مسنون ہی رہا بعض مورخین اس جگہ یہ لکھتے ہیں فاطمہ بیگم کی مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ اہل نوانا خود نیپو کے اپنے قبیلہ کی کسی لڑکی سے رشتہ سے خوش نہیں تھے اور حیدر علی صرف اپنی طاقت کے زور پر اس رشتہ کو کرنے پر مصر تھا اس لئے کہ اہل نوانا غیر کنوینیئن اپنے سے کم معیار کے لوگوں سے رشتہ کرنے کو معیوب سمجھتے تھے یہ بات ایک حد تک اگرچہ صحیح ہے کہ اہل نوانا عام طور پر اپنے مخصوص معاشرتی مزاج تہذیبی و ثقافتی فرق اور بعض اسباب و وجوہات کی وجہ سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ آپس ہی میں شادی بیاہ کے رشتے قائم ہوں اور یہ شریعت اسلامی کی روح کے منافی بھی نہیں لیکن اس میں کماں تک صداقت ہے کہ نیپو اہل نوانا کے لئے غیر کموتھے اول تو خود نیپو کی دادی بھی اہل نوانا ہی سے تھی دوم یہ کہ صحیح روایات کے مطابق نیپو کا خاندان بھی مرہٹی اور قریشی النسل تھا اس طرح ایک مرہٹی کے لئے دوسرا مرہٹی غیر کنو کیسے ہو سکتا ہے حیدر علی نے اپنے مرحوم بھائی شہار کی لڑکی کا نکاح بھی تربیت علی خاں ناٹھ کے لڑکے ہی سے کر دیا تھا غرض یہ کہ ایک نائلی لڑکی کے ساتھ نیپو کے رشتہ سے اہل نوانا کے ناراض ہونے

کے الزامات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بالآخر ٹیپو اپنے والدین میں سے ہر ایک کی ناراضگی و دشمنی سے بچنے کے لئے ان کی منقوب دونوں لڑکیوں سے بیک وقت شادی پر راضی ہو گیا اور ۱۷۹۲ء کو صرف ایک ہی رات میں ایک گھنٹہ کے وقفہ کے ساتھ دونوں سے ٹیپو کا نکاح عمل میں آیا پہلے بخشی نالہ کی لڑکی سلطانہ بیگم سے نکاح ہوا اسکے بعد لارہ میاں کی صاحبزادی رقیہ بیگم سے پورے یسور میں شادی کا خوب جشن منایا گیا ایک مہینہ تک شہر والوں کی دعوت ہوئی حیدر علی نے ہاتھی پر سو کر کے شاہانہ جلوس کے ساتھ ٹیپو کو نکاح کے لئے بھیجا رقیہ بیگم کا ۱۷۹۲ء میں اور محب العین صاحب کی تحقیق کے مطابق ۱۷۹۰ء میں ٹیپو کی حیات ہی میں انتقال ہو گیا، البتہ سلطانہ بیگم ٹیپو کی وفات کے بعد بھی زندہ رہی تاریخ ٹیپو سلطان کے مصنف کے مطابق رقیہ بیگم کے انتقال کے بعد سید معین الدین صاحب کی لڑکی صاحبزادہ بان بیگم سے بھی ٹیپو نے شادی کی تھی اور اس کا بھی ۱۷۹۰ء ہی میں ایک بچہ کی ولادت کے بعد انتقال ہو گیا تھا بعض مؤرخین اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ٹیپو نے کشمیر کے ایک امیر میر محمد پند بیگ مقیم دہلی کی بیٹی پورانتی بیگم سے بھی بیاہ کیا تھا لیکن اٹالے ہے کہ ٹیپو کی شہادت کے وقت اس کی صرف ایک بیوی سلطانہ بیگم ہی زندہ تھی نہ بیویوں سے ہونے والی اولاد کی تفصیلات اگلے صفحات میں آ رہی ہیں۔

حیدر علی کی آخری جنگ میں ٹیپو کا کردار

۱۷۸۱ء میں انگریزوں کے ساتھ یسور کی دوسری جنگ کے سبب و محرمات پر پچھپے صفحات میں روشنی ڈالی جا چکی ہے چونکہ اس دوسری جنگ کا سلسلہ ۱۷۸۰ء سے ۱۷۸۳ء تک پھیلا ہوا ہے اور ۱۷۸۲ء ہی میں اس جنگ کے دوران حیدر علی کی وفات ہوئی تھی اور ٹیپو سلطان نے قہدار سنبھال تھا اس طرح یہ جنگ حیدر علی کی آخری اور ٹیپو سلطان کے دور حکمرانی کی پہلی جنگ تھی حیدر علی کی حیات ہی میں پائیس ٹھاٹھ کی مہم ٹیپو کے خوار تھی حنزل آ کر کوٹ کی قید میں جب انگریزوں نے محمود بدر پر قبضہ کیا تو حیدر علی نے انگریزوں سے اس کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ٹیپو کو روک دیا تھا پولی لور کے مقام پر انگریز کرنل سیلی کی فوج کو شکست دے میں بھی ٹیپو ہی کا دماغ کام کر رہا تھا جس میں تقریباً پچیس برسہ فوجی افسر اور سینکڑوں سپاہی مارے گئے تھے اور پچاس برسہ فسر قید کر کے سری رنگا پنم بھیج دئے گئے تھے۔

۱۷۸۱ء میں یسور کا دوسری پٹن ارانی، رفاٹ، ست گڑھ، ۲۰ سور، تیاک گڑھ و غیرہ کے علاقے ٹیپو کی کوششوں سے فتح ہوئے ۱۷۸۲ء میں ہی منٹس کے قلعہ پر قبضہ کا سر بھی اسی کے ساتھ تھا دوسری ۱۷۸۲ء ہی میں کرنل برٹون کو ٹیپو ہی سے مجبور میں شکست فاش دی تھی جس سے جس آ کر کوٹ کا پورا جھل منصوبہ ناکام ہو گیا تھا جب حیدر علی کی وفات سے کچھ دنوں قبل ملبار میں نارتوں کی دوبارہ بغاوت کی اطلاع آئی وہاں کٹ دعوے پر انگریزوں کے قبضہ کی خبریں آئے لگیں

توحید علی نے اپنے معتمد مخدوم علی کو اس طرف روانہ کیا لیکن وہ اس مہم میں کامیاب نہ ہو کر شہید ہو گئے۔ ان کے بعد وہاں کے حالات کو سنبھالنے کے لئے ٹیپو کی کوریئر کیا گیا تھا اس میں وہ کامیاب بھی رہا۔

حیدر علی کی وفات اور ٹیپو کی جانشینی

ٹیپو ملیبار کی اس مہم میں مصروف ہی تھا کہ حیدر علی کو ایک مختصر بیماری کے بعد پیغام اجل آ گیا اس طرح جس عظیم اسلامی سلطنت کی بار اس کے والد نواب حیدر علی نے رکھی تھی اس کی آبیاری اب ان کے لائق فرزند ٹیپو سلطان کے ذمہ ہو گئی۔ وفات کے وقت حیدر علی نے اپنے مرسلطت کو وصیت کی تھی کہ جس وفاداری سے آپ لوگ میری خدمت انجام دے رہے تھے اسی طرح میرے بعد ٹیپو کا بھی تعاون کریں۔ وفات سے ایک روز قبل واپس آنے کے لئے ٹیپو کو حیدر علی نے خط بھی لکھا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ پہنچتا ان کی وفات ہو گئی۔ ٹیپو کی سری ریگا پٹنم واپسی تک اس کے چھوٹے بھائی کریم شاہ کو قائم مقام حکم مسور بیا گیا تھا اس کے بعد ٹیپو کو قندار سے دور رکھنے کے لئے جو سارشی ہو میں اس کی تفصیلات دیکھنے صفحات میں گزر چکی ہیں۔ بروز ستمبر ۱۷۹۹ء مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۸۲ء کو اپنے چھوٹے بھائی سے رسمی طور پر ٹیپو نے قندار سنبھالا باضابطہ تحت شاہی پر بیٹھے سے قبل اس نے اپنی مال کی خدمت میں حاضری دی اس کی دعائیں دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے بارگاہت کو سنبھالنے کے لئے توفیق کی دعا مانگی اور پھر دربار میں آکر تخت شاہی پر بیٹھ گیا دربار شاہی کی پہلی مجلس کا آغاز تلاوت کلام

پاک سے ہوا قاری نے سورۃ حشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی قاری حب لو انزلنا هذا القرآن علی جمیل لرايته حاشعاً متصدعاً من حشية اللہ کی تلاوت فرمائی تو چونکہ ٹیپو عالم تھا اور عربی زبان سے واقف بھی اس لئے ان آیات کو سن کر بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پوری مجلس پرست دیر تک سکے طاری رہا پھر سکے بعد اس مجلس میں موجود ایک بڑے عام کے دست مبارک سے اس مجمع سلطنت اپنے سر پر رکھا اسی وقت پوری سلطنت کے گورروں کے نام فرماں جاری کیا کہ اقتدار کی منتقلی کے باوجود نظم سلطنت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی ہر شخص پہلے کی طرح اپنی جگہ اپنی ذمہ داری کو ادا کرے تخت نشینی کے دیگر مراسم جنگ کے جاری رہے کی وجہ سے دانیس کے حاکم اس کی نوبت ۱۷۸۲ء کے اختتام پر آئی جب مسور کی دوسری جنگ مکمل ہو چکی تھی۔

عوام کے نام پہلا سلطانی فرمان

عناں حکومت سنبھالنے کے بعد ٹیپو سلطان نے اپنی رعایا کے نام جو پہلا سرکاری فرمان جاری کیا اس میں اس کے نیک عزائم اور رعایا کی خدمت کے جذبات اور حسن نیت و مہمردی کی عکاسی تھی فرمان کا مضمون کچھ یوں تھا۔

۱) میں سلطان ٹیپو بحیثیت حکمران ریاست مسور سلطنت خداداد اس بات کو پناہ فرماؤں منہی سمجھتا ہوں کہ بلا تفریق مذہب و ملت اپنی رعایا کی اخلاقی اصلاح کر دوں

۱۲) اس کی خوشحالی اور معاشی و سیاسی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشش رہی ہو
 ۱۳) آخری دم تک سلطنت خدا داد کی ایک ایک زمین کی حفاظت کروں
 ۱۴) مسلمانوں کی دینی و اخلاقی بنیادوں پر مصلح کے لیے خصوصی تہم ٹھوس
 ۱۵) مگر یوں کوئی ملک سے باہر کرنے کے لیے جو ہمارے حقیقی دشمن ہیں پورے
 ہندوستان کے لوگوں کو متحد کروں

۱۶) مظلوم و بے بس عوام کو جاگیرداروں اور زمینداروں کے ظلم و ستم سے نجات
 دلانے اور عدل و انصاف کی بنیاد پر ہر ایک کے ساتھ یکساں سلوک کروں
 ۱۷) ملک کے باشندوں کے درمیان پالی جائے دلی نہ ہی سانی و طغیانی عصیت کو
 ختم کر کے ملک کے دفاع کے لیے ان سب کو متحد کروں۔

۱۸) بوقت ضرورت مادر وطن کی حفاظت کے لیے غیر ملکیوں سے بھی فوجی تعاون
 سے دستبردار کروں سلطنت یسور میں غیر ملکی تجارت و مصوغات کو ممنوع قرار
 دے کر خود میاں کے باہروں کی ترقی و خوشحالی کی فکر کروں۔

ٹیپو کو حاصل شدہ سلطنت کی وسعت

سلطان ٹیپو نے جب ۱۷۸۲ء کو سلطنت خدا داد کا قیام منبھال نوں کی سانی
 چار سو میل کے قریب در جمہوری رقبہ کی بڑا درج میل سے بھی زیادہ تھا پوری
 سلطنت کو انتظامی سہولت کے اعتبار سے ۲۰ اضلاع میں تقسیم کیا گیا تھا سر ضلع میں
 وسطاً ۱۰۰ تعلقے تھے حکومت کی سرحدیں شمال مشرق میں دریائے کرشنا اور شمال

مغرب میں دھاروڑ سے جنوب مشرق میں موجودہ صوبہ تامل ناڈو کے شہر مدور سے
 اور جنوب مغرب میں کوچین تک پھیلی ہوئی تھیں مشرق میں اس کی حدود مشرق
 گھاٹ سے شروع ہو کر مغرب میں بحیرہ عرب کے ساحلی شہر بھٹکل در کارور
 تک جا پہنچی تھیں صرف چند سالوں قبل تک جس ریاست کے وجود سے شمالی ہند
 کے لوگ بھی واقف نہیں تھے اب اس کی شہرت یورپ سے ٹکڑ کر امریکہ تک
 پہنچ گئی تھی سلطنت خدا داد کے یہ تمام علاقے حیدر علی سے پہلے یسور کی پوری تاریخ
 میں کسی ایک حکمران کے ماتحت کبھی نہیں تھے پہلی دفعہ اس خطہ کی تاریخ میں
 کسی وائی ریاست کے قبضہ میں متحد چھوٹے بڑے جزیرے بھی تھے حیدر علی کی
 وفات کے وقت سرکاری خزانہ میں مسلسل جنگوں کے باوجود بھی تین کروڑ روپے
 نقدی کے علاوہ سوئے چاندی کے ڈھیر مختلف ہیرے جواہرات وغیرہ بھی تھے غیر
 منقولہ سرکاری ملکہ باغات عمارتوں اور کارخانوں کی مالیت کا کوئی شمار نہیں
 تھا در سلطنت کے آس پاس جنگوں میں مسلسل مصروف رہنے والی ایک لاکھ
 فوج کے علاوہ حکومت کا نظم و نسق سنبھالنے والے سپاہیوں کی تعداد بھی ایک لاکھ
 انی ہزار کے قریب تھی ساتھ ہزار گھوڑے جس میں خاص عربی نسل کے ہی نصف
 کے قریب تھے چھ ہزار اونٹ نو سو باغی لاکھ سے زائد تلواریں ۲۲ ہزار توپیں چھ لاکھ
 مختلف ساخت کی بندو قیں اور بے حساب دیگر چھوٹے سونے ہتھیار در گورہ بارود
 سر کار یسور کی ملکیت میں تھے آبادی در پیداوار وغیرہ میں بھی اس کا شمار اس
 وقت پورے ہندوستان کی بڑی خود مختار ریاستوں میں ہوتا تھا سات ملین یعنی ستر
 لاکھ نفوس پر مشتمل اس سلطنت کی آمد و بود بھی معتدل تھی کا دن پاسیگار اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

نواں باب

ٹیبو کی جانشینی سے معاہدہ منگلور تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

نوب سلطنت خداداد کے پاس گہوارے تھے حکومت کی سالار آمدنی سازھے سات کروڑ روپے سے بھی زیادہ تھی معدنی پیداوار رعایا کی خوشحالی اور بادشاہ کے حسن انتظام کی وجہ سے اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی اس طرح عمومی طور پر ہر اعتبار سے سلطنت خداداد کو اس وقت تک قابل نمونہ سلطنت کا درجہ حاصل تھا ای وجہ سے آس پاس اور دور دور کی بہت ساری ریاستوں سے مختلف عہد انوں اور قبیلوں نے اپنی سلطنتوں سے نقل وطن کر کے حیدر علی کی سلطنت میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی حتیٰ کہ بعض غیر ملکی لوگ بھی حکومت کی اجازت سے یہاں کے مستقل باشندے بن گئے تھے اور ان میں سے بعض لوگوں نے سرکاری ملازمت بھی اختیار کر لی تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سابقہ جنگ کا تسلسل

حیدر علیؒ وفات کے بعد حسب سلطان ٹیپوؒ کے اقتدار مسیحی لاکھوؤں کے ساتھ دوسری جنگ جاری تھی درمیانی فوج مسطرت کے مختلف محاذوں پر لڑنے کے ساتھ برسرِ پیکار تھیں تختِ شیشی کے فوراً بعد ٹیپوؒ نے جاری جنگ ہی پر توجہ دی مسلسل جنگ کی وجہ سے سرکاری محاذ پر بھرپور ہونے کے باوجود فوجیوں کو تنقوہ نہیں مل رہی تھیں سلطانؒ سے سب سے پہلے یہ حکم جاری کیا کہ سپاہیوں کی تنقوہ فوراً ادا کی جائے اور آئندہ بھی برسرِ پیکار کے محاذوں پر فوجیوں کی تنقوہ کی ترسیل میں بھی کسی طرح کی تاخیر یا کمی نہ کی جائے اور انگریز جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے اس کے بعد اس نے فرانسیسی فوجیوں سے اپنے آپ کو جان بچانے کی بات کہی اور انہیں اپنے ساتھ لے کر فرار ہونے کا حکم دیا۔

بد نور پرانگریزوں کا قبضہ

بدنور جیسا کہ گدڑ چٹا ایک خوش ہندو ریاست تھی جس کو فتح کر کے حیدر علی نے صدفنت حد داد میں شامل کر دیا تھا وراپے واسلم ملارام یاہر خاں کو جس کا پہلے ملیدار کی بار قوم سے تعلق تھا اس کا گورنر مقرر کر دیا تھا سین حیدر علی کی وفات کے بعد اس نے غدری کی اور ممبئی کے انگریزوں کو یہ علاقہ اس شہنشاہ پر جو یہ کر دیا

[illegible]

لیکن اپنے ساتھ یہ نوٹ سرکاری حربہ کا ایک بڑا حصہ بھی وٹا رہے تھے جب
ٹیپو کے خیمے ان کے بعض سپاہیوں کی تلاش میں گئی تو جلد ۲۰ ہزار اثرا فیہ برآمد
ہوئیں جو بعد میں دوبارہ سرکاری خزانہ میں جمع کر دی گئیں۔

مینگور کا محاصرہ

بدنور کی اپنی مہم کے دوران ہی ٹیپو نے مینگور پر دوبارہ قبضہ کے لئے اپنے
ایک کامیاب فوجی فسر حسین علی خاں کی قیادت میں چار ہزار سپاہیوں کا ایک
دستہ روانہ کر دیا تھا لیکن مدد کے گورنر جنرل کیمبل کے ہاتھوں یہ فوج پسپا ہوئی
اور دوسو بیسویں فوجی بھی کام آگئے ٹیپو بدنور کی کامیاب مہم سے کارغیر ہو کر مینگور
پہنچ فوجی حیثیت سے اسکا شمار اس وقت ملک کی اہم ترین بندرگاہوں میں ہوتا تھا
وہاں جہز کیمبل کی فوج کا سامنا ہوا اور ٹیپو نے اس کو آسانی کے ساتھ شکست
دے دی اس مہم میں اٹھ ہال فینسٹ ہاتھ لگا کر سلطانی فوج کو کسی ماہ کی فکر نہیں
رہی آگے بڑھ کر شہر کے فوجی قلعہ کا بھی اس نے محاصرہ کیا موصولہ بارش کے
بوجود چند ہی دنوں میں اس کو فتح کر لیا گیا اس شہر پر بھی حیدر علی سے یار خاں ہی کو
گورنر مقرر کر دیا تھا اس نے بے دفاعی کر کے بدنور کے ساتھ اس کو بھی انگریزوں کے
خواب کر دیا تھا یہ خود تو بھاگتا کہ صورت میں پہاڑیوں میں کامیاب ہو گیا لیکن جن
بیسویں سپاہیوں نے اس مدد میں اس کا ساتھ دیا تھا ان سب کو بعد میں پکڑ کر
پھانسی کی سزا دی گئی تمام قیدیوں کو سری رنگا پنٹم بھیج دیا گیا دھر عالمی سطح پر

انگریزوں در فرسیوں میں صبح ہوئی حسن دہ سے سلطانی فوج میں شامل
فراسی انگریزوں کے خلاف جنگ سے الگ ہو گئے۔

کڑپہ کی بغاوت

سلطان ٹیپو جب مینگور کی مہم میں مصروف تھا تو اس کی توجہ وہاں سے ہٹانے
کے لئے مدد اس کے انگریزوں نے کڑپہ کے علاقہ پر اپنے فوجی تعاون سے ایک
سازش کے تحت سید محمد نبی شخص کو قبضہ دلایا تھا لاکھ حکومتیسور کی طرف
سے یہ علاقہ میر قمر الدین کو بطور جاگیر دیا گیا تھا اس سے سلطان ٹیپو نے میر قمر الدین
ہی کی قیادت میں فوج کی ایک ٹکڑی اس بغاوت کو ختم کرے کے لئے بھیجی جس
نے بڑی آسانی کے ساتھ سید محمد کو شکست دے کر دوبارہ کڑپہ پر قبضہ کر لیا اور
انگریزوں کی جو فوج خود ساختہ نواب کڑپہ کی مدد کے سے آ رہی تھی اس کو بھی راستہ ہی
میں شکست دی گئی۔

سری رنگا پنٹم کی سازشیں

مجموعی طور پر حیدر علی کی وفات کے بعد ٹیپو کو اپنے خلاف گورنروں یا مسروں
کی بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا ابدتہ آس پاس کے بعض علاقوں مثلاً بدنور، کڑپہ
وغیرہ میں بدنوتوں نے سر اٹھایا تھا جس کو بڑی خوبی کے ساتھ ٹیپو نے دبا دیا تھا
لیکن ۱۷۹۸ء کے وسط میں سری رنگا پنٹم میں ٹیپو کے خلاف سازشوں کا ایک دستہ

حال پھیلا یا گیا اور ٹیپو بہت پر مسور کے قہر پر حاکم مسور کے حاکم ہ
 گریزوں کے تھوڑے سے دور وہاں کرے کا مصورہ یا گیا لیکن اللہ کے فضل
 سے یہ ساری عملی حاکم پہاڑے جانے سے قبل ہی نہ کام مادی گئی اور جو خط بعض
 بہت فسران طرف سے گریزوں کو ٹیپو کے خلاف فوجی تھوڑے کے سے کھایا
 تھا پڑ گیا یا ساروں کے سر عہد مسور پس کے علی فسر سنگھیا در زنگھار و
 موت سے محنت مار دے گئے رگتا سینہ در شامہ سینہ رفتہ ہوئے اس پوری
 ساری کام کام میں ٹیپو کی فوج سے ایک علی دقابل افہ محمد علی نے اہمروں

وفادار سپہ سالار کی حماقت و انجام

دہلی میں انگریزوں کے قبضہ والے ساری سازش میں ایاز خاں کے ساتھ قلعہ دار محمد
 قاسم خاں بھی شریک تھا ایاز خاں تو سورت بھاگنے میں کامیاب ہو گیا لیکن قاسم
 خاں گرفتار کر لیا گیا اور ٹیپو نے سکونذاری و بغاوت کی پاداش میں بھائی کی سہرا
 سانی اس وقت مسوری افواج کے ایک سپہ سالار محمد علی کے قاسم خاں کے ساتھ
 فوجی تحفہ تھے سزا کوں سے کے سے اس نے محمد علی سے ساری کردانی لیکن اس
 کا بہرہ ناقابل معافی تھا اس سے گریزوں کے ساتھ سالار کو لے ٹیپو کی فوج کے
 تمام اندرونی حالات سے نہ کو گاہ کر دیا تھا در حیدر نگر قلعہ جس کا وہ گراں تھا
 بغیر کسی مزاحمت کے گریزوں کے حور کر دیا تھا اس کو اپنے حرم کا، عترف بھی

تھا اس سے ٹیپو نے دوسروں کو عزت دلانے سے مسور دور کے مشورہ پر
 سکی سہرا کو جس راہ ٹیپو کے ساتھ فوجی تعلقات کے باوجود اپنی ساری کی عدم
 قبولیت کو محمد علی اپنی توہین سمجھتا تھا چنانچہ جب قاسم خاں کو بھائی کے سے
 مقتول لایا جا رہا تھا تو محمد علی نے جذبات میں کر سپاہیوں کے ہاتھوں سے قاسم
 خاں کو چڑا دیا اور اس کو لے کر بھاگ گیا ٹیپو کے حکم سے اس سب کو دوبارہ گرفتار
 کیا گیا قاسم خاں کو فوراً پھانسی دی گئی دیگر مادی افسران و سپاہیوں کو بھی سخت
 سہرا میں دی گئیں البتہ محمد علی کو اس کے بچھے کارناموں اور وفاداری کے پیش نظر
 صرف قید کر کے سری رنگا پنہم میں نظر بند رکھے کی سہرا سانی گئی محمد علی اپنی اس
 توہین کو برداشت نہیں کر سکا اور راستہ ہی میں اس نے خود کشی کر لی اس طرح ناقص
 کسی باغی کی حمایت کر کے خود اس کو ہی جاس سے ہاتھ دھون پڑا اس کی اس حماقت
 پر ٹیپو کو بھی بڑا افسوس ہوا اس نے بعد میں اس کے اہل و عیال کو اپنے محل ہی میں
 رکھا اور ان پر خصوصی توجہ دی۔

پانچ گھاٹ میں انگریزوں سے مزاحمت و شکست

نواب حیدر علی کی وفات کے بعد پانچ گھاٹ میں سہرا کشوں نے پھر سہرا انھیا
 ان کو بھی در پردہ، گریزوں ہی کی حمایت حاصل تھی بعد میں وہ کھل کر سامنے بھی
 آئے تھے اس طرح سہرا سانی افواج کا مقابلہ براہ راست انگریزوں کے ساتھ
 تھا ٹیپو کے نے اپنی سلطنت کے استحکام کے لئے اس بغاوت کی سرکوبی ضروری

تھی چنانچہ اس نے میر معین الدین کی قیادت میں سات ہزار سپاہیوں پر مشتمل
ایک فوجی دستہ اس محکمہ کو سر کرنے کے لیے بھیج دیا اس میں بدر علی
خال ناطہ، مصداق خاں، غنشی اور میر غلام علی وغیرہ شامل تھے ادھر گوریلی افواج
ترچہ پٹی سے نکل کر کوڑو دروازہ نیگل پر قبضہ کے لیے جزیرہ لاگ کی قیادت میں
آگے بڑھ رہی تھیں میر معین الدین کے حکم سے بدر الزماں خاں ان کے مقابلہ کے
لیے نکلا لیکن قلعہ دار عثمان خاں کشمیری نے میسوری افواج کے منع کرنے کے
باوجود کوڑو کا یہ فوجی قلعہ بغیر کسی مزاحمت کے انگریزوں کے ہار کر دیا اور
گوریلی کی لڑائی میں خود بھی انگریزوں کی ہتھیاروں میں چلا گیا لیکن انگریزوں کے ساتھ زیادہ
دیر تک اس کا باہر نہیں ہو سکا اور وہ جلد ہی انگریزوں سے الگ ہو گیا بعد میں اس کو
میر معین الدین نے گرفتار کر کے پھانسی دے دی کوڑو پر قبضہ کے بعد انگریزوں کی
ہمت بڑھ گئی اور وہ قریب ہی کے ایک دوسرے قلعہ پر قبضہ کے لیے بڑھے
بدر الزماں خاں ناطہ کی قیادت میں میسوری افواج نے وہاں بھی انگریزوں کا مقابلہ
کیا لیکن چونکہ انگریزی فوج ان کی بہ نسبت زیادہ مسلح تھی اس لیے اس محاذ میں
انہماک کوششوں کے باوجود میسوری فوج کو پسپا ہونا پڑا اور انگریزوں نے وہاں
قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بدر الزماں خاں اپنی فوج کو لے کر دھار پور چلا گیا۔

کڈلور کی جنگ اور میسوری افواج کی فتح

۱۸۳۲ء کے وسط میں فرانسیسی افواج کے تعاون سے میسوری افواج کا

انگریزوں سے ٹیپ محنت مقام ہو، اس پر میسوری سپاہیوں نے کڈلور کے راستہ
میں انگریزوں سے ٹیپ مصوبہ قلعہ کریم گڑھ پر قبضہ کر لیا مگر بڑی فوج کی کمزوری
سبب اس سٹورٹ کے ماتحت تھی دونوں کڈلور میں کسی دنوں تک دوش بدوش
جوں پر مقام ہو تا، اس میں سر کر میں فرانسیسیوں کے تعاون سے سلطان فوج کو
فتح ہوئی اور انگریزوں کو بغیر معمولی عافی و ان نقصان برداشت کرنا پڑا۔

انگریزوں کی، یوسی اور صلح کی درخواست

انگریزوں کی ہمیشہ یہ حکمت عملی رہی کہ ان کے مقابلہ کا دشمن اگر کمزور
اور مائل بہ شکست ہو تو جنگ کا سلسلہ آخر تک جاری رکھا جائے لیکن اگر دشمن قوی
ہو اور اس کی فتح کے امکانات ناپاں ہوں تو کسی طرح مصالحت کر کے خود کو مزید جانی
و مالی نقصان سے بچایا جائے یہی حکمت عملی میسور کی پہلی جنگ میں بھی وہ اختیار کر
چکے تھے اور حیدر علی کی بری ورمی سے فائدہ اٹھا کر معاہدہ دار اس پر دھنکا کر اسے
میں کامیاب ہو گئے تھے اب بھی انگریزوں نے یہی چال چلی ان کو اس جنگ میں
بھی مسلسل شکست و ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا تھا کامیابی کے دور دور تک انہماک
میں تھے بلکہ حد تک جنگ گریز جاری رہی تو میسور اپنے توسیع پسندانہ عزائم میں
کامیاب ہو سکتا ہے ادھر نواب کرناٹک محمد علی بھی میسور سے صلح کے لیے سستہ
جبانی شروع کر چکا تھا انگریزوں نے اس سے لڑد میکار ٹی کے پریسٹ
سکرٹری جارج یونارڈ اسٹافٹن اور دار اس کوئٹس کے سر تقوینی سیرج کو اس

مسند میں ٹیپو کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں سیاست چال اور معائنہ مسموں میں
بڑے ماہر تھے وہ اپنے ساتھ ٹیپو کی خدمت میں قیمت تیسے درندے سے کر گئے
اور مسطوں ٹیپو کو یہ ٹینان دسے میں کامیاب رہے۔ آئندہ سے وہ اپنے دعوں
اور معاہدوں پر کاربند رہیں گے۔

معاہدہ ینگلور اور اس کے اہم نکات

ماثر طویل نعمت و شہید و رحمت و مہار کے بعد ٹیپو کے مقرر کردہ شرط
پر ۱۱ مارچ ۱۷۸۴ء کو انگریزوں سے ایک معاہدہ پر دستخط کر کے اس معاہدہ کے اہم
نکات و دفعات مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) دوسری جنگ سے قبل جو علاقے جس کے قصد میں تھے اس کو دوبارہ حاصل
کر دیا جائیگا

(۲) فرنگیوں کے قیدیوں کا فوری تبادلہ ہوگا۔

(۳) دستخط کنندگان ایک دوسرے کے دشمنوں کی پالوسہ یا ملاواسہ کبھی
مدد نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے دوستوں و سپاہی حلیوں کے خلاف
جنگ میں شریک و معاون نہ ہوں گے۔

اس طرح ٹیپو کی عین منشاء کے مطابق جنگ کے ختام کے سے صلح کی
درخواست بھی نہ ہی نہ طرف سے آتی یہی وجہ تھی کہ پورے ملک میں ینگلور کے
اس معاہدہ کو نگرہوں کی شکست و ٹیپو کی فتح تصور کیا گیا علی الاعلان نہ کسی

۱۔ بے عاطف میں خود سریر بھی اس معاہدہ کو اپنی شکست و رقت کا قریب تر دیتے تھے۔

ٹیپو نے صلح کو کیوں ترجیح دی

معاہدہ ینگلور کو بعض مورخین ٹیپو کی ایک زبردست تاریخی و سیاسی غلطی قرار
دیتے ہیں اس کا محاسبہ ہے کہ صلح کے وقت جنگ میں ٹیپو کا پڑ بھاری تھا اس کے
برخلاف مختلف محاذوں پر انگریزوں کو سپاہی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان اعتبار سے
انگریزی فوج کی حالت بہت حرج تھی سپاہیوں کو مارہ مارے سے تھوہیں نہیں مل
ری تھیں کچھ قرض کے ہاتھ سے دلی عاری تھی صرف بمبئی گورنمنٹ ہی آکر ڈ
۲۰ لاکھ روپے کے مقروض تھی مسلسل جنگوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے اس کی
تفارتی سادہ بھی رہی طرح متاثر ہو چکی تھی اس کے برخلاف جنگ کے خیر میں
فرانسیسیوں کے ہاتھ کھینچ لیے گئے باوجود ٹیپو کی فوجی طاقت میں کوئی نمایاں تبدیلی
واقع نہیں ہوئی تھی وہ تنہا بھی انگریزوں کے ساتھ جنگ کو جاری رکھ سکتا تھا
سہ ہاری ح سے بھر پور تھے جنگ میں مسلسل فتح کی وجہ سے ملکی سطح پر اس کی
عظمت بھی بڑھ رہی تھی عمومی طور پر فوجی دامن اعتبار سے ٹیپو کو بے دشمن پر
برتری حاصل تھی میں سنے، باوجود دشمن کو فائدہ پہنچانے والے شرط پر وہ صلح کے
سے تیار نہ کیا ورنہ بھی اس سے تادم جنگ و صول سے میر حاکم انگریزوں کے
عمر کو اس وقت ہندوستان میں حاکم میں ملے کا قدرت نے اس کو بہترین موقع
عطا کیا تھا لیکن وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکا کیوں حقیقت یہ تھی کہ ٹیپو کی اس

در حالی میں تھی کہ سیاسی حکمت عملی ہی پابندی تھی کہ یہ سب سے پہلے
 شروع ہوئے والی یہ جتنساز تھی۔ میں حیدر علی کی وفات کے بعد بھی حتم ہوئے کا
 نام نہیں لے رہی تھی اور نیپاک طرف انتقال اقتدار کے بعد خود اس کو اس تک اپنی
 رعایا کے داخلی مسائل سمجھے اور اس کی طرف توجہ دینے کا سبق میں مل سکتا تھا وہاں پہلے
 عوام کا قیمتی مالی سرمایہ مسلسل چھپے والی جنگ کی تہہ کر لے کر کو معاشی و اقتصادی
 ترقی سے محروم بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس اپنی رعایا کی خوشحالی اور اس کے
 معاشی سدھار کے بعض ایسے منصوبے بھی تھے جس کی طرف جنگ میں مصلحتاً وہ رو
 کر توجہ دینا ممکن نہیں تھا اس لئے سے مکمل جنگ بندی یا کم زکوہ اس میں نہ ہو
 ضروری تھا اس طرح منگلور کا یہ معاہدہ بھی اس کے اندرونی مہم کے مطابق ایک
 وقفہ جنگ ہی تھا اور بعد کی جنگوں سے اس کی اس کامیاب حکمت عملی کو ثابت بھی
 کر دیا اس کے علاوہ مسلسل جنگ کے جاری رہنے کی صورت میں خود اس کے
 دشمنوں کے کسانے پر اس کے ماتحت، جگہ دار، جادوں کی نداشت کا بھی خدشہ تھا
 دوسری طرف اس کو مہلہ افواج اور نظام دکن کا بیورو پر حملہ کر کے اس کی قوت کو
 منتشر کرنے کا بھی خطرہ تھا اس کی وہ دھمکی بھی دے چکے تھے ہر حال اس سب سے
 تساہل پسند اس وقت سلطان نیپو کے لئے نہ ممکن نہیں تو مشکل اور دشوار تھا اور
 اس سب باتوں کا تقاضہ تھا کہ جنگ میں کچھ وقفہ کے لئے نہ ہو جو جاسے تاکہ نیپو تیار
 دم ہو کر اپنے مددگار دشمن و ملک دشمن انگریزوں کے خلاف دوبارہ میدان میں
 آسکے حسن اتفاق سے نیپو کی عین منتظرانہ مطابق صلح کی درخواست انگریزوں ہی کی
 طرف سے آئی جس سے لوگوں میں نیپو کا قاتل تصور بھی برقرار رہا یہی وجہ تھی کہ

نیپوں کی صلح سے سرسبز و بھری ہوئی ہوئی خود انگریزوں کی یکسوزی تھی بعد میں
 اس معاہدے سے خوش نہیں تھی یہی وہ سبب و محرکات تھے جس کے پس منظر میں
 نیپو نے مصالحت کے لئے انگریزوں کی درخواست کو قبول کرے میں مصیبت سمجھی
 دور اگر وہ چاہتا تو جنگ کو جاری رکھ کر اس کو اپنے فطری انجام تک پہنچا سکتا تھا اس
 کے سپاہیوں کی واپاری ماں و اسباب کی فراوانی مسلسل فتح و شمول کی پے در پے
 شکست بھی اس کے عزائم کو گئے بڑھانے میں مدد و معاون ثابت ہو سکتی تھی لیکن
 مدد جو مالا سبب و وجوہات کی وجہ سے ہی وہ جنگ کو مزید جاری رکھ نہیں چاہتا
 تھا اس طرح اس کے حالات نے بھی معاہدہ منگلور کو نیپو کی سیاسی فطرت کے ہی سے
 عین اسکی فوجی و سیاسی حکمت عملی ہی ثابت کر دیا۔

جشن فتح

جنگ کے تسلسل اور اس میں خود اسکی ذاتی شرکت کی وجہ سے حیدر علی کے
 بعد نیپو کی تحت نشینی کے مراسم ادا نہیں کئے جاسکے تھے اس دوران نیپو کو
 دارالسلطنت میں قیام کا یہ موقع بھی نہیں مل سکا تھا چونکہ معاہدہ منگلور کے بعد
 نیپو سری رنگا پنتم واپس آیا اس کی یہ دلچسپی و حقیقت انگریزوں کے ساتھ صلح کی
 شکل میں اس کی فتح کے بعد ہو رہی تھی اور باقاعدہ دارالسلطنت میں طویل قیام کے
 راہ سے یہ اسکی پہلی آمد تھی اس سے سلطنت خداداد کے ہندو مسلم عوام نے اس
 کا اس شہر میں آمد پر وہ بے بسی اور شادمانہ استقبال کیا کہ اس طرح کا منظر اس

علاقے لوگوں سے بھی پی - کھوں سے سہیں دینی تھیں پس کے ہر روں
لوگ سلطان کی رپرت کے سے شہر میں جمع تھے شہر میں داخل ہونے سے قبل میو
شہر کے باہر ہی حیدر بن ہوار مت وہیں گزاری صبح کی نماز اور اپنے معمول کی تلاوت
سے فارغ ہو کر سادہ لباس میں ایک مذہب دست شاپانہ و تاریخی جوس کی معیت میں دار
المسطنط میں داخل ہوئی میل بے اس جلوس میں سینئروں، تھی دھوڑوں
قطاریں تھیں شہزادوں کے علاوہ مارچ گذار، درویش اور سپہ سالاروں فوج بھی
میں جلوس میں شامل تھے۔

مراسم جانشینی کی باقاعدہ ادائیگی

چونکہ دور ان جنگ ٹیپو سے قتلہ سنہ تھا اور اس وقت قوت نہیں ہے
مرسم دہیں ہو سکے تھے اس سے یہاں آمد کے بعد پہلے روز ہی طے شدہ منصوبہ کے
مطابق دربار شاہی کو خصوصی طور پر بھیایا گیا در سنے دوق و مزاج کے مطابق یہاں
گئے خصوصی تخت کو اس میں رکھا گیا مراسم جانشینی باقاعدہ اسے سے پہلے، مصلحت
در بار کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا پھر دن مہر مسطرت کی کارروائی چیتی
رہی اس دور ان تمام فرض نمازیں درباری میں باجماعت دی گئیں یہ صدق کو
اس کی خدمات کے صدر میں حکومت کا دیوں یعنی وزیر اعظم مقرر کیا یہ دیگر ہر
وزیر و فہر ان کو بھی ان کی حسب قابلیت ترقی دی گئی یہ وقت جنگ میں فتح و
جانشینی کا یہ خوش خرم زمانہ ایک ہا تک چلتا رہا مہوں کہ ملک کی وحدت اور نظام دین

و اتحاد اسلامی کا جو دے کر گریزوں سے تعاون نہ کرے کی درخواست کرتے
ہوئے سلطان ٹیپو کی طرف سے خطوط کھجے مرہٹہ و نظام کی طرف سے بھی ٹیپو کو
مبارکباد دینے کے سے اس کے سفراء دارالمسطنط قیمتی تحفے کی طرف لے کر پہنچے ٹیپو نے
بھی شکریہ کے ساتھ اس سے زیادہ قیمتی تحفے ان کی خدمت میں روانہ کئے اور مادر
وطن کے تحفظ کے سے پھر ایک بار ان کو انگریزوں کے خلاف اتحاد کی یاد دہانی
کرائی

فتح المجاہدین کی تالیف

اس وقت تک چونکہ فوجی قواعد اور جنگی ضوابط کی اصطلاحیں انگریزی و
فرانسیسی زبانوں ہی میں چل رہی تھیں اس سے اس جنگ سے فراغت کے بعد سب
سے پہلے ان اصطلاحات کو فارسی میں منتقل کر کے ایک رہنما کتاب فتح المجاہدین
(فتح مجاہدین) کے نام سے ٹیپو نے رین اعاب دین شستری سے مرتب کرائی
اس میں فوجی اصول و ضوابط کے علاوہ مسم سپاہیوں کے سے عقائد و مسائل عبادات
و معاملات پر بھی روشنی ڈالی گئی تھی یہ دہ سے زیادہ تھ و میں اس کو نقل کروا کر عام
فوجیوں کے علاوہ مسطنت مسور کے باہر بھی دیگر ریاستوں میں بھیج دیا گیا یہ کتاب
کل سٹھ باب کے علاوہ ایک ضمیمہ پر مشتمل تھی جس میں ہنگامی حالات میں
فوجیوں کے لئے رہنما ہدایات بھی موجود تھیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دسواں باب

داخلی بغاوتیں و جنگ مرہٹہ

باجنداروں کی بغاوتیں

جب سلطان ٹیپو دوسری جنگ سے فراغت کے بعد سری ریگا پٹنم میں مقیم تھے تو اس دوران مختلف راجاؤں و پانیکاروں نے جو سلطنت خرد داد کے بن گزرے تھے بغاوت کر دی سلطان نے فوری ن داخلی بغاوتوں کو ختم کرے پر توجہ دی اور اس سرکشوں کی ہادیب و تنبیہ کے سے اپنے مختلف معتمدین کو روانہ کیا ٹیپو کی حکمت عملی سے چند ہی دنوں میں اس سب بغاوتوں پر قابو پایا گیا

راجہ پنکنور کی سرکشی

ٹیپو مختلف سرکشوں کی بغاوتوں کو کچل کر اطمینان کی سانس بھی نہیں لے سکا تھا کہ اطلاع آئی کہ پنکنور کے راجہ نے بھی بغاوت کر دی ہے اور وہ مرگنڈھ مدن علی کے راجاؤں سے مل کر قریب کے دوسرے علاقوں پر قبضہ کا منصوبہ بنا رہا ہے تاکہ دریائے کرشنا و تنگ بھدرا کے درمیانی حصہ کو اپنے قبضہ میں لے کر سلطان کے سے ہمیشہ معاملہ پیدا کرے ٹیپو نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے معتمد سید عمر کو دو ہزار کی فوج دے کر روانہ کیا پہلے تو انہوں نے اس کو صلح کا پیغام بھیجا لیکن وہ تو آمادہ جنگ ہی تھا بارہ ہزار کی فوج سے کر میدان میں آیا اور اپنے ہزاروں سپاہیوں کے ساتھ خود بھی مارا گیا اس کی بقیہ فوج نے بھاگ کر قریب کے شہر بہوی کنڈھ میں پناہ لی سید عمر کی قیادت میں مسوری افوج نے ان کا وہاں بھی تعاقب کیا وہاں کا راجہ چکر رامل یہ سب دیکھ کر خود بھی اپنے علاقہ سے فرار ہو گیا اس طرح چند ہی ہفتوں

میں پنکھور کو دوبارہ فتح کر لیا یہ چند ماہ بعد خود ٹیپو بھی یہاں پہنچ گیا اور اس شہ کے
پہاڑ پر ایک مضبوط فوجی قلعہ تعمیر کر کے اس کا نام رحمان گڑھ رکھا۔

مرگندہ کی فتح

پنکھور کی طرح مرگندہ کے راجہ وینکٹ راؤ نے بھی بغاوت کر دی تھی حالانکہ یہ
بھی سلطنت حیدرآباد کا تابع گڑھ تھا لیکن مسلسل دو سال سے وہاں پانچ سو آدمی نہیں کر
رہا تھا اس کو بغاوت پر اکسانے میں مرہٹوں کے مرہٹہ سردار پرسی رام کا ہاتھ تھا ٹیپو کو
حسب اس کی اطلاع علی تو پہلے سپ سالار برہان الدین کو پانچ سو آدمی سپاہیوں کے اس
مسم پر روانہ کیا حسب حکم سلطان برہان الدین نے سب سے پہلے وینکٹ راؤ سے
دوبارہ اطاعت کی درخواست کی چونکہ اس کو مرہٹہ سردار نانافرویس کی بھی حمایت
حاصل تھی اس لئے اس سے شہ پاکر اس نے اطاعت سے انکار کر دیا ٹیپو نے
نانافرویس کے پاس اپنی سفارت بھیج کر اس سے وینکٹ راؤ کی حمایت سے باز
آننے کی درخواست کی لیکن وہ نہیں مانا مجبور ہو کر برہان الدین کی قیادت میں
یسوری سپاہیوں نے مرگندہ پر حملہ کر دیا قلعہ پر گورہ باری شروع کر دی دونوں میں
 سخت مقابلہ ہوا یسوری افواج کے دو سو سپاہی مع صلہ بت جنگ کے شہید ہو گئے
اس پر بھی برہان الدین نے ہمت نہیں ہاری اور قلعہ کا محاصرہ پیسے سے زیادہ سخت
کر دیا وینکٹ راؤ کی مدد کے لئے پرسی رام نے پانچ ہزار مرہٹہ سپاہیوں کی کمک بھیجی
اور ٹیپو نے بھی میر قمر الدین کی قیادت میں ایک فوجی دستہ یسوریوں کی مدد کے

سے بھیجا راستہ میں میر قمر الدین سے کڑپ کے حاکم کے دامادی محمد پیر زوہ کی بھی خبر
میں جو وہاں کے عوام پر ظلم کر رہا تھا سید محمد تونچ گیا لیکن اس کی پوری فوج ماری گئی
نانافرویس نے بھی مزید نہیں ہزار مرہٹہ سپاہی روانہ کئے مرہٹہ فوج مرگندہ میں
داخل ہونے کے لئے دریائے کرشنا مجبور کر رہی تھی کہ میر قمر الدین کے ماتحت
سلطانی سپاہیوں نے ان پر ایسا سخت حملہ کر دیا کہ ہزاروں دشمن کے سپاہی وہیں
ڈھیر ہو گئے اور اس سے زیادہ قید کر لئے گئے پس پانی و قلعہ کے مسلسل محاصرہ اور مزید
ٹکٹ سے ناامید ہو کر وینکٹ راؤ نے سلطانی افواج سے صلح کی درخواست کی لیکن
چونکہ سب مصالحت کا موقع ہاتھ سے نکل چکا تھا اس سے برہان الدین نے راجہ
وینکٹ راؤ کو مع اس کے پورے خاندان کے قید کر کے مرزا حیدر علی بیگ کی نگرانی میں
سہری رنگا پنٹم بھیج دیا ایک روایت یہ ہے کہ راجہ کی لڑکی جو بڑی حسین تھی اس
دوران مسلمان ہو گئی۔

اہل کورگ کی بے وفائی

کورگ موجودہ ریاست کرناٹک میں مغربی گھاٹ پر واقع نہایت خوبصورت
پر فضا دار سرسبز علاقہ ہے اس کے شمال میں صنع صحن مشرق میں یسور اور جنوب
مغرب میں کیرالا کا صنع کنارہ ہے گرم مصالحے سا گوان صندل اور بانس کے
جنگلوں کے علاوہ خوبصورت جھیلیں چشموں اور اسکے گھنے و دھواں گزار جنگلات میں
آزدی کے ساتھ گھومنے والے شیروں چیتوں باتھویں اور سانپ پھول وغیرہ کیسے

یہ علاقہ پورے ملک میں شہرت رکھتا ہے یہاں کے باشندے دیباہدو لیکن
تہذیب و تمدن سے عاری تھے ان کی عورتیں نیم مریاں اور پورہ سینہ کھول کر
بازاروں میں آتی تھیں ان کے حسن و جمال اور بد اخلاقیت و بے حیائی کا دور دورہ تک
چرچہ تھا ایک عورت بیک وقت چار مردوں کے نکاح میں ہوتی اور اس سے پیدا
ہونے والا بچہ اس کی طرف منسوب ہو کر اسکے تمام شوہروں کا یکساں ورثہ بنتا
نواب حیدر علی نے عثمان حکومت سنبھالنے کے بعد اس علاقہ پر حملہ کر کے یہ علاقہ
وہاں کے راجہ کے ۷۴ ہزار روپے سالہ مرچ د کرنے کے وعدہ پر دو بارہ اسی کے
حوار کر دیا تھا اس طرح یہ خطہ اسی وقت سے سلطنت خداداد کا بن گزار چلا آ رہا تھا
حیدر علی کے دور میں بھی یہاں کئی بار بغاوتوں نے سر اٹھایا تھا لیکن ہر بار اس کو
بڑی خوش سلبوبی سے دما دیا گیا تھا ۱۷۸۲ء کے اواخر میں پھر ایک بار یہاں کے
لوگوں نے ٹیپو کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اس مرتبہ ان کا سر فتنہ منیت
رہے تھے جس کی پشت پناہی رنگا ناز کر رہا تھا اس علاقہ کا گورنر زین العابدین خان
مہدوی بڑا حیا نشین تھا اور جب وہ اس بغاوت کو ختم نہیں کر سکا تو ٹیپو نے اپنے فوجی
افسر حیدر علی بیگ کو اس مہم پر روانہ کیا لیکن کورگ کے عجیب و غریب جغرافیائی
محل وقوع دشوار گزار پہاڑوں اور جنگلات میں چھپ کر بل کورگ کے شب خون
مارنے کی وجہ سے اس کو بھی یہاں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہو سکی اور
یسوری افواج پسپا ہو گئیں چونکہ ٹیپو کو اپنے والد کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اس طرح
کے دشوار گزار علاقوں میں جنگوں کا تجربہ تھا اس سے وہ خود اپنے ساتھ ۲۲ ہزار کی فوج

۱۔ لعل خان حیدری از سر حسین علی کنہی

سیر اس مہم پر روانہ ہو تھی یہ ہوا کہ ایک سخت اور گھمسان کی لڑائی کے بعد اہل
کورگ کو شکست ہوئی اور کورگ پر سلطان ٹیپو نے دوبارہ قبضہ کر لیا آٹھ ہزار مرد
عورتیں گرفتار ہوئیں اس بغاوت کو دبانے میں سلطان کے ایک معتمد حسین علی
خان بخشی کی حکمت عملی نے اہمہرول ادا کیا اہل کورگ جب شب خون مارنے کے
راہ سے جنگوں میں چھپ جاتے تو وہ اس جنگل کو ہی باہر سے آگ لگا دیتا اس
طرح اسی میں وہ گھٹ گھٹ کر مر جاتے دوبارہ فتح کے بعد ٹیپو نے اس کا نام بدل کر
غفر آباد رکھا اور زین العابدین خان مہدوی ہی کو شہید کر کے دوبارہ یہاں کا گورنر
سمال رکھا اور خود سری رنگا پنم واپس چلا آیا محب الحسن صاحب کی تحقیق یہ ہے
کہ سلطان کی دار السلطنت وہیں کے بعد اہل کورگ نے پھر سرٹھیا اور سلطان کو
دوبارہ پھر کورگ آ کر پڑا لیکن امجد علی اشہری محمود بنگوری اور صادق سردھنوی
وغیرہ نے اس پوری مہم کو ایک ہی شمار کیا ہے اور کورگ میں بغاوت کو کچلنے کیلئے
صرف ایک ہار ٹیپو کی آمد کلا کر کیا ہے۔

کنانور کی رانی کی اطاعت

اہل کورگ کی بغاوت کو دیکھ کر پادشاه قوم سے تعلق رکھنے والی کنانور کی مسہم
رانی بلید بالو محی سلطان کی اطاعت سے نکل گئی تھی اور اس نے بھی پی خود
مختاری کا اعلان کر دیا تھا لیکن ٹیپو کی کورگ آمد اور اہل کورگ کی شکست دیکھ کر وہ
گھبر گئی در قیمتی تحائف سیکر حس میں چند ہاتھی بھی تھے سلطان کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور اس سے معافی طلب کی اپنی دوسرں کا ہتھیار خرچ بھی ادا کیا اور دوبارہ

سرکشی و بدعت نہ کرنے کا وعدہ کیا سلطان نے اس سے کچھ نہ چو کہ تم عورت ہو اور عورتوں سے لڑنا مردوں کیسے کوئی حرمت کی بات نہیں ہے اس نے تمہاری بغاوت کو کچلنے کیلئے کوئی فوجی دستہ نہیں روانہ کیا گیا اب تمہارے معافی مانگنے سے درود بارہ اطاعت کا وعدہ کر لیا ہے مگر تم کو معاف کر دیا جائے اس کے بعد وہ کتنا نور و پس چلی گئی اور آخر تک سلطان کی وفاداری رہی۔

قیدیوں کا قبول اسلام

کورگ سے سری رنگا پنٹم میں جو آٹھ ہزار قیدی لائے گئے تھے اس میں بدعت کے سرور سمیت راسخہ دروہگانہ زرمی تھے منسبت راسے یہاں پہنچ کر بیمار پڑ گیا اور ٹیپو کی طرف سے خصوصی علاج کے اہتمام کے باوجود بچ نہیں سکا ٹیپو کے حکم سے ان قیدیوں کے آرام و راحت کا خاص خیال رکھا گیا یہاں قیدی بن کر آئے سے پہلے کورگ کے یہ باشندے ہندو مذہب میں پائی جانے والی سماجی و نسلی تفریق اور عدم مساوات سے تنگ آکر تبدیلی مذہب کے سے تیار ہو گئے تھے اس سے اس وقت ہندوستان میں موجود عیسائی مفسرین نے فائدہ اٹھا لیا اور ایک بڑی تعداد میں اس کو اپنے جال میں پھانس لیا ٹیپو نے اس پر اہل کورگ کو کچھ نہ دہانے کی بات مذہب کو نہ چھوڑیں اگر تبدیلی مذہب پر اصرار رہی ہے تو اپنے بادشاہ کے مذہب کو اختیار کریں لیکن ٹیپو کی اس شبیہ کے باوجود معصوم عوام کی ایک بڑی تعداد نے عیسیت کو قبول کیا جب یہی لوگ قید ہو کر سلطان کے پاس آئے تو سلطان کو

سین سمجھے گا کہ چھ موقوف کیا یہ سب وہ سب سے کم سنیں مگر اسلام کا مسیح وہی نہیں کیا اس نے سین اسلام سے بارے میں کچھ یا اور وہ چاہتا تو اپنے عقیدہ و طاقت کو استعمال کر کے اس کو اسلام میں جبراً داخل کر سکتا تھا لیکن چونکہ وہ ایک عام دروہہ کا پی سپاہی تھا اس سے اس نے لاکڑاہ ہی الدیں ادریں کے مسند میں رہدستی میں ایک پاپسی پر عمل کیا سب سے پہلے اس نے اس قیدیوں کے سر وار لگا کر اسے اسلام کے مسند میں بٹنگوں میں تو بٹھا یا کہ یہ معمول داخل جس کی تمہارے کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہو جب خود اپنے سے کسی نفع نقصان کے لے ایک سین تو تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں لہذا ہی اسے اس پوری کائنات کو پیدا کیا ہے ورنہ ہی عبادت کے محلی لائق ہے مسلمان اسی حد کی عبادت کرتے ہیں ورنہ ہی تمام اسلام میں سب برابر ہیں مگر حکوم دروہہ و عہد سب کی کوئی تفریق نہیں سلطان کی اس باتوں کا اس پر بڑا اثر ہوا کہ سب سے پہلے رنگا مارے اور بعد میں مسلمان ہوتا ہوں اس سے بعد اس کی قید میں دوسرے سرداروں سے بھی سلام قبول کیا یہاں تک کہ ان ہزاروں قیدیوں کی اکثریت حلقہ بگوش سلام ہو گئی جس کے ساتھ یہ رحمت تھی ٹیپو نے رنگا مار کا کام شیخ حمد رکھا ورنہ اس کی دروہہ پر اس سب و مسلمانوں کو بھی پناہ میں بھرتی کر کے اس ایک عیدہ نامیں سالیوں کے سے شیریں و کھان سے سے وادی وادی مقرر کی ورنہ اس فوجی دستہ کا راجحمت حمدی رحمان کے سرداروں کو خصوصی انعامات سے نوازا اس طرح یہ قوم اسلام میں داخل ہو کر ایک مذہب و شاستہ قوم بن گئی اہل کورگ کے سرداروں کو اسے کی بھی وہ حقیقت ہے جس کو توڑ کر بعض مورخین نے ٹیپو پر

ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کا الزام لگایا ہے۔

مرہٹوں و نظام کی جارحیت و سپہ پنی

۱۸۱۷ء میں جب سر ہیزل سے ٹیپو نے صبح کرن تو ایک طرح سے اس مصافحت کو ملکی سطح پر ٹیپو کی فتح اور انگریزوں کی شکست تسلیم کیا گیا اس معاہدہ سے پورے ملک میں سکی عظمت کا ہر پہ موٹنے کا سلسلہ کی اس شدت سے اس کے سیاسی حریف فخری طور پر چراغ پا ہو گئے اس میں سرمدست نظام حیدر آدور مرہٹہ سردار تھے کیونکہ شروع میں اس دونوں کا حیاں تھا کہ انگریزوں سے مسلسل جنگ کی وجہ سے سلطنت خداداد کا حاتمہ ہو جائے گا اور سلطنت کی فوجی طاقت و قوت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی لیکن معاہدہ منگلور کے بعد ان کی مہیوں پر پانی پھر گیا اور ان کا یہ خیال غلط ثابت ہو اس صبح کے بعد ٹیپو پہلے سے کہیں زیادہ فاتحانہ شان میں ان کے سامنے ابھرا مرہٹہ و نظام ہڈر گئے کہ ٹیپو کی توجہ بگڑیوں کے بعد کہیں ان کی طرف نہ ہو جائے چنانچہ مرہٹہ سردار مانافرنویس نے نظام کو خط لکھا کہ انگریزوں سے صلح کے بعد سب خوف ہے کہ ٹیپو کہیں ہم دونوں پر حملہ نہ کر دے اس لئے ہمیں متحد ہو کر اس کا مقابلہ کرنا چاہیے نظام مسدس ہوئے کے باوجود ہوس اقتدار اور ذاتی مفادات کے لئے ایک احمق قی سلائی سلطنت کا پہلے ہی سے دشمن تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے پڑوس میں کوئی مسم حکومت مستحکم ہو کر آگے چل کر خود اس کے وجود کیسے خطر ہے یہی وجہ تھی کہ انگریز اور مرہٹہ

سلطنت مسور کے صوبہ ہمیشہ آسانی کے ساتھ اس کی مدد حاصل کر دیتے تھے چنانچہ نظام سے حسب توقع فوراً مرہٹہ سردار کی حامی بھر لی اور اس کے مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا اسی بہار وہ ٹیپو سے اپنے مقبوضہ علاقے بھی واپس حاصل کرنا چاہتا تھا۔

جنگ کے لئے بہانہ کی تلاش

مرہٹہ افواج سے حیدر علی نے فروری ۱۸۱۷ء میں ایک معاہدہ کیا تھا کہ دریائے کریش کے جنوبی علاقوں پر اس کے تسلط کو تسلیم کرنے کی صورت میں وہ مرہٹوں کو سالانہ بارہ لاکھ روپے اس خطہ کا خراج ادا کریگا حیدر علی کی وفات کے بعد مرہٹہ اپنے اس وعدہ پر رقرار نہیں رہ سکے اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹیپو سے مطالبہ کرنے لگے کہ وہ ان علاقوں کو دوبارہ ان کے سے ہی کر دے ٹیپو دو سال سے مرہٹوں کو اس علاقہ کا خراج بھی ادا نہیں کر رہا تھا اسکی وجہ یہ تھی کہ مسلسل پیسے وں جنگ کی وجہ سے سرکاری خزانہ سے تیزی بڑی رقم کی ادائیگی ممکن نہیں تھی۔ ۱۸۱۷ء میں پھر ایک بار مرہٹہ سرداروں نے چار سال کا جتایا ٹیپو سے طلب کیا سلطان نے اس کے اس مطالبہ کو تو تسلیم کیا لیکن جنگ میں ہونے والے غیر معمولی مالی نقصانات کی وجہ سے ان سے اسکی ادائیگی کیسے کچھ مدت طلب کی یہ اس کے اخلاق کا ثبوت تھا کہ وہ اپنی طاقت کے بل بوتہ پر اسکی ادائیگی سے انکار بھی کر سکتا تھا لیکن مرہٹوں کو تو ٹیپو سے جنگ کیسے صرف بہانہ کی تلاش تھی خراج کا مظاہر محض ایک دیکھا دیکھا چنانچہ خراج کی عدم ادائیگی کو سنا کر حملہ کے ارادہ

سے مرہٹوں کی سی ہر ر سو روں و چالیس ہر سپاہیوں پر ششمل فوج نظام
حیدر آباد کی نوے ہزار فوج کے ساتھ ملکر میسور کی طرف بڑھی۔

جنگ کوٹانے کی ٹیپو کی کوشش

سلاطین ٹیپو کو جب سکی اطلاع ملی تو اس نے پونہ میں مرہٹہ سردار مانا فرنیس
کو خط لکھا کہ سہ تھاکہ میرے مدافعی قیام کرنے کے بجائے آپ ملک سے
انگریزوں کو نکالنے کیلئے کوئی منصوبہ بناتے ہی طرح نظام سے بھی اس سلسلہ میں خط
و کتابت کی اور اس کو لکھا کہ میں تو پی رہی مددگی مسلمانوں کی سرخروئی کیلئے وقف کر چکا
ہوں بحیثیت مسلمان آپ کو اس میں میرا ساتھ دینا چاہیے لیکن اس کے برخلاف
آپ ایک اسلامی سلطنت کو ختم کرنے کیلئے کوشاں ہیں درحقیقت میں تعلقات کو
استوار کرنے کیلئے ٹیپو نے یہ تجویز بھی رکھی کہ ان کے اور نظام کے عائد اس میں
شدیدی بیاد کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ جاہلیں میں ہمیشہ کیلئے صلح و محبت کا قیام
عمل میں آئے لیکن نظام نے اپنے ناما قبیلہ اندیش مشیر ان کے کھمبے پر اس تجویز کو
بھی مسترد کر دیا اور سلطان ٹیپو کے سفیر دربار حیدر آباد سے بے میل و نامراد واپس
لوٹے اور نظام دہرہ ہٹوں میں بھی بعض شدید خلفات تھے نظام نے مرہٹوں سے
مطالبہ کیا کہ وہ ٹیپو کے خلاف اس جنگ میں اس کی خواہش پر شریک ہو رہا ہے
اس لئے جنگ کے خراجات کے لئے اس کو پیشگی پچیس لاکھ روپے دے کے جائیں
اور احمد نگر و بھساور کے اس کے لوجی قلعے بھی واپس کر دے جائیں مرہٹوں نے

پورے طور پر اس سے اس معاہدہ کو قبول نہیں کیا بعد ازاں میرے مقام پر نظام سے
ایک وقتی معاہدہ کیا جس کے بعد انہوں نے یہ طے کیا کہ فی الحال دونوں مل میسور
پر حاوی ہوں ہیں اور سب سے پہلے دریا سے ٹھک بھدر دکن کے درمیان کے علاقہ
پر قبضہ کی کوشش کریں گے بعد ازاں دریتی ٹیپو سے اپنے اپنے مقبوضہ
علاقوں کو واپس لینے کی کوشش کریں اور جنگ کے ختام کے بعد نئے مقبوضہ
علاقوں کو واپس اس میں بائیں غرض یہ کہ سلاطین ٹیپو اپنی طرف سے حق
لے لیں اس جنگ کو دسے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

بادی کا سقوط

نظام جنگ میں شرکت سے حیدر آباد سے نکلتا ہی نہیں چو کہ وہ اس تھا اس
سے سارے سال کر رہا ہے سے واپس چلا گیا اور اپنی فوج کی بحال تہہ جنگ کے حوالہ
کر دی مانا فرنیس کی مرہٹہ فوج حیدر آباد کی فوج سے ملکر سلطنت میسور کے شمالی
علاقوں میں تباہی مچاتے ہوئے سب سے پہلے مادائی کی طرف بڑھیں جو اس وقت
سلطنت حیدر آباد کی شمالی سرحد کے ایک میدانی علاقہ میں قلعہ بند شہر تھا اس لوجی
قلعہ میں اس وقت تین ہزار میسوری سپاہی موجود تھے جنہوں نے ان کی آمد کی خبر سن
کر قلعہ کے آس پاس مارودی سرنگیں بچھ دیں تھیں اس کے کھنڈے سے بے شمار
دھن کے سپاہی مارے گئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ
جاری رکھا اور نو ماہ کے طویل محاصرہ کے بعد وہ کمبل جا کر اس کو فتح کرنے میں

کامیاب ہوئے لیکن تب تک ٹھارہ سوہرہ و حیدر آبادی سپاہی ہمارے آچھے تھے جبکہ یسوری فوج کے صرف چار سو لوگ مارے گئے تھے بادی کی فتح کے بعد نان فر نوپس مرہٹہ افواج کی کمن ہری پنت کے حوالہ کر کے خود پس پونا چھایا جہاں اس کے مرید پو مادر میں اس کے خلاف اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر سازشی منصوبے بنائے جاتے تھے۔

دھارواڑ کے قلعہ دار کی نمک حرامی

بادی کی فتح کے بعد متحدہ افواج دھارواڑ کی طرف بڑھیں بادی میں انہیں یسوری افواج کی ہمت و جرات کا اندازہ ہو چکا تھا اس سے سب اسوں نے وہاں کے قلعہ دار کو مال و جاہ کا لالچ دے کر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کی دھارواڑ کا قلعہ دار حیدر بخش ن کے جال میں پھنس گیا اور صرف تین ہزار روپے کے لالچ میں قلعہ نان فر نوپس کے حوالہ کر کے خود اس نے مع اہل و عیال کے پونا میں جا کر پناہ لی اس طرح بغیر کسی مزاحمت اور خون غراب کے دھارواڑ کا یہ مضبوط قلعہ بھی مرہٹوں کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مرہٹوں نے کئی گڑھ اور رگنڈہ وغیرہ کے قلعہ پر بھی وہاں کے قلعہ داروں کو رشوت دے کر بغیر کسی مزاحمت کے قبضہ کر لیا مرہٹوں اور نظام کی اس کامیابی کو دیکھ کر اس پاس کے کئی بانی گنڈہ دار احاد و پریگاردوں نے بھی ٹیپو کے خلاف بغاوت کر دی۔

ٹیپو کا ادمونی پر حملہ

ٹیپو کو جب متحدہ افواج کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو اس کے سے خود میدان جنگ میں آئے۔ اسے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں تھا چپ چپ سے بے جنگ حکمت عملی کے پیش نظر مٹا نہیں کی توجہ کو ہٹائے کے سے پہلے ششماں ۱۷۹۹ء مطابق مارچ ۱۷۹۹ء کو ادمونی کی طرف پیش قدمی کی جو نظام کے زیر تسلط علاقہ تھا اس کے ساتھ دشمن کی اولاد فوج کے مقدمہ میں صرف تیس ہزار اور دس ہزار پیادہ فوج تھی راستہ میں مار گزاریں جوں و پریگاردوں کی فوجیں شامل ہو گئیں ادمونی پر نظام کا دامد مسات جنگ میں بہت جنگ گورنر تھا مسات مندی پر واقع اس قلعہ میں سات ہزار نظام کی فوج موجود تھی ٹیپو سے جب اس پر پناہ کی تو بہت جنگ گھبرا گیا اور ٹیپو سے صلح کے سے اپنے ساتھ اسد علی خاں کو ایک خطیر رقم کے ساتھ اس کی خدمت میں بھیجی وہاں ہی بہت جنگ کوٹا رہا چاہتا تھا ٹیپو نے جواب دیا کہ مجھے مسات جنگ سے کوئی دشمنی نہیں لیکن اس کا سر نظام خواہ مخواہ ایک اسلامی سلطنت کے خاتمہ کے درپہ ہو کر اسلام دشمنوں کے ساتھ مل گیا ہے اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی میں اس کا ردی کے سے محذور ہوں ٹیپو کے اس جواب سے نا امید ہو کر آپے گھر والوں کو وہیں چھوڑ کر مسات جنگ ادمونی سے بھاگ گیا سلطان فی افواج نے ہندی پر واقع اس قلعہ پر اپنی توپوں سے ایسی بھاری گولیوں کا توڑ پھڑ کیا کہ قلعہ فتح ہو گیا لیکن ٹیپو کو معلوم ہوا کہ مسات جنگ اپنی بیوی بیٹی نظام کی لڑکی کو بچوں کے ساتھ اس قلعہ میں چھوڑ کر تنہا فرار ہو گیا ہے اس نے اس نے اپنی شرافت و مردانگی کا ثبوت دیتے

ہوے ہے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ مظاہر ٹپوں اور بچوں سے اس قلعہ سے بھگے تک مرید محمد نہ کریں چنانچہ مہابت جنگ کے اہل حارہ جب قلعہ سے نکل کر پور پور گئے تو ٹھہرہ دن کے طویل انتظار کے بعد اس قلعہ پر جواب تک ناقابل تغیر بھیجا رہا تھا قبضہ کر لیا گیا مگر ٹیپو چاہتا تو اس کی ٹپوں کو گرفتار کر کے نظام سے اپنے شرط منو سکتا تھا لیکن اس کی دینی حسیت وغیرت نے اس کو گوارہ نہیں لیا دھونی پر محمد سے سلطان اپنی حکمت عملی میں کامیاب ہو گیا چنانچہ سمرانی محاذوں پر مصروف دشمنوں کی افواج دھونی کو بچانے کی فکر میں اس طرف دوڑ پڑیں لیکن تب تک ٹیپو اس پر قبضہ کر چکا تھا اور متحدہ افواج منتشر ہو چکی تھیں بڑی مقدار میں سو کے ذخیرہ کے علاوہ دیگر مال غنیمت بھی سلطانی فوج کے ہاتھ کا قلعہ دھونی پر قبضہ لادیں خاں کو در شہر دھونی پر دستار سے کو ذمہ دار مقرر کر کے ٹیپو وہاں سے کنجن گڑھ کی طرف چلے پڑا اس طرح بادی کے جس قلعہ کو ماہ میں دشمنوں نے فتح کیا تھا اس سے زیادہ مضبوط دھونی کے قلعہ کو صرف ۱۸ دن میں ٹیپو نے پے قبضہ میں لے لیا

کنجن گڑھ پر قبضہ اور راجپوتوں کا قبول اسلام

دھونی پر قبضہ کے بعد ٹیپو نے کنجن گڑھ کا رخ کیا یہاں کار جہ بھی میسر کا ہنر گذر تھا اس کے مرنے کے بعد اس کی جانشین کے سے کسی بڑے بڑے کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کی بیوی نے خود اقتدار سنبھال لیا تھا بادی کے ستون کے بعد مرصوں کی شہ پر اس نے بھی ٹیپو کے خلاف بغاوت کر کے اپنی خود مختاری کا اعلان

کر رہا تھا لیکن سلطان اس کو سبق سنھاے کیسے آمد کی اطلاع اس کو دہ صراہگی اور بھاگ کر اس سے پونہ میں جا کر پہاڑی جس سے بعد اس کے وزیر اسے مجبور اس کے مار سارہ نو عمر بیٹے کو تخت پر بٹھا دیا سلطان جب کنجن گڑھ پہنچا تو یہ کم عمر راجہ بھی گھبر گیا اور بغیر کسی مزاحمت کے قلعہ کی کنجی اس نے ٹیپو کے حوالہ کر دی سلطان نے اس مہم کے دوران وہاں کے عوام اور راجپوتوں کے خاندان والوں کے ساتھ اچھا سوک کیا چنانچہ ٹیپو کے اس غیر معمولی اخلاق سے متاثر ہو کر ۱۲ سارہ راجپوتوں نے اسلام قبول کر لیا ٹیپو نے اس کام مردان علی رکھا اس طرح بغیر کسی خون خرابہ کے کنجن گڑھ کو بھی ٹیپو نے دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔

اپنے ہی سپاہیوں کی بد اخلاقی پر سزا

کنجن گڑھ پر قبضہ کے بعد ٹیپو نے بغیر کسی جنگ کے موندور کے ہندو قلعہ دار کو بھی جو بغاوت پر آمادہ ہو گیا تھا اپنی طاقت پر دوبارہ آمادہ کر لیا اس کے معافی مانگے پر اس کو ٹیپو نے قلعہ دار بحال رکھا اسی طرح مرہٹوں کے قبضہ والے کھلی کا علاقہ بھی ایک سخت مقابلہ کے بعد سلطانی افواج کے قبضہ میں آ گیا اس مہم میں دو ہزار مرہٹہ فوجی مارے گئے اور اس سے زیادہ گرفتار ہوئے جبکہ میسوری فوج کو صرف سو سو جانوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا کھلی میں ہندو مسلم دونوں کی مشترک بادی تھی اور وہ پیشہ کے اعتبار سے جولاہے تھے ان سب کی مال حالت بھی مجموعی طور پر اچھی تھی فتح کی خوشی میں میسوری فوج کے کچھ بد معاش سپاہیوں نے جس میں ہندو

مسمم دونوں شامل تھے یہاں کے لوگوں کے گھروں میں گھس رہے تھے۔ عظیم الشان کا مظاہرہ کیا اور خواتین کی عصمتیں بونٹیں بعض سواری رانیوں نے اپنی عزت چاہے کے سے قریب ہی واقع دریا تنگہ میں کود کر خود کشی بھی کر کے سناٹا مٹیو کو جب سکی اطلاع ملی تو اس نے فوری تحقیقات کا حکم دیا پچاس سپاہی محرم پاسے گئے۔ ان سب کو بلا تميز مذہب دوسروں کو عبرت دلانے کے سب کے سامنے گویوں سے اڑا دیا گیا۔

ٹیپو کی ولایت کا مظاہرہ

کھلی کی فتح کے بعد ٹیپو نے دھارم دھارم کا رخ کیا جو دریا سے تنگ بھدر کے س پار تھا وہاں نظام اور مرہٹوں کی فوج ٹیپو پر حملہ کے لیے جمع تھیں رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو رہا تھا مختلف محاذوں پر مسلسل مصروف رہنے کے باوجود ٹیپو روزے بھی رکھ رہا تھا اور مسمم سپاہیوں کو بھی اس کی ترغیب دیتا تھا راستہ ہی میں حمید لفظ بھی منی گئی اب سلطان ٹیپو دریا عبور کر کے متحدہ افواج کے مقابلہ کے سے بے چین تھا لیکن چونکہ بارش کا زمانہ تھا اس لئے دریا میں طغیانی آگئی تھی پھر بھی سلطان ٹیپو دریا عبور کر کے متحدہ افواج کے مقابلہ کے سے بے چین تھا لیکن اس کے سے بظاہر کوئی مہیل نظر نہیں آ رہی تھی ٹیپو کو اس وقت حضرت عمرو بن عدس کا قصہ یاد آ گیا جب دریا نے نیل خشک ہو گیا تو اس میں حضرت عمر فاروق کے حکم سے ایک پرچی ڈال گئی کہ اگر توحہ کے حکم سے اب تک جاری تھا تو اب

بھی جاری رہو۔ مشکل ہو جائے اس کے بعد دریا سے نیل فوراً جاری ہو گیا سلطان ٹیپو کو یقین تھا کہ سچے مسلمان کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے اب بھی تاثیر رکھی ہے اس سے اللہ سے دعا کی کہ اسے اللہ دشمن کے مقابلہ کے لیے یہ دریا میرے راستہ میں رکاوٹ بن گیا ہے تو اس کی طغیانی کو ختم کر دے پھر سپاہیوں نے ٹیپو کے حکم سے اس میں ایکس گولے داغے گویوں کا پھٹنا تھا کہ اچانک دریا سے تنگ بھدر کی طغیانی میں کمی آنے لگی اور تھوڑی ہی دیر میں دریا کا پانی گھٹ گیا اس کو سلطان افواج نے ٹیپو کی کرامت قرار دیا اور فرما مسرت سے سب نے اللہ اکبر کے پر شور نعرے بلند کئے اس واقعہ کا عوام پر بھی غیر معمولی اثر ہوا سلطان کی ہر جگہ شہرت ہو گئی اور غیر مسلم بھی اب اس کی ولایت کے قائل ہو گئے۔

دریا پار مرہٹوں پر شب خون

جب دریا میں طغیانی کم ہوتی تو ٹیپو نے بعد نماز صبح اندھیرے میں دو ہزار پیادہ فوج اور دو ہزار سواروں کو لیکر دریا پار کر دیا ساتھ میں توپ خانہ بھی تھا طغیانی کو کم کرنے کیسے مارے گئے توپوں کی آواز سے پہلے ہی اس پار موجود مرہٹ سپاہی گھبر گئے تھے اور ان کا سپہ سالار اپنے بارہ ہزار سپاہیوں کو لے کر شاہ نور فرار ہو گیا تھا پھر بھی ہزاروں سپاہی بے گم ہوئے تھے چنانچہ سلطان افواج نے رات کے وقت ان کے کیمپوں میں موجود مرہٹ وحید آبادی سپاہیوں پر ایسا شب خون مارا کہ ایک ہزار سپاہی اسی وقت موت کے گھاٹ اتر گئے اور اس سے زیادہ زخمی ہوئے سات

سو ٹھوڑے پاس ہاتھی اور بے شمار تھدی جس کو وہ مدد دے تو ہی میں پہنچے چھوڑ کر
بھاگے تھے اہل غنیمت میں سلطان فوج کے حصہ میں سے چھ حصے دے
سپاہیوں کے شاہ نور میں اپنے سپہ سالار کے پاس حاکم رہا میں جو ڈر کر پیسے ہی دیا
نکال گیا تھا۔

مرہٹوں سے دوبارہ مزاحمت اور ٹیپو کی کامیاب جنگی چال

مرہٹوں پر کامیاب شب غصہ مارنے کے بعد دوسرے دن صبح ٹیپو اپنے
سپاہیوں کے ساتھ دریا کے اس پار آگیا اور دریا کے کنارہ ہی حیدر علی ہو گیا اور
سلطانی حیدر سے صرف چار دستگ کے فاصلہ پر مرہٹہ فوج کا ایک دستہ سلطانی
افواج پر مدد کی تاک میں تھا ٹیپو نے دشمن کے ارادوں کو بھاپ یا اور مقابلہ کی
تیاری شروع کر دی ایک دنچے نید کے نیچے دو ہزار سوار بندو قیوں کو چھپا دیا اور
انہیں ہدایت کی کہ وہ اس کے اشارہ کے بغیر اپنی کمین گاہ سے بالکل نہ نکلیں
کمین گاہ میں اس نے کسی حد توپ بھی نصب کر دیے اور اس کو خود وہ جہازوں سے
چھپ کر اس کی حفاظت کیسے ڈھائی سو فوجیوں کو بھی متعین کر دیا اس سب تنظیمات
کے بعد سلطان خود اپنی فوج بیکر ان مرہٹوں کے مقابلہ کے سے آئے مرہٹہ فوج سے
ہر اس دستہ کو جس میں سب سے آگے غازی خاں، محمد خاں، کاظمی، براہیہ خاں اور
حسین علی خاں وغیرہ تھے یہ حکم دیا کہ وہ مرہٹوں کے حملہ کے وقت اس طرح پیچھے
ہٹیں کہ گویا اس کو شکست ہو رہی ہو اس کے بعد دشمن کو اس کمین گاہ تک لے

اس میں ہاتھ نہ لگے۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کو ہٹا دیا اور اس کے ہاتھوں سے اس کو ہٹا دیا
ہو تو سب حملہ سواروں کو پیچھے ہٹے میں اور مرہٹہ فوج آگے بڑھنے
لگیں اسے شہر میں پہنچ کر وہ بھی مرہٹوں کے پیچھے چھوڑا یا جیسے ہی سلطان
سے مرہٹوں دستہ سے مرہٹوں کو اس نید تک پہنچا دیا جہاں تو ہیں صحت تھیں تو
ٹیپو نے فوراً حکم دیا کہ توپوں کے دبانے کھول دے جائیں پھر کیا تھا، پیچھے ہی دھنستے
ہر اس مرہٹہ سپاہی میں پڑے اس پر خود تھکے۔ نید کے اس پار چھپے ہوئے
مدد دہندگان پر یہ تھے ہر اس مرہٹوں میں سے بمشکل دو تین سو سپاہی
چلے گئے میں کامیاب ہوئے صحت مرہٹوں کے فوجی کیمپ میں اس کے افسران تک
یہ اندوہناک خبر پہنچی تو وہ بھی فوج میں باج نہ ہو کر پہاڑ کیمپ چھوڑ کر بھاگ گئے جس
کے بعد سلطانی فوج نے اس کے کیمپوں پر بھی قبضہ کر لیا ہر اس کھوڑے دست
اور ہاتھی میسر یوں کے ہاتھوں اور بے شمار اسلحوں پر بھی سلطانی فوج سے قبضہ کر لیا
اس طرح ٹیپو کی یہ جنگی چال مڑی کامیاب رہی اس فتح کی خوشی میں ٹیپو نے اہل
غنیمت کا ایک بڑا حصہ اس مہم میں شریک اپنے سپاہیوں میں اسی وقت تقسیم کر
دیا۔

دشمنوں کی پے در پے شکست اور سلطانی افواج کی ذہانت

مرہٹوں سے دوبارہ مزاحمت کے بعد ٹیپو کا قیام مرہٹوں کے مقبوضہ کیمپوں
میں رہا اس دوران جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ کنگ مدی کے اس پار مرہٹہ افواج

دو ماہ جمع ہو رہی ہیں تو سلطان سے لاپوری مدی سے سارے پانچ گیمپ مقل کر دیے اور دشمنوں کے کیمپوں پر شب خوں مارے گئے سے حاصل حال ۱۰۱۱ م حال در میر محمود کو قوی دستے دے کر بھیجی ان کے سے دس ہزار سپاہیوں کی ایک ٹکٹ بھی غازی حال در قادر خاں کی قیادت میں بھیجی ان لوگوں نے دشمنوں کو یہاں چکر دیا کہ خود سلطان ٹیپو بھی راک کی تو بیٹے سے بھی نہیں رہ سکا وہ رات کے وقت مرہٹوں نے بھیس میں ان کے کیمپ میں گئے جب کیمپ میں گشت پر مامور مرہٹ سپاہیوں نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو در کہاں سے آئے ہو تو انہوں نے مرہٹی زبان ہی میں جواب دیا کہ ہم مغل ہیں اور ٹیپو کی افواج کے خلاف آپ کی مدد کیلئے راہ پور سے آئے ہیں یہ در ہے کہ مرہٹی رہاں میں مغل حیدر آبادیوں کو کھاجا تھا اور یہ لوگ اس وقت تک مسور کے خلاف مرہٹوں کے فوجی حلیے تھے اسکے بعد وہ مرہٹوں کے کیمپوں میں داخل ہو گئے رات کا وقت تھا مرہٹے سو رہے تھے مسوری سپاہیوں نے اندھا دھند مار مار کر شروع کر دی دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں سپاہی وہیں ڈھیر ہو گئے در جو بھاگے انہوں نے جان بچا کر بھاگے ہی میں عافیت بھی صبح تک ان کیمپوں پر سلطانی افواج کا قبضہ ہو گیا۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک

ٹیپو کے حکم سے قیدی عورتوں اور بچوں کو عمدہ خیمے نصب کر کے عزت و احترام کے ساتھ رکھا گیا چند دنوں کے بعد ٹیپو نے ان عورتوں کو ان کے شایان شان عمدہ لباس اور بچوں کو سونے کے کڑے بطور انعام دے کر اپنے ذاتی محافظوں

۲۱۹
ان مدنی میں پاندوں میں ان سے ٹھکانوں کو روک کر دیاں تو انہیں لے کر اپنے مرحلہ سے ۱۰۱۱ م سے ٹیپو کے حسن سلوک اور خلق کا تذکرہ کیا مرہٹہ سرداروں میں سے سری بندت اور ستیا دھوا پت جے سات ٹھکانے چار باقی اور نقدی کے علاوہ چوبیس سے چار سات بھی ٹیپو کی طرف سے روانہ کیے گئے تاکہ ان کی سہولت اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر وہ آئندہ ٹیپو کے خلاف جارحیت کے پہاڑوں کو ترک کر دیں سین ان معاشوں پر ٹیپو کی اس شرفیت کا کوئی اثر نہیں ہوا وہ حسب سابق اس کے بعد بھی ٹیپو کے خلاف اٹھ بڑوں کی ساروشوں میں شریک ہی رہے۔

ایک اور معرکہ آرائی

اس مہم میں مرہٹوں کو تیسری مار شکست دے کر ٹیپو نے اس جگہ کیمپ کیا جس دریا سے تنگ بھدر اپالہ مدی سے جاتا ہے ادھر مرہٹوں کی شکست خوردہ فوج حیدر آبادی سپاہیوں کے ساتھ ٹیپو کے کیمپ سے صرف دو فرسنگ کے فاصلہ پر شاہ پور کے نواح میں جمع ہو رہی تھی سی دورں بدلوئے گھر و دریاں خاص ماسطہ سالہ رس سیر ٹیپو سے پاس آیا ۱۹۹۹ ہر دورے بعد ٹیپو نے اپنی فوج کو دوبارہ ترتیب دے کر دشمنوں پر حملے سے روک کر مشرق کی طرف میر معین الدین کی قیادت میں میمنہ در مسر کی طرف شیخ رہاں الدین کی قیادت میں میسرہ روانہ کر کے خود بھی دشمن کے قلب فوج پر دھاوا بوسنے کے لیے ایک دستے سے کرٹکا تینوں نے مل

کر ت کے مدھیرے میں دشمن کے ٹیمپ پر بے شک واپس رہا۔ قیامت پر
 ہو گئی توپ کے گولوں سے ہر روں مرہٹہ و حیدر آبادی سپاہی ٹپ ٹپ رہیں
 دھیر ہو گئے تو بچ گئے وہ بھاگ گئے مرہٹہ سردار بری پڈت وراستیا مادہ پتی
 بھی بدحواس ہو کر فرار ہو گئے دیکھتے ہی دیکھتے دشمن کا سرد ٹیمپ عالی ہو گیا قریب
 ہی ایک درخت کے فاصلہ پر مرہٹوں کا ایک اور قوتی دستہ مقیم تھا میپو نے ضم سے
 شیخ صاحب شیخ انصار و محمد بیگ وغیرہ نے نئی بھی خمری وراں کے توپ خانہ پر
 قہر کر یہاں سے پورے معرکہ میں دشمن کے ساتھ ہزار سپاہی کام آئے و رہے
 حساب میں عیت بھی مانو گا جس کا ایک بڑا حصہ میپو کے حکم سے ہی وقت
 فوجیوں میں تقسیم کیا گیا۔

شاہ نور کی تسخیر

اس عظیم کامیابی کے بعد میپو نے پہلی ویر کوہ گ کے قریب شاہ نور کا سراپا لیا
 وہاں کا نواب عبدالحمیم خاں عظمت خداداد کا بن گڑ تھا جس میں وہ ایک مدد
 حیدر علی کے حلاف بغاوت کر کے مرہٹوں سے سارے گڑ چکا تھا حیدر علی اس کو سبق
 سکھا چاہتا ہی تھا کہ اس نے معافی مانگی حیدر علی سے اس کو گڑ کو کے چار لاکھ
 روپے سارے حرج کے عوض بدستور شاہ نور کا نو سہ ہے دیا مرہٹوں نے اس سے
 اس کا جو علاقہ چھین لیا تھا حیدر علی نے دوبارہ اس کو فتح کر کے اس کو لانا دیا لیکن اس
 نے حیدر علی کی وفات کے بعد پھر ایک بار مرہٹوں کی شہ پاکر میپو کے حلاف بغاوت

کر دی اور مرہٹوں و نظام سے مل گیا حالانکہ حیدر علی نے اپنے چھوٹے فرزند کریم شاہ
 کا تعلق نواب شاہ نور کے خاندان میں کر دیا تھا لیکن اس سب کے باوجود وہ بے وقار
 ہی نکلا سلطان میپو اب اس سے مقابلہ کیے مجبور تھا شکست خوردہ مرہٹہ سرداروں
 نے بھی اس کے پاس پناہ لے رکھی تھی لیکن سلطان کے شاہ نور کی طرف مدھیرے کی
 اطلاع پا کر وہ وہاں سے بھاگ گئے نواب عبدالحمیم خان نے بھی جب دیکھا کہ مرہٹہ
 سردار اس کو چمک دے کر وہاں سے کھسک چکے ہیں تو خود بھی اپنے بیٹے عبدالحمیم خان
 کو شاہ نور حوالہ کر کے بھاگ گیا شہر پر قبضہ کرنے کیلئے میپو نے سید حامد
 سید عبدالغفار، میر صادق اور مددی علی بخش وغیرہ کو آگے بھیجا جنہوں
 نے ۱۷ اکتوبر ۱۷۸۷ء کو بغیر کسی خون خرابہ کے اس پورے علاقہ پر قبضہ کر لیا
 عبدالحمیم خان کو نظر بند کیا گیا لیکن میپو کے حکم سے اس کے آرام و راحت کا ہر طرح
 سے خیال رکھا گیا۔

یسوری افواج مختلف محاذوں پر

شاہ نور کی تسخیر کے بعد میپو نے جب اپنی فوج کا از سر نو جائزہ لیا تو معلوم ہو کہ
 باج گزار نواریوں اور راجاؤں کی مختلف افواج کو شامل کر کے اب بھی اس کے پاس
 ایک بڑی فوج موجود ہے اس سے اس کی ہمت اور بڑھی اور اس نے از سر نو پوری
 فوج کو ترتیب دے کر اس کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا ایک حصہ کو خود اپنے ساتھ
 رکھ کر باقی چار حصوں کو بالترتیب میر معین الدین خان، برہان الدین خان
 مہاراجا خان اور حسین علی خان کے حوالہ کر دیا ہر دستہ میں ۲۵ ہزار سوار اور ۱۵ ہزار

پیداہ سپاہی تھے جسکے ٹیپے پاس صرف دس ہزار سوار درہن سے کم پیل جوتی تھے ان چاروں دستوں کو پونا حیدر آباد اور پور وغیرہ کی طرف روانہ کیا گیا رہبان اندین نے بنکا پور اور مصری کوٹ پر حملہ کر کے اس دونوں مصبوط قلعوں پر قبضہ کر لیا میر معین مدین خاں کی زیر قیادت سلطانی افواج نے اپنے ماتحت امیران سید عبد نقار اور سید حامد کے ساتھ مل کر چندرگلی و گھ کو فتح کر لیا حسین علی خاں اور مہاراج خاں کے دستوں نے ٹیپوں کے ساتھ مل کر نظام اور مرہٹہ افواج پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ ان کی محسوس مٹ گئیں مرہٹہ سرد رہری پنڈت بھاگ گیا اور سینکڑوں سپاہی مارے گئے بیسویں افواج سامان رسد سے کراپے کیسوں کی طرف آرہی تھیں کہ مرہٹہ سپاہیوں نے رستہ ہی میں چھاپہ مار کر اس پر قبضہ کر لیا سلطان کو جب اس کی خبر پہنچی تو مرہٹہ سردار درہنکو ہی راہ لکھ اور اس کے دست پر اس سے ایسا حملہ کیا کہ وہ ہراس ہو کر بھاگ گیا کچھ لوگ مارے بھی گئے اس کے بعد حسین علی خاں مہدی خاں اور مہاراجاں نے مشترکہ طور پر دشمن کی متحدہ افواج پر دھاوا بول دیا جس سے دشمنوں میں اجڑی پھیل گئی نظام حیدر آباد کی فوج کا سپہ سالار سیف جنگ بھی سرسنگی کے عام میں فرار ہو گیا مرہٹہ سرداروں کی بیگیت در دیگر خواتین کو جو قیدی بن گئی تھیں ٹیپوں نے انعامات دے کر باعزت طریقہ پر پونا کے شوہروں کے پاس روانہ کر دیا مال غنیمت میں سے ایک چوتھائی حصہ اسی وقت اپنے سپاہیوں میں تقسیم کر دیا در سپاہیوں کو دو ماہ کی زائد تھوڑا بھی بطور انعام دے دی گئی۔

مصالحت

ٹیپوں کے اس حلاق و زنی سے فائدہ اٹھا کر پونا کے باہر مقیم مرہٹہ سپہ سالار ہری پنڈت اور راجا بکر نے نان فرائیس پر صلح کے لئے زور ڈالنا شروع کیا ان کا کہنا تھا کہ اب جنگ بندی اور صلح نہ ہو تو خطرہ ہے کہ جلد ہی سلطانی افواج پونا تک بھی پہنچ سکتیں ہیں ٹیپوں کو جب مرہٹوں کے صلح کے رجحان کا علم ہوا تو اس نے بہادران خاں نانٹھ کو قیمتی تحائف و ہیرے جو اہرات کے ساتھ پونا مرہٹہ سرداروں کے پاس روانہ کیا مددگار خاں نے سلطان کی طرف سے عوام کی مشکلات کی وجہ سے مصالحت پر آمادگی کا اظہار کیا مرہٹہ تو پہلے ہی سے اس کے انتظار میں تھے انہوں نے فوراً اس کو قبول کیا اور خود بھی جو اپنا قیمتی تحائف ٹیپوں کی خدمت میں روانہ کئے۔

صلح کی اہم دفعات

- ۱۔ ٹیپوں کو فرخین کے نمائندوں نے من کے جس معاہدہ پر دستخط کئے اس کے اہم نکات و دفعات مندرجہ ذیل تھے۔
- ۲۔ صلح کے بعد بطور انعام ٹیپوں کو گنڈہ درہادی وغیرہ کے علاقے مرہٹوں کو واپس کر دے
- ۳۔ ٹیپوں کے تمام مقبوضہ علاقے مرہٹہ اس کو واپس کر دیں
- ۴۔ صرف مرہٹہ بھی ٹیپوں کو بادشاہ کے لقب سے مخاطب کریں
- ۵۔ سلطان ٹیپوں کو ۲۰ لاکھ روپے بطور تادین کے جو باقی تھے واکرے

گیارہواں باب

داخلی امور سلطنت پر توجہ اور
خلافت عثمانیہ میں سفارت کی روانگی

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

اس صبح کے بعد مرہٹوں نے ٹیپو سے درخواست کی کہ وہ شاہ پور کے واپس لو دو بارہ
اس کے عہدہ پر حالِ نردے سلطان نے اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے
عبد حکیم خاں کو شاہ پور کے واپس کے عہدہ پر، حالِ نردے در سے نظر بند بیٹے
عبد الغنیہ خاں کو بھی رہا کر دیا اس پوری صبح میں مرہٹہ سردار ہری پنڈت کا ہاتھ تھا
اس سے ٹیپو سے کبھی گڑھ اس کو بطور جائیداد دے دیا رے درگ سے راجے بھی
اس دور میں بعد از کر دی تھی اس صبح کے بعد وہ بھی عصرِ آخر طاعت پر تادم ہو گیا
لیکن سلطان ٹیپو نے اس کو گرفتار کر کے بیٹھو بیٹھو چوکنک میں حلیہ میں نظام
حیدر آباد بھی مرہٹوں کے ساتھ شریک تھا، اسے صبح کا اس پر بھی، طلاق ہوا در وہ
شرائط اس پر بھی لاگو ہو گئیں۔

دار السلطنت والپس اور جشن فتح

مرہٹوں سے صلح کے بعد ٹیپوہر سلطنت سری رنگا پنم طرف روانہ ہو
 جس صلح کو تود مرہٹہ نظام بھی ٹیپوہر فتح سمجھ کر رہے تھے اس سے اس کی
 دار سلطنت واپس بھی فاتحہ انداز سے ہو رہی تھی۔ ستہ میں بیگلور میں اس نے
 پندرہ روز قیام کیا اس کے بعد جموں کے در جب وہ سری رنگا پنم پہنچا تو جشن فتح
 دھوم دھام سے منایا گیا مسلمانوں کے علاوہ تود چند عوام نے بھی اس کا شہار
 منتقل کیا لاکھوں روپے فقراء مساکین میں تقسیم کئے گئے۔ ایک ہفتہ تک
 اس کو کھانا کھلایا گیا تھوڑے روز دیگر سرکاری ملازمین کو بھی سلطان کی طرف سے
 خصوصی رعایت دے گئے۔ فسران فوج کو ترقی دی گئی شہر تمام جوانوں کو سرکار
 کی طرف سے ایک جوتہ پہنایا پورے شہر والوں کی دعوت کی گئی مرہٹوں
 سے معاہدہ کے مطابق اب ٹیپوہر نے اپنے سے بادشاہ کا لقب استعمال کرنا شروع کیا
 اور جموں کے حطوں میں بھی مغل بادشاہ کی جگہ اس کا نام لیا جانے لگا۔

مملکت کے نظم و نسق کی طرف توجہ

جشن فتح سے فارغ ہو کر سلطان نے نظم سلطنت کی طرف توجہ دی سرکاری
 خرچہ کا رونا ہوا اسکی غیر موجودگی میں میر صادق حکومت کا دیواں تھا سلطان کو اطلاع
 ملی کہ اس نے خزانہ میں خورد برد کی ہے تحقیق کی گئی تو اس کے گھر سے ایک لاکھ
 اشرفین دردمس لاکھ روپے نقدی کے علاوہ شمار جو ہرات بھی برآمد ہوئے رعایا

بھی اس نے مادہ اسوب ظلم و ستم و رشوت ستانی سے مالاں قیاس سے
 سلطان سے اس کو اس سے عہدہ سے معزول کر کے قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد علی
 صاحب لکھنؤ دیواں مقرر کیا ایک نیا سکہ بھی جاری کیا اور اس کا نام محمدی رکھا اس
 سکہ کی ایک پشت پر لکھا تھا کہ دین احمد در جہاں روشن فتح حیدر دست کہ اسلام کو
 حیدری فتوحات سے عزت ملی دوسری پشت پر یہ عبارت تھی ہو سلطان
 ابو حنیفہ صاحب سمرجہ کی جگہ سمنہ محمدی کا آغاز کیا جس کی ابتدا ہجرت نبوی
 کے بجائے آغاز سوت سے ہوتی تھی ہر قلعہ اور قصبہ و شہر میں ایک ایک میل کے
 فاصلہ پر کانٹوں کی ایک ایک بازہ لگادی گئی اور اس میں چار چار دروازے بنا کر
 پہرے لگائے گئے تاکہ کوئی غیر متعلق شخص معبر عادت کے قلعہ یا شہر میں
 داخل نہ ہو سکے۔ اس طرح سلطنت کی پوری سرحدوں کو بھی حصار دار بنا دیا
 گیا اور اسکی حفاظت کیلئے بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار سپاہیوں کو متعین
 کیا گیا۔

تخت شاہی کی تجدید

اب حیدر علی نے اپنے کو لی شان شاہی تخت سہیں بنوایا تھا اور
 تود ٹیپوہر کو بھی سب تک اس کے سے فرصت نہیں مل سکی تھی اس نے من
 کا فائدہ نکال کر اور حیدر دوم سے اپنی بادشاہت کی توثیق کے بعد شیرک شکر کا ایک
 عہدہ در سولے کا قیمتی تخت بنوایا اس کو خوبصورت ہیرے سے جواہرات سے مزین

یا گیا تھا اس پر سوئے بیٹے در سے، بہ کار جڑوں بھی نہ لگی تھی سناں
 اب سس تخت شاهی پر جلوہ افروز ہوتا معلوم ہوتا تھا کہ شہنشاہ پشت پر بیٹھا ہے
 ۱۹۹۹ء میں ٹیپو کی شہادت کے بعد غریبوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسکو
 انگلستان منتقل کر دیا جس کی تفصیلات گئے صحت میں ٹیپو کی شہادت کے بعد
 آ رہی ہیں۔

یونیورسٹی کا قیام

ٹیپو کے والد حیدر علی گرچہ نہ تھے یکساں سول سے اپنے بیٹے کو علم و فن
 سے آراستہ کیا تھا اس طرح خود ٹیپو کو تعلیم ہمیت کا غیر معمولی اندازہ تھا چونکہ
 اس وقت پوری سلطنت حد درجہ محمولی طور پر ماحول کی شرح بست زیادہ تھی
 اس سے اس نے سری رنگا پنتم ہی میں جامع لاہور کے نام سے ایک یونیورسٹی قائم
 جہاں ایک وقت دینی و دنیاوی دونوں طرح کی تعلیم کا نظم تھا اور سرکار کی طرف سے
 ہر عملہ کو ملے، برین کو علی تحفہ پر میاں مقرر کیا گیا تھا

مسجد اعلیٰ کی تعمیر

دارالسلطنت کے اس قیام کے دوران ٹیپو کو اس فقیر درویش سے کیا گیا وہ
 وعدہ دیا گیا جو اس نے ۶۷ سال کی عمر میں اس سے کیا تھا جس کے مطابق بادشاہ
 بننے کے بعد اس کو سری رنگا پنتم کے میدان میں جہاں وہ اس وقت کھیل رہا تھا ایک

شاہدار مسجد تعمیر کرنی تھی وہ شاہی محل سے متصل تھی چنانچہ اس نے اس
 جگہ پوری عمارت شاہی مسجد کے در پر ۱۲۰۲ھ مطابق ۱۷۸۷ء میں مسجد کی
 تعمیر شروع کی دو سال میں مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی اور چھ لاکھ روپے اس پر خرچ
 ہوئے اس کے میناروں قدر مدت تھی کہ قلعہ کی تفصیل کے باہر سے ہی نظر آتے تھے
 مسجد اقصیٰ کے در پر اس کا نام مسجد اعلیٰ رکھا گیا، بہر حال اس سے اس مسجد
 میں چار کتبے تحریر کئے گئے ایک میں تعمیر مسجد کی تاریخ تھی دوسرے میں اللہ تعالیٰ
 کے شانوں سے، حسن تھے تیسرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانوں سے
 اس گرامی تھے اور چوتھے میں جہاد کے احکام درج تھے سلطان کا حین تھا کہ وہ اپنے
 محل سے صبح مسجد میں آئے گا تو عیشیت بادشاہ اس کی تعظیم کے لئے لوگ
 کھڑے ہوئے اور اس سے مبارکوں کو بھی تکلیف ہوئی اس سے اس نے قصر شاہی
 سے مسجد میں آئے کے سے شمالی جانب ایک الگ دروازہ بنوایا جس سے وہ
 ماموشی سے مسجد میں داخل ہوتا اور لوگوں کو اس کی آمد کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

ٹیپو کی بزرگی اور لوگوں کی حیرت

۱۸۰۳ء مطابق ۱۲۰۲ھ کو عید الفطر کے دن اس مسجد کا باقاعدہ افتتاح کیا گیا
 سلطان کی موت پر پوری سلطنت کے عہدہ مشرع بھی جمع تھے ٹیپو کی خواہش تھی
 کہ کوئی ایسا بزرگ اس مسجد کا افتتاح کرے جو صاحب ترمیم ہو یعنی بلوغ کے بعد

حس کی کوئی مرض مار قصہ رہا ہوئی ہو خاصہ بن میں جس میں عمر و مشن وقت کی بھی ایک بڑا قہر د موبہ د تھی کسی کو بھی اس بات کا قہقہ نہیں تھا۔ وہ صاحب ترتیب ہے جب کوئی صاحب ترتیب میں نکلا تو خود سلطان سے آئے مزد کر امانت کی اور کہا کہ میں الحمد للہ صاحب ترتیب ہوں لوگوں کو حب نیو کی اس بروی کا علم ہوا تو حیرت کی انتہا نہ رہی اس سے کہ جنگوں میں مسلسل مصروف رہے کی وجہ سے بڑے عالم سے بھی نماز کے قصہ ہونے کا امکان تھا۔

کارخانوں کا قیام

نیپو کو اپنی جان بخشی کے بعد سے ب تک اپنی رعایا کی معاشی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دینے کا موقع نہیں مل سکا تھا اس سے اس نے ب اپنی درصت و درعت سے فائدہ اٹھا کر پینگوں بد نور چسل درگ اور سری رنگا پنٹم میں چار بڑے کارخانے قائم کئے جس میں ہتھیار سازی اور برتنوں کے علاوہ گھڑی سازی اور قمچیوں کا کام بھی ہوتا تھا ان کارخانوں کے قیام سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ضرورت کی ہر چیز اب سلطنت خداداد میں تیار ہونے لگی در آمدات پر انحصار کم ہونے لگا سلطنت میں تیار کردہ چیزیں برآمد بھی ہوئے لگیں دوسری طرف ہزاروں بے روزگاروں کے مسائل بھی اس سے حل ہوئے ان کارخانوں میں ماہر کاریگر فرس اور رعایا سے منگوا کر مقامی لوگوں کی رہنمائی و تربیت کے لئے بڑی بڑی تختیاں پر رکھے۔

خلافت عثمانیہ کے پاس سفارت کی روانگی

سلاطین میں جس طرح محب وطن تھا اس سے بڑھ کر محب اسلام تھا اسی سے وسیع تر سلاطین مفادت کے لئے اتحاد میں مسلمان اس کی زندگی کا نصب العین بن گیا تھا یہی وجہ تھی کہ نظام حیدر آباد و نوب کرناٹک سے ٹکرو سے اس نے حتی الامکان بریکین نظام کے پاس بارہا یہی اتحاد کے خاطر اپنے سفیر روانہ کئے نظام کے بارہا اس مسئلہ میں اس کے مختلف خطوط سے امداد ہوتا ہے کہ اس کے در سلاطین اتحاد کے مذہب کس قدر موثر تھے ۱۸۳۰ء میں نظام کے نام لکھے گئے اپنے ایک خط میں نیپو نے تحریر کیا کہ میں اسلامی سلطنتوں کو ہمیشہ تقویت پہنچانا چاہتا ہوں اور اپنی جان و مال بھی اسلام کے خاطر قربان کرنا چاہتا ہوں اس سے ان حالات میں تمام مسلمانوں کو میرے خلاف ہونے کے بجائے میرے ساتھ دینا چاہیے طرغیں میں اتحاد و اتفاق کے لئے میں دو خانہ انوں میں شادی بیاہ کے لئے بھی تیار ہوں تاکہ دونوں اسلامی سلطنتوں میں اتحاد کا سب کو یقین ہو جائے لیکن افسوس کہ ان حکمرانوں کی خود مرضی نے ہمیشہ انکو نیپو کا سیاسی حریف ہی بنائے رکھا اپنے ہم وطنوں و ہم مذہب سلاطین سے مایوس ہو کر اس نے انگریزوں کے خلاف اپنی جنگ میں فرسسیوں سے مدد لی لیکن ان کے پنے د حل مسئلہ کی وجہ سے اس کی دوستی بھی دیر پا نہیں رہ سکی چنانچہ بن سب سے مایوس ہو کر اس نے ہندوستان سے باہر افغانستان ایران اور خلافت عثمانیہ (ترکی حکومت) سے مغربی سامراج کے خلاف فوجی مدد حاصل کرنے کی کوشش کی ۱۸۳۰ء میں سب سے پہلے

عشا علی خاں کو س سے س مصر پر قسطنطنیہ رو۔ یہاں اس پر مصر کا روم کا عہد یہ معلوم کر کے کہ دینی مہدات کے سے س سے ساتھ حکومت دستور کا کسی طرح کا سیاسی و فوجی معاہدہ ممکن ہے یا نہیں۔

سلطنت عثمانیہ کی دینی و سیاسی اہمیت

ہندوستان سے باہر عالم اسلام کی تین بڑی سلطنتوں میں افغانستان اور ترکی میں سب سے اہم موخر لہذا حکومت ہی تھی مصنف ہمیں دعوت و حریت کے احاطہ میں س کی وجہ یہ تھی کہ سلطنت عثمانیہ کا مستقر گرچہ جغرافیائی اعتبار سے ہندوستان سے بہت دور یورپ اور ایشیا کو چنک میں واقع تھا لیکن عرب ممالک میں مصر شام عراق یمن نجد و حجاز اور شمالی فریقہ کا آئینہ بڑا حصہ اس کے ماتحت تھا حرم و مقامات مقدسہ کے پاسبان ہونے خلاف سلامی کے حامل و مین ایک بڑی طاقت اور شہنشاہی کی حیثیت سے بھی اور مغرب و محافظ اسلام طاقتوں کی نگاہ میں سلامی طاقت کا نشان اور بہت سے اسلامی مفادات کا محافظ و پاسبان ہونے کی بناء پر تمام دنیا کے مسلمان اس کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور وہاں پیش آنے والے واقعات سے صرف و فہم پس رکھتے تھے بلکہ شرم بھی پیتے تھے۔

قسطنطنیہ سے میپو کے سفیر عثمان علی خاں نے جب واپس آ کر ترکی صلیف کا امید افزا جواب پہنچایا تو میپو نے باقاعدہ ۱۰/۱ مارچ ۱۸۰۹ء کو منگلور کی بندرگاہ سے

مصر صدر علی گئی مدت میں ایک دھرو۔ یہاں میں لطف علی بیگ خاں جعفر خاں اور لہذا اس کے علاوہ طور میں سے سکریٹری سید جعفر و راجہ عبد القادر بھی شامل تھے ن کو میپو نے نومبر ۱۸۰۹ء کی کو دارالسلطنت مصری دنگا ہٹم سے بڑے اعز کے ساتھ حصت کیا تھا جس میں چوہدری (۱) اکبر (۲) ان (۳) بخش (۴) عرب سورتی (۵) فتح شاہی معاذی (۶) بی بی (۷) جہاں (۸) پرورد۔ ہو تھا ۱۰۰ افراد کا آئینہ بڑا عہد بھی شامل تھا جس میں س کی حفاظت کے سے سپاہیوں کے علاوہ ماورپی اور دیگر ملازمین بھی شامل تھے میپو نے اس سفارتی وفد کو قسطنطنیہ میں پہے سفارتی سو رک دایگی کے بعد انگلستان اور وائس بھی جاسے کی بدایت کی تھی تاکہ وہاں جا کر ان کے بادشاہوں سے مرہن و نظام کی فوجی مدد سے باز رہے کی درخواست کر سکیں لیکن یہ وفد بعض ناخوش حالات کی وجہ سے حسب بدایت آگے نہیں جا سکا اور قسطنطنیہ ہی سے واپس ہندوستان آ گیا۔

سفارت کا اصل مقصد

عام طور پر قسطنطنیہ میں میپو کی عظیم سفارت کے جو مقاصد مورد خیر بیان کرتے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ جس میں سوں نے میپو کی دور رس نگاہوں و سیاسی بصیرت و دور میں اور اسلامی جد ویدی حیت کو گھجے کی مست کم کو شش کی ہے مورد خیر سمجھتے ہیں کہ گریزوں کے خلاف ایک دھڑے سیاسی و فوجی محاذ کے قیام کے سے اور اس میں روم کے خلیفہ عثمانی کو شمولیت پر آمادہ کرنے کے سے یہ سفارت بھیجی گئی تھی جیسا سفارت کے دیگر مقاصد میں یہ سیاسی مقصد بھی شامل

تھا لیکن اس سعادت کا اصل مقصد خلیفہ عثمانی کی ہمدردی اور اس کو ایک عظیم
 ختمہ ہے۔ نگاہ کرنا تھا جس کو سلطان سیم یا تو سمجھ نہیں سکا یا پھر اپنے ردِ قائم سیاسی
 تعمیراتی وجہ سے چاہتے ہوئے بھی سلطان نیپو کے ساتھ سیاسی تعاون پر آمادہ۔
 ہوسکا نیپو کو یہ بات چھی طرح معلوم تھی کہ عام اسلام میں سلطنت عباسیہ کے زوال
 کے بعد خلافت اسلامی سلاطین عثمانی کی طرف منتقل ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ترکی
 خلیفہ کو دیا ہے سلام کے خلیفہ کی حیثیت حاصل ہے معر فی قوام بھی عام اسلام کے
 مختلف مسائل میں اس کی کو مسلمانوں کا ساتھ دے سکتی ہیں لیکن اس پورے پس منظر
 و امتیازات کے باوجود ترکی کے سیاسی حالات داخلی طور پر ناقابلِ بیاں حد تک
 حرم ہو گئے ہیں سلطان سلیم برائے نام خلافت کے تخت پر کار ہے در تمام اہم
 فیصلے شاہِ برطانیہ کی مشاورت کے مطابق ہوتے ہیں معاشی سیاسی اور تعلیمی ہر میدان
 میں وہیں یورپی اقوام چھائی ہوئی ہیں اسلامی خلافت میں مغربی ممالک کی ریشہ
 دو دنیاں آئے روز بڑھ رہی ہیں اندرونی بغاوتوں نے پوری سلطنت عثمانیہ کو مالی
 اعتبار سے بد حال کر دیا ہے دینی و اخلاقی انحطاط بھی روز بروز بڑھ رہا ہے۔

عرصہ یہ کہ دوست عثمانیہ اپنی پوری تاریخ کے نالاک ترین دور پر کھڑی ہے
 عامی سطح پر وہ صرف یورپی قوام فراموشیوں اور انگریزوں میں سے ہر ایک کی یہ
 کوشش چل رہی ہے کہ وہ سیاسی میدان میں ترکی کو اپنا حلیف بنا میں فرانس کے
 داخلی مسائل کا دھج سے ترکی برطانیہ کی حمایت پر آمادہ ہو گیا ہے مگر یوروں کے ساتھ
 اس کا یہ سیاسی و فوجی اتحاد در دس کی ملکہ کی تھرین تائی سٹریا کے بادشاہ جوزف ثانی
 کی جانب سے ترکی کو لاحق شدید خطرہ کے پیش نظر گزرتا ہے لیکن اس فوجی اتحاد کی زمین

برطانیہ نے ترکی سے خلافت پسند میں کیا خطہ پاک عر پر پوشیدہ رکھے ہیں اس کو ترکی خلیفہ
 سلطان سیم سمجھ نہیں پا رہے تیس برسوں میں دور اس کے ایک مہمذب حکمران بھائی
 سلطان نیپو کی سیاسی بصیرت والی آنکھیں ترکی کے خلاف برطانیہ کے پاک عرازم کو دیکھ
 رہی تھیں وہ سمجھتا تھا کہ روس اور آسٹریا سے ترکی کو لاحق خطرہ مٹنے کے بعد خود برطانیہ اس
 کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے نہیں بچکے گا گاہندہستان پر تو اس کا قبضہ آہستہ آہستہ ہو ہی
 رہا ہے ترکی پر تسلط کے بعد اس کے قدم دیگر عرب و مسلم ممالک کی طرف بڑھیں گے اسلئے
 برطانیہ پر فوراً روک لگا۔ در مسلم سلطنتوں کا متحد ہو کر ان کا مقابلہ کرنا نیپو کے نزدیک
 بے حد صردی تھا در بعد میں ان کے بڑھے قدم کو روکن مسلمانوں کے لئے ناممکن نہیں تو
 مشکل ضرور تھا خلیفہ عثمانی کو عام اسلام کا ساتھ دینے کی وجہ سے دشمنوں کے عزائم اور
 اس کی چال بازیوں سے آگاہ کر۔ بحیثیت مسلم حکمران نیپو اپنا اولین فرض بھی سمجھتا تھا اس
 عظیم مقصد کے تحت اس نے اپنی ایک باقاعدہ سفارت خلیفہ روم کی خدمت میں اس
 نے دربار کی سلطان سیم کے اس خط کے جواب میں اس نے نیپو کو فراموشیوں پر
 محروم نہ کرے در انگریزوں کے خلاف نہ لانے کی ہدایت دی تھی نیپو نے بڑی صرمت
 کے ساتھ مقصد سفارت بیاں کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ میں (نیپو) انگریزوں کے خلاف
 جنگ کو صرف اہل ہند کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس جہاد کو جمع مسلمان عام پر واجب سمجھتا
 ہوں در بعد مقصد اس جہاد سے اپنے ملک کی حفاظت سے زیادہ اسلام کی بقا ہے لیکن
 افسوس کہ نیپو کی اس حوصلہ دہی ہمدردی کو خلیفہ ترکی سلطان سیم سمجھ نہیں سکا۔

سفارت کے ضمنی مقاصد

اس عظیم مقصد کے علاوہ نیپو کے پیش نظر جو ضمنی مقاصد تھے اس میں یہ تھا کہ ہندوستان سے گریزوں کو نکال باہر کرے کیسے ترکوں کی فوجی مدد حاصل کی جائے اسکے سے اسے بنگال وغیرہ میں مسماوں پر گریزوں کے مقام کا جو رہا اور وعدہ کیا کہ فوجی مدد صورت میں تمام فریادیں اور نیپو بدشت کریگا گریز پانی بحری طاقت اور متعدد دندہ گاہوں پر قبضہ کی وجہ سے اپنے توسیع پسند زمرہ میں اس دن کامیاب ہو رہے تھے ان کے مقاصد کے سے نیپو کو بندہ گاہوں کی سخت ضرورت تھی اس کے سے اس نے ضیفہ روم سے بصرہ کی بندہ گاہ پر دیے کی درخواست کی اور اسکے عوض اس کو منگور کی بندہ گاہ دینے کا وعدہ کیا تاکہ ایک دوسرے کے جنگل و تجارتی ممالک کی آمدورفت سے تجارت میں بھی اضافہ ہو اور ساحل بھی دشمنوں سے محفوظ رہے نیپو کا تیاں تھا کہ بحری راستہ دونوں ممالک کے درمیان کھنڈے سے صنعت و حرمت کے بہرین کا بھی آپس میں تدارک ہو گا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ عرق کے مقدس مقام نجف شرف میں دور سے آنے والے زائرین کے سے بیٹھے پانی کی بڑی قلت پیش آتی ہے سلطان نیپو کی خواہش تھی کہ وہ ضیفہ روم کی احازت سے باعث سعادت سمجھ کر اپنے ذاتی اخراجات پر دریا سے عرق سے نجف اشرف تک بیٹھے پانی کی ایک نہر کاے اس سب مقاصد و غراض کو ضیفہ روم کے مام خط میں تحریر کر کے دروہ کو زبانی سمجھا کر نیپو نے مختص میسوری مصنوعات جیسے جوہر ت اور تھری کے علاوہ چار ہاتھیوں کے ساتھ اس

دروہ کو روانہ کیا ایک باقعی سلطان سلیم کو غفلت دینے کے سے دوسرا درتیر شاہ انگلستان اور شاہ فارس کی خدمت میں دروہ کی بوقت ضرورت سفر کے دوران فروخت کر کے اخراجات سفر پر ادا کرنے کے لئے تھا۔

نیپو کیلئے بادشاہت کی توثیق

نیپو نے ارکان دروہ سے یہ بھی کہا تھا کہ وہ خلیفہ عثمانی سے اس کے سے بادشاہت کی سند حاصل کریں اس سے کہ خود ہندوستان میں مہمنوں کے علاوہ نظام حیدر آباد و بواب کرنا تک بھی اس کو عاصب سلطنت سمجھتے تھے چونکہ اس وقت سلطان ترکی کو صیغہ مسلمان کی حیثیت حاصل تھی اس سے سے بادشاہت کی توثیق اس کے دشمنوں کا منہ بند کرے کیسے کالی تھی اگر وہ پتا تو اس وقت دہلی کے محل بادشاہ شاہ عالم سے بھی اپنی بولی کیسے سند حاصل کر سکتا تھا ابتدا میں اس نے اس کیسے مغل دربار میں موجود اپنے مہمنوں محسن و ذوال مول چند وغیرہ کے ذریعہ ایک بڑی رقم کے عوض کوشش بھی کی لیکن شاہ عالم کے چاہوس وزیر مجاہد دروہ اور دہلی میں برطانوی حکومت کے مماندہ میجر براؤن کی سارش سے اس کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی دہلی دربار کا کہن تھا کہ مغلیہ سلطنت کی طرف سے جنوبی ہند میں ان کا تدارک پسے ہی سے نظام کی شکل میں موجود ہے ان سب اسباب و وجوہات کی وجہ سے نیپو نے براہ راست ضیفہ روم سے اپنی بادشاہت کیسے سند کا حصول مناسب سمجھا ہندوستان کے مسلم سلاطین کے سے یہ کوئی سی بات بھی نہیں

تھی اس سے پہلے محمود غزنوی سے بعد دکن کے عسائی حلیہ سے محمد بن تغلق سے مصر کے اس وقت کے خلیفہ سے اپنی تخت نشین کی توثیق کرائی تھی اتفاق سے خلیفہ روم کی خدمت میں بھی گیا سلطان دہلی صرف سی ختمی مقصد یعنی ٹیپو کی بادشاہت کی توثیق ہی میں کامیاب ہو کر واپس جس کے بعد ٹیپو نے اپنے سے شیر کی شکل کا ایک تخت بھی بنوایا محمد کے خطاب میں پہلا نام جاری کیا اور پے نام کے سکے بھی بنوے ۱۸۰۱ء/ ۱۲ مئی ۱۸۰۱ء کو منگلور سے روانہ ہوئے والد یہ دھرم ۱۸ اپریل ۱۸۰۶ء کو عمان کے شہر مسقط کے ساحل پر اتر وہاں کچھ دن قیام ور ۱۸ عمان سے ملاقات کے بعد ۱۲ جول کو وہاں سے نکل کر ۲۲ اگست کو بصرہ پہنچا اسی دور بن بنی بخش نامی محار کو آگ لگ گئی اور اس میں سوار پچاس ار کل جل کر غرق ہو گئے سفر کی بددہی میں غلام کسب کی مرئی کی وجہ سے اس کو بدل کر دوسرا محار کر یہ پر یا چکا تھا ۱۳ دسمبر کو فتح شاہی معاذی ور غرب سورتی بھی دریائے سندھ ہو گئے ملاح کر یہ کے حصاروں پر یہ دھرم ۲۵ ستمبر ۱۸۰۶ء کو بغداد ہوتے ہوئے ور نجف اشرف و کر ملاک زیارت کرتے ہوئے قسطنطنیہ پہنچے اور ۱ نومبر کو خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

خلیفہ کے نام ٹیپو کا خط

دھرم کے سربراہ میر غلام علی شکرانے سلطان سلیم کی خدمت میں ٹیپو کی طرف سے دس لاکھ نقدی اور قیمتی ہیرے جو ہر ت کے علاوہ اس کا وہ خط بھی پیش کیا جس میں تحریر تھا کہ ۳۵ سال سے نصاریٰ نے ہندوستان (مغلیہ) کی کمزوری

کو تباہ فطری سے فائدہ اٹھا کر ہندوستان کے ساحلی شہروں پر تارت کے بہار قبضہ کر رہا ہے یہاں کے حالات سے حسب یہ لوگ بھی طرح واقف ہو گئے تو اس کی ایک بڑی تعداد ہندوستان میں سکر س گئی اور دھرم کو دیکر مزید کئی شہروں پر بھی قبضہ کر لیا حکومت بنگال کی سالانہ ۲۵ کروڑ کی آمدنی پر بھی وہ قانع ہو گئے اپنی فطری مدخل و مدہی تقصیر و حد سے وہ ابھی تک آمادہ شہادت میں ان سب حالات سے آپ کو واقف کرنے کے لیے یہ سہارنی دھرم ہمارے طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہے تاکہ آپ سے اسلام کی تقویت اور اس کے دشمنوں کی شکست لے نے مدد کی درخواست کرے۔

معاہدہ کا مسودہ

زبانی طور پر بھی اس پورے خط کا مفہوم بیان کر کے دھرم نے سلطان ترکی سے انگریزوں کے خلاف ٹیپو کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کی درخواست کی اور اس کے لیے خود ٹیپو کا تیار کردہ معاہدہ بھی دستخط کے لیے خلیفہ کی خدمت میں پیش کیا معاہدہ کی دفعات کچھ اس طرح تھیں۔

دفعہ نمبر ۱ دونوں اسلامی سلطنتوں کے مابین ہمیشہ بچے تعلقات قائم رہیں گے
دفعہ نمبر ۲ بصرہ کی بندرگاہ کو ایہ پر ٹیپو کو دی جائے گی۔

دفعہ نمبر ۳ اس کے عوض خلیفہ روم کو ٹیپو کی طرف سے سلطنت حیدرآباد میں اس کی پسند کی بندرگاہ دی جائے گی بندرگاہوں کے تبادلہ کے نتیجہ میں دونوں اسلامی

صومتن لے در میں رسل و رسائل در غری ہوا۔ اس کی آمد و رفت ہوئی دونوں کے اس جذبہ خیر خواہی سے اسلام ہی کو کاتبہ پہنچے گا۔

دفعہ نمبر ۳ (الف) انگریزوں کے خلاف طائف عثمانیہ کے فوجی تعاون کے تمام اخراجات خود میسر برداشت کرے گا۔

دفعہ نمبر ۴ (ب) اس کے عوض بوقت ضرورت میسوری افواج خود اپنے خرچہ پر خلافت عثمانیہ کی فوجی مدد کرے گی۔

دفعہ نمبر ۵ میسور میں گرچہ ہتھیار ساروں کی کثرت ہے مگر بھی اس کی بڑھتی ضرورت کے پیش نظر میسوری کے کچھ ماہرین ترکی سے سطت خدہ داد میں بھیج دے جائیں۔

دفعہ نمبر ۶ اس کے عوض ترکی حکومت کو مطلوب ماہرین سطت خدہ داد کی طرف سے بھیجے جائیں گے۔

تحریر اور پیر ۱۳ / محرم ۱۲۷۲ مطابق ۱۱ / نومبر ۱۸۵۵ء دوسری رنگا پنم

خلیفہ کا جواب

پنے داخلی مسائل کی وجہ سے خلیفہ ترکی سلطان سلیم نے سطت خدہ داد کے ساتھ کسی تحریری معاہدہ سے اپنی مفذوری ظاہر کی بجز شرف سے فرات تک حسب میٹھے پانی کی نہر کھودنے کی درخواست وفد نے پیش کی تو اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ یہ کیسے ممکن ہے غائبانہ نے یہ سمجھ لیا کہ ہر کھودنے کا باندہ کردہ ترکی حکومت کے کچھ حصہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس طرح یہ وفد اپنے اصل مقصد

میں کام رہا۔ اسے ایک ضمنی مقصد یعنی میسور کے سے بادشاہت کی خلیفہ کی طرف سے توثیق میں اس کو کامیابی ملی اور سلطان سلیم نے اس کو ناصر الاسلام و المسلمین کے لقب سے نوازا اور اپنے جوانی خط میں میسور کو لکھا کہ میں خود بھی اپنے آباء و اجداد کی طرح ان کی رویتوں کو قائم رکھتے ہوئے مصروف جدوجہد میں روسی حکومت مسلمانوں کے خلاف دن رات سازشوں میں مصروف ہے اس لیے ہماری افواج ان سے نپٹنے کے لیے ہماری ہی سرحدوں پر متحین ہے وفد نے تحریری و زبانی طور پر جو درخواستیں آپ کی طرف سے ہمیں پیش کی تھیں اس کی جوابی تفصیلات خود ان کی رہائی آپ کو معلوم ہوگی۔

وفد کی ناکام واپسی یا خلیفہ کی بد قسمتی

وفد کے قسطنطنیہ میں قیام کے دوران ہی وہاں طاعون کی وبا پھیل گئی۔ جووری ۱۸۵۵ء کے اوائل تک وفد کے ساتھ شامل حملہ کے چار سو ملازمین میں صرف ستر لوگ بچ گئے خود وفد کے سردار غلام علی لنگڑا بھی سخت بیمار پڑ گئے ادھر ہیں اقوامی سطح پر دوڑے سیاسی حربوں برطانیہ اور فرانس میں وقتی صلح بھی ہو گئی اور اس دونوں کے درمیان اس بات کا معاہدہ ہو گیا کہ ان میں سے کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا جس سے طرفین میں سے کسی کو اشتعال ہو یہی وجہ تھی کہ وفد کے مسلسل اصرار و درخواست کے باوجود اس کو وہاں سے فرانس جانے کی

لے جمیع میسر سلطان ناز عجب الحسن

جارت نہیں دی گئی مآثر یہ عظیم مصارت جو علی مقاصد سے پیش نظر کئے
مصارف و سفر کی ناقابل برداشت مشقتوں اور جانی و مالی نقصان کو برداشت
کر کے قسطنطنیہ پہنچی تھی ہے تمام دینی فوجی و تجارتی مقاصد میں کامیاب ہوئی
اور نوسوا ادا کیا۔ پورے عمل و عمل واپسی تک مٹھی بھرا ہوا دہی تک محدود ہو کر رہ گیا یہ
لوگ حسب ہدایت دسمبر ۱۸۹۸ء کو اسکندریہ قاہرہ و مدینہ ہوتے ہوئے کہ مکہ و
مدینہ منورہ کی حاضری کے بعد کال کٹ گئے۔

سلطان ٹیپو اپنی اس سفارتی کامیابی سے یوں نہیں ہو بلکہ اس کے بعد بھی
دو دفعہ حلیہ روم کی خدمت میں یہاں سفارتی دھڑ دے کہ آہری دھڑ دے ۱۸۹۸ء کو
روانہ کیا گیا تھا جو ٹیپو کے نام سلطان سلیم کا ایک جوانی دے بھی لے کر واپس ہو
اس خط میں خلیفہ نے ٹیپو کو مشورہ دیا تھا کہ وہ اسیسیوں پر محروم نہ کرے ورنہ
انگریزوں سے صلح کرے ظاہر بات ہے کہ ٹیپو خلیفہ روم کے اس مشورہ کو کیسے قبول
کرنا خلیفہ روم کے علاوہ اتحاد بین المسلمین کے اردہ سے ٹیپو نے ایران کے حکمران
کریم حال رشید اور افغانستان کے حکمران ربان شاہ درانی کے پاس بھی اپنے وفد روانہ
کئے ایران کے جواب میں تجارتی و فوجی ہمیت کی حامل ایک فوجی بندرگاہ بھی
ٹیپو کے جوہر کرنے پر رومی ہو گیا تھا یہی طرف زمانہ بھی ٹیپو کی فوجی مدد کے سے
ہندوستان کی سرحد پر پہنچ گیا تھا لیکن ایران کے حکمرانوں پر چابک حملہ کی وجہ سے
اس کو راستہ ہی سے واپس جانا پڑا۔

کورگیش دوبارہ بغاوت

۱۸۹۹ء میں سلطنت خداداد کے خلاف اہل کورگیش نے دوبارہ بغاوت کی ان
سرکشوں کو قابو میں کرنے کے لئے ٹیپو نے شروع میں غلام علی حاکم کی قیادت میں
ایکہ دہی فوج بھیجی لیکن ان سے حالت جنگ قابو میں نہیں آسکے تو شیخ برہان الدین
کو اس محاذ پر روانہ کیا وہ بھی کورگیش باغیوں کو زیر کرنے میں اس بار کامیاب نہیں ہو
سکے سی دور ان میں بھی ماریوں نے پھر ایک بار اپنی سرکشی شروع کر دی اس
لئے وہ اپنی خواہش کے باوجود کورگیش نہیں جاسکا اور اس کو اس سے زیادہ اہم لمبار
میں اٹھنے والی بغاوتوں کی طرف توجہ دینی پڑی۔

لمبار میں باجگزاروں کی سرکشی

لمبار کی اس بغاوت میں سب سے زیادہ کان کٹ کے نار پیش پیش تھے ٹیپو
نے ارشد بیگ خاں کو ہاں اپنا گورنر مقرر کر دیا تھا لیکن وہ اس بغاوت پر قابو نہیں
پاسکا کان کٹ کے ناروں کو دوبارہ بغاوت پر کسانے میں کو چیں اور ٹرڈنگور کے
راہوں کا باہر تھا سلطان ٹیپو اس بغاوت پر قابو پاسے کے لئے خود تین ہزار کی
ایک فوج لے کر نکلا دھر سلطان کی آمد کی خبر سن کر ہی وہ جنگوں و ہزاروں میں
چھپ گئے شیخ مستاب خاں غنیش کو حاکم مقرر کر کے جب سلطان دہاں سے واپس
لونا تو دوبارہ جمع ہو کر ناریوں نے پھر ہنگامہ شروع کر دیا بالآخر سلطان ٹیپو کو پھر
واپس کان کٹ تھانچ اور ہی آسانی کے ساتھ اس نے ان کو زیر کر دیا۔

کوچین و ٹراونکور کے راجاؤں کی سرکوبی

نائروں کی دوبارہ ہفاوت کے پس پردہ کوچین کا راجہ تھا اس سے کالی کٹ میں نائروں پر قابو پانے کے بعد ٹیپو س کو سبق سکھانے کے ارادہ سے کوچین کی طرف بڑھ یہ خبر سن کر راجہ ٹراونکور واماڈور بھی ٹیپو کے خلاف اپنی فوج سیکر کوچین آگیا راجہ ٹراونکور نے کوچین کے راجہ کے علاقہ میں جو ٹیپو کا مانج گزار تھا اپنی دفاعی پٹی قائم کر دی تھی ٹیپو نے اس سے اس کو ہٹانے کی بار بار درخواست کی لیکن ہر بار وہ بہتہ بنا کر اس سے ٹکرا بی کر تا رہا اس کے علاوہ اس نے ہالینڈیوں سے آبی کوٹہ در کنگاؤد کے قلعے بھی خریدے تھے جس کی خریداری کا خود ٹیپو پہلے ہی سے خواہاں تھا اس طرح اس نے ٹیپو کو برا ٹیگنیز کر دیا تھا کوچین میں ان دونوں کی فوجوں کے ساتھ سلطانی فوج کا ایک سخت مقابلہ ہو ٹیپو نے اپنے مشیروں کی رائے کے خلاف دریا پار کر کے دشمنوں پر ایسا حملہ کیا کہ اس کے ہزاروں فوجی مارے گئے چونکہ مارش کارمانہ تھا اور دریا میں طغیانی تھی دشمنوں نے رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر دریا کا منہ بند کر کے پانی روک دیا اور صبح سے پہلے ہی اپنی شکست کا بدلہ لینے کیلئے دریا کا منہ کھول دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطانی فوج چاروں طرف سے پانی گھر گئیں در ٹھنک کاراستہ بھی بند ہو گیا اس طرح دشمنوں نے بڑی آسانی کے ساتھ میسوری افوج کا محاصرہ کر لیا در اس کے سپاہی دشمنوں کے زخموں میں گئے چونکہ ٹھنک کا راستہ بھی مسدود ہو گیا تھا اس لئے سلطانی فوج پسپا ہونے لگیں چار ہزار میسوری سپاہی کام آئے ٹیپو کی واکھ روہیوں سے سنائی گئی قیمتی پاکلی بھی دشمن کے ہاتھ لگ

نئی کسی طرح سلطان دشمنوں سے بچ کر دریا عبور کرے جس کامیاب ہو گیا در اس پس موجود اپنی فوج کو جمع کر کے دوبارہ اس پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اس کی جیتی ہوئی جنگبار میں بدل گئی ہزاروں سپاہی اس کی آن میں ڈھیر ہو گئے راجہ کوچین بھی فرار ہو گیا سلطان ٹیپو نے دشمنوں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا مال غنیمت کا ایک بڑا حصہ بھی اس کے ہاتھ لگا اس طرح سلطان ٹیپو کی باری ہوئی جنگ فتح میں تبدیل ہو گئی ٹیپو کی اس قوت و ارادی و ہمت و بہادری کی دشمن بھی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نگریزوں کی خفیہ جنگی تیاریاں

نیپ ٹف ٹیپو ہے اصل معاملہ کو حل کرے در سہولت میں دو بارہ سو اٹھائے
 دن عداوتوں کو ختم کرے میں مصروف تھا تو دوسری طرف امریز ۱۹۳۷ء میں ختم ہوئے
 ان امور کی دوسری جنگ میں پی شکست کا انتقام یہیہ کہتے بے میں تھے نظام اور میں
 لو ٹیپو سے لڑے گاں کا مقصد بھی دراصل میں ہے ساتھ دوے دن جنگ میں ٹیپو کو
 کرور رہی تھا کہ ٹیپو عام اور میں کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا تو نگریر معیہ طور
 پر ٹیپو کے خلاف ایک نئی جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے اس کا مدار صرف اس
 بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انگلستان کے وزیر اعظم پیٹ نیکرے سلطان ٹیپو سے اپنی
 ان کی شکست کا در یہیہ کہتے ۱۹۳۷ء میں اس وقت کے ہندوستان میں اپنے گورنر جس
 وارن میں شمس کو ہٹا رہا تھا کارہ اس کو مقرر کر دیا تھا تاکہ وہ اس کے اریہ ہندوستان پر
 قصد کر کے انگلستان کے، تھوں میں وقت میں ۶ آدیات کے شکل حاسے کی تمللی
 اسکے سے ۱۰۰ میں در اس کے گورنر مسٹر پیڈا بھی مستعفی ہوئے پر محور کیا گیا اور اس
 کی جگہ ایک ترمیم ۱۹۳۷ء کا جس میں وزیر کی تقرری عمل میں آئی اس دووں سے ٹیپو کے خطرہ کا ہوا
 کھڑا کر کے میں اور غلام حیدر باد کو ہے ساتھ مل کر ایک نئی محاذ کا شروع کر دیا ان کی
 حکمت عملی یہ تھی کہ وہ ۱۹۳۷ء تک مظاہرہ مرہٹہ کے ساتھ مسلسل مصروف جنگ رہ کر ٹیپو
 چونکہ غیر معمولی حالیہ ملی غصاں کا سام کر چکا ہے اس لیے اس کو اس کی تمللی کا موقع
 دے بغیر دوبارہ میدان جنگ میں سے تا چاہے ہی میں اس کا مدد ہے

بارہواں باب

تیسری جنگ سے

معابدہ سری رنگا پٹنم تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

جنگ کے لئے بہانہ کی تلاش

ٹیپو کو معلوم تھا کہ حیدرآباد میں اس کے خلاف بغاوت کے پس پردہ جرنل انکور
ہی تھا اس لئے اس سے خود کاروں کی خبر لی گئی اور کوپیس میں اس کی افواج کو زیر کر
دیا تھا جس کے بعد اس نے انگریزوں سے ٹیپو کے خلاف فوجی مدد طلب کی تھی
انگریز تو پہلے ہی سے جنگ کے لئے بہانہ کی تلاش میں تھے چنانچہ انہوں نے اس کی
درخواست پر ٹیپو کے خلاف کارروائی کا حین دیا یا سلطان کو جب اس کی اطلاع ملی تو
اس نے معاہدہ ینگور کا ورڈس کر لیا جنگ سے باز رکھے کی کوشش کی اور
مدرس کے گورنر کو خط لکھا کہ اگر کوئی غلط فہمی طرفین میں ہو تو جنگ کے بجائے
مفاہمت ہو سکتی ہے جنرل میڈور نے جواب دیا کہ انکور کا راجہ چونکہ انگریزوں
کا حلیف ہے اس سے وہاں پیش آنے والے سیاسی و فوجی واقعات سے چشم پوشی
ہمارے لئے ممکن نہیں یعنی دوسرے احاطہ میں جنگ ناگزیر ہے۔

پہلی مزامت

ٹیپو کو گورنر مدرس کے اس خط سے ان کے باپ کا عزم کو سمجھنے میں دیر
نہیں لگی چنانچہ اس سے فوراً اپنی مسلح افواج کو پائیں گھاٹ روانہ کیا تاکہ وہاں کو
آگے بڑھنے سے روک سکے مگر کو بہت دور ہی منزل میں دونوں افواج کا سامنا ہوا
اور ہر بھال سے اس کی مدد کیے ایک فوجی دستہ آ رہا تھا جس نے راستہ میں واغاباڑی
در تپا توڑ پر قبضہ کر لیا تھا وہاں ان کے مقابلہ کیلئے ٹیپو نے شیخ برہان الدین کو ایک

۱۰۰۰ سے زائد سپاہیوں کے ساتھ ملکر شیخ برہان الدین نے اس کا حکم کر
مقابلہ کیا اور اس کے سینئروں سپاہیوں کو قید کر لیا بعد میں مدرس سے خود جس
میڈور نے آخر گوری فوج کی کمان سنبھالی جس سے سلطانی فوج کو شروع میں
پسپا ہوا پڑا ٹیپو کو جب اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی وہاں پہنچا اور اپنی فوج کی کمان خود
سے اسی تھوڑے ہی وقت میں فوج شکست کھا کر اور اپنا سوار گورنر ماروڑ چھوڑ کر
ترپائی کی طرف بھاگ گئے۔

شیخ برہان الدین کی شہادت

سلطانی افواج نے گوری فوج کا تعاقب برہان جاری رکھا ہی تعاقب کے
دور میں دشمن کے ایک ماہمانی حملہ میں ٹیپو کے برادر سستی و سرمودہ کار فوجی بہر
اور قاتل تریں سپہ سالار شیخ برہان الدین کو ایک گولی لگی جس سے ان کی وہیں
شہادت ہو گئی جب میسوری سپاہی پاگل میں اس کی لاش ٹیپو کی خدمت میں
سے آئے تو ٹیپو کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے اس کے صدر و غم کا یہ
عار تھا کہ بے فوجی فوج کے مشورہ و نصیحت کے باوجود اس نے اپنے سپاہیوں کو
دشمن کے ساتھ تعاقب سے روک دیا حالانکہ میسوری افواج فتح سے قریب پہنچ گئیں
تھیں اور مزید دشمنوں کے سپاہیوں کو تعاقب سے روکنا چاہتا تھا

جنرل میڈوز کا فرار

تخلف کے س واقعہ سے فائدہ اٹھ کر محترم میڈور جو عمری سپاہیوں
 قیدیات اور ساتھ میں اس محکمے میں کامیاب ہو گیا شیخ قمر الدین کی قیادت میں
 مسلحانی فوج سے حق و مکمل و میرہ پر دوبارہ قصد کریا سیشنوں عمری سپاہیوں اور
 خونیں قیدی با بر سر می رنگا پیٹیم بھیج دیا گیا جس سے وہوں سے معافی طلب کیا گیا کو
 درگزر کر کے میسر کی فوج میں شہر قی سپاہیوں میں طرف میسر کی اہل بروں کے خلاف
 تیسری شب کا پند وقتہ اور میڈوں فتح پر حتم ہو جس کا سلسلہ میسر کے
 دسمبر سے تک چلتا رہا خود عمری گورنر جس کا کاروبار سے بھی اختلاف نہ کیا گیا
 واقعہ میں ہم نے پہلا وقت حاصل کیا اور ہمارے دشمنوں سے فائدہ اٹھا لیا۔

بقاعدہ جنگ کے داخلہ متحدہ میڈی کی تشکیل

تیسری جنگ کے پہلے دور میں گریزوں کی شکست نے سوئٹزرلینڈ کو دیا
تھا اور جس کارہ میں کے سے بے قاعدہ جنگ تھی سوئٹزرلینڈ کے در
۱۷۷۰ء کے ملازمین کی چارہ کار میں رہا تھا۔ ۱۷۷۳ء کے معاہدہ کی گوری رو
سے سوئٹزرلینڈ کے پابند تھے۔ ۱۷۷۴ء کی یہی حرکت میں نہیں گئے جس سے
ٹیبٹ کو مشغول کیا جس کے ٹیبٹ واپس فطری مدد دی سے محمود تھے جس سے ۱۷۷۵ء
ٹرڈنگور پر جس کارہ گریزوں کا حریف تھا ٹیبٹ کے حملہ کا ٹکڑ کر کے اس کے
ملاو بے قاعدہ ایک متحدہ محاذ کی تشکیل اور جس کے سے بے قاعدہوں سے ٹکڑ

[illegible]

نظام سے مصافحت کے لئے نیپو کی کوشش

نیپو کو جب اپنے خلاف اشریروں کی سارش سے ملے تو متحدہ دنیا کا محرم ہو تو اس نے پھر ایک بار نظام حیدر آباد سے مصافحت و معاہدت کی کوشش کی اس نے نظام کو خط لکھا کہ اس کی طرف سے اس کو جن زیادتیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ اس کو بھول جانے کے لئے تیار ہے حیثیت مسلم ختم ہونے کے لئے یہی دشمنوں کے خلاف ہمدردی دیکھ رہا ہے آپ کے جن علاقوں پر میں نے جنگ کے دوران قصور کیا تھا اس تحید کے خلاف میں اس سے دستبردار ہوئے کیسے بھی تیار ہوں اس سلسلہ میں میری نیت و غلوں پر آپ کو یقین دلانے کے لئے میں اپنے بڑے کی شادی بھی آپ کی بڑی سے کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کے دوریر میرا ملک جس کا وہ اس سے سرباز کی وجہ سے یہ سلسلہ آگے نہیں بڑھ سکا اور میرا عالم نظام کو یہ یقین دلائے میں کامیاب ہوا کہ نیپو کے بھائی کے انگریزوں کا ساتھ دینے ہی میں اس کا لالہ رہے غرض یہ کہ نیپو نے حیثیت ایک بچے مسلمان کے ایک دوسرے مسلمان کے خلاف جنگ سے باز رہنے کی حتی الامکان کوشش کی اور دوسری طرف بحیثیت ایک غم و مل کے مرہٹوں سے بھی مصافحت کی کوشش کی لیکن انیسویں صدی کے آخر میں اپنی عیاری سے اس دونوں کو نیپو سے دور رکھے اور اس کے خلاف اپنے ساتھ ملے میں کامیاب ہو گئے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

اتحاد ثلاثہ

طویل خشک سالی اور بڑی محنت کے بعد مگر مرہٹوں کا نظام کو نیپو کے خلاف اس جنگ میں اپنے ساتھ کرے میں اور اس سلسلہ میں اس دونوں کو بے تحاشی معاہدہ پر تھکا کر نے میں بھی کامیاب ہو گئے جس کی نچر مدد و دعوت مدد و دہل تھیں۔

۱) جنگ میں فتح کے بعد مرہٹہ پیشوا کے مقصود علاقے جو نیپو کے قبضہ میں ہیں اس کو واپس کر دے جائیگے

۲) گڑھ پر نظام حیدر آباد کی فرمانروائی بحال کر دی جائیگی

۳) اس جنگ میں متحدہ محاد کا ساتھ دینے والے مختلف راجاؤں و نوابوں کو

پالیگاروں کو ان کے حدود پر دوبارہ بحال کر دیا جائیگا

۴) انے مقصودات میںوں و بیٹوں میں برابر تقسیم کر کے جائیگے

۵) اتر فتح کے بعد سے صلح کرنی پڑے تو اس پر تینوں کی رضامندی ہی سے

دستخط کیے جائیگے

۶) اگر جنگ کے بعد نیپو نیپوں میں سے کسی پر بھی حملہ کرے تو دوسرے فریق

مظلوم کی حمایت کے پاس ہو گئے شریک مظلوم خود اس کی فوجیں بھیج کرے

۷) نیپو کے درپیش کا جو خرچ ہوتا ہے اس کو واپس کر کے اسی کو دیا جائیگا

۸) ہر فریق کو اپنی شطاعت کے بعد طاقت کے ساتھ اس جنگ میں شریک

ہونا چاہیے لیکن اگر کوئی ایک کے سے ۲۵ پچیس ہزار فوج فراہم کرنا لازمی ہے

نظام حیدر آباد کو چونکہ میں عمومی معاہدہ نے باوجود حد شدہ تھا۔ ملک نے محتاج نہ
تو بیچ مملکت کی حرص میں مرہٹوں میں پر حملہ کر سکتے ہیں اس سے اس کے ملک سے
نہر زخموں کا روناں سے اس بات کی جیسے دانی حاصل کریں کہ مرہٹہ جارحیت کی
صورت میں انگریز اس کی مدد کے پابند ہونگے۔

انگریزوں کو غداروں کی تلاش

انگریز نیپو کے ساتھ اپنے سابقہ جنگی تحریکیں بنا پر یہ بات اچھی طرح جانتے تھے
کہ وہ صرف اپنی طاقت کے بل بوتہ پر اس کے خلاف فتح حاصل نہیں کر سکتے اس
سے کہ اسکی دھار افواج آخری دم تک اپنے ملک و مذہب دشمن سپاہیوں کے
خلاف لڑتی رہتی ہیں اس لیے وہ داری کو خرید لیا جائے تو ممکن ہے کہ میدان جنگ
کا نقشہ ہی بدل جائے اور وہ جنگ حیت جا میں غداروں کی تلاش کے اس اہم اور
نازک مشن پر انہوں نے کنٹرل ریڈ کو متعین کر دیا اور اس سلسلہ میں اس کو سلطنت
خداداد کے مشرقی سرحدی شہر آسور بھیج دیا گیا اس سے سب سے پہلے نیپو کے
ماتحت اس بوجہ گزار اور جادوں اور پاریکاروں کو اس محاذ میں شرکت پر اسکا یا حل کو
عداری دے دہانی کی وجہ سے ان کے علاقوں سے نیپو بے دخل کر دیا تھا جسکے
بعد یہ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے کنٹرل ریڈ نے ان کو فوجی صورت میں ان کے
علاقوں پر دوبارہ بحال دیکھے کی تحقیر دہانی کر لی اس میں سر فہرست بنگلور کارہ کشن
راؤ اور پنکنڈہ کاراجہ نایک تھا اس کے علاوہ من پٹی چکالا پور در پنگنور وغیرہ کے

پاسکا اچھی سرمدوں سے اس طریقہ سے اسے اس سے عرصہ میں ہی لکھ
رقیب دی گئیں جس کے بعد اسوں نے آجروں کے بھیس میں حاکم سلطانی فوج
کی جاسوسی میں خود مسوری فوج کے بعض مسلم افسران اور سپاہیوں کو بھی لالچ
کے تحت خرید لیا گیا ان میں سید امام اللہ خان عیش میر نذر علی میر اسماعیل خان در
میر امام مدین و میر و شامل تھے سید امام تقا سے جاسوسی کرتے ہوئے پکڑا گیا اور
اس سے مزید تحقیق پر کسی دوسرے غداروں کا بھی پتہ چھان سب کو نیپو سے ضم
سے گرفتار کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ابنت میر امام مدین بچ کر کولہ فر
ہوئے اس کامیاب ہو گیا نہیں گم ہوں نے اس کے بعد بھی پی ہوشیاری سے
دوسرے مسوری سپاہیوں کو خرید لیا در اس ہی سے جاسوسی کا کام چلایا۔

فرانسیسیوں سے تعاون کی درخواست

فرانسیسی نیپو کے حقیقی دوست اور حیر خواہ تو نہیں تھے لیکن عالمی سطح پر
انگریزوں کے سیاسی حریف ہونے کی وجہ سے اور ہمدستوں میں اپنی توسیع پسندانہ
پالیسی کے متاد کے خاطر بنگلہ نیپو فائدوں کرتے رہے تھے ہی سے جب
حصید رومن خدمت میں سلطانی وفد حاضر ہو تو نیپو نے اس کو بدیت کی تھی کہ وہ
فرانس حاکموں کے راجہ دونی شاردہ سے درخواست کرے کہ وہ ہندوستان میں
اس سے خلاف مرہٹوں کے فوجی تعاون سے باز رہے لیکن فرانسیسیوں کے اندرونی
ماعتہ حالات اور برطانیہ سے اس کی وقتی صلح کی وجہ سے یہ سفارتی مشن پیرس گئے

بغیر واپس آیا چونکہ اس سے قبل مسور کی گریزوں کے خلاف دوسری جنگوں میں فرامیسیوں نے سسنت خد داد کا لڑائی تھا ان کی تھیں اس جنگ میں بھی اس نے ی میڈ پر ان سے رجوع کیا اور ان کو یہ یاد کرنے کی کوشش کی کہ انگریزوں کی یہ جنگ صرف اس کے خلاف نہیں بلکہ ہندوستان میں موجود فرامیسیوں کے بھی خلاف ہے دوسرے نام ہی سہی گریزوں کو دھوکہ دینے اور مرعوب کرنے کیسے اس نے ساتھ میں جنگ میں شریک ہوں اس سلسلہ میں اس نے دوبارہ کئی خطوط فرامیسی بادشاہ ہولی شازادہ کی خدمت میں بھیجے اور خود پانڈپوری میں موجود فرامیسی گورنر کانوسے سے بھی درخواست کی کہ کم از کم دو ہزار فرامیسی سپاہیوں کو اس کے ساتھ کر دے اس کے عوض جنگ کے ختم پر وہ سے مقبوضات کا ایک حصہ فرامیسیوں کو دیگا لیکن چونکہ اس وقت فرانس کی ماں حالت انتہائی غربت تھی اور خود پانڈپوری کے اخراجات انگریزوں کی ماں سے پورے ہو رہے تھے اس لیے انگریزوں کو مارا اس کے کانوسے نے ٹیپو کی مدد کرنے سے معذرت کر دی اس طرح پہلی دو جنگوں کے برخلاف یہ جنگ مسوریوں کو انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کے خلاف تھی لڑائی پوری

مستعدہ افواج میدان جنگ کی طرف

نگریز گورنر جنرل کارنوالس اس وقت کلکتہ میں تھا اس جنگ کے ابتدائی دور میں ٹیپو کی فتح سے وہ بے کھلا گیا تھا اس سے اس نے اس مرتبہ مستعدہ افواج کی کمان

تھیں میڈور سے اسے خود اپنے ہاتھ میں رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ میڈور جنگ میں اس کی موجودگی سے انگریزوں اور مستعدہ افواج کے حوصلوں کو تقویت ملے کلکتہ سے سات ہزار لیجنس تیار کیے گئے۔ اس سے وہ اس پہونچا اور وہاں ایک ماہ تک رہا اور پوری جنگ کا باقاعدہ نقشہ تیار کر کے ۲۲ ابرہر کی فوج خود ہی کمان میں لیکر روروی کیسے کو پانڈپوری چلا اور بینگلور سے تین کوس اور کرشنا چور کو پناہ فوج مستقر کیا۔ ابرہر کسی سے پہونچے رہے سپاہیوں کی تکمیل بھی اس کے ساتھ آکر مل گئی۔ دوسری طرف حیدرآباد سے نظام پتہ براہ ماٹھہر کی فوج دردمشاہ اور اس عاں حادہ سندھ حادہ کو بکتر سیکل میں شہر ہوا تھا مرہٹہ سردار ہری پتھ کی کمان میں بارہ ہزار سپاہی اور پورام بھاؤ قیادت میں بیس ہزار مرہٹہ سپاہی مستعدہ افواج میں شریک ہوئے۔ ٹیپو اپنی منزل سے روکے ہوئے تھے اس طرح ایک لاکھ سے زائد فوجیوں کا یہ میڈور سسنت خد داد مسور کا قاتل کر کے اس کے پس پردہ ملک کے حقیقی دشمن کے برابر سے شہروری یا غیر شہروری طور پر واقف ہو کر انگریزوں کی علاقہ کا حلقہ ہندوستانیوں کے گلہ میں ڈالنے کے ارادہ سے میدان جنگ کی طرف رواں دواں تھا اس دوران درجہ درجہ ملایمین و خواتین کی تعداد جو اپنی فوج کی مدد کیسے اس کے ساتھ تھی اس سے کم نہیں رہا وہ بھی اس طرح ٹیپو کی چند ہزار فوج کے سامنے دشمنوں کی مجموعی تعداد دو لاکھ سے زائد ہو گئی تھی

ٹیپو کانگلور کی طرف کوچ اور ہوسٹوڈ کوہ پر انگریزوں کا قبضہ

ٹیپو کو حب دشمنوں نے فوج کے بارے میں یہ طعن لگی کہ وہ بیسویں
سہ صدوں میں داخل ہو چکی ہیں بہت دیر ہو چکی تھی انگریزوں سے۔ یہ بیسویں
سپاہیوں نے وجہ سے سلطان کے سامنے نظر میں رہ کر ٹیپو کا قہار سے سلطان ٹیپو
روقت دشمنوں کی فوج کو پی سہ صدوں پر روک سہیں۔ سلطان ۱۸۰۸ء میں یہ وقت
مناسیح نہ کر سہیں چاہت تھا اس سے وہ فوج کی طرف سے اس قدر فوج چل پڑا کہ
اس پر انگریزوں کے مقامی مدد کا مدد باہر آنے سے اس سے ساتھ دشمنوں کی ایک فوج
سے یہ فوج سے مقابلہ میں جلد ۱۸۰۸ء میں پانی تھے جب وہ نگلور پہنچا تو معلوم ہوا کہ
جس کاروائی میں انگریزوں کو ہار اور ہوسٹوڈ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو چکی ہیں اس
کی وجہ یہ تھی کہ ٹیپو ان علاقوں پر توجہ دیتے اور وہاں سے دفاعی امور کا اہم جیسے کا
خطر ۱۸۰۸ء موقع میں مل سکا تھا اور کولار و ہوسٹوڈ کے قلعوں پر توجہ معصومہ معاشی
دست بھی سہیں تھی نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے پسے مدد ہی میں وہاں کے قلعہ داروں
نے سہلی طاعت قبول کر لی ٹیپو نگلور کا قلعہ چھ سہ سالہ سیدھا کے خورہ کرنے
دشمنوں کی مزید پیش قدمی کو روکنے کیلئے آگے بڑھا۔

پہلی مدد بھیڑ اور نگریزوں کی پسپائی

۱۸۰۸ء میں انگریزوں کو جنرل لارڈ کی زیر نگرانی ایک گریزی دستہ سے ایک ہزار
بیسویں سپاہیوں کی ایک ٹوں پر مدد بھیجی مدد کر دیا چونکہ دشمن تعداد میں زیادہ تھے

اس سے بد میں بیسویں فوج پہنچا ہوں میں جلد ہی اس قوت کو دوبارہ مجتمع
کرنے سے اس سے یہاں جانی مدد کر دیا نہ چار سو تیرہ سپاہی مارے گئے اور ایک سو کو
قیہ کر لیا خود جس قلعہ کی گولیوں سے رجمی ہوا کہ چھ گھنٹے پر سے گریا
نسل رہاں نہ ہوں نہیں اس نے محافظوں کو کئے کر کھائے میں کامیاب ہوئے
چونکہ رات کا وقت تھا اور سخت تاریکی تھی اس سے بیسویں فوج سے دشمنوں کا
تھاقب نہیں کیا ٹیپو کے حکم سے انگریزوں کی قیدیوں کی مرہم پن کرنے میں کامیاب
ایک روپہ دے کر ایک ایک بیسویں میں رکھا گیا وہاں سپاہیوں کو قلعہ کی حفاظت
پر مامور کر کے ٹیپو سیدی کو نگلور سے صوبہ مدرسہ میں ہوسٹوڈ کے قلعہ پر تھاجلد
کیا وہاں پہنچنے کی توقعات کے باوجود دشمنوں کے مقامی مسوں سے بے خبر نہیں
تھا ان پوری فوجی طاقت کو صرف نگلور کی حفاظت پر لگانا سہلی فوجی حکمت عملی
کے بھی خلاف تھا۔

مستوفہ نگلور

نگلور نہ جس کاروائی میں جس کی نگرانی میں پوری متحدہ فوج تھیں کولار و ہوسٹوڈ
پر اپنے قلعہ کے باوجود تازہ حالی والی تقصیر کی وجہ سے سخت پریش تھی نگلور لے
قریب صرف نہیں اس کے قلعہ پر کریشاں جوہر میں دشمنوں کی موجودگی کے باوجود
سلطانی فوج نے اس کے سے رسد اور ٹھک کے تمام امکانات مستوں کو بد کر دیا تھا

۱۔ جمیع ٹیپو سلطان کے حسب امن

کو بہ ایسا ہی تھی کہ وہ قلعہ کے اندر تمام ضروریات کو پتہ چلائے۔ اس کے مطابق وہ حملہ کر سکتی تھیں۔ سرحدوں سے گورنری کر کے قلعہ میں شکاف ڈال دیا تو اس کا سب حفاظت پر مامور سپاہیوں کی تعداد کو کم کر کے کرشارا دے دشمن کو وہاں سے ہٹانے کا حفیہ پیغام بھیجا منصور کے مطابق انگریزوں سے رست کے وقت قلعہ پر حملہ کر دیا۔ ورنہ سوری فوج کی مزاحمت کے باوجود قلعہ پر نگرہوں کا قبضہ ہو گیا۔ ایک ہزار مسطانی سپاہی شہید ہوئے اور تین سو کے قریب زخمی۔ سلطان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان کی کمک کے سے دو ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ روانہ کیا۔ لیکن جب تک قلعہ پر ان کا قبضہ ہو چکا تھا اس معرکہ آرائی میں سلطان کے معتد سیدھا دروازہ حال قلعہ جاری شہید ہوئے۔ در شیعہ اصرار کو نگرہوں نے گرفتار کر کے دشمنوں کے حریف ۱۳۱ سپاہی کا آٹے میر معین الدین و میر قمر الدین نے انگریزوں سے شکست کا بدلہ لینے کے سے دوبارہ بیگلور پر حملہ کی پیش کش کی۔ لیکن سلطان نے کسی حکمت عملی کے پیش نظر ان کو منع کر دیا کہ کرشارا کی کمک حرا می کاٹیو کو بعد میں علم ہو اس نے اس کو سری رنگا پنٹم کے نظامات کے سے بھیجی تھی۔ سی دوراں ٹیپو کو اس کی والدہ کا خط ملا جس میں اس نے اس کو مستعد بیگلور کے بعد کرشارا کی بے وفائی و غداری سے آگاہ کیا تھا۔ درمیان میں انگریزوں سے اس کو سری رنگا پنٹم کے تحت پر دوبارہ بیسور کے حکیم ہمد و حتم اس حاکم کی طرف کی لامداری سوچی ہے۔

غدار کی کاٹیج

کرشارا کی غدار ٹیپو کی والدہ پر اس وقت فاش ہو جب نگرہ ہنزل ریٹے کے ایک جاسوس کو کنڑوں کے ہاں میں ایک خط عرس نامی شخص کے نام لے جاتے ہوئے ایک مسطانی سپاہی نے گرفتار کیا اس جاسوس نے اس خط کو بانس کے ایک عصا میں چھپ کر رکھا تھا جس سے اندازہ اس پوری سازش کی تفصیلات تحریر تھیں۔ ٹیپو نے دور ہوئے کی وجہ سے مسطانی سپاہیوں نے قریب ہی موجود اس کی والدہ کو اس سے آگاہ کیا تاکہ وہ ٹیپو کو فوراً خط لکھ کر اس سے واقف کرانے سلطان ٹیپو کے حکم سے میر معین الدین نے کرشارا و در میں سرشار میں شریک اس کے تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی کرشارا کی لاش کو عبرت کے لئے بازار میں پھینک دیا گیا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے اپنی غدار کی کاٹیج لاطلن احزاب کرتے ہوئے یہ حکم کیا کہ میری نگاہی ہوئی لکھنؤ کی اس آگ کو ٹیپو کبھی بھلا نہیں سکے گا بعد کے حالات سے سلی بات کی تصدیق بھی کر دی ایک سدایت یہ بھی ہے کہ ٹیپو کی والدہ کو کرشارا کی بے وفائی کی اطلاع خود اس کی بیوی نے دی تھی۔ در سلطان کی والدہ سے پاس آکر کہا تھا کہ اس کا شوہر اس کے بارہا بھانے کے باوجود اس سرشار سے باز نہیں آ رہا ہے اس پر کرشارا کے حاکم ان والے اس سے دشمن ہوئے بعد میں اس کی درخواست پر ٹیپو نے اس کو اپنے محل میں بطور ملازمہ رکھا اور اس کی حفاظت کی۔

چک بالا پور پر ٹیپو کا دوبارہ قبضہ

بینگلور پر قبضہ کے بعد نگر یوں نے دیوں ملی کے ساتھ ڈاکو لالچ دے کر
بغیر کسی مزاحمت کے اس پر قبضہ کر لیا تھا جس کے بعد چک بالا پور کو بھی سوسے
فتح کر لیا گیا۔ یہ علاقہ انگریزوں سے سالانہ ایک لاکھ روپیہ عرصہ کے عوض وہاں لے
پڑنے پائیکار خاندان کے راجہ جرم سوئی گوڈ کے پاس ہی رہے دیا تھا ٹیپو کو جب
اس کی اطلاع ملی کہ چک بالا پور کے راجہ نے بغاوت کر دی ہے تو اس کی جبریہ کے
سے وہ خود ایک فوجی دستہ لے کر نکلا اور پہنچے ہی حملہ میں اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا
باغیوں کو سخت سزا دی گئی اور بعض لوگوں کو بھاسی پر بھی چڑھایا گیا

ٹیپو کی دارالسلطنت واپسی

چک بالا پور پر دوبارہ قبضہ کے بعد ٹیپو میسوری افواج کی کمان اپنے معتد
میر قمر الدین کو سونپ کر خود دارالسلطنت کا جائزہ لیے گئے سے واپس آگیا اس کو
خوشہ تھا کہ سر رہنما پنٹنم میں اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر دشمن کمپنیں بینگلور کی
طرح اس کا بھی محاصرہ نہ کریں اور اس کا قوی مکان بھی تھا اس لیے کہ سقوط بینگلور
کے بعد پوری مسطنت میں اس فوجی اعتبار سے سب سے اہم یہی شہر تھا۔

میر قمر الدین کے کارنامے

میر قمر الدین اب تک ٹیپو کا کامل اعتماد اور وفادار فوجی افسر تھا اس کی کمان

میں ٹیپو سے اس جہز سپاہیوں کو دے کر سر یوں سے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا حکم
دیا تھا وہ سب بدلتے ہوئے جنگوں میں طرف بڑھا اور دستہ ہی میں احتیاطاً بڑی مقدار میں
رمد کو جمع کر لیا سب سے پہلے اس کا سامنہ نگر یوں کے ساتھ ہوا جس میں
حیدر آبادی سپاہی بھی شامل تھے بہت دیر تک اس دونوں میں ٹیپو کا استاد
ہوا اور حیرت انگیز دستانہ کو پسپا ہونا پڑا میر قمر الدین نے اپنے سپاہیوں کے ساتھ
مل کر دشمن کے ان پانچ ہزار بیٹوں پر قبضہ کر لیا جو نگر یوں کے لئے غلہ لے
جاتے تھے دو سو انگریز حیدر آبادی سپاہیوں کو قید کر لیا اس طرح دشمن کو ایک
طرف پسپا ہونا پڑا اور دوسری طرف ان کے گیمپوں میں رسد بھی نہیں پہنچ سکی جس
سے ان کو ہی دشمن تک غلہ کی قلت کا سامنا کرنا پڑا۔ حسب توقع میر قمر الدین نے
دشمنوں کا ناک میں دم کر دیا۔

افواج مرہٹہ و نظام کے حملے

سب تک میسوری افواج کے ساتھ صرف انگریزی دستوں کی خطر پہن ہو رہی
تھیں فوج مرہٹہ و نظام اب تک اس جنگ میں عمدہ شریک نہیں تھے بینگلور پر
انگریزوں کے قبضہ نے بعد اس کی ہمت بندھی چنانچہ حکم پتی فوج لے کر خود
حیدر آباد کے قریب میں انھیں کے مقام پر پہنچی اور اس کو پہاڑی جہز سے بہت
جنگ کی کہیں میں حیدر آبادی فوج کو دریا سے کرشمہ عورتوں کے ریکوڈ بھیج دیا
وہاں سے یہ لوگ میسور میں داخل ہوئے اور راستہ میں کوہل مسدود ہوئے، گنتی کوڑا
کوڑے اور آگ وغیرہ پر قبضہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اور مرہٹہ فوج بھی اپنے

سردہری پلٹ کر قیادت میں بہرین علی و میر کی تحریک سے بعد سرحد میں داخل ہوئیں۔

مرہٹوں کی درندگی اور خود اپنے مندر کی توہین

مرہٹوں نے اصل ہونے کے بعد مرہٹوں سے دشت و دریاں تمام حدود کو پار کر دیا دوست کی حرص میں انہوں نے ۱۶۷۰ء میں مندر تک کو لوٹنے سے گریز نہیں کیا۔ اس پورے علاقہ میں ہندوؤں کے مقدس شہر مرہٹوں کے مشہور مندر میں رکھی خاص سوئے سے تین درجہ ہر ست سے جڑی پائلی دریا کے قریب کولت یا در سردہری کی دیوی کو بھی لٹا کر یا ہر پھینک دیا۔ محوئی طور پر ۱۰ لاکھ روپے کی شیا کو یا کولت یا گیا یا پھر تباہ کر دیا گیا مندر کے بجاری و مٹی شکر جگت گردھی اس کے ظلم و ستم سے بھگت کر کارگل میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور وہاں سے انہوں نے نیپو کو ایک شکایتی خط لکھا کہ آپ کی مملکت کے حدود میں داخل ہو کر اس مرہٹوں نے اس طرح کی ہراساں کر سکیں کہ اس کے جواب میں میپونے گردھی کو تسلی کا خط لکھا کہ ہم نے دشمنوں کو صدمہ و سزا دیں گے جو ہماری مملکت پر چڑھائی کر کے ہماری رعایا کو ستا رہے ہیں۔ اس طرح دوسرے ایک خط میں گردھی شکر چاریہ کو لکھا کہ اس لوگوں کو جو کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرتے ہیں مرہٹوں کے بعد پے کر تو ان کا خیر نہ بھگت پڑیگا۔ بری کو لوگ ہستے ہوئے کرتے ہیں سیکن اس کا انجام ہوتے ہوئے بھگتیں گے مذہبی رہنماؤں سے مقابلہ کرنا پس منس کے

سے تباہی کی دعوت دیے سے متروک ہے نیپو نے گردھی کی درخواست پر مرہٹوں کی مدد میں سردہری کی اس کی جگہ دوبارہ نصب کر کے اسے مانی مدد کی و انہوں نے سب سے زیادہ تعصبات ہم نیپوں کی مدد میں گردھی کے مات میں بیان کر رکھے۔

دھاروار میں سلطانی افواج کی پسپائی

دریائے کرش و رنگ بھرا کے درمیان دھاروار ہندوؤں کا ایک مضبوط قلعہ تھا جس پر نواب حیدر علی نے قصہ کر کے اس کو سلطنت خداداد میں شامل کر لیا تھا مرہٹوں نے اس سبب میں پی شہر کا فائدہ اٹھا کر اس کو دوبارہ حاصل کر کے بے تاب نہیں نیپوں کی طرف سے دھاروار کے قلعہ کی حفاظت پر اس کا لالچ اور تحریک کار کی نظر بدرازاں حال، لفظ دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ، مور تھا مرہٹوں کے مرہٹوں سے درپیش رہا بھادری دھاروار کی طرف پیش قدمی کی اطلاع سن کر نیپوں نے بدرازاں کو چار ہزار سپاہیوں کی کمک بھیج دی تھی دوسری طرف مرہٹوں کی مدد سے کچھ انگریزی فوجی دستے بیٹنٹ جوسٹر اور کیپٹن سٹیل کی کمان میں وہاں پہنچ گئے تھے شروع میں تو مرہٹوں کو سلطانی افواج کے ساتھ مقابلہ میں کوئی حاصر کامیابی نہیں ملی لیکن انگریزی دستوں کے آجانے کے بعد وہ شہر پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوئے اس وقت وہ فوجی قلعہ فوج میں کر سکے سات، ہنگ، ان کو سلطانی افواج کی شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا لیکن جب قلعہ کے اندر رسد و سہو ختم ہونے لگا اور

پانی و قلت ہوئی تو سطلانی فوج سے سپہ سالاروں سے ہر روز ہوا
 کر بھی گئے صرف زمین ہزار ہسودی سپاہیوں کے چ جائے کی وجہ سے قلعہ کی مرہ
 بد قعت اس کے س سے باہر ہوئی چنانچہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۹ء کو مددگاروں جوں جوں
 اعانت طریقہ پر اسکو دخر اور اپنے باقی ماندہ سپاہیوں کے ساتھ شیموگ چلا گیا اور
 قلعہ پر ہٹوں کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد پری میں رہتی فوج رام گری جھٹنری
 چتل درگ شہ نور انکور اور مرزاں وغیرہ پر قبضہ کرتے ہوئے سری رنگا پٹنم کی
 طرف چل پڑیں تاکہ انٹریزی افواج کے ساتھ ملکر دار سلطنت کا محاصرہ کر سکے اور
 کارواں کی قیادت میں گمریری فوج بھی دار سلطنت کی طرف روانہ ہو چکی تھیں
 جن کو س سے سطلانی فوج موقع موقع سے شب جوں کر کر پڑتاں کر رہی تھی وہاں
 کے سپاہیوں سے پری میں جو بیوں پر ن کے سے جاری تھا قبضہ کر رہی تھی

دار السلطنت کا ناکام محاصرہ

دار سلطنت کی ناکہ بندی اور اس پر چڑھائی دشمنوں کے سے س پوری
 جنگ کی سب سے ہم کاروانی تھی سی پر ان کی فتح و شکست کا انحصار تھا یہی وہ
 تھی کہ اس کے محاصرہ کے سے کارواں نے مرہ افواج کے دھار وار سے آئے کا
 انتظار کیا اس کے بعد ان کے ساتھ ملکر اس نے دار السلطنت کے محاصرہ کا ایک
 منصوبہ تیار کیا جس کے مطابق ہری پنڈت پونا سے دس ہزار سپاہیوں کو لے کر اس
 کاروانی میں شریک ہونے کے سے نکلا جنوب مشرق سے مرہ سہ در پری رہ

مھی چل پڑیں یہیں فوج کے عقب میں سطلانی فوج کے جھنڈے س
 تک تکپ دے سپاہیوں سے کوٹ روٹ رہے تھے س سے اس کو بڑی دقتوں و پریشانیوں
 کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے گمریری سپاہیوں کو دیا جانے والا یومیہ راش بھی
 نصف کر دیا گیا اخیر میں کو بت یہاں تک پہنچ گئی کہ روڑ کی مدد ضرورت بھی
 میں دشواریوں میں بدداری کے جانوروں کو بھی ذبح کیا گیا سو م بھی محنت تھا
 ری سپہ سالاروں پر بھی دوسری طرف گمریریوں میں یہاریاں پھیل گئیں چنگ کی وہا
 پھوٹ پڑی جاری رہے تھے در سپاہیوں کی حالت قابل رحم س گئی لاکھ کوششوں
 کے باوجود مدد کا سامنا گمریری گمریریوں تک سہل پہل سے رہا تھا راستہ ہی میں ہسودی
 سپاہی اس کو ہٹ رہے تھے بالآخر سب حالات سے مجبور ہو کر کارواں نے
 اس محاصرہ کو ختم کرنے ہی میں اپنی غایت کبھی حالانکہ ٹیپو اس سے مسامت کی
 درخواست ہی صہ سے پسے ہی کر چکا تھا جس کو س نے اپنی توہین سمجھ کر ٹھکر دیا تھا
 لیکن اب س سے س کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں رہ گیا تھا اس نے س سے
 ناکام رہی کافی حد تک بدداری کے جانور چونکہ اکثر بیماری سے مر گئے تھے اس
 سے قاپ خاںوں کو درود کو بھیج کر واپس لے جانے سپاہیوں کے سے مشکل
 تھا کارواں کے ختم سے تمام بڑے ہتھیاروں کو زمین میں دفن کر دیا گیا یا پھر دریا
 میں پھینک دیا گیا تاکہ سطلانی افواج اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

گرم سٹڈہ میں ٹیپو کے شہزادہ کی بہادری

ٹیپو گرچہ بہت بڑا ت ورسوئی سے ساتھ واپس جاتے وقت کاروبار میں
نہری فوج کا تعاقب کرنے میں پرتاسانی تہہ کر سکتا تھا لیکن یہ اس کی اصلی
حکمت عملی کے خلاف تھا چنانچہ اس کے واپس جاتے وقت ایک فوجی دستہ ہے
ایک شہزادہ کی کمان میں اسے گرم سٹڈہ ورسوئی سے ایک فوجی قلعہ کا حصار کی
فوج سے اس نے فوجی دستہ ساتھ ساتھ یہ مدد کی قیادت میں محاصرہ کر رہا تھا
شہزادہ فتح حیدر گرچہ بڑا بہادر و شجاع تھا اس کی عمر صرف چار سال تھی نہیں
ٹیپو اس کو آزمانا چاہتا تھا فتح حیدر نے بڑی آسانی کے ساتھ اس مہم میں کامیابی
حاصل کی اور محافظین مدین کو اس نے کسی سپاہیوں کے ساتھ پکڑ کر پھانسی دے
دی نظام کی افواج بھاگ گئیں اور اس کے اسلحہ و تاروداد و ہتھیاروں کا ایک بڑا
ذخیرہ سلطان افواج کے ہاتھ لگا اس کے بعد اسی شہزادہ کی قیادت میں اس ہی
سپاہیوں نے ایک مختصر لڑائی کے بعد مد گیری کے قلعہ کو بھی دوبارہ فتح کر لیا جس کا
مرہٹوں نے محاصرہ کر رکھا تھا یہاں بھی سینکڑوں سپاہی مرہٹہ افواج کے ہاتھ سے
پکڑے گئے ان کے بعد مد گیری کی قیادت میں ایک دوسرے سلطان دستہ سے
کو بہت دور پر بھی قبضہ کر لیا۔

سری رنگا پنٹنم کا دوبارہ محاصرہ

در سلطنت کے پہلے محاصرہ میں برسات کی وجہ سے مرہٹہ فوج شامل نہیں

سوسل بھی ورسوئی میں پھنس گئی تھی اور شہزادہ کی فوج بھی ورسوئی ہی
میں مقیم تھیں۔ کامیابی کے لئے شہزادہ نے نہری فوج واپس نہری فوج میں تو ان کی
ملاقات مرہٹہ فوج سے ہوئی تو اس سے سامان رسد لاری بھی مرہٹوں کا حصار تھا
کہ در سلطنت کا لاری دوبارہ محاصرہ کیا جائے تیس کاروبار اس کے سے تیار
نہیں تھا مگر جب موسم برسات ختم ہو تو اور فردی ہتھیار کو اتحادی فوج نے
دوبارہ سری رنگا پنٹنم کی طرف بھیجا یہاں ٹیپو بھی ان کے مقابلے کے سے پی
چاہیں بہر حال وہ ایک سو توپوں کے ساتھ دریا سے کاویری کے شمال میں واقع
ایک میدان میں گیا عقب سے اس کی حفاظت کے سے پانچ ہزار سواروں کا ایک
دستہ بھی موجود تھا اتحادی فوج میں سب سے آگے کاروبار کی قیادت میں
بہرہ رائے ریو سپاہی تھے حیدر آبادی فوج نظام کے شہزادہ سکندر شاہ کی قیادت میں
اس کے پیچھے تھیں جو شہزادہ بہار سپاہیوں پر مشتمل تھیں ان کے ساتھ فوجی عاصد پر
بی بڑی ہمت کی کمان میں مارہرہ مرہٹہ فوجی موجود تھے مرض یہ کہ مجموعی طور پر
طریقہ کی فوج میں تھوڑے کے اعتبار سے کوئی بڑا فرق نہیں تھا۔

ٹیپو کے خلاف اس کی رعایا کو بھڑکانے کے لئے نگر یزدوں کی چال

ٹیپو چونکہ ایک حکمران کے ساتھ ساتھ ایک عام دین بھی تھا اس سے اس کو
برعات و خرافات سے شروع ہی سے نفرت تھی اس نے اپنی سلطنت کے
مسلمانوں میں پائی جانے والی جاہلی رسومات غلط عقائد اور بے جا خرافات پر شروع

ی سے روک گا دی تھی پیری مہدی کی تڑپ میں چھ دن عطا عارت میں سے
 ممنوع قرار دیا تھا شیعوں اور خود بعض سیوں میں محرم کے سلسلہ میں جو ہندو
 عمل رائج تھے سس کو اس کے حق سے منع کر دیا تھا اتفاق سے اس سلطنت
 کے پہلے محرم کے اور اس محرم کا مہینہ آگیا جس کا رو میں ایک کامیاب فوجی
 سپہ سالار کے ساتھ ساتھ ایک زیرک اور دہش سیاندوں بھی تھا اپنے دشمنوں کے
 خلاف وہ صرف اپنی طاقت پر انحصار نہیں کرتا تھا بلکہ اس کی پہلی کوشش یہی
 ہوتی تھی کہ مقابل میں پھوٹ ڈال اس کی قوت کو ختم کرے کی کوشش کی
 جائے اسی سے اس کے نیپوں کے بعض افسران کرشن اور میر کو محرم بدیا تھا اور اس کی
 عداوت کی وجہ سے ینگور کو فتح کرے میں وہ کامیاب ہو سکتا تھا مگر اس نے یہ
 جنگ میں بھی اس نے اپنے اس کامیاب محرم کو آزادی سلطنت نہ دے دی تھی
 بڑی تعداد میں آج تھے اور وہ خود انگریزی فوج میں بھی ملازم تھے چنانچہ محرم
 رسومات زیادہ تر شیعوں میں رائج تھیں اور بعض سیوں میں بھی محدود و محدود
 کی سلطنتوں میں رہنے کی وجہ سے یہ مراعات داخل ہو گئے تھے اس سے سب سے پہلے
 کارنواں نے اعلان کیا کہ اس کی فوج میں شامل مسلمان سپاہیوں کو محرم میں
 رسومات کی داغ بیل کے سے دس محرم تک ایک عشرہ کی سہ کاری رخصت دی
 جائے گی اور حیر میں ایک ماہ کی مدت کو بھی ملے گی اپنے گھر پر سپاہیوں کو بھی اس
 کے حکم دیا کہ ان مسلمانوں کے حرم میں وہ اس دور میں جنگ سے حتی الامکان گریز
 کریں اور ان کے ریر قصہ مسمم عداوتوں سے انگریزوں کی سرپرستی میں تریسے
 ٹھہرے جائیں اور بہترین تعزیر پر کاروں کی طرف سے خصوصی اعظام بھی دیا

جائے چر یا تھی مسلمانوں میں تھیں مٹی تھی جو تین عام تھی وہ نیپوں نے ہی حق
 کو سمجھنے سے قاصر تھے لڑائی طور پر کاروں سے اس کے دلوں میں ہمدردی پیدا ہو
 گئی وہ طبقہ ہون رسومات کا سلسلہ داعی و محرک تھا عوام کو نیپوں کے خلاف
 بغض کا اس میں اب کھل کر سامنے آیا اور شاطر کارنواں نے مقصد میں کامیاب ہو
 گیا اور اس کے نیپوں کے خلاف مسلمانوں کی اس ناراضگی سے فائدہ اٹھانے میں کوئی
 تسر نہیں چھوڑی عرض یہ کہ خود ہندو مسلمانوں کی اس ناراضگی سے انگریزوں کو
 اس میں نیپوں کے خلاف اور غلے اور حید سے اس کوئی دشواری نہیں رہی اور اس حیر
 نے سلطنت میں اس کے روں میں بھی اہم ردول ادا کیا کوئی بھی مومخ زوال
 سلطنت میں اس کے پس منظر کو سمجھنے میں اس اہم نکتہ سے صرف نظر نہیں کر سکتا۔

باقاعدہ جنگ کا آغاز

انگریزی فوج میں حمل میزور کے ماتحت نوسو یورپین اور دو ہزار
 ہندوستانی سپاہیوں کا ایک مضمون دستہ تھا اسی دستہ نے باقاعدہ جنگ کا آغاز کیا
 اور سب سے پہلے سری رنگا پٹنم کے عید گاہ کے عقب میں شہر گنجام کے قلعہ اور لال
 باغ پر حملہ کر دیا یہاں نیپوں کی طرف سے سید حامد کی قیادت میں بیسوی افواج کا
 ایک دستہ متعین تھا شروع میں تو سوس نے جم کر دشمنوں کا مقابلہ کیا لیکن سید حامد
 کی شہادت کے بعد ان کو پیپ ہونا پڑا چار سو مسلمان سپاہی شہید ہوئے اور انگریزوں
 نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا لیکن ان کو یہ اتھانی فتح پہنچے ہی سپاہیوں کو گیارہ نامور

قوتی فسر کی موت پر ملی تمام شہر کے قلعہ دار مل مارے باہر سے جاے جس
ٹیپو کے کیسہ پر ممدی ملی جس ہوسکا شیعہ تھاں مدد سے ممدوں دیاس
کو مگر یوں سے قلعہ کا ممد دے کر یہ یہ تھا سید شاہ کی وفات کے بعد سطلانی
دست کی کمان سی کے ہاتھ میں تھی وہ سی سے سطلانی سپاہیوں کو مدد دے کر
بہتیار ڈالنے پر آمادہ کیا تھا۔

گھمن کی لڑائی

دشمنوں پر شب خون مارنے کے سے ٹیپو نے دو الگ الگ دستے مالتہ تیب نام
جس قلعہ جاری اور میر محمود کی کمان میں بھیجے تھے سیکر رات کی صحت ہار کی کی وجہ
سے وہ ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکے اور غلطی سے دشمن سمجھ کر ایک دوسرے پر
حملہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ سطلانی فوج کے ان دستوں کے سر سپاہی مارے گئے اور
خود نام حال قلعہ جاری وہ میر محمود بھی شہید ہوئے رات میں جنرل کارنوس کی
کمان میں ایک انگریزی دستہ نے دارا سلطنت کے دریا دوت باغ پر حملہ کر دیا
لیکن سطلانی فوج کی سخت مزاحمت اور جونی گارہ ماری سے ان کو پسپا ہونا پڑا اور
جس میکوں کی قیدت میں دشمن سے سپاہی مشرقی مورچوں پر قبضہ کے سے
موتو تر حملے کر رہے تھے میسوری افواج کی شدید مزاحمت کے باوجود وہ کادیری عبور
کر کے دریا دوت باغ اور سری رنگا پٹنم کے مختلف مشرقی حصوں پر قبضہ کرے
میں کامیاب ہو گئے ٹیپو اس سے بیوس نہیں ہوا بلکہ پی پوری طاقت کو بچا کر کے

س سے ملی سبج شہر سے مورچوں پر مزاحمت حملہ کر دیا نہ دریا دوت باغ اور
تیسرے پاس کادو بارہ قبضہ ہو گیا اور انگریز سپاہی کادیری عبور کر کے اس پار کر دی
گردہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔

ٹیپو کی غلطی اور اس کا خمیازہ

انگریزی افواج جب ٹیپو کے حملہ سے کادیری پار کر کے اس طرف بھاگ
گئیں تو میسوری فوج سے بعض افسران سے ٹیپو کا مشورہ دیا کہ ان کا تعاقب کیا
جاے لیکن اس نے منکر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ رات صبح قریب ہی میں رہ کر سہل سے
پن فوج کی مدد سے تنظیم کی اور پوری تیاری سے ساتھ پٹ کر صبح کو پھر دارا سلطنت
کا محاصرہ کر دیا ٹیپو اپنے فسر کے مشورہ پر گری فوج کو دو دریاں کے تعاقب
کی اجازت دیتا تو شاید اس کو تیری کر کے پٹ کر آئے دریا بارہ محاصرہ کرنے
کا موقع ہی نہیں ملتا اور اس کے بعد پھر ٹیپو کو اس کے ساتھ ناقابل قیوں شرائط پر صلح
کی نوبت بھی نہیں آتی اس کی یہی وہ غلطی تھی جس سے اس کی جیتی ہوئی جنگ ہار
میں تبدیل ہو گئی اور اس کا خیر مجاہد میں خود اس کو بھی بھگت پڑا۔

محاصرہ کاٹوں اور صلح کار حجان

صبح کو جب متحدہ افواج نے دارا سلطنت کادو بارہ محاصرہ کیا تو سطلانی فوج
چاروں طرف سے گھر کر رہ گئی اب اس کے سے باہر سے کسی رسد یا کمک کی مدد

ہوے سے رہی تھی اس پاس میں غلوں نے ہتھوں کو دشمنوں سے حد نہ رکھا تھا
استعماع بنا دیا تھا میپو کے زیر قصد بعض ایسے شہروں پر انگریزوں کے قبضہ کر لیا تھا
جہاں سے اس کو سونے ترسیل ہوتی تھی دوسری طرف متحدہ الملوں کی تعدد تو زیادہ
تھی لیکن ان کے پاس وسائل نہ تھے تھی غنی حساس میں دربروز تھی ہوئے لگی
می صرہ میر کسی نتیجہ کے طوں پکڑ رہا تھا وہ وقت سے دونوں کے درمیان ہونے والی
چھوٹی چھوٹی جھڑپوں سے کوئی فیصلہ کس بات سامنے نہیں آئی تھی انگریزوں کو
اپنے اتحادیوں کے زیادہ تر تک ساتھ ہونے کا یقین بھی نہیں تھا نیز کسی جہاں
جنگ کو جاری رکھنے کی تحمل بھی نہیں تھی دھرمیپو کو پہے بعض دور بد فہم
بے وفائی کی طلاع بھی مل رہی تھی اور وہ انگریزوں سے رشوت لے کر مختلف
قلموں پر انگریزوں کو قصد کرنے میں تعاون دے رہے تھے اس سے بدوہ جنگ کو
طوں دے رہی فوج کے عہدوں کو اپنے خلاف دشمن کی مدد کا کوئی اور موقع مریہ
میں دینا چاہتا تھا اسی سے اس نے فوجوں قبل ہی کاروں کو مصالحت کی پیش
کش کی تھی لیکن اس نے اس کی تجویز کو اس طرح ٹھکرا دیا کہ اس سلسلہ میں میپو
کے خدا کا جواب تک نہیں دیا لیکن اب یہ بھی محاصرہ کے حوالے سے تلک نہ زیادہ
صبر تھا اس کا ایک کمانڈر جنرل میڈر اس کے ابھی تیار نہیں تھا اس کا حکم تھا
کہ میپو اب تو جھک کر صبح کرے لیکن اپنی طاقت اس کے ساتھ بیکار کر کے پھر
ہمارے خلاف صبر ہو گا اس کو اس کا بھی حساس تھا کہ اس جنگ میں کسی
تجربہ پر پہنچے بغیر ہی اس کی کمان میں موجود انگریزی دستہ کے ہزار سپاہی میپو کے
ساتھ مقابلہ میں مارے گئے ہیں اور دوسرے انگریز کمانڈر اس کو اس بات پر عار بھی

[illegible]

معاہدہ کا مسودہ

سہری، گکاشنہ کا قلعہ چوندہ بھی تنگ ٹیپوئی کے قبضہ میں تھا جس سے شہر کے باہر حیدر آباد کے پاس قلعہ ہو کر صلح کے مسودہ پر ٹیپو در متحدہ افواج کے نمائندوں سے تدارک میں کیا نہ میری افواج کی طرف سے جس کا سناوے نظام کی طرف سے یہ حالہ در مضمون کی طرف سے گودراوا کالے در پتی مسدود اور ٹیپو کی طرف سے عدم علی حال اور علی رضا حاکم نمائندگی کر رہے تھے شروع میں تو اتادی نمائندوں سے سخت شرط پیش کئے اور ٹیپو سے تنخواہ دو روپے ماہوں جنگ کا مطالبہ کیا لیکن بعد میں سس میں تخفیف کر کے تیس کروڑ روپے پر رضی ہو گئے۔

۲۳/ فروری ۱۷۹۲ء کی فریقین مندرجہ ذیل مسودہ پر راضی ہوئے۔

۱) جنگ سے پہلے اس علاقوں پر نیپ کا قصد تھا اس میں سے نصف علاقہ
آج بھی وہ دیا جاوے اس علاقوں کی تعمیر اتحادی اپنی سہولتوں سے مقفل اپنی
مہندسے کریں گے۔

(۶) بیعہ بطور سہاں جنگ تیں کروڑ روپے اتی دیوں کو دکرے اکروڑ ۶۵ لاکھ روپے نقد اور جیہ رقم چار مہینوں میں تین قسطوں میں ادا کی جائے۔

۱۲) حیدر علی سے رہائے یہ سب تک تھیں۔ تھے قیدوں سے
خدا وادش قید ہیں ان کو فوراً رہا کیا جائے۔

۱۳) معاہدہ کی پابندی و تکمیل تک بطور ضمانت ٹیپو کے دو شہزادے بطور
یہ ضمانت انگریزوں کے پاس رکھے جائیں۔

ٹیپو کی غیرت نے اس رسوائی کو کیسے قبول کیا؟

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ٹیپو جیسے غیرت مند خوددار اور حمیت پند
شاہ سے جس کی نظیر صرف ہندوستان ملک انسانی تاریخ میں مست کم ملتی ہے
اس رسوائی کی دست - صبر اور یک طرفہ شرائط سے معاہدہ کو کیسے قبول کیا لیکن حسب
ہم میں پورے پس منظر اور حالات کا جائزہ دیتے ہیں جس میں ٹیپو نے اس مسودہ صلح کو
منظوری دی تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ٹیپو کے لیے اس وقت اس کے
غلطہ کوئی چارہ کار نہیں تھا وہ ایک طرف کامیاب سپہ سالار فوج تھا تو دوسری طرف
تجربہ کار سیاست دان و دروغہ معمولی بصیرت رکھنے والا عوامی رہبر در قاعدہ بھی
بغدادوں کو کہہ سکتے گا یک عام صوفیہ ہے کہ اس کو سر اٹھائے سے پہلے ہی کھل دیا
جائے لیکن جب کسی بھی سلطنت کی فوج و تنظیم میں علی سطح پر یہ دماغ عام
ہو جائے وہ میدان جنگ میں کسی رہبر کو اس کا علم ہو تو دوسری یہ سلتا ہے اس
وقت اپنے مقابل دشمنوں سے لڑنے کے بجائے آستین کے ساپوں کو حشر کرے پر
تو خود اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ یسور کی س تمیری جنگ

میں بھی ٹیپو نے سبھی فوجی طرح کا معاملہ پیش کیا عوام کی رسوائی اور حاشی
حرفات پر پاسی نگاہ سے اپنے معاہدہ عوام کی پہلے ہی مخالفت میں تھی
اس پر تھوڑے روزوں کے بعد اس طرف سے عوام کی رسوائی کی حدت و ہمت افزائی سے
حاصل عوام کے غم و غصہ میں در اضاہ بر دیا اور سکے بعد اس کی مملکت کے عہد رسو
بھی کھل کر سامنے آئے۔ دو مہینے کے بعد اعلیٰ سطح پر جنگ کے شروع میں بغداتوں کا علم
ہوئے کے باوجود اس نے یہ سوچ کر کہ جنگ سے فراغت کے بعد یکسوئی سے ان
سب سے ہٹ سے گا اتنا ہی میں اس کو دماغ کی کوشش نہیں کی
دار اسلحہ کے اس پاس کے اکثر قلعوں کی حفاظت پر ٹیپو کی طرف سے مامور
قلعہ داروں کو گریزوں سے فرید یا تھا خود ینگور کا سقوط بھی اس کے قلعہ دار کر شہزادہ
کی بے وفائی ہی کا نتیجہ تھا ممدی علی خاں کی غداری سے گجرات شہر اور دریا دولت باغ
بھی اس کے ہاتھوں سے نکل گیا خود سری رنگا پنہم کے قلعہ میں موجود بعض فوج
کو گریزوں نے دوست و اقدار کا لالچہ دے کر اپنا ہمنوا بنایا تھا جن کے ذریعہ قلعہ
کے اندر کی پل کی خبریں ان کو معلوم ہو رہی تھیں ان ہی غدروں کی وجہ سے
سعدانی حاکم میں رخ پڑا تھا در متحدہ فوج کے ینگور پہنچنے کے بعد ہی ٹیپو
کو اس کا علم ہو سکا تھا اس سب حالات میں وہ اس جنگ با عیوں کو چھوڑا تو جی
حکمت عملی کے خلاف تھا اس مسودہ صلح کو بھی شروع میں ٹیپو نے قبول کرے سے
صاف انکار کر دیا تھا لیکن اس ہی غدروں سے اس کو قبول کرنے پر سے مجبور کیا اگر
وہ اس کو قبول نہیں کرتا تو حدش تھا کہ اس کو مستقبل میں اس سے بڑا نقصان
انہما پڑے اور باقی روہ کھل کر سامنے آجائے جس کو روکنا اس وقت مست مشکل

ہو تائی اور تھی نہ نیپو سے مستعمل میں نہ سلطنت سے ایسا بڑے قاعدے سے
پیش نظر و آتی نقصان دست کو بدل ماحول سے ہی ہی بدشت یہ مقدمہ تو ان سے
جائے اس کا مقابلہ تھا ٹیریوں سے ہوتا تو اس جنگ کا نتیجہ کچھ اور ہوتا اس
کا حساب خود ٹیریوں کو بھی تھا اسی سے سوں سے تنہا نیپو سے جنگ سے ٹیری
کیا۔

معادہ کی تعمیل

دو شہر دوں کو معاہدہ کی تعمیل تک ٹیریوں سے پاس بطور ضمانت رکھے سے
گھر پہ شروع میں نیپو سے انکار کیا گیا لیکن حساب ان کا اس پر ضرر رہا اور سوں سے
دو مارہ جہل کی دھمکی دی تو وہ فوری طور پر ہتھیاروں کے ساتھ پہلے دو
معصوم شہزادوں عبدالحق اور سزا دین کو جن کی عمریں اس وقت بالترتیب ۱۰ اور
۱۵ سال تھیں ان کے حوالہ کیا تھیں کو کورٹ کا علاقہ دیے کی مات معاہدہ میں
شامل نہیں تھی دیرینہ کی سلطنتوں سے متصل بھی میں تھا لیکن جس کارنوں
کی اس کی فوجی ہمسیت کے پیش نظر شروع ہی سے اس پر نظر تھی سلطان سے اس سے
اس معاہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ٹیریوں نے وعدہ دہانی کرتے ہوئے
دو مارہ سلطنت کا محاصرہ کر دیا نیپو کی طرف سے شہر دوں کی خدمت و حفاظت
کے لئے بھیجے گئے سپاہیوں کو شہزادوں کے ساتھ نظر بند کر کے دار میں بھیج دیا گیا
بعض انگریزوں سے کاہیری پارک کے کوٹ دار بھی شروع کر دی جن کو سلطان

ساتھ اس سے رابطہ رکھا۔ اس سلطان نیپو کا ایک فوجی دستہ میر قمر الدین قیادت میں
دو مارہ سے مدد کا نیپو حیرہ سے ٹیریوں کا چکر لگایا یہاں سے اس نے
نیپو پہنچا تو دستہ دوں ملک کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن ٹیریوں سے پاس پر عمال
اپنے دووں میں ان کے بارے میں اس کو تشویش تھی جنگ جھجھک رہی تھی ان شہر دوں
کے بارہ میں خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا اس سے اس سے ماں ماحول سے کورٹ کو
ٹیریوں کے حوالہ کر دیا اور مارچ کے اواخر تک حسب وعدہ حملی قیدیوں کا تبادلہ
بھی ہوا۔

تہذیبوں کو کیا ملا

پوری سلطنت حدود کی آمدنی کا حساب گا اس ۲۰ سالہ دورہ ۲۰ لاکھ
روپے آمدنی کا علاقہ مان گیا اور حسب معاہدہ ایک کروڑ تھارہ لاکھ روپے آمدنی کے
علاقے آبادیوں کے حصہ میں سے ہر ایک کو ۲۹ لاکھ روپے کے علاقے سے لیر لا
کے ساحلی علاقوں کانٹے در کٹاؤر کے علاوہ کورگ بارہ محلہ ڈنڈیگل اور سیم
و غیرہ ٹیریوں کے حصہ میں سے حسب نظام حیدر آباد اس کے پرانے علاقے
ہیں سے جس میں ملاری و پرمی و غیرہ شامل تھے مرہٹوں کو بھی اس سے پرے
علاقے بھی دریائے تنگ بھدر کے شمالی حصے میں مجموعی طور پر قاعدہ میں ٹیری ہی
رہے رقبہ کے اعتبار سے زیادہ علاقے اس ہی کو ملے جو سے زرعیہ و قیمتی بھی تھے
لیکن جس رقبہ کو انگریزوں کی حمایت سے نام پر اس جنگ کا آغاز ہوا تھا اس کو کچھ بھی

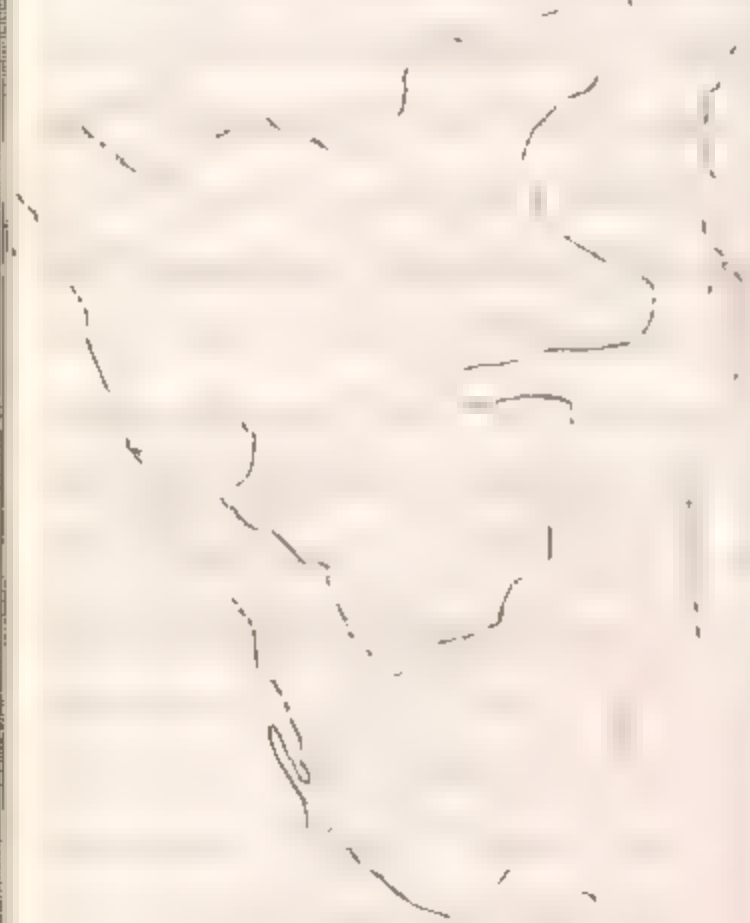
سین یا سیاسی اسناد یہ تھی نہ نظام و رہنمائیوں میں اس سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

جنگ میں مسلسل مصروف رہنے کی وجہ سے مسورتے سرکاری کام میں
بیک روزہ لاکھ روپے بطور تادین جنگ تھوٹا گیا جس سے اس کے پھر بھی اس
سے پی وفاق و رعایا کے تعاون سے اس کو جمع کیا اور جس وعدہ کو کیا

سلطنت پر معاہدہ کے منفی اثرات

تو وہاں سے صرف سلطنت مسورتے کو تھیں اس طرح تقسیم کر دیا تھا کہ اس
سلطنت کا دارچاراں طرف سے غیر محفوظ ہو گئی تھی مشرقی و مغربی علاقے نیپول کے
ہاتھوں سے مل گئے تھے اور وہاں سے دارالسلطنت پر آسانی حاصل ہو سکتا تھا ڈنڈنگ
سے نیپول کی حکومت کو سب سے زیادہ خطرہ لاحق ہوتا تھا لیکن اب یہ بھی دشمنوں کے حصہ میں
جا چکا تھا اس لیے شہروں کے ان کے قبضہ میں چلے جانے کی وجہ سے گرم سسے کی برآمدی
تدارت انگریزوں کے حصہ میں جا چکی تھی تاوان جنگ کی تھوٹا گیا جس سے سرکاری خزانہ پر
غیر معمولی بوجھ پڑا نصف سلطنت کے اتحادیوں کے پاس جانے کی وجہ سے سرکاری سالار
آمدنی ہارو روپے سے گھٹ کر ایک کروڑ کے قریب پہنچ گئی تھی اس لیے کہ تہائی سے
ست سے دراج دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے تھے لیکن پوری سلطنت کو تک ۱۰۰ روپے
فسر کی سازش سے دشمنوں کے ہاتھ چلے گئے روکے کے سے اس معاہدہ پر نیپول کی
ہندی بھی اس کی سیاسی مجبوری تھی۔

۱۸۰۶ء سے معاہدہ سری رنگا پٹنم کے بعد سلطنت کا دارچاراں



[illegible]

نقصانات کی تلافی اور تعمیر نو

نیپون نے تاجروں کے ساتھ کئے گئے وعدہ کے مطابق ہوان جنگ کی پہلی قسم ان کو ادا کی اور پھر ایک سو سے جنگی نقصان کی تلافی کی طرف متوجہ ہو کر رعایا کی خوشحالی اور ملک کی ترقی اس کی اولین ترجیحت میں شامل تھی دشمنوں کی توقعات کے برخلاف اپنے معاشی و اقتصادی مسائل سے پریشان ہوئے کے بجائے وہ بڑی ہمت و عزم کے ساتھ روشن مستقبل کی تعمیر میں جہت لیا اور نہ جنگ تباہ شدہ شہروں کو دوبارہ آباد کیا گیا فاضل زمینت کو کاشتکاروں میں زراعت کی شہادت پر منصف تقسیم کیا گیا نتیجہ یہ ہو کہ غلہ کی پیداوار میں خود خود اضافہ ہو گیا جنگی سوز و غیرہ کے اخیر سے تقریباً ختم ہو چکے تھے اور سلطنت کے جن اہم شہروں میں سامان حرب تیار ہوتا تھا وہ علاقے حسب معاہدہ ان کو دے گئے تھے اب سو درگور مارو کی تیاری کیسے موجودہ علاقوں مثلاً سری لنگا پٹنم بد نور اور بیسور وغیرہ میں سے کارخانے قائم کئے گئے اقتصادی مسائل کو حل کرے اور بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے کمپنوں اور برتنوں وغیرہ کے بھی نئے کارخانے کھولے گئے جس میں سوتی و فی وریٹھی کمپنوں اور قائمین کے علاوہ ضروریات زندگی کی دوسری شیاں بھی تیار ہوتی تھیں ان کارخانوں میں تیار ہونے والی مصنوعات کی شہرت بھی جلد ہی بیرونی منڈیوں تک پہنچ گئی جس سے برآمدات میں بھی چند ہی سالوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۶ سال کے اندر سلطنت کے خانہ سرکاری خزانے پھر بھر گئے اور پہلے کی طرح ہوان جنگ کی بھیہ قسموں کی ادائیگی

جیسے رعایا سے نیپون و مسیحیوں کو بہت سی مالی اقتصادی مسائل پر قابو پانے کے بعد اس سے ایک نئی ترقی پائی وسیع حد جس کے تحت بیرونی ممالک، یوں ترکی اور محار وغیرہ سے مسلمانوں کو سلطنت کے دہلی آکر تجارت کرنے کیسے نہ دہلی طرف سے خصوصی رعایتوں سے نوازا گیا خود حکومت کی دیرسہ پرستی ایک نئی ترقی کھپتی تھی قافلہ گریں جس میں اس کی رعایا میں سے ہر تہائی بلا تفریق مدد پس اپنا سرمایہ لگا کر نفع و نقصان کے سادھی اصولوں کی بنیاد پر شریک ہو سکتا تھا اس طرح اس کمپنی کے قیام سے تجارت میں امراء کے علاوہ پس ماندہ طبقہ کے غریب عوام بھی قسمت آزمائے گئے اور ترقی منڈیوں پر امریکی عمارتوں کی تعمیر ہو گئی۔

شہزادوں کی واپسی

حسب وعدہ نیپون نے چار ماہ کے وقفہ سے ایک کروڑ ۵۰۰ روپے اپنے دہلی واجب ہواں جنگ کے ادا کئے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۱ء تک برصغیر میں بنائے گئے دو معصوم و کس شہزادوں صد قاق و مصر لایں کو انگریزوں نے بڑے اصرار و اعزاز کے ساتھ نیپون کے پاس واپس بھیج دیا ان کو لائے و سے کیپٹن ڈیوٹ اور دیگر دیگر فسران کی نیپون نے فرط مسرت سے خوب خاطر مدارت کی وہ ان سب کو قیمتی تحائف سے نوازا شہ سے باہر دیون ملی جا کر خود اپنے شہزادوں کا استقبال کیا ان کی آمد کی خوشی میں پورے دار سلطنت میں جشن منایا گیا غرباء و مساکین پر صدقات و حیرت کی بارش کی گئی اور دربار افسران سلطنت کو ترقی دی گئی۔

جمہوریت کا قیام اور پارلیمان کی بناء

اقتصادی و معاشی مسائل پر ایک حد تک قابو پانے کے بعد ٹیپو نے امور سلطنت کے سر پر تنظیم کی طرف سب سے پہلے توجہ دی جس کو پہلی جنگ میں اس بات کا بھی طعن حساس ہو گیا تھا۔ عموماً پوراہرست مور سلطنت میں شامل کر کے وہ اس مسئلہ میں کمر بستہ رہے۔ لیکن اور صرف اعلیٰ سطح کے امور اس سے بظاہر کھنے کا یا مشورہ ہوتا ہے۔ اس سے اس نے اپنے سابقہ تجربہ کی بنیاد پر جمہوریت کے عمل کو اپنی سلطنت میں رائج کرنے کا پختہ ارادہ کیا اور اس کے لئے رومرو بادشاہ کے نام سے ایک پارلیمان قائم کی میر حسین علی کرہلی جو ٹیپو کا معاصر ہے اپنی کتاب مشن حیدری میں لکھتا ہے کہ عمائد سے صرف تھیں کے اعتبار سے ٹیپو نے مندرجہ ذیل قوتیں مراہولی تھیں۔

۱۔ خیر وطنی، ۲۔ مغل و مرہٹہ، ۳۔ نوابانہ، ۴۔ صوبہ برہمن، ۵۔ افغانی، ۶۔ شیخ، ۷۔ اہل دائرہ یعنی صدوی۔

صدی علی حال اب تک ٹیپو کا نائب یعنی دیوان (وزیر اعظم) تھا لیکن گدشتہ جنگ میں اس کی عداوت کا اس کو سابقہ پڑ چکا تھا اس سے اس کو اس کے عہدہ سے ٹیپو سے معزول کر کے میر صادق کو اس منصب پر فائز کیا اور اس کو پارلیمنٹ کا صدر بھی مقرر کر دیا ہندو برہمن پورنیک، سیاست کی درت سوچی گئی ورسید حاد کو مرنور (حیدر نگر) کا گورنر مقرر کیا گیا پارلیمان کے ممبرن کو جس کی تعداد سلطنت کے مختلف حصوں کی نمائندگی کی وجہ سے دس ہزار تک پہنچ گئی تھی نامزد کرنے کا

ہر علاقہ سے شہریوں کو اختیار دیا گیا بہت چند ممبرن کو ٹیپو خود مقرر کرتا تھا اس کے علاوہ تمام علاقوں کے گورنروں کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ ہر سال کے خیر میں بقر حید کے بعد اپنی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پارلیمان ورنہ خود بادشاہ کو بھی پیش کریں پارلیمنٹ کے قیام کے بعد ٹیپو رومرو کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں دخل دینے سے باز ہو گیا اور اقتدار کا ایک بڑا حصہ اس نے اپنے سابقہ تجربہ کی روشنی میں عوام کی طرف منتقل کر دیا ابتداً مملکت کے اہم سیاسی امور میں اس کی دلچسپی اب بھی برقرار تھی۔

فوج کی از سر نو تنظیم اور بحری طاقت کی طرف توجہ

نیپری جنگ میں بڑے پیمانہ پر زیادہ تر معرکہ آریوں کے ہونے کے باوجود اسود گورنر وادی کوئی بڑی مقدرتیپو کے پاس نہیں تھی معاہدہ من کے باوجود کسی وقت بھی نقص عہد کر کے نگریر یا مرہٹہ اس پر حملہ آور ہو سکتے تھے اس کا تجربہ ٹیپو کو اس سے قبل بہرہا ہو چکا تھا سو کہ کھی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جس شہروں میں سوسازی کے کارخانے قائم تھے ان میں سے اکثر علاقے معاہدہ کی رو سے اتحادیوں کی سلطنت سے متصل ہونے کی وجہ سے ان کو دے گئے تھے جس کی بنا پر سو کہ پیدا ورنہ کھی فطری بات تھی دار سلطنت کے مشرق و مغرب حصوں کے غیر محفوظ ہوجانے کی وجہ سے اپنی دفاعی قوت پر توجہ دینے کی اس کو سب سے پہلے سے کمزور زیادہ ضرورت تھی اگرچہ اس کے داخلی مسائل اور قلت وسائل اس کے

مکمل نہیں تھے لیکن اس سے بغیر اس کو کوئی چارہ کار بھی نہیں تھا چاہے اس سے
بدور ایسور اور در مسطنت میں سلاطین کے سے کارخانے قائم کیے جاسکتے تھے
کی تو ہیں۔ یہاں تک کہ اس فوج کی باقاعدہ تربیت کے لیے محکمات و غیرہ میں خصوصی
مرکز قائم کئے گئے پوری فوج کو سرور و منظم بنایا۔ نگرینوں کو جنگ میں ان کی جری
طاقت کی وجہ سے جو سہولتیں حاصل تھیں انہیں اس کو خوب سمجھنا تھا اب حیدر علی
کے زمانہ ہی میں مسطنت حد داد کا جری یہ کام کیا گیا تھا لیکن اس شعبہ میں ان کی
چابکدہات کی وجہ سے کوئی خاص پیش رفت نہیں ہو سکی تھی اب انہیں پورے
نیسری جنگ کے حائر کے بعد اس پر خصوصی توجہ دی گئی تھی۔ جری حیدر علی
سے اور اس کی تیار کی گئی لکڑی کے حائر ایک پورا جنگل مخصوص کر دیا گیا تھا
یہ ہو کہ اس کی دقتی توجہ سے چند ہی سالوں میں مسوری عربیہ میں ۲۲ جنگی اور ۲۰
تجارتی جہازوں کا اصف ہو گیا۔ سطر قلیل مدت میں سلطان نیپو کی جری طاقت
میں یہ ترقی اس کے دشمنوں کے لیے کسی حیرت سے کم نہیں تھی۔

تجدید عہد وفا

نیسری جنگ کے نقصانات کی جب ایک حد تک تلافی ہو گئی تو ان جنگ کی
دائگی کے بعد یہ محسوس ہوا کہ شہزادے بھی وہیں آگئے فوج کی از سر نو تنظیم کے
بعد تجارت و راحت بھی ایک بار پھر اپنے عروج کو پہنچ گئی تو نیپو نے اپنے ساتھ تلخ
تحریر کی بنا پر جس میں اس کو اپنے دربار و فسران کی جانب سے غداری و بے وفائی

کا سامنا کرنا پڑتا تھا بڑے چہرہ پر اس سب کے خلاف کارروائی کر کے خود اپنے
خلاف جدت کو دوبارہ دعوت دینے کے لیے سانی و سلاطین میدانوں پر ان
سب کو معاف کر کے ان سے وفاداری کا دوبارہ عہد کیا اس کے لیے اس نے اپنے
تمام علی سطح کے مسودہ فسران کو جمع کر کے انہیں دعوت کی اور اس میں ایک سوڑ
خطاب کیا جس میں اس کو اسلام دشمن طاقتوں کی کارستانیوں، منصوبوں اور ناپاک
خراہیوں سے آگاہ کیا اور جس اہم مہم کو بیکر وہ تھا ہے اس کی تفصیلات بیان کی اور ان
سب کو یہ بات سمجھائی کہ اس کی یہ جنگ صرف مسور کے دفاع یا ہندوستان سے
نگریں کو نکلنے تک محدود نہیں بلکہ عظیم مقاصد کے تحت کیا جائے گا۔ یہ حد
صرف ہندوستان کی آئندہ آنے والی تباہی پر اپنے اثرات چھوڑے گا بلکہ مت
اسلامیہ آئندہ آنے والی نسوں تک اس کے شائع ہونے کے اس طرح اس کا یہ
حد در حقیقت ملک کی معاملات کی آڑ میں خود سلام کی حفاظت کے لیے ہے اس
کے بعد اس نے اس کو آپسی اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے اور انتشار و افتراق سے بچنے
کی نصیحت کی۔ اس پوری تقریر میں اس نے حد کی قرآنی آیات و احادیث کا بار
بار حوالہ بھی دیا جب سب حاضرین پر اس کی بات کا اثر ہوا اور اسوں نے پی
یا غیب۔ محسوس ہوا کہ اس سے معافی، ٹکس تو خوشی سے اس سب کو خصوصی ضمانتوں
سے ۲۰ رگیا۔ در ہر ایک سے تحریری وفاداری کا عہد لکھوا کر سب کے سامنے اس کو
پڑھوایا گیا نیپو جانتا تھا کہ بغاوت کو روکنے کے لیے یہ سب ظاہری وسائل ہیں ورنہ
ان کے دلوں اور فطرتوں کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا تھا۔

میر صادق کا عہد وفا کی آر میں عہد جفا

شروع میں تو سلطنت کے دیوان میں صادق کو اپنے سے صرف ربانی عہد پر اصرار رہا لیکن جب ٹیپو کے دوسرے وفاداروں نے اس کے مصلحت کی روشنی میں اس کے تحریری حلف نامہ پر صریحاً تو وہ اس کے سے تیار ہو گیا اس نے بحیثیت صدر پانچواں دیوان سلطنت (دریہ عظم) و وفاداری کا حلف لیا جو بعد میں اس کے سیاسی کرتوتوں کی وجہ سے حقیقت میں بے وفائی کا صدمہ ثابت ہو گا۔ ان مہموں کے مصطفیٰ کے حوالہ سے سلطان مجاہدین کے مؤلف نے اس کے حلف نامہ کی جو عبارت اپنی کتاب میں نقل کی ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

"میں میر محمد صادق نمک حرم اور ملازم سلطنت خداداد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو حاضر ناظر و شاہد سمجھ کر اور خدا کی قسم کا کر چپے دس سے یہ قرار کرتا ہوں کہ میں پوری وفاداری کے ساتھ اپنے آقا سلطان ٹیپو کی اطاعت کروں گا اس کے حکم پر ہر چیز کو مقدم سمجھوں گا میرا دل اس کی اطاعت سے کبھی منحرف نہیں ہو گا میری آنکھیں ان کے خلاف کبھی کوئی برائی نہیں دیکھ سکے گی میرے کان کبھی اس کے خلاف کوئی بات سن نہیں سکیں گے میرے ہاتھ ہمیشہ ان کی بھلائی کے لئے کوشاں رہیں گے میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اس کے خلاف کبھی کچھ سوں یا دیکھوں تو اسی وقت سلطان کو اس سے آگاہ کر دوں گا کہ وہ بلا شر لٹکی صلابت ورزی ہو جائے یا آقا کی اطاعت میں

درق آجاسے تو اپنے پروردگار کو جو ختم نامہ بھی بیسے والا ہے حاضر و ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ مجھے وہاں ہے غضب سے تباہ کر دے۔

تقریباً اچھائی طرح کے صدمہ نامے سلطان کے دیگر وزراء و افسران مثلاً میر غلام علی سنگھ، میر قمر الدین، بدرالزمان خان، ناطق، حسین علی خان، سید غفار، شیخ عمر، میر قاسم اور میر حسین لدین وغیرہم سے بھی لے گئے اس میں سے اکثریت نے اپنے ان حلف ناموں کا پاس رکھا اور وہ خیر تک ٹیپو کے وفادار ہی رہے۔

اندرونی بغاوتوں کی سرکوبی

نیپری جنگ کے دوران ٹیپو کے کسی ماہر اور راہنما اور پاسیگاروں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی تھیں انگریزوں کے ساتھ مسلسل برسر پیکار رہنے کے باوجود بڑی آسانی کے ساتھ اس نے ان بغاوتوں کو کچل دیا تھا لیکن ان میں سے بعض پاسیگار و راہنما انگریزوں و اتحادیوں کی مدد سے دوبارہ اپنے علاقوں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے ختم جنگ پر سلطنت کے انتظامی امور کے سلسلہ میں ایک حد تک اطمینان حاصل کر بیسے کے بعد ٹیپو کے سے ان بغاوتوں کو کچلنے اور فوری میں پر توجہ دینا ناگزیر تھا ان باغیوں میں سر فہرست ہرن ملی کا راجہ تھا جس نے ۱۷۹۳ء میں ٹیپو نے سید غفار کی قیادت میں ایک دستہ ہرن ملی کے باغی راجہ ہوا پانا، نانک کی سرکوبی کے سے بھیجی لیکن جب اس کو اس میں کامیابی نہیں ملی تو میر قمر الدین کو اس مہم پر روانہ کیا اس کی ٹھکانے سے اس کے پیچھے خان جہاں خان کی قیادت میں ایک اور دستہ بھی روانہ کیا شاید یہ مزاحمت کے بعد تین ماہ میں میر قمر الدین ہرن ملی پر

دو بارہ قبضہ کرے جس کا سیاق ہو گیا ہو پانچ سو دس سو سے ساتھ گرفتار
کر لیا گیا دھرم سنگری کے پیگارے بھی جادو کر دی تھی لیکن حسبِ خود دوبارہ
طاعت پر آمادہ ہو گیا تو اس علاقہ کی کے پاس رہنے دیا گیا رنائیری اور مدائیری
جس بھی جادوئوں سے سر نہ تھا یا تھا صرف تین سو سال میں مدین سے سب تو
زیر کر کے دوبارہ سلطنت خدا واد میں شامل کر دیا۔

مرہٹہ بھگوارے کا قبول اسلام

ڈھونڈیا وائے نامی چنگیری کا ایک مرہٹہ فوجی تیسری جنگ کے دور میں
سلطانی افواج میں شامل تھا لیکن جنگ کے دوران ہی کسی وجہ سے وہ اپنے فوج
ساتھیوں و رائل غنیمت کے ساتھ ٹیپو کو چکر دے کر لکشی وریج گیا اور وہیں
اس نے ہندو جنگ کے خاتمہ پر جو علاقہ دھاروڑا دیری ورشہ اور وغیرہ کامروٹوں
کے قصبہ میں چلا گیا تھا جس میں اس نے لوٹ مار شروع کر دی وہ سب دوبارہ ٹیپو
کے ساتھ مل کر اس کی مدد سے ہی شاہ اور پر قبضہ کر کے یہ خطہ ٹیپو کو دیا چاہتا تھا جس
کے سے اس نے پناہ ایک مدتہ بھی ٹیپو کے پاس بھیج دیا لیکن اتحادیوں کے ساتھ
جنگ کے بعد ہوئے دے معاہدے کے تحت اس میں ٹیپو مرہٹہ کوئی فوجی کارروائی نہ
سمیں چاہتا تھا سی سے اس کے ساتھ اس سلسلہ میں کسی قسم کے فوجی
تعاون سے صاف انکار کر دیا دھر پوما کے مرہٹہ سردار سے اس کی سرکوبی کے سے
دو ہزار سپاہیوں کا ایک دستہ روانہ کیا جس سے اس کو شکست ہوئی وریج بھاگ کر
سری رنگا پٹنم حاصر ہو اور ٹیپو کی دوبارہ غیر مشروط طاعت قبول کر لی سلطان سے

خوش ہو کر یہ سب سونپ کر دیا غلطی فوج میں اس کو علی عمدہ پر کار کر دیا
ٹیپو نے اس حسن سلوک سے متاثر ہو کر اس سے اسلام قبول کر لیا سلطان نے اس
کا مدد نام شیخ محمد رضا لیکن اس نے اپنے سے ملک جہاں خان کا نام پسند کیا ایک
دعوت ٹیپو نے خلاف اس کے وریج پور دیا کا ایک سازشی خط اس سے پکڑا جس میں
میر صادق خود شریک تھا چنانچہ میر صادق نے اس کے خلاف خطا امت کا کر
ٹیپو کی نظر میں اس کو معنوب کر دیا وریج کھنکر یہ دوبارہ اس کے خلاف بغاوت
کر سکتا تھا اس کو قید کر دیا ٹیپو اس کو معاف کر کے دوبارہ اس کے فوجی منصب
پر اس کا راجا جاتا تھا لیکن میر صادق کے صدار کی وجہ سے وہ اس کو رہا نہیں کر سکا
ٹیپو سے اس کی وفاداری کے ثبوت کے سے یہی کافی تھا کہ اس کی شہادت کے بعد
نگریزوں کے قصبہ سے بھاگ کر وہ سلطان کے بڑے شہزادہ فتح حیدر سے جا ملا
اور اس کو ترغیب دی کہ وہ جنگ کو جاری رکھے اور شکست تسلیم نہ کرے سقوط
سری رنگا پٹنم کے بعد بھی وہ نگریزوں کو اسشتوں دلاتا رہا باقاعدہ میں نگریز
آرمی ویریج کے ساتھ ایک مقابلہ میں شہید ہوا جس کی مزید تفصیلات آگے
صفحات میں ٹیپو کے وفاداروں کے باب میں آ رہی ہیں۔

نظام و مرہٹوں سے اچھے تعلقات کی دوبارہ کوشش

ٹیپو اپنے ساتھ خوبات کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ اس کے ملک
و دہشت کے حقیقی دشمن صرف نگریز ہی ہیں نظام اور مرہٹوں کی اس سے دشمنی

صرف انگریزوں کی عیساری و مکاری کا نتیجہ ہے جو ہر اندر دونوں سلطنتیں پہ تو سچ پسند نہ عزائم کے بجائے صرف اس کے خوف سے اپنی حدود سلطنت کی حفاظت کے سے انگریزوں کے ساتھ شامل ہیں اور ہم وطن ہونے کی وجہ سے ملک کی حفاظت کے خاطر اس کے فوجی تعاون کا وہی حقیقی مستحق ہے اگر یہ دونوں اس کے تعاون پر آمادہ نہ ہوں بلکہ صرف غیر جانبدار بھی رہیں تو اس کے سے تینا انگریزوں سے پیش کوئی مشکل کام نہیں ہے اس سلسلہ میں اس نے بارہا اپنے سفارتی و فوجی آپسی تعلقات کو ختم کرنے اور تعلقات کو استوار و مستحکم کر کے اس کے سے ان دونوں کے پاس بھیجے اور اس کے سے ان دونوں کو اپنی طرف سے حتی الامکان رعایتیں تک دینے کی پیش کش کی لیکن فسوس کہ وہ دونوں یا تو اس کی باتوں کو سمجھنے سے قاصر تھے یا پھر اپنے وقتی مفادات کے سے انگریزوں کے ساتھ اس کے خلاف تعاون پر مجبور تھے تیسری جنگ میں اپنی شکست کے باوجود نیپو اس مارے میں ناامید نہیں ہو اور دوبارہ اس کے لئے کوشش شروع کی اور اپنی باتوں کو بھروسہ کرنے کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے کی اپنی خواہش کا پھر ایک بار اظہار کیا سندھیا اور ہری پست کی وفات پر مرہٹہ پیشوا کے نام تفریق بیچامات روانہ کئے جس کے جواب میں پیشوا کی طرف سے نیپو کے شہزادوں کی شادی کے موقع پر مبارکبادی کے بیچامات بھی موصول ہوئے لیکن بات زیادہ آگے نہیں بڑھ سکی نظام حیدر آباد نے کرنوں پر ہمدردی پیش کر کے اگرچہ نیپو کے ساتھ پہلے تعلقات میں مزید تلخی پیدا کر دی تھی لیکن نیپو اس کو بھی بھروسہ کر کے ساتھ بھی اپنے تعلقات کو استوار کرنا چاہتا تھا تاہم ۱۷۹۹ء میں جب مرہٹوں نے حیدر آباد پر حملہ کر دیا تو حالات سے

مجبور ہو کر دو وقتی طور پر نیپو کے قریب آگیا نظام کے بھتیجے تیارمدور سے بھی طرفیں میں اسلاف میادوں پر مستحکم اتحاد کے سے اپنی مخلصہ کوشش کی لیکن انگریزوں کی کامیاب ریشہ دوانیوں اور مرہٹوں کی سازش سے خود نظام کی خواہش کے باوجود یہ اتحاد زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکا۔

انگریز گورنروں کے تبادلے

معاہدہ سری ریگا پٹنم کے ایک سال کے بعد ہی انگلستان کے وزیر اعظم پٹ نے ہندوستان میں اپنے گورنر جس کا نو اس کو واپس بلا کر تیسرے لینڈ بھیج دیا اور اس کی جگہ سر جان شوہر کو گورنر جنرل بنا کر ہندوستان بھیج دیا گیا یہی کے زمانہ میں ہاؤن جنسکی آخری قسط کی ادائیگی کے بعد نیپو کے پرغش شہزادوں کی واپسی ہوئی تھی یہ بڑا اصول پسند شخص تھا اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی معاہدوں کی خلاف ورزی کا قابل نہیں تھا اس نے اپنی زیادہ تر توجہ شمالی ہند اور خاص کر اودھ کے صوبہ پر دی نیپو پر اس کی توجہ بہت کم رہی اس کی خاموش پالیسی کی وجہ سے اس کو بھی تبدیل کر کے ۱۷۹۸ء میں آئیر لینڈ کے باشندہ رچرڈ کولی وریل کو جس کو رچرڈ وریل یا مارکوس وریل بھی کہا جاتا تھا گورنر جنرل بنا کر ہندوستان لایا گیا یہ بڑی ذہین ورجاواک تھا جمہوریت کے بجائے آمریت کا حامی تھا ہندوستان میں پہلے عہدہ کو سنبھالنے سے پہلے ہی یہاں کے سیاسی حالات کا اچھی طرح مطالعہ کر چکا تھا اسی کی ذہانت سے آگے چل کر صرف ایک سال کے اندر ۱۷۹۹ء میں ملت اسلامیہ کا ایک عظیم سانحہ

تین سو سالہ کی گناہیں پیش کیا جس کے بعد پھر دیا جس درجہ عظیم پہنچا
بعد وہاں سے دوسرے کے جس تخت پر خوب دہلی میں عیاری و مکاری
نے اسے اٹھس بھی قابل تھے اس کا مشہور مقام تھا کہ مسلمان ذاتی غرض و
مقاصد کے لئے تو مستشرق متفرق ہو جاتے ہیں لیکن اپنے مذہب اور دین کے نام پر
ایسی فتنات کو بھس اور ناپس ہو جاتے ہیں مسلمانوں پر حکمرانی کے لئے کسی
بھی حکمران کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کے مذہبی جد و جات کو نہ ٹھیرے ۔

یورپ میں سیاسی تبدیلیاں اور نیپولین کا عروج

دورِ مظهرِ شگستان پٹن کی طرف سے ہندوستان میں اپنے گور و جہلوں کے
تبادلے اور اصل میپوئے ساتھ یک اور فیصد کن جنگ کے پاک مقصد سے ہیں
سطر میں ہو رہے تھے یہ مقصد سے چندی سالوں میں سر جاں شور کو ہٹا کر ایک
چالاک گور و خزنوں کو ہندوستان بھیجا گیا تھا یہی وہ زمانہ تھا جب عامی سطح پر
ان کے سب سے بڑے سیاسی حریف و نفیسیوں میں غیر معمولی تبدیلی واقع ہو رہی
تھی وہاں بادشاہت کا حاتمہ ہو گیا تھا اور میپوئیں بوجہ پارٹ کا برجہ نکال رہا تھا
تیم باہینڈ اور ٹلی پر ورس کا قبضہ ہو چکا تھا آسٹریا میں میپوئیں نے بادشاہ وقت
کو شکست دے دی تھی اس کی کن کامیاب فتوحات سے دیکھتے ہی دیکھتے پورے
یورپ میں طاقت کا وزن بکھر چکا تھا فرانس کی مدحتی قوت سے گریزوں کو
ہندوستان میں بھی اپنے مقصودات خطرے میں نظر آ رہے تھے میپو کے ساتھ

و سسوں کے تعاون سے ۷۰۰ پے سر پر نیکو حطرہ مندرجہ بالا باقی کا
مقابلہ کرے گئے سے ایک مضمون کے تحت دوسرے کا بندہ سنا کے سے غائب
ہو تھا دوسری طرف نیو دس سے اپنی سابقہ سفارتوں کی کام و پیش سے باوجود
سب بھی ۱۰۰ سے ۱۰۰ میں ہو تھا تیسری جنگ کے حادثہ پر ۱۰۰ سے ۱۰۰ اور
سفارت دس دس روایہ کی اس وقت میں مصر تین چار تھا ۱۰۰ سے ۱۰۰ سے نیو ۷
خط نمبر ۱۰۰ میں دو ہفتے کے وہ آپ کو برطانیہ کے آہنی شکنجے سے نکال دے ۱۰۰
مسند میں ۱۰۰ سے پہلے آپ کے یہاں کے حفر فیانی و سیاسی حالت اور
۱۰۰ آپ کے سیاسی موقف سے واقفیت ضروری ہے اس کے سے آپ سے کسی
معتدہ و فوراً قہرورہ کیجئے خدا آپ کی طاقت میں صادر کرے لیکن فیس کہ یہ
حمار استہابی میں شریک کے ذریعہ نگرینوں کے ہاتھ لگ گیا ۱۰۰ دور ۱۰۰
۱۰۰ کو انگریزوں کے دس سسے بیڑہ پر حمد کی دس ۱۰۰ کا جنگی بیڑہ بحیرہ روم میں
تباہ ہو گیا اور بیڑہ میں دس سے شام ہسپا اسٹریٹ نگرینوں کو ایک سے نکالے کے سے
فرانس سے لوبی تعاون کی سطحانی میدانوں پر پانی پھر گیا۔

غیر ملکی مسلم سربراہان مملکت سے رابطہ

مک میں گورنر جنرل کے تبادلے سے ٹیپو کو پھین ہو گیا تھا کہ نگرہ اس کے خلاف ایسڈ بمی اور فیسفہ کن جنگ کی تیاری کر رہے ہیں جس میں ۱۰۰۰۰۰ دو سو لاکھ قسمن کا فیسفہ بھی ہوے والے اگر خدا خواستہ وہ اس جنگ میں شکست کھا گیا تو

پورے ملک میں سارے حیت کے تمام جرج ہیں گئے اور سلطنت حد دلی قسمت پر
 بھی مہر لگ جائے گی اسی سے مرہٹوں اور نظام سے مایوس ہو کر س نے پھر ایک بار
 خلیفہ روم سے خط و کتابت کی اور دلی کا مل زمان شاہ اور کمریان کریم حال سے
 بھی مراسلت کی۔

خلیفہ روم سے پھر ایک بار مایوسی

خلیفہ روم کی خدمت میں ٹیپو کا یہ کوئی پہلا خط نہیں تھا بلکہ اس سے قبل بھی وہ
 سی و س سہ صد میں اس سے رابطہ قائم کر چکا تھا تب تک سو سے رہائی ہمدردی
 کے اس کی طرف سے کسی فوجی مدد کے نہ ملنے کے باوجود ٹیپو اس سے مایوس نہیں
 ہو تھا بلکہ اس نے پھر ایک بار اس کو خط لکھا اس کے جواب میں سلطان سلیم نے
 ٹیپو کو جو مایوس کن جواب لکھا اس کا خلاصہ یہاں درج کیا جا رہا ہے اس سے اندازہ
 ہوتا ہے کہ خلیفہ روم بھی جس کو اس وقت پورے مسلمانان عالم کی نمائندگی کا
 شرف حاصل تھا انگریزوں سے کس قدر مرعوب تھا اور بار بار بھگانے کے باوجود
 ٹیپو کی مدد و دشمنوں کے خطرناک مزاحم کو کچھ نہیں رکھا چونکہ سلطان ٹیپو عربی
 سے واقف تھا اور ترکی کی سرکاری زبان بھی اس وقت عربی ہی تھی اس لئے سلطان
 سلیم سے اس خط کا جواب عربی ہی میں دیا اس خط پر ۱۲۱۵ھ / ۱۸۰۰ء کی تاریخ
 درج ہے جو ہمارے حساب سے ۱۷۹۵ء ہونا چاہئے۔

چونکہ خط طویل ہے اور اس میں کسی باتیں مکرر ہیں اس سے ہم ذیل میں صرف

اس خط کا خلاصہ ہی نقل کرے پر استعارہ ہے ہیں اس طرح نہ نفس مضمون سے
 کوئی اہم بات چھوٹنے نہ پائے۔

مہاراجے قابل احترام بھائی کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے
 انگریزوں اور فرانسیسیوں کی جنگ میں انگریزوں سے اپنے قریبی تعلقات
 کے باوجود غیر جانبدار رہ کر بی طرفین میں صلح کرنے کی کوشش کی
 لیکن فرانسیسیوں نے ہماری اس غیر جانبداری کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ
 نیپولین بونا پارٹ کی قیادت میں اس کی فوج نے ۱۸ / محرم ۱۲۱۳ھ کو
 مصری بندر گاہ اسکندریہ پر قبضہ کے بعد پورے شہر پر بھی قبضہ کر لیا اور
 وہاں یہ بات مشہور کر دی کہ اس مسئلہ میں ان کو خود ہماری
 (سلطنت عثمانیہ) کی حمایت حاصل ہے راستہ میں جاسوسوں کے
 ذریعہ پکڑے گئے ان کے بعض خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ
 سازش کی ہے کہ جزیرہ العرب پر قبضہ کر کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے
 کر دیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے ان کا حجم کو مقابلہ کیا۔

چونکہ آپ سے ہمارے قدیم مراسم ہیں اس سے آپ سے بھی
 امید ہے کہ اس کار خیر میں فرانسیسیوں کے خلاف ہماری مدد کریں گے
 ہمیں معلوم ہو رہا ہے کہ خود ہندوستان کی انگریزی مقبوضات میں بھی
 انہوں نے اپنی سازش کا حال پھیلا رکھا ہے اور انہوں نے مصر کے
 راستہ آپ کی فوجی مدد کا حقین دلایا ہے لیکن یہ سب ان کا دھوکہ و
 فریب ہے اور انگریز ان کے خلاف کمر بستہ ہیں اور ادھر ہم ان کے

خلاف صف آراء ہیں اس لئے آپ پر ضروری ہے کہ آپ ہمارا اس
سند میں تدوین فرمائیں مگر ہر مذہب و ملت کو ختم کرنے پر
تلی ہوئی ہے مگر یوں کے لئے سب سے قابل احترام شخصیت
پاپا سے روم پر بھی سوں نے باتھ اٹھایا ہے جس طرح انہوں نے
ہمارے بعض عقوں پر قبضہ کر لیا ہے اسی طرح پورے ہندوستان پر بھی
قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ بڑی دھوکہ باز قوم ہے اس لئے
آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کو ہندوستان سے نکالنے میں خود
ہماری مدد کریں اور انگریزوں کے خلاف لڑنے کے اپنے اردوں کو
ترک کر کے اگر ان سے کوئی شکایت ہو تو ہمیں لکھیں تاکہ ہم اس کے
تصدیق کے لئے مخلصانہ کوشش کر سکیں۔

نقد

سلطان سلیم

ٹیپو اس خط کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ خلیفہ روم سے اب کسی مدد کی توقع رکھنا فصول
سے اس نے اس کو عربی بی بی میں جو جوابی خط لکھا اس کے کچھ اقتباسات مندرجہ ذیل
ہیں۔

”آپ کا مرشد جو فرامشیوں کی حد میں وقوف اور نگر یوں
کی تحسین و تعریف اور ہمارے دانگریزوں کے درمیان تصدیق کی پیش
کش پر مشتمل تھا ملامت تو محض دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء

در جہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے اپنے دشمنوں کے خلاف صف آراء
ہیں فرامشیوں کی دھوکہ دہی و مکاری سے ہم خود واقف ہیں لیکن اس
وقت سند ہمارے لئے یہ ہے کہ فرامشیوں سے سب سے بڑے نگر یوں
نے ہندوستان میں ایک سلاطین سلطنت پر پورش کی تیاری کی ہے جس
طرح نہ صرف ہم پر بلکہ جمیع مسلمانوں پر یہ حماد مرص ہو جاتا ہے۔

اب میں آپ ہمارے لئے اللہ کی مدد خاص اور توفیق کے
لئے خصوصی دعا کریں۔

والسلام

سلطان ٹیپو

والی کا بل کا بہت افزاء جواب

خلیفہ روم کی طرح ٹیپو نے کامل کے حکمران اور محدثہ ابدلی کے پوتے
ربان شاہ کو بھی خط لکھا اس وقت اس کی فوجی طاقت کے خود نگر یہ بھی قابل تھے اور
اس کو اس پورے علاقے میں بڑی سیاسی اہمیت حاصل تھی اس خط کو میر محمد رضا اور
میر حبیب اللہ اس کی خدمت میں لے گئے اس میں ٹیپو نے جو کچھ تحریر کیا تھا اس کا
ماحصل یہ تھا۔

”سلطنت خداوند میں ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ آپ کی سلطنت کی وسعت و
حکام کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں ہم ہمیشہ مسلم حکمرانوں کے درمیان دینی
بنیادوں پر اتحاد کے خواہاں رہے ہیں اس وقت سلام دشمن طاقتیں ہم پر حملہ کی

تیسری کر رہی ہیں اس لئے اس سلسلہ میں ہم آپ کی مدد سے طالب ہیں امید ہے آپ ہمارا تعاون فرما کر اس کار خیر میں شامل ہونگے۔

اس پرنسپل کو زبان شاہ کی طرف سے بڑا اہمیت حاصل ہے اس نے کہا کہ آپ کا گرامی مادر پختا تحائف بھی موصول ہوئے اس سے محبت و دوستی میں تازگی پیدا ہوئی چونکہ دشمن اسلام ایک اسلامی سلطنت کو نیست و نابود کرنے کے درپے ہیں اس سے ہم اللہ کی مدد سے یکدم بڑا لشکر لے کر آپ کی طرف آ رہے ہیں تاکہ اس ملک کو کفر و بدعت سے پاک کریں آپ کے سفیروں کی معرفت کچھ ہتھیار تحفے بھی اہل سال خدمت میں۔

زمانہ شاہ کو روکنے کے لئے انگریزوں کی کامیاب چال

زمانہ شاہ اپنے وعدہ کے مطابق ۲۲ ہزار سپاہیوں کا ایک بڑا لشکر لے کر ٹیپو کی مدد کے ارادہ سے کابل سے روانہ ہوا لیکن جب انگریزوں کو اس کی اطلاع ملی کہ زمانہ شاہ ٹیپو کی مدد کے لئے لشکر چکا ہے تو وہ اپنی زمین فطرت کے مطابق ایسی چال چلے کہ زمانہ شاہ ہزار چاہنے کے باوجود اپنے مسلمان بھائی کی مدد نہیں کر سکا انگریزوں کو خطرہ تھا کہ ٹیپو کے ساتھ اس کے فوجی شتراک کے بعد ہندوستان سے ان کا تہتر چھینی ہے ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے ایران کے شہر بوشہر میں مراد آباد کا ایک شیعہ مسلمان ممدی علی خاں ریڈیٹنٹ کے عہدہ پر فائز تھا انگریزوں نے اس کے ذمہ یہ کام کیا کہ وہ ایران کے شیعوں اور کابل کے سنیوں

میں مسافرت سے بچا کر ایران میں مسلمانوں کے عوام سے مذہبی حد بات کو برائی سمجھنے والے اس طرح کو مصروف جنگ رکھے کہ زمانہ شاہ ہندوستان میں ٹیپو کی مدد کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے یہ جنگ دین مت فروشی اپنے انگریز اتحاد کی عین مشابہت کے مطابق اپنی اس چال میں آسانی کامیاب بھی ہو گیا اس نے ایران میں یہ افواہ پھیلائی کہ قیامتوں میں شیعوں پر ہر درجہ ظلم کیا جا رہا ہے ان کی مذہبی آزادی سلب کر لی ہے زمانہ شاہ روز بروز شیعوں کو قتل کر رہا ہے جس کی وجہ سے ان کا تہتر چھینی میر محمود ہو گئی ہیں پھر کیا تھا ایرانیوں کے مذمت مشعل ہوئے ممدی علی خاں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایران کے شاہ کو یقین دلایا کہ انگریز ہندوستان سے اس کے مقبوضہ علاقے پس لیے میں فوجی مدد کے لئے تیار ہیں شاہ ایران نے قریب میں گنگا اور افغانستان کے شہر حرسان پر حملہ کر لیا اور ہرات کے گورنر کو زمانہ شاہ کے خلاف فتوت پر کسایا اس طرح اب اس کی پوری فوج ہندوستان کے بجائے خود اپنے ملک کی حفاظت پر لگ گئی اور ہندوستان کی سرحدوں پر ٹیپو کی مدد کے لئے پہنچی ہوئی سکی افوج وہیں کابل چلی گئیں ستر شاہ کو ٹیپو سے دور رکھے کی چال میں انگریز کامیاب ہو گئے ممدی علی خاں کو اس مدت فروشی کے عوض انگریزوں کی طرف سے دو لاکھ اسی ہزار روپے نقد ملے۔

شاہ ایران سے مراسلت

اس وقت ایران کی سلاطین حکومت کا شمار بھی مذہبی اور طاقتور حکومتوں میں ہوتا

نہا چہ پے ٹیپو سے یوں کے شاہ کریم خاں سے پاس بھی ۱۶۰ مارچ ۱۸۵۷ء کو ایک
 سعادت رو کی س میں سرمد برہنہ درمیر علی و میرہ شامل تھے اس
 کے درید ٹیپو سے شاہ ایریں خدمت میں چار قیمت باقی درمیر سے جو بہت بھی
 چھکے اس سے نام اپنے خط میں ٹیپو سے دوستی کہ مسطرت حد دانی سی
 بدو گاہ کے موسم ایریں کی ایک فوجی بدو گاہ میں و تریہ پر دی جائے کریم خاں
 اس پر اصرار ہو گیا اور اس سمد میں مرید تفصیلات کو لے کرے کے سے ہے دو
 نہ نہ سے ماحول اور صلی ایک سری رنگا پنم روانہ سے اس سے خوش ہو کر ٹیپو
 نے اس و شکریہ کا خط لکھا اس میں تحریر تھا کہ

آپ کا خط ملا اس سے آپ کا خلوص ٹھہکتا ہے اسے پڑھ کر بے حد مسرت
 ہوئی نہ جان آپ کی مسطرت کو انتظام عیشی الحمد للہ حسب توقع آپ کو بھی مدد
 میں اتفاق کی ضرورت کا احساس سے جس طرح اسلامی رشتہ بنا رہا ہے
 آپ سے تمام علاقوں و حریروں کو پہنچا دیا ہے اور اس میں آپ پر بھی ضروری
 ہے کہ میرے تمام علاقوں کو بھی اپنی ہی علاقہ لکھیں اور جس بدو گاہ کی آپ کو
 ضرورت محسوس ہو اس سے مجھے مطلع کریں۔

مہرود مختار

ٹیپو سطل

لیکن حسب یہ خط ٹیپو کا اس پانچ تو ٹریروں کے برخلاف مہدی علی
 حال کی سادش سے افغانستان اور ایریں میں سنگ چڑ چکی تھی اس سے مسطرت

۱۸۵۷ء میں اس سے درمیان حسب وعدہ بدو گاہوں کے تاد سے کی نوت نہیں
 آسکی اور شیعوں و سنیوں کے درمیان مساحت کے عیو کر انگریز ایک وقت ایریں
 و افغانستان دونوں کو ٹیپو سے دور رکھے میں کامیاب ہو گئے

اندر و ن ملک ہندو راجاؤں کو دعوت اتحاد

ٹیپو نے مگر یوں کے وجود سے اندرونی کی سرزمین کو پاک کرنے کے سے
 اندروں و بیرون ملک صرف بڑی طاقتوں سے رابطہ پر استقامتیں کیا بلند ملک کی
 چھوٹی چھوٹی خود مختار مسطرتوں کو بھی اس نے انگریزوں کی چال و ہندوستان کے
 کے سمد اس کے مایا پاک مریم سے آگاہ کیا چنانچہ اس نے شمشیر جو دھوڑے پور
 اور نیپال و غیرہ کے ن بدو راجاؤں کے پاس بھی اپنے سمیر دعوت اتحاد سے تر
 رو سے جس بظاہر نظام مرید افواج کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن
 اس کو بھی حقیر نہ سمجھتے ہوئے اس سے ملک کی تریہ سے ہندوستان
 ہندوستانیوں کے سے کامرہ بند کرتے ہوئے اپنے ساتھ ان کو شامل ہونے کی
 دعوت دی لیکن فوس کہ طویل فاصد پر ہوئے در اپنے اندرونی مسائل کی وجہ
 سے اچاہتے ہوئے بھی ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کے خلاف ملک کی بڑی میں شامل
 نہیں ہو سکے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

چودھواں باب

چوتھی جنگ کے آغاز سے

شہادتِ ٹیپو تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

چوتھی جنگ کے لئے انگریزوں کی منصوبہ بندی

۱۹۷۱ء میں انگلستان کے وزیر اعظم پیٹ نے لارڈ ویلن کو ہندوستان میں اپنا گورنر جنرل مقرر کر بھیجی تو اس کو اس ملک میں مہاجریت کے ناپاک منصوبوں کو عملی حادہ پٹے کی ذمہ داری سونپی وینز نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے یہاں کے سیاسی حالات کا بغور جائزہ لیا اور اس بات کا اندازہ لگائے کی کوشش کی کہ ان کے توسیع پسندانہ عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کون ہے۔ اس کو اس نتیجہ پر پہنچے میں دیر نہیں لگی کہ دہلی کے حبشی و مغربی غفلوں میں رہنماؤں کی سنگین آہیں عدم اتحاد کی وجہ سے غیر مستحکم ہیں اور وہ کا علاقہ تو ان کے ماتحت ہی چکا ہے اور وہاں خود مختاری پر اسے نام ہے نواب اور کلاں تو پہلے ہی اس کا مطیع ہو چکا ہے۔ لارڈ ویلن کا راجہ زمانہ سے اس کو خراج ادا کر رہا ہے سرحد وفاق میں در پڑ چکی ہے جس کے بعد مان فرنیس کا پون میں رہے نام اثر رہ گیا ہے نظام حیدر آباد کی طاقت مرنوں سے حالیہ جنگ کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے اور حیدر آباد میں خود ان کے ریڈیڈنٹ جیمس کرگسپارک نے غیر معمولی اثر و رسوخ پیدا کر لیا ہے اس طرح مجموعی طور پر سلطنت مسور کے علاوہ ہندوستان کی چھوٹی بڑی تمام حکومتیں رد و ال ہیں ان کے ناپاک عزائم کی راہ میں ان میں سے کسی کی طرف سے روئے انکسائے جانے کا امکان خود ان کے آپس اختلافات داخلی مسائل اور اندرونی خلفشار کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہے پس ایک ٹیپو جی سے اب ان کے لئے حقیقی خطرہ رہ گیا ہے معاہدہ سری راجا چٹنم کے بعد جی آدمی سلطنت کھونے کے

باوجود چند ہی سال میں قابل رشک حد تک اس نے اسکی تعلیٰ رہی ہے داخلی
 استقامت کو اس نے پھر ایک بار مستحکم کر لیا ہے اپنی فوج کی درسر کو تنظیم کر لی ہے
 بحری طاقت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا ہے ہوا میں جنگ کی ادائیگی کے باوجود
 حکومت کے مالی وسائل پر اس نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے قابو پایا ہے ان سب
 وجوہات کی وجہ سے لارڈ ویلزلے ملک میں تین ٹیمپو کی کو اپنی راہ میں سب سے بڑی
 رکاوٹ تصور کر رہا تھا مزید یہ کہ ٹیمپو کی دور رس نگاہوں اور سیاسی بصیرت نے غیر
 ملکی طاقتوں ایران افغانستان اور ترکی کے علاوہ فرانس کے سپہ سالار نیپولین بونا
 پارٹ سے بھی رابطہ قائم کر لیا تھا دیزنی نے سب سے پہلے اس کی کوشش کی کہ
 ٹیمپو کے لئے غیر ملکی مدد کے رستوں کو بند کیا جائے چنانچہ نیپولین کے عریضہ کو
 بحیرہ روم میں خرق کر دیا گیا شام میں ترکوں نے اس پر حملہ کر دیا اس سے اب
 نیپولین کے حسب وعدہ ٹیمپو کی مدد کے سے مصر کے راستہ ہندوستان آنے اور
 انگریزوں کے خلاف اس کے شانہ بشان لڑنے کا سوچ ہی نہیں پیدا ہو رہا تھا
 افغانستان کے زمان شاہ کو ہندوستان کے قریب پہنچنے کے باوجود انگریزوں نے اپنی
 سازش سے ایران کو اس پر حملہ کے لئے اکسا کر واپس افغانستان جانے پر مجبور کر
 دیا تھا ترکی کا خلیفہ سلطان سیم پہلے ہی مایوس کس جواب دے کر اور خود اس کو
 انگریزوں کے خلاف لڑنے کا مشورہ دے کر اپنا عندیہ ظاہر کر چکا تھا اودھ اور
 کرناٹک کی حکومتیں جب خود اپنا دفاع نہیں کر سکتی تھیں تو ٹیمپو کی فوجی مدد کی حاجت
 بھی نہیں سکتی تھیں نہیں کشمیر، بھوپور، درجود، مپور وغیرہ کی چھوٹی چھوٹی بہت
 مسطقتیں بھی اتنی طاقت نہیں رکھتی تھیں کہ وہ اتنی دور سے ٹیمپو کی مدد کے سے

سکین بے دے کر کسی طرف سے ان سے خلاف ٹیمپو کی مدد کا مکان تھا تو وہ
 مرہٹہ در نظام ہی تھے اس سے اس دوروں کو ٹیمپو کے ممکنہ تعاون سے باز رکھنا دیزنی
 کے لئے سب سے اہم تھا۔

سب سی ڈیاری سسٹم

دیزنی کو اس بات کا حدیث تھا کہ نظام و مرہٹہ ٹیمپو کے ہم وطن ہونے کی وجہ
 سے اس کے ساتھ جا کر مل سکتے ہیں اسی سے اس نے ان دونوں کو ٹیمپو سے محکمہ حد
 تک دور رکھے کے سے سب سی ڈیاری سسٹم کے نام سے ایک سکیم تیار کی جس
 کے مطابق اس سلطنتوں کو اپنی سرحدوں کی حفاظت کے سے میر ملکی فوجیں بڑا کر
 ٹرینرز ریڈیٹنٹ مقرر کر ماتھ اس حکمرانوں کو اس پر آمادہ کرنے کے لئے اس طرح
 بے وقوف بنایا گیا کہ اس سکیم کا اصل مقصد ان کے دشمنوں کے حملوں سے خود
 ان کے علاقوں کی حفاظت کرنا ہے حالانکہ اس کے درپردہ ان کا مقصد حملوں کو
 معلوم کر کے رکھنا تھا جس کے نتیجہ میں ان سلطنتوں کا پورہ نام اقتدار انگریزوں
 کے ہاتھ میں آ جاتا۔

نظام کی حماقت اور اسکیم کی قبولی

سب سے پہلے اس کا تجربہ نظام حیدر آباد پر کیا گیا اس کی حالت پہلے ہی سے
 غرب تھی وہ کسی سہارہ کی تلاش میں تھا اس سے اس کو اچھا موقع ہاتھ آ گیا انگریزوں
 سے اس کو سب سے پہلے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس کی فوج میں موجود چودہ ہزار

دراسیوں کو ہر طرف کردے شروع میں تو نظام س کے سے رضی نہیں تھا سیکر اپنے دربار اور انگریزوں کے زبرد خرید میر عام کے اصرار پر اس نے س کو قبول کر لیا ۱۷۷۲/ اکتوبر ۱۷۷۲ء کو س مسئلہ میں فرقیں کے، بین یک معاہدہ پر دستخط بھی کئے گئے جس کی تفصیلات کچھ یوں تھی۔

(۱) نظام چھ ہزار انگریز فوجیوں کو اپنی سلطنت میں رکھ لیا۔

(۲) ایک ہزار توپ خانہ بھی ان فوجیوں کے لئے حیدر آباد میں ہو گا۔

(۳) انگریز فوجیوں کی تنخواہ سالانہ ۱۳ لاکھ روپے نظام داکر لیا۔

(۴) آئندہ سے نظام کسی بھی غیر ملکی کو اپنی فوج میں ملازم نہیں رکھ لیا۔

(۵) س معاہدہ کے بعد نظام انگریزوں کا باج گزار تصور کیا جائے گا۔

اس معاہدہ پر دستخط کے بعد نظام کی انگریزوں کے سے میو کے خلاف فوجی مدد یقین ہو گئی و اس کی طرف سے انگریزوں کو مکمل ملین ہو گیا۔

مرہٹوں سے اسکیم پر دستخط کے لئے اصرار

اسکیم پر نظام کے دستخط کر لینے کے بعد مرہٹوں کی باری تھی جن کی میو کے خلاف آئندہ جنگ میں حمایت یا کم از کم غیر جانبداری انگریزوں کے سے ناگزیر تھی کہپنی نے نظام کی طرح معاہدہ کے لئے مرہٹوں سے بھی اصرار کیا سیکر جب ن کے بار بار اصرار کے باوجود مرہٹوں نے اس اسکیم پر دستخط نہیں کئے تو کہپنی نے مرہٹوں میں بھڑکائے کا منصوبہ بنایا پونا کے نانافرنوس کو گوایار کے دولت راؤ سندھیا نے پونا ہی میں نظر بند کر دیا تھا انگریزوں نے نانافرنوس سے اسکی رہائی کے سے

س شرط پر کوشش کا وعدہ کیا کہ وہ بعد میں میو کے خلاف جنگ میں ان کی مدد کرے دوست راؤ سندھیا کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے حتمی سے اس کی نوبت آنے سے پہلے اس کو آزاد کر دیا اس طرح مرہٹوں کو آپس میں لڑا کر مزید کمزور کرنے کی انگریزی سازش کامیاب نہیں ہو سکی پھر بھی کسی طرح انگریز دولت راؤ سندھیا کو پونا سے گوایار بھیجنے میں کامیاب ہو گئے اور سندھیا سے انگریزوں کو لاحق خطرہ اس کے دور چلے جانے کی وجہ سے کم ہو گیا دوسری طرف نانافرنوس جب خود اس حال میں نہیں تھا کہ اپنا دفاع کر سکے تو پھر وہ میو کی کیسے مدد کر سکتا تھا اس نے ساتھ معاہدہ کی رو سے بوقت ضرورت انگریزوں کی مدد کا وعدہ کیا لیکن ہا کا وعدہ سب سی ڈیاری سسٹم پر دستخط سے اس نے بھی صاف انکار کر دیا جس سے انگریزوں کو بڑی مایوسی ہوئی۔

میو کو غافل رکھنے کی کوشش

جب چاروں طرف سے گورنر جنرل ویلزلی کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ میو کے ساتھ اس کی جنگ کی صورت میں اس کے سے کہیں سے بھی فوجی مدد کا امکان نہیں ہے تو وہ اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے سے بے چین ہو گیا اب اس کو جنگ شروع کرنے کے لئے بہانہ کی تلاش تھی اس سے کہ بغیر کسی اشتعال یا وجہ کے میو پر حملہ کے سے اسکے صلیف بھی تیار نہیں تھے سب سے زیادہ اس کی کوشش اب یہ تھی کہ میو کو اپنی جنگی تیاریوں اور منصوبوں سے حتی الامکان غافل

رکھ جائے اس کے سے اس نے اپنے مختلف بیانات و خطوط سے اس بات کی اس کو یقین دہانی کرائی کہ کوشش کی کہ وہ اب بھی اس کے ساتھ مخلصانہ تعلقات باقی رکھنا چاہتا ہے اور جنگ کا اسکا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے اور میر صادق اور دوسرے بے وفاداروں نے بھی سلطان کو انگریزوں کی تیاریوں کی بھینک بگنے نہیں دی گورنر جنرل ویلزلی کو جب ٹیپو نے ہندوستان میں اس کی تقرری پر مبارکبادی کا خط لکھا اور اس میں اس سے بات کی توقع کا اظہار کیا کہ وہ اپنے دور میں سابقہ معاہدوں کی سختی سے پابندی کریگا تو ویلزلی نے بھی اس پر اس کو شکریہ کا خط لکھا اور اس بات کا تاثر دیا کہ وہ بھی اس کی طرح طرفین میں دوستی ہی کا خواہاں ہے اپنے خلوص کا ثبوت دینے کے لئے اس نے متارہ علاقوں کے تصفیہ کے سے ایک کمیشن کے قیام کی اطلاع بھی دی لیکن حقیقت میں یہ سب اس کو غافل رکھنے کی ویلزلی کی ایک چال تھی جس میں وہ کامیاب بھی ہو گیا۔

بہانہ جنگ کی تلاش

جنگ کو شروع کرنے کے لئے ویلزلی کو بہانہ کی تلاش تھی سب ہر طرف تیری مکمل ہو چکی تھی جنگ میں مزید کسی تاخیر سے اس کے لئے مسئلہ پیدا ہو سکتے تھے چنانچہ ٹیپو کو ہار کانے کے لئے سب سے پہلے ویلزلی نے کڑی شرائط پر مشتمل ایک سخت خط لکھا اس میں اس نے اس پر الزام لگایا کہ وہ فرانسیزیوں کے ساتھ ملکر انگریزوں کو تباہ کرنا چاہتا ہے (غالباً اشارہ مارٹین فرانسیزیوں کی آمد کی طرف تھا) تحقیق کے لئے ہماری طرف

سے میگزڈون کو بھیجا جا رہا ہے وہ آپ سے کہیں کے تحفظ کے سے کسی بھی علاقہ کا مطالبہ کر سکتے ہے جس کی تمہیں آپ پر لازمی ہوگی یہ خط لکھ کر دہریہ جو اس وقت کلکتہ میں مقیم تھا اپنی تمام فوجوں کو تیار رہنے کا حکم دے کر خود بھی اس کے لئے دربار میں پہنچ گیا ٹیپو نے دہریہ کو سری رنگا پنٹم سے جوابی خط لکھا جو اس کو دہریہ میں ملا اس میں اس نے لکھا کہ مارٹین فرانسیزیوں سے ہمارا آپ کے خلاف کوئی معاہدہ نہیں ہو ہے مدت تاجروں کا ایک جہاز تجارتی سامان سے کر مارٹین گیا تھا وہی میں کچھ فرانسیزی مارٹین سے سہیں سو رہا ہو کر ملازمت کی تلاش میں ہمارے یہاں آئے وہ کوئی جنگی سپاہی نہیں تھے آپ کو اس سلسلہ میں کسی غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں آج کل آپ کے کہنے کے مطابق جنگ کی تیاریوں میں مصروف نہیں ہوں بلکہ اپنے زیادہ تر اوقات غنیمت و عبادت میں گذر رہا ہوں آپ کی طرف سے کہیں کے تحفظ کے نام پر جنگ کی باتیں مجھے حیرت میں ڈال رہی ہیں مجھے امید ہے کہ آپ کوئی ایسی بات نہیں ہوئے دیں گے جس سے ہم دونوں میں کشیدہ پیدا ہو ویلزلی کو ٹیپو سے یہ نومردیہ وجوہ کی امید نہیں تھی وہ تو کسی طرح سلطان کو اشتعال دہ کر بہانہ جنگ کی تلاش میں تھا چنانچہ جب اس کی مشاوری سہیں ہوئی تو اس نے ایک در سخت خط ٹیپو کو لکھا جس میں اس نے ہماری کہہ چکی تھی کہ تمہیں کے تحفظ کے سے وہ مغربی ساحل نشیمن جنگجوؤں کی بندرگاہوں کے سے خاں کر دے فرانسیزیوں کو اپنی فوج سے فوراً ہر طرف کر کے اس کی جگہ سریری فوج پر رکھے وہ ان سب باتوں کا جواب صرف یہ گھنٹوں میں اس کو دے بصورت دیگر کہیں آپ پر حملہ کی محار ہو سکتی ہے سلطان کی غیرت و

حسیت ایسی شرطوں کو کیسے قبول کر سکتی تھی اگرچہ اس سے بعض شرطوں کو قبول کرنے پر ہی آمدگی ظاہر کی لیکن میر صادق سے یہ کہہ کر سلطان اس سے بھی بار رکھا کہ نگر یوں سے مرحوب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بوقت ضرورت ہماری افواج ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہیں اس طرح سلطان کے حکام سے انگریزوں کی مشابہ پوری ہو گئی اور اس کو جنگ کا بہانہ باقی نہ رہا۔

معزول راجہ کی رانی کی سازش

نواب حیدر علی سے مسور پر اپنے قبضہ کے بعد اپنے اس علاقے سے معزول راجہ کو سادہ نہیں لاکر رہے۔ مدنی کا علاقہ حوالہ کر دیا تھا تاکہ وہ اپنے اہل حاکم کے ساتھ باحمت طریقہ پر زندگی گزار سکے چونکہ یہ علاقہ اس وقت راجہ کا ایک بار پکھ چکا تھا اس سے ہر قسم کی سوسنوں و آسائشوں کے باوجود اس ہمدرد علاقہ پر اپنی سلطنت کی دوبارہ بحال کا خیال سوار تھا اس کے لئے انہوں نے مارباغیہ کو ششپیں بھی کہیں حیدر علی و سلطان ٹیپو کو بھی اس کی خبریں متی رہتی تھیں لیکن اس خاندان کو وہ دونوں پناہ محسوس نہ کرنے کی ہر غلطی کو نظر انداز ہی کرتے رہے جب انگریز مسور کی چوتھی و فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے تو اس کو پھر ایک بار اپنی سلطنت کی بحالی کی امید ہو گئی چنانچہ معزول راجہ کرشن راج کی بیوہ لکشمی بانی سے اپنے اہل بیت ترکہ و کے ذریعہ مگر یوگور زجنزل لارڈو بیرن کو اس سلسلہ میں ایک خط لکھ جس میں اس نے اس سے پی سادہ حکومت کی بحالی میں مدد کی درخواست کی

دریں سے عرصہ اس کو سہارے میں روزرو پے ہمدیہ کی پیش کش بھی کی مزید تفصیلات ملے کہ اس سے اس سے ہی طرف سے ترکہ و کو اختیارات بھی دے جو ایک عرصہ سے اس سلسلہ میں مگر یوں سے رابطہ رکھے ہوئے تھا و یلزی سے لکشمی رانی کو اس بات کا چھٹا دلایا کہ وہ سلطنت کی دوبارہ بحالی میں اس کی مدد کے لئے تیار ہے بشرطیکہ چوتھی جنگ میں وہ ٹیپو کی حمایت نہ کرے اس طرح اس ہمدرد خاندان سے پھر ایک بار حیدر علی و ٹیپو سلطان کے غیہ معمولی احسانات کو فراموش کر دیا و اس کی طرف سے دی گئی غیر معمولی دوست کو جو ان کے خلاف استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا۔

سکرٹری حکومت مدراس کی اصول پسندی

جنگ کی مکمل تیاریوں کے بعد ویرلی اب اپنے ناپاک حزام کو جو اپنے ہاتھوں اور جوہی حرموں سے چھپائے رکھ نہیں چاہتا تھا اس کے سب سے پہلے حکومت مدراس نے سکرٹری مسٹر جوسوڈب کو اپنے ارادہ سے آگاہ کرتے ہوئے ایک خط لکھا کہ مارٹینس میں واسیسی افواج سے ٹیپو نے ہمارے خلاف ایک فوجی معاہدہ کر لیا ہے اس سے جنگ کی صورت آسکتی ہے اس سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہیے آپ حقیقتاً بھی سے مسور کے مناسب مقامات پر ہماری افواج کو مستعد کر دیں سکرٹری مدراس مسٹر جوسوڈب ایک اصول پسند شخص تھا وہ ٹیپو کے ساتھ ریکارڈ سے بھی واقف تھا اس کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ معاہدہ کی

حلف دہری میں نیپو پن طرف سے کئی پہل ہیں۔ سن چارچہ میں سے ان میں سے
 ایک یہ ہے کہ سیپوں سے جو وہ حالات در وقت وہ دیکھتے ہوئے رہا نہیں ہے۔
 مستقل قیادت میں ان کا نیپو سے ہمارے حلف کوئی قیادت ہوا ہے۔
 ہمیں کوئی میں حد میں رہی چاہے جس سے ہماری رہائی ہو اور جو ایک
 پھیلے گا ہم پر ہر آئے وہیں کے بھائی سے بھی میں ہو چکا تھا۔ میری تحقیق
 کے مطابق نیپو پارے میں ہمارے حلف جنگ کی تیاریوں کے ساتھ
 حقیقت بھی یہی تھی خود دہری کو بھی اس بات کا نہیں تھا کہ سہاں نیپو کے طرف
 سے مدد میں پہل نہیں ہو سکتی۔ ۱۹۷۱ء میں وہ اپنی کمپنی سے ڈارلڈن سے رہا
 اس سے یہ حد بھی تھا۔ مجھے نہیں ہے کہ سہاں نیپو دس سال سے میری
 نہیں رہتا لیکن پھر بھی فوری جنگ نہ درت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔
 دہری کے سے یہ سب سے تھے وہ حال میں پن۔ تیاریوں کے بعد نیپو
 ساتھ جنگ پر تیار ہوا تھا اور اس کے لئے بے چین تھا۔

ملت فرو دشوں کی خفیہ سرگرمیاں

نیپو طرف میری نیپو پہل سے ہمارے کے سے کہہ سکتے تھے۔ وہ پن
 تیار میں مکمل کر چکے تھے تو دوسری طرف گریزوں کی رہت یہ نیپو کے ایک
 جو بعض دہریہ و فساد جو پہلے محسن کا کے حادثے سے شروع ہوا تو موقع
 فراہم کرنے کے مصوبوں پر عود و حمل کر رہے تھے اس میں اس کی قیادت
 وزیر اعظم سلطنت حد ۱۹۷۱ء میں صادق کر رہا تھا ملت فرو دشوں کی اس خفیہ سرگرمیوں میں

ان سے ساتھ میری محسن میں میری قرادین اسلام علی سکڑ در پور یہ وغیرہ شامل تھے
 کی اکثریت شیعہ مذہب سے تعلق رکھتی تھی ان میں سے ہر ایک یہ تھا کہ نیپو
 نے ان کی کسی بھی ایک غلطی یا سازش کی وجہ سے ان کے عمودوں سے ان کو
 مدد کر دیا تھا یا پھر بعض کو کچھ دنوں کے لئے نظر بند بھی کر دیا تھا لیکن بعد میں اپنے
 حسن اخلاق اور انسانی سلوک کی وجہ سے ان میں سے اکثر کو معاف کر کے ان کے
 سابقہ عمودوں پر خال کر دیا تھا یہی وجہ تھی کہ پی توہین کوئے کے سلطان سے مسد
 میں ان کے دوس میں اب بھی رہش باقی تھی چنانچہ انتہا یہی ہے اس مسد میں
 چند مخصوص دن ایک غمناک مشورتی نشست بھی ہوئی جس کے بعد انگریزوں کو یہ
 بات بھی طرح بکھادی گئی کہ مدد کے سے کون کون سے رستے محفوظ ہیں درکن
 کن قلعہ اول کو در وقت دے کر فریاد جاسکتا ہے۔

معرکہ کفر و ایمان کی تیاریوں کی تکمیل

۱۹۹۱ء فروری کا آخری ہفتہ تھا سر دیوں کا اختتام اور گرمیوں کا آغاز ہونے
 والا تھا پوری سلطنت میں عمومی طور پر موسم معطل اور خوشگوار تھا منزل دہری کی
 مکمل میں ہزار مسیح جو جہازوں میں جمع تھیں مسور کی طرف نکل پڑیں ہمسور
 کے مقام پر نظام حیدر آباد کے سوہ ہزار سپاہی بھی میری عالم کی قیادت میں ان کے
 ساتھ شامل ہو گئے یہی سے منزل، مشورٹ کے ماتحت سات ہزار تحریک کار سپاہی
 بھی ساتھ اسی مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے کہ مل برادری اور کرنل ریڈ کی قیادت میں

کپنی کا ایک دستہ در سلطنت پر حملہ کے سے ترچہ پٹی سہا تھا اس طرح جنگ
تیار یاں نسل جو چکی تھیں جس کے بعد جنرل ہارس سے منصوبہ کے مطابق متحدہ
فوجیں کمان خود منجھالیں۔

اتمام حجت کا آخری حربہ

حرس ویلز کو ن پوری تیار یوں کے بعد ٹیپو پر پی فتح کا تقریباً چھ برس ہو گیا تھا
پھر بھی وہ جنرل ہارس کے مشورہ پر کسی مدد ملی سے بچے در تمام حجت کے سے اپنے
دشمنوں کا منہ بند کرنے کے خاطر ٹیپو کو صلح کا ایک دور ایسا موقع دینا چاہتا تھا جس کو
سلطان قبول بھی کر سکے اور وہ خود بھی لازم پیش قدمی سے بچ سکے چنانچہ ویلز
نے جنرل ہارس کے ذریعہ مصالحت کا ایک مسودہ دارا سلطنت کے محاصرہ سے
پہلے ٹیپو کے پاس بھیجا اس میں اس نے یہی شرطیں رکھی تھیں جس کے قبول
کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس میں لکھا تھا۔

- (۱) مصالحت اور جنگ سے گریز کے لئے ٹیپو اپنی موجودہ سلطنت میں سے
صاف انگریزوں کے حوالہ کر دے (یا دوسرے کر نصف سلطنت تیسری جنگ کے
ختم پر پہلے ہی انگریزوں اور ان کے اتحادیوں کو دی جا چکی تھی)
- (۲) اپنی فوج سے فرسسی بلاتین کو فوراً ہر طرف کر دے۔
- (۳) آئندہ کبھی بھی فرانسیسیوں سے رابطہ نہ رکھے۔

(۴) دو کروڑ روپے ٹان اد کرے جس میں ایک کروڑ نقد در بقیہ نصف چھو۔

کے اندر ادا کیا جائے۔

(۵) ضمانت کے سے ٹیپو اپنے چار شہزادوں اور چار بیٹے فوجی ہرنیلیوں کو بطور
یرغمال ان کے پاس رکھے در ان کا انتخاب جنرل ہارس کی صوابدید پر چھوڑ دے

(۶) چوبیس گھنٹوں میں اس مسودہ کا جواب دے

(۷) اڑتالیس گھنٹوں میں یرغمال شہزادوں و فسران اور تلوان کو ان کے

پاس بھیج دیا جائے

(۸) تمام انگریز قیدیوں کو فوراً رہا کر دیا جائے

بھلا سلطان ٹیپو اسی ذیل شرطوں کو کیسے در کب قبول کر سکتا تھا ایسی فحاشی
پر اس کے نزدیک موت کو ترجیح تھی چنانچہ اس نے صلح کے اس پیغام کو فوراً
شکر دیا اس کے نیک مراد سازشی دوزر نے بھی اس کو سختی سے مسترد کرنے کا ہی
مشورہ دیا تاکہ کھیں صلح ہو کر ان کا منصوبہ دھرا کا دھری نہ رہ جائے۔

جنگ کا باقاعدہ آغاز

مارچ ۱۷۹۹ء کا آغاز تھا طے شدہ منصوبہ کے مطابق ٹیپو کے صلح کے پیغام د
مسودہ کو شکر نے کے بعد جنرل ہارس کی افواج نے دارا سلطنت کی طرف کوچ کیا
دوسری طرف بمبئی میں مقیم انگریزی افواج کے دستے بھی جنرل اسٹورٹ کے
تحت کورگ اور کیرل کے راستہ سے سری رنگا پٹنم کی طرف چل پڑے ان خبروں

کو چھپانے کی غداروں کی ہزار کوششوں کے باوجود کسی طرح ٹیپو کو اس کا علم ہو گیا جس کے بعد وہ بغیر کسی تاخیر کے اپنی افواج کو خود اپنی کمان میں لے کر دارالسلطنت سے نکل پڑا سب سے پہلے مغربی محاذ پر سداسیہ کے مقام پر سطلانی افواج کا ایک نگریزی دستہ سے سامنا ہوا دونوں کے درمیان ایک سخت مقابلہ کے بعد بالآخر جنرل اسٹورٹ کی افواج پسپا ہو گئیں یہاں اپنے مہول زاد بھائی میر قمر الدین کو ایک فوجی دستہ کے ساتھ چھوڑ کر ٹیپو مشرقی محاذ پر جنرل ہارس کی افواج کا سامنا کرنے کے لئے خود نکل پڑا جو دارالسلطنت کی طرف بڑھ رہا تھا لیکن میر قمر الدین نے ان کا کھیں مقابلہ نہیں کیا اور بغیر کسی مزاحمت کے ان کے سے راستہ صاف کر کے انگریزوں سے کے گئے ٹیپو سے غداروں کے اپنے وعدہ کو نبھایا اس طرح میر قمر الدین کی غداروں سے جنرل اسٹورٹ کی شکست خوردہ فوج بھی ہامانی دارالسلطنت پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔

میر معین الدین دپورنیا کی نمک حرامی

ٹیپو جب جنرل ہارس کو روکنے کے لئے دارالسلطنت کی طرف لوٹ رہا تھا تو اس نے میر معین الدین جو سید صاحب کے نام سے مشہور تھا اور پورنیا کو ایک فوجی دستہ دے کر اس بات کی ذمہ داری سونپی کہ وہ جنرل ہارس کو دارالسلطنت کی طرف بڑھنے دینے کے بجائے راستہ ہی میں اس طرح اٹھائے رکھیں کہ وہ اس کی تیاری سے پہلے سری رنگا پنٹم تنج کے ٹیپو کو سپاہیہ تھا کہ یہ دونوں بھی حسان فر موٹی دست فروشی کا انگریزوں سے سودا کر چکے ہیں انہوں نے جنرل ہارس کے دستہ کی کوئی

مزاحمت نہیں کی نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل ہارس کی پیش قدمی جاری رہی حالانکہ وہ بے پناہ سامان رسد و مال برداری کے ہزاروں جانوروں کے ساتھ دارالسلطنت کی طرف بڑھ رہا تھا سطلانی دستہ کے سے ان سے مزاحمت کر کے ان کو پریشان کرنا اور راستہ ہی میں انچہ دونوں تک اٹھائے رکھ کر کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

ایک اور جگہ مقابلہ

ٹیپو کو اسی دوران طلوع ملی کہ جنرل ہارس کی فوج نظام کے سپاہیوں کے ساتھ مل کر سے کوڑے اور آئیکل پر قبضہ کرتے ہوئے چن چن کی طرف بڑھ رہی ہے وہ ان کے مقابلہ سے ملو پہنچ جہاں متحدہ افواج کے ساتھ اس کا ایک سخت مقابلہ ہوا آں کی آں میں سطلانی افواج نے دشمنوں پر غلبہ پایا مگر یوں کے سینکڑوں سپاہی مارے گئے دشمن مورچہ چھوڑ کر بھاگنے ہی والے تھے کہ سطلانی دستہ میں شامل ملت فروش میر معین الدین نے اپنے سپاہیوں کو دشمن کے توپ خانہ کے سامنے پہنچادیا اور خود اس نے آتش ہٹ کر پہاڑی تہیہ ظاہر تھا کہ فاتح فوج بھی دیکھتے ہی دیکھتے خود اپنیوں ہی کی ساروش سے ڈھیر ہو گئی پھر بھی بج جائے واسے سطلانی سپاہیوں نے جم کر اس کا مقابلہ کیا لیکن جب اس معرکہ آری میں سطلانی فوج کے ایک قابل بہادر اور مخلص فوجی افسر نواب محمد رفیع خاں کی دشمن کی گولیوں نے شہادت ہو گئی تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں نواب محمد رفیع خاں کے جسدِ حاکی کو بعد میں پالک میں ڈال کر دارالسلطنت بھیج دیا گیا۔

دارالسلطنت کا محاصرہ

دہلی میں جس برس کی فوج کے ساتھ ایک کامیاب مقابلے بعد میوہاہیں
سری ریگا پنٹم گیا جس سے کہ اس کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ متحدہ فوج
دارالسلطنت کے قریب پہنچ رہی ہیں اور جہل لڈا کا دستہ بھی جہل سنورٹ کی
فوج سے مل کر حملہ کے لئے مغرب کی سمت بڑھ رہا ہے میوہاہ نے میر قمر الدین کو ایک
دستہ دے کر کوہ گرونہ کیا کہ وہ جہل سنورٹ و حمرن لڈا کی فوج کو آگے
بڑھنے سے روکیں لیکن میر قمر الدین اپنے حمیر کا سودا نگریوں کے ساتھ پہلے ہی ر
پکا تھا اس نے حسب وعدہ ان کی کوئی مرحت نہیں کی اس طرح یہ دونوں فوجیں
آسانی سری ریگا پنٹم پہنچ گئیں اور قلعہ کے سامنے حفاظت کے سے تعمیر کے ہوئے
مورچوں پر قابض ہو گئیں جس کے بعد انہوں نے قلعہ شل توپیں بھی نصب کیں
در شہر کا محاصرہ مکمل کر لیا ۱۴ مئی کو دشمن مغربی جانب سے قلعہ میں شکاف ڈالے
میں کامیاب ہوئے دینے سے میر صادق کے مشورہ سے ۱۴ مئی کو دہر کو قلعہ پر
باقاعدہ حملہ کا منصوبہ بنایا میوہاہ کو جب اسکی اطلاع ملی کہ دشمن قلعہ میں شکاف ڈالنے میں
کامیاب ہو گئے ہیں تو اس نے اس جگہ اپنا ایک مصوبہ دستہ اس کی حفاظت و مگر نی کے
لئے متعین کر دیا اور شکاف کی مرمت اور اصلوں کا توری حکم بھی دے دیا

مصیبت کی گھڑی میں فرانسیسیوں کی احسان شناسی

دشمنوں کے دارالسلطنت کے محاصرہ کے بعد میوہاہ کو جب اس رات کا چھین ہو

کیا نہ اس سے دور ہو جس کی ایک ہی تعداد انگریزوں سے مل سکتی ہے در شہر کا
محاصرہ اس کی ملی بھگت ہی سے ممکن ہو سکا ہے تو اس نے اپنے صلیب فرانسیسی
فسر اس سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا جو اس وقت اس کی فوج میں شامل تھے اور اس
کے سامنے پوری صورتیں رکھی فرانسیسی دستہ کے کمانڈر جنرل موسی سپو نے
میوہاہ سے کہا کہ ان حالات میں آپ کی یہاں موجودگی بالکل مناسب نہیں میری
راہ سے ہے کہ آپ قلعہ و جوہرات سمیٹ کر مع اہل و عیال راتوں رات یہاں
سے نکل کر چل درگ کا سر کریں اور قلعہ کی حفاظت ہم پر چھوڑیں ہم آپ کی
طرف سے گریزوں سے نپٹ لیں گے اگر ہم پر آپ کو اعتماد ہو تو ہمیں انگریزوں
کے حملہ کر دیں اس سے کہ ہمارے آپ کے ساتھ فوجی تعاون کی وجہ سے ہی وہ
آپ کے دشمن ہیں ہم جب اس کی گرفت میں ہو گئے تو اس کا جوش تھنڈ پڑ جائے گا
اور وہ آپ سے صلح کے سے گفتگو پر آمادہ ہو گئے میوہاہ فرانسیسیوں کی وفاداری و
احسان شناسی اور مصیبت کی گھڑی میں ان کے ایثار و جذبہ قربانی سے بہت متاثر
ہوا اور کہا کہ تم مجھے وفاداروں کو میں دشمن کے حوالہ کیے کر سکتا ہوں مجھے یہ گوارہ
ہے کہ میری سلطنت چلی جائے لیکن میں تم کو دشمن کے حوالہ کرنے کے بارہ میں
صحت بھی نہیں سکتا۔

ملت فروشوں نے پھر دعوہ کر دیا

راتوں رات شہر سے ر پور کی طرف نکل جانے کی فرانسیسیوں کی تجویز کے
مارے میں اس نے اپنے وزراء سے مشورہ کیا میر صادق کو کب یہ گوارہ تھا کہ اس کا

مصورہ دھر کا دھروہ سے در سلطان اتنی آسانی سے بچ رہا تھا جس سے ہمدردانہ مجھے میں عرض کیا کہ بل فرما میں بھی وہاں نہیں کر سکتے یہ انگریزوں کی طرح ہی ہے وہاں جیسے ہی آپ قلعہ کی حفاظت کی ذمہ داری اس کو سونپ کر رکھ جائیں گے یہ قلعہ بغیر کسی مہمت کے انگریزوں کے ہار کر دیں گے سلطان چونکہ میر صادق کے بارے میں اس کی خبر دہری سے متعلق سن چکا تھا اس لیے اس کی دہری کو ناقابل اعتدال سمجھ کر اس سے فرانسیسیوں کی تجویزی کو ترجیح دی دہری اپنے گھروالوں کو چٹل درگک بھیجے کی تیاری شروع کر دی اس کے سے تیرہ فدا خانوں کا لایا گیا وہ ان کے ساتھ چلے گئے یہ قلعہ قوتی دستہ کو بھی تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔

بدر الزماں خاں کی خیر خواہی یا بد خواہی

عین اس وقت جب یہ پورا قلعہ رات میں چٹل درگ رو رہا تھا بدر الزماں خاں نے ٹیپو کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آپ خود ہی قلعہ سے باہر تشریف لے گئے تو ہماری پوری جمعیت کا شیر رو بکھر جائے گا سپاہیوں کی ہمتیں آپ کی میدان جنگ میں غیر موجودگی سے پست ہو جائیں گی در دشمن قلعہ و شہر پر آسانی کے ساتھ قابض ہو جائیں گے یہ تجویز اس نے کس بہت سے دی تھی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے لیکن بات سلطان کی سمجھ میں بھی آ رہی تھی کہ اس کے فرار سے سلطانی فوج پر نفسیاتی اثر پڑے گا کہ سلطان اپنے سپاہیوں کو مہمت کے مارے میں دے کر خود اپنی جان بچا کر بھاگ گیا حالانکہ وہ تو اپنے سپاہیوں کے ساتھ ہمیشہ شہر بچانے لڑتے آیا تھا اس کی زدلی کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا

اس میں خاں کو یہ فہم نہ رہی کہ اس نے ان لوگوں کو جس طرح بھی نظر نہیں آ رہی تھی اس سے نہیں ہے اس وقت اس کا سامن کی طرف دیکھ کر کہا کہ خدا سے ہوں برہم ہوں کہ خدا کی خوشنودی ہر چیز پر مقدم ہے۔

اس نے بعد قلعہ کی رو علی کا رادہ کو منسوخ کر دیا با اصرار شہر دہری قلعہ قوتی دستہ سے شہر سے باہر کاری صاف کی پہاڑی پر چلا گیا محل سے رات کو شہر کی جانب لوٹ گیا وہاں پہنچ کر اس کے در بدر کو حیدر علی کے قتل کے بارے میں خبر دی گئی۔ اس نے شہر کی حالت تکلیف میں مضمون پڑھا دیا جس سے قلعہ صحت کے لئے اس زمانہ خانہ کو پہلے ہی انڈا دیا جائے۔

معرکہ حق و باطل کا فیصلہ کن دن

۱۷۹۹ء کی ۱۷ جون کو تاریخ تھی سلطان سے اتنی بھی حسب معمول ہمارے مسند علی ہی میں اس دن مارنے بعد سلطان سے پورے شہر بڑی میر صیبت نہ سے عرض کیا کہ وقت کا تقاضا ہے کہ حضور جان عمر پر رخصت ہو جائیں وہ اپنے شہر دونوں قیدی و سیریں کا تصور کریں دوسرے لحاظ میں یہ کہا چاہتا تھا کہ دشمنوں سے صبح کریں سلطان نے جواب دیا کہ تمہارے سے اس سلطنت کے ۱۷ کو جو ہماری رعایا بالخصوص مسلمانوں کی ملکیت ہے، پاپے کی فکر کر رہے ہیں لیکن در دو قسم اس سلطنت ہی در پردہ اس کی تھی کہ در پے ہیں اس کو صرف ایک

دفعہ موت آتی ہے اس سے ڈرنا حاصل ہے اس میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔
وہ سب آئے اور کہاں آئے۔ میں یہی دست و پاؤں اپنی دلائے دیں محمدی علی
صاحبہا انصوہ والسلام پر اشارہ کرے کا مقصد چکا ہوں۔ یہ سس
میر حبیب اللہ خاموش ہو گیا۔

ادھر آتے تب مسموم کے مطابق طلوع ہو رہا تھا لیکن دھر سلطان کا ہر اقبال
ذوب رہا تھا تاریخ انسانی خودداری و آزادی کا ایک باب حشر سے عدلی کا
ایک نیا باب شروع کرنے میں تھی سر میں سری رنگا پنم بھی پہلے ایک معینی
سے کریں وائس تھی کہ آج سے اس کی پشت پر پاک روحوں کی جگہ پاک
روحوں کی فکر فی کا آغاز ہونے والا ہے نگریر اپنے منصوبے کے مطابق ہی تمام
تیار یوں کو پانچ نکمیں تک پہنچ چکے تھے انیس میں اپنے چیموں کے دربار پر
نپاک عزائم کو عملی جامہ پہننے دیکھ کر وحشی سے بھوسے نہیں سمارا تھا قلعے اندر
باہر ہر جگہ سلاشیں مکمل ہو چکی تھیں صمیر فردوسی و مت فردوسی کا سود مکمل ہو چکا تھا
وہ غداران ملک و ملت کی طرف سے سلطان کی تیار یوں کی تمام خبریں بھی پوری
تفصیل کے ساتھ دیں کو مل رہی تھیں میر صادق پہ حوں لٹیا میں کے ساتھ
لمکر نیریزوں کو قلعہ پر حملہ کا پورا منصوبہ سمجھا چکا تھا اس خبیث تنگ دین و تنگ
وطن کی باتوں و وعدوں پر انگریزوں کے بھروسہ نہ کرنے کی سادہ تحریکات کی روش
میں کوئی وجہ بھی نہیں تھی انگریزوں کو اس سلسلہ میں خود اپنے سپاہیوں سے زیادہ
سلطانی فوج کے اس صمیر فردوشوں پر بھروسہ تھا جو سلطان کی چوٹ میں پسے ہی پھر
گھونپ چکے تھے نہ سیدی و مایوسی کے اس گھٹ توپ نہ صمیر سے میں بھی مید کی

نک شمع بھی بھی روش تھی یہ سلطان کے وفادار و سناٹا سپاہیوں کا دود ست تھا
جس سے اپنے وطن و دیہات کی حفاظت کے لئے سے سحری دم تک اس سے شہ نہ بشار
نرے کا پے حد اسے عہد کیا تھا اس کے رب سے بھی اس سے رادوں کو ان کی منت
و دعا کے مطابق سب تک میر متروں ہی رکھ تھا وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ
اس میں اپنے رب سے سے درجست میں نیچے کا اشتیاق بڑھ ہی رہا تھا یہ سید عہد انصار
کہاں وہاں وہ جمعیت تھی جس کے بعض سپاہیوں کے ماموں سے جو سلطان بھی واقف
تھا میں اس کے بہروں کی صورت و شناخت یہ گوی دے رہی تھی کہ یہ ہے جس کے
سحری قلموں سے ملت و وطن کی ایک سہری تاریخ لکھے جا رہے ہیں اس طرح تیرہ صد ف
تاریخ سلطانی مکہ جمیع مانی کا ایک اہم حادثہ وقوع پذیر ہوئے و لا تھا و رادوں میں مکمل
صمیر دی کا حوب لکھے دے اس کے دربار میں لکھیل دی رہا کا تقدیر ہی کے مطابق
آخری دن بھی تھا۔

نجوئی کی پیش گوئی

سلطان اپنے مسموم کے مطابق میر فرد و ثلاث قرآن کے بعد حق و باطل کے اس
معارفہ کے لئے چن چنے تیار یوں کا کارہ رہے ہی رہا تھا کہ کچھ نجوئی اس کی خدمت میں حاضر
موسے درء ص کی کہ اس کا دل حضور کے کچھ چھا سلاہ میں ہوا سلطان کو یقین تھا کہ
مدت جودوں و درت میں لٹتے تھے نے کوئی غری نہیں رکھی سے جو پوچھا چیا رہا ہوتا

یہ بھی صمیر سلطان کا محبوب الحسن

۲۲۲
 ہے صرف در صرف کی نہ مری سے ہوتا ہے پھر بھی حدیث میں آتا ہے کہ صدقات و
 حیرت سے دسے مصائب و مشکلات کو مٹاتے ہیں اس سے اس سے ہی وقت فیض
 ہر سے تو ہر امت سے آتے ایک صورت ہاتھی جو دو سو روپے نقد حیرت میں دے
 دیے اس کے علاوہ چوبیس بھیس کرے در کپڑے وغیرہ بھی مختلف فقر و مساکین میں
 تقسیم کئے

قلعہ پر یلغار

انگریزوں نے ۱۲ مئی کی صبح کو ہرن بیرڈ کی قیادت میں اپنے منصوبہ کے
 مطابق مغربی محاذ سے جنوب میں قلعہ کے اس حصہ پر حملہ کر دیا جہاں پہلے ہی شکاف
 پڑ چکا تھا سلطان کو مصروف رکھے گئے سے شہر سے بھی یلغار کی گئی جس سلطان
 محل موجود تھا پہلے سے طے شدہ منصوبہ اور سازش کے مطابق شکاف کی حفاظت پر
 متعین سلطان فوج کو میر صادق نے پوریا سے مل کر تحوں کی تقسیم کے سارے
 مسجد علی کے پاس بھیج دیا تھا جس کے بعد میر معین الدین نے گھوڑے کے مطابق
 سفید رمال ہلا کر شکاف کے خالی ہونے کی گریزوں کو مطلق دی تھی نتیجہ یہ ہو کہ
 اس طرف متعین پانچ ہزار گریز سپاہیوں میں سے صرف ۱۳/۱۳ دشمن کے سپاہی
 دو دستوں میں بغیر کسی مزاحمت کے فاصل پر چڑھ کر قلعہ میں آسانی داخل ہو گئے
 جس کے بعد پوری فوج آرام سے قلعہ میں داخل ہو گئی۔

خود بعض گریزوں کا بیٹا تھا کہ قلعہ پر اس چڑھائی میں ہماری مدد و ہسانی
 سلطان فوج کے ایک سپاہی میر قاسم علی نے کی تھی۔

خوش قسمت سید عبدالغفار

جنوب میں جامع سے متصل قلعہ کے شکاف واسے حصہ میں حب
 ہر یوں طرف سے سخت دہری ہو رہی تھی اور تحوں تقسیم کے سارے اس
 حالت پر متعین سلطان اسے ۱۱ مئی سے متا دیا گیا تھا تو سلطان نے ۱۵ دہری
 سید عبدالغفار سے یہ راہ بھیج دیا ۱۵ شمس کی پوری چوں کو کچھ یا سنے میر صادق
 نے اس کو یہ کہہ کر اس سے منہ پھرنے لگا شش ۱۵ دہری سلطان ۱۵ شمس لے
 تعداد طلوع سے سب ۱۵ چوبی دیر میں چھ ۱۵ سہ سے سپاہیوں سے ہر ۱۵ دہری
 ہر سمت سے اسے وہاں پہنچا یا بعد رست میر معین الدین سے اس سے کہا کہ اس
 ہر سمت فوجوں سے ہر ایک دور دست جہاں قلعہ کی ہماری حالت توجہ دے۔ یہ
 سنا تھا کہ سید عبدالغفار اس سمت پھرنے لگی اس سے تو آخری دم تک اپنے
 دشمنوں کی ایک چار زمین کی حفاظت کی اپنے رب سے قسم خانی تھی وہ سپاہی کو
 جیسے ہر شہر سے نہ سکتا تھا چہ ۱۵ مئی میں ہر با انگریزوں سے گھوڑے مطابق لڑی
 کے سارے میر معین الدین نے سید عبدالغفار پر ہری چھتری سے سایہ لڑ دیا جو
 دراصل نہروں لے لے سے اس پر حملہ کا شہرہ تھا پھر آیا تھا ہر ہری توپ حارہ کا
 رست قلعہ کے ہی سے سید عبدالغفار کی طرف ہوتا ہے کہ پہلے ہی گئے اس کو
 لے در دیکھتے ہی دیکھتے اس وفادار سلطان نے حام شہادت نوش کر لیا اس کے بعد
 ہی کھیں جا کر انگریزی فوج کا قلعہ میں داخل ہو سکی۔

سلطان کا شوق شہادت و بے قراری

ادب کا وقت ہی سلطان قدس نصیب کا معاہدہ اسے یہ سارا
درخت سے لے کر بیٹھا تھا جہاں بایا سمندر سے ملنے سے پہلے
یہ ہی تھا۔ ایک سانی سے اس طرح کی یہ سید مدد حصار شہید ہوئے میں اور
میری قلعہ میں داخل ہوئے ہیں میں سلطان تو قلعہ میں دشمن کی قلعہ سے
کاٹا گیا ہے۔ یہ تھا درپن شہادت کے یقین کے ساتھ صبح ہی سے اس کا منظر
تھا اس کے اپنے ہاتھ سے بھرا لگتا ہے۔ یہ بھی سب چوٹی دیر کے مہمان ہیں یہ
یہ برا تو دوسرے میر تھا پہلے طاہر مای غورے کو مسو یا تلور سسکان دواں
بندہ حق تھا ہی قسم پر تو۔ تھی بھیر کسی توقف کے غورے پر سو رہا اور دشمنوں
طرف چل پڑا۔ ست میں ملک مر موضع فرودش وزر۔ ملے میں میر صادق بھی تھا
اس سے پہلے یہ وہ چوکت سلطان سے کھاتا۔ اس بات میں کہ یہ تمہاری مدد
سے واقف نہیں تھی اپنی اس بے وفائی کا غلطی مرہ پھوے تھاری آئندہ آئے دن
سلسل تمہارے اس سیدہ کارناموں کی دوست سے ایک نیک دہ کی محتاج ہوئی
میر صادق سے اور دشمنوں کو طلع بھیجی کہ سلطان محل سے ملے بر طلاع دروہ
کے فریب تک رہا ہے۔ لیکن رویت کے مطابق سلطان سے اس صبح کو مدد روں
ایک دم دست تیار کی تھی جس کو دوسرے دن پچاس دی گئی اس میں سر ہرست
میر صادق کا نام تھا اس کی اطلاع میر صادق کو بھی ہو چکی تھی۔

لے سو چھو سلطان ازا محمد علی شہری

خس کھجس پاک میر صادق موت کے گھاٹ

سلطان نے چوتھی سے ڈوڈی دروہ سے ماہر نگار اور دلی دروہ کے پاس پہنچ
در میں دیر تک نہیری قلعہ سے مقاد کرنا یہاں جب دشمنوں کا هجوم بڑھتا گیا تو
ڈوڈی دروہ سے وہیں شہر میں سلطان سے محل ہوئے ان کو ششوں کیلیں
میر صادق اس طرف سلطان کو پس آنا دیکھ کر اس دروازہ کو بند کر کے خود ملک
لے کے سارے ماہر مکمل چکا تھا سلطان کے کڑپے کے ایک وفادار سپاہی محمد خان
سے اس نے یہ کینہ محنت دیکھی سہی گئی اس نے اور امیر صادق پر یہ کہتے ہوئے
وہ یہاں سلطان کو دشمنوں کے مدد میں دے کر خود کھسک کر عار ہے ایک ہی در
میں سکاہت سے مدد ہو گیا چاروں تک اس کی لاش اسی جگہ پڑی سزاقی رہی پورا
صدی مڑ گیا تھا بعد میں چند لوگوں نے مدد سے پریشان ہو کر اس کی لاش کو زمین میں
اٹس کر دیا۔ اس کی قبر کے پاس سے جب بھی کوئی گزرتا تو اس پر صرور ٹھوکتا عدا
میر معین الدین بھی اسی دن ایک خندق میں گر کر مر گیا۔

سلطان کی شہادت کے آخری لمحات

شہر میں دروہ محل ہوئے کے سے جب سلطان سے ڈوڈی دروہ کو بند پایا
تو شہر دروہ طرف لڑا نیکیں مظلوم ہو کر میر معین الدین کی عداوت سے دشمن
اس دروہ کے علاوہ مشرقی و جنوبی فصیل پر بھی قبضہ کر چکے ہیں قلعہ دار سے اس
سے دروازہ کھولے ان درخواست کی لیکن اس بد بخت نے بھی سنی سنی کر دی

ایک قطرہ پانی بھی سلطان کو سہیں دیا بیاس سے گھر۔ جس کا جس سے جان بڑھا
تھا اور وہ مار و قہر و قہر سے پلٹ پلٹ کر اس سے عاجز۔ درجہ ستارت۔ حد
کے وسط ایک گھوٹ ہی سی پانی دے دے لیکن چھ لگیں میں پانی بونے کے ۱۰۷۱
اس مدت سے اپنے سقا کو ایک قطرہ پانی تک نہ گورہ نہیں کیا اس طرح نہ تھیں
نے مرتے وقت اپنے محبوب نیچو کو بھی سطر۔ سول صلی نہ عید و سحر کی من غیر
عتیاری ست پر عمل کی سعادت نصیب فرمائی جو اس کو عین اسی طرح کے سحر
میں کوہ کے میدان میں پیش کی تھی اور وہاں دشمن اسلام سے حضرت حسینؑ کو
مگی اپنی پیاس کھائے کے سے ایک قطرہ پانی بھی دیا اور ہمسایہ کیا تھیں بھی
سلطان نیچو کو حضرت حسینؑ سے بڑی عقیدت تھی قسطنطین میں حب صلیفہ دامن
خدمت میں سلطنت حداداد کا وہ گیا تو سلطان نے اس کا بابت کی تھی کہ وہ کوہ
میں حضرت حسینؑ کے سر پر بھی صمد و صمدی دے حسن تعلق سے ۱۰۷۱
کے ۱۰۷۱ میں حیدر علی و طاہر بھی ہر نام ہی تھے دونوں کی شہادت خود مسلمانوں کا
نہ رہی سے ہوئی اور اس دوں کو دشمنوں نے عین شہادت کے وقت پیاس کی
شدت کے باوجود پانی سے بھی محروم رکھا۔

اور آفتاب حریت شہید ہو گیا

صبح سے چلی لڑائی کا یہ سلسلہ عصر کے بعد بھی برابر جاری تھا دست بدست
دشمنوں سے مقابلہ کی وجہ سے سلطان کے جسم پر سب تک کی گویاں پیوست ہو
چکیں تھیں اور وہ دہری طرح زخمی ہو چکا تھا مغرب کا وقت قریب تھا سماں پر جس

طرح سورج دن گھرنے کے بعد دُوب رہا تو صحت میں پہنچنے والا تھا
اسی طرح وطن کی حریت کا یہ آفتاب بھی اپنی پچاس سال کی زندگی میں مسلسل
حد و حد درستی کے بعد تھک کر مائل بہ دُوب ہی تھا دنیا بھی اپنی پشت پر سے
دے۔ سناٹوں کی بے وفائی سے تلک آ کر تاریکی کو دعوت دے رہی تھی دھر پیاس
ورگو یوں کی مسلسل بوجھڑے سلطان کو بڑی طرح اڈھاں کر دیا تھا لیکن وہ تو اپنی
سحری سانس تک اسلام دشمنوں سے لڑے کی اپنے رب سے قسم کھا چکا تھا آسمان
محبوبہ غیرت کا یہ روش ستارہ سب اپنے ایک حقیقی سے جاسے کے سے قرار
تھا اروں رحمت کے درشتے سے استقلال سے اپنی تمکین بچائے س کی
ریاست کے سے بے تاب تھے رہیں پش پش پر سب تک رہے دے سس
یہ محنت فرم کی جدائی پر بے قابو ہو رہی تھی قدرت سے سمن سے زمین تک
پوری فص کو اس کی آمد کے اعزاز میں خوشبودوں سے معطر کر دیا تھا آسمان اپنی طرف
آنے والی اس پاک روح سے تصور ہی سے جھوم رہا تھا اور اپنی قسمت پر نازاں ہو کر
رہیں کو چڑ رہا تھا سلطان تک پہنچنے کے لئے خالق کائنات کی طرف سے فرشتہ جل
اپنی منزل سے روک رہا تھا اور بھی تھوڑی ہی دیر میں پہنچے والا تھا قدرت کی
طرف سے سب اپنے محبوب بدہ کے استقلال کے سے استقامت مل ہو گیا تو بچھے
سے میر صادق نے انگریزوں کو اشارہ کیا کہ میں جس کے سامنے کھڑ ہوں وہی
سلطان میں تھما حقیقی نثار ہے پھر کیا تھا یکا یک پھر یک بار قلعہ کی فصیل سے
گویوں کی بارش ہوئے لگی جس میں سے یک گون سلطان کے سپہ میں لگی جس سے
دویم صاں ہو کر میں پر گر پڑ جسم سے خون تیری سے سے لگا ایک گور اسپا ہی قریب

نی کھڑے یہ تماشا دیکھ رہا تھا وہ سمجھا نہ سلطان کا کام تمام ہو گیا ہے قریب بیچ
 ترس کے سلطان کی کمر سے ہیروں سے جڑے قیمتی شمشیر بدلتے بدلتے کی
 کوشش کی سلطان کی آنکھ کھلی تھی اور سانس پھل رہی تھی وہ اس طرح لی تو بین
 بیسے برداشت کر سکتا تھا کہ دشمن کے ناپاک ہاتھ جیتے ہی اس کے جسم کو چھو میں
 اور اٹھ کر پی تلوار سنبھال دے اس گورے سپاہی پر وار کر دیا لیکن وہ پی سہوق و
 طور ڈھال استعمال کر کے بچ گیا جس سے اس کی ہندوق ٹوٹ گئی سلطان نے
 دوسرا وار کیا جس سے قریب ہی موجود ایک دوسرے انگریز سپاہی کا کام تمام ہو گیا
 حسین علی کرمانی کا یہاں ہے کہ جس جگہ سلطان گر تھا وہ جگہ تنگ تھی لیکن اس سے
 وحالت میں کچھ درگزر کو بھی جسم رسید کر دیا سی دور دور سے دشمن کے
 ایک سپاہی سے سلطان کی سہیلی کو ایک فار سے نشانہ بنایا گون دھم دھم کان کے درہ
 و پر لگی در دیکھتے ہی دیکھتے سلطان زمین پر گر گیا اور ہی وقت اس کی روح قفس
 حشری سے پرواز کر گئی اللہ و اما اللہ و احیوں یہ صرخت کا وقت تھا ہر کسی
 پھیل رہی تھی ہر طرف لاشوں کا نثار تھا بارہ ہزار سلطانی سپاہی صرف اس دن
 وطن کی آزادی کے لئے اپنی جان نثار کر چکے تھے۔

روح تو ٹھنڈی ہوئی جسم ابھی گرم ہے

معزز مگر یوں کو اسب بھی نہیں آ رہا تھا کہ سلطان شہید ہو گیا ہے وہ سمجھ
 رہے تھے کہ سلطان فرانسسیوں کی ہدایت پر چل درگت بیچ روہاں سے دوبارہ
 لڑنی جاری رکھنے کی تیاری کر رہا ہے قلعہ اور محل میں ہر جگہ تلاشی لی گئی لیکن

سلطان حسین کھیں نہ سہیلی ملی تاہم نہ وہ خود مدحیہ میں مشغول ہے
 لب لب لاشوں شہادت مرے گا سلطان سے مدار حاد مر حاد صحن شادی پر
 سہو سلطانوں ہاشمی - محض اب بھی تھکی ہوئی نہیں جسم بھی مر تھا اس سے
 اس پر ہاتھ لگا کر نہیں دیا - اس میں سہارو ملتی سہیلی سے پیرے پر مٹا و
 محال میں مرے سے وہ تو اس دن میں تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب بھی دشمن کو
 - محض اٹھا ہے سیدھے ہاتھ پر ایک تصویر ندھی ہوئی تھی مگر پر سرج ریشمی
 بظاہر سمجھیں احمدا پادشاہ در مسجد قمیسی تھی جو اس سے سن ہوئی تھی میں ہاتھ میں
 لونی ہوئی تلوار پچا صدمہ بھی تھا مل دیلن سے حسب بعض انگریز سپاہیوں سے ریاست
 مار سلطان کا جسم لے کے وجود ابھی نہ کیوں سے تو اس سے بدلتے کو نایل کی کہ
 باقی سب واک تو پہلے ہی مر گئے تھے سلطان کا کام بھی تمام ہو ہے اس سے اس کا جسم سرد
 ہے اس کا کو سپاہی نہ تھا - سلطان ایمانی رست صرف اس کی روح میں سہیلی تھی مد
 اس کا جسم بھی اس رست کو ہے مد سہیلی ہوئے تھا اس پورے واقعہ کی منظر کشی اس
 منگش شریک ایک میں شہید مگر یہ سہیلی سے اس طرح تھی۔

میں کو بھانگ سے نکال کر باہر لایا گیا اس کی آنکھ کھلی

تھی اور جسم سرد تھا چند محسوس کے سے اس دین اور مجھے شہ
 ہوا کہ وہ شاید زندہ ہے لیکن نبض اور قلب کی حرکت دیکھنے
 کے بعد شہ رخ ہو گیا اس نے چار زخم کھائے تھے تین جسم پر
 اور ایک کنپٹی پر اس کے جسم پر قمیص کپڑے کی آستین دار
 صدی پھولدار ڈھیلا ڈھالا پاجامہ اور مکر کے گرد ارغوانی

رنگ کار شمی و سوتی کپڑے کا پہنا تھا سر تنکا تھا شاید اس کی
پاؤں کشمش میں گر گئی تھی ایک خوبصورت تھیلا بھی اس
کے جسم پر لٹک رہا تھا جس پر سرخ اور سبز پٹی لگی ہوئی تھی
اس کے بازو پر ایک تمویذ تو بندھا تھا لیکن کول اور زیور نہیں
تھا اس کے چہرے سے ایک عمارت کی مانند ہنسنا تھا جو اسے عام لوگوں
سے ممتاز کر رہا تھا۔

ایک اور انگریز شاہد یوں لکھتا ہے۔

اس کے چہرے پر غیر معمولی ظلم و دکھار سا یہ لگن تھا
اور اس کے چہرے سے وہ طریت و خوش خلقی ٹپک رہی تھی
جس کے لئے وہ زندگی میں بھی ممتاز تھا۔

اس پورے سر کے میں انگریزوں کے صرف دینہ ہر سپہی عام ہے۔
سلطانی افواج سے شہید ہوئے وہ سپاہیوں کے مقابلہ میں ست کر تھے انگریزوں
کو یسور کے صلابہ اپنی چاروں شکلوں میں سب سے کم حادی نقصان بھی سی ملک
میں جو تھا اس کی روح ظاہر تھی کہ یہ پوری جنگ شروع سے آخر تک طاقت و قوت
سے زیادہ غدروں و سازشوں کے بل بوتہ پر لڑی گئی تھی ملت اسلامیہ کا یہ عظیم
شہداء ۲۸ دئی قعدہ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۱۵ء کو پیش آیا اس وقت سلطان کی عمر
کامن عیسوی کے مطابق ۳۹ سال تھا۔ ۲۰ نومبر ۱۹۱۵ء کو پیدائش کے حساب
سے وہ اب تک اس دنیا میں ۳۸ سال ۵ ماہ و ۱۳ دن گزر چکا تھا مورخین سے
مردف۔ بعد کے حساب سے ۲۰۳۷ء کی تاریخ وفات اس جگہ سے لکھا

شیو یوجہ دین محمد شہید شد

۵۱۳۱۳

مورنا ظفر علی خان نے پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے سلطان کو اس کی
وفات و شہادت پر سدرہ دہل شہار کے درید خراج عقیدت پیش کیا ہے

کہیں سوتے میں نہ کروٹ یہ مجاہد بدلے
اب بھی اس خوف سے ہیں لرزہ بر اندام حدود
اس کے اٹھتے ہی مسلمانوں کا گھر چڑ گیا
تھا قیامت کا قیام اور قیامت کا قعود
قوت بانو نے اسلام تھی اس کی صولت
اس کی دولت کے دعا گو و نہیں شامل تھے ہنود

سقوط سری رنگا پٹنم

سلطان کی شہادت اور بارہ ہزار وفاداروں کی وفاداری کے ساتھ ہی جس میں
سیکڑوں بہادری و شہادتیں اور بعض شہداء جو نہیں بھی شامل تھے یسور کی یہ چو تھی
اور فیصلہ کن جنگ ختم ہو گئی فریسی فوجیوں سے بھی جو سب تک سلطان کی
طرف سے لڑ رہے تھے اس کی شہادت کے ساتھ ہی اپنے ہتھیار ڈال دئے اور
اپنی شکست تسلیم کر لی جس کے بعد راجا سلطنت پر دشمنوں کا مکمل قبضہ ہو گیا
جنرل بارس سلطان کی لاش کے قریب پہنچ کر فرط مسرت سے چیخ مچا کہ

”آج سے ہندوستان ہمارا ہے“

ہوں گا کہ کھت رہا تھا ہر پہر پہر جس کا ساتھ ساتھ ہوں گی یہ یہاں سے
 رہا تھا قدرت کی طرف سے سلطان سے خیر میں طرح کو بھی خاموش رہے گا
 حکم ملے گا جس کے لال باغ اپنے سے اپنے ہی سہاں پر گئے ہوں چھائے عصر لے
 وقت حصارہ لال باغ پہنچے قلعہ سے تھی توپوں کی گوریں بھی لگوں گی گریہ و زاری
 سے ساری نہیں دے رہی تھیں، تھی میڈ جو راستہ میں عجب تھا وہ لال باغ پہنچے کے
 بعد بند ہو گیا وہاں پہنچ کر چار مگر بڑ کمپیوں کے ہتھیار سد سپاہیوں نے اپنے
 ہتھیار بھی نیچے کر کے قاصی شہر نے ہمارا حصارہ پڑھانی پھر پیش کو لال باغ میں
 حیدر علی کے پہلو میں بڑے حصارہ اور پریم - انھوں نے ساتھ دہلی کیا گیا فقرہ
 مسابقت میں اس وقت شہر دوں کی طرف سے پانچ ہزار روپے سلطان کے ایصال
 ثواب کے لئے تقسیم کئے گئے۔

آسمان بھی رو پڑا

سلطان کی پیش کو حسب لہ لگانے کے سے قدر میں ہمارا جہاں تھا یا ایک روایت
 کے مطابق حسب قاصی شہر ہمارا جہازہ پڑھا رہے تھے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا
 جس کو سلطان کی عمدہ مقبولیت و کرامت ہی سے تعبیر کیا جاسکتا تھا ہو یوں کہ
 سخت گرمی کا موسم ہونے کے باوجود لہذا میں ایسی عکس کرائیں کہ معلوم ہوتا تھا
 کہ آسمان ٹوٹ کر زمیں پر گرنے والا ہے گرنے لگا اور علی کی چٹک کے بعد
 اچانک بارش بھی ہوئے گی دھر نگر بڑ سپاہی سلطان کو آخری سلام دیے کے لئے
 اپنی بندہ قول سے ہو دل میں فخر کر رہے تھے لیکن آسمانی کڑک کے سامنے ان کے

فان وین دہری شخص کو یہ قدر سنا رہی تھی۔ طرح ہم سے بندہ کا آسمان پر
 ترسے ہوں گے توپوں اور اس سے استقبال کر رہے ہیں آسمان کے بھی
 چانک بارش کا موسم نہ ہونے کے باوجود پھوٹ پھوٹ کر روئے سے محسوس ہوا
 کہ وہ بھی پہلے سمجھ کر رہیں ہوں کے عمر میں شامل ہونے کے اپنے
 دعویٰ کا ثبوت دے رہا ہے ہی طرف کی محسوس حیرت میں میں کی گم گری
 لوح کے کیمپ میں تری تو اس سے دو ٹوٹیر سپاہی ہلاک اور ہی رخمی ہوئے
 گھروں میں بد لگوں پر بھی برہم کاری ہو گیا بدل کی خوف ک آواز سے کالوں کے
 پردے پھٹنے لگے دریا سے گاوری میں بھی اس رات حلاف معمولی طبعی آبی خود
 نہ ہی رہا پڑن میں مقیم بوزموں کا کہ تھا نہ دریا سے گاوری میں اس طرح کی طبعیانی
 سوں نے سمجھی نہیں دیکھیں غرض یہ کہ وطن حری کا یہ قابل مرد عرب
 - فساد پہلے پہلے موس سنی کے بچے قدر کی شکل میں حنت کے مانگوں میں پہنچ
 نکلا تھا اور اسی تھکاؤٹوں میں سے منتقل ہوا ہمیشہ ہمیشہ کی حنت کی طرف جا
 چکا تھا درمل اعلیٰ مسرودوں و رسم دیدہ - انھوں کے ساتھ اس کو ودی سلام
 کر رہے تھے جو یہاں کہ آبی کے اعاد میں کچھ اس طرح تھا -

اے شہید مرد میدان و فاتحہ پر سلام
 تجھ پہ لاکھوں رحمتیں لا انتجا تجھ پر سلام
 بند کی قسمت ہی میں رسوائی کا سامان تھا
 ورنہ تو ہی عہد آزادی کا اک عنوان تھا

اپنے ہاتھوں خود تجھے اہل وطن نے کھودیا
 آہ کیسا باغباں شام جہن نے کھودیا
 بہت پرستوں پر کیا ثابت یہ تو نے جنگ میں
 مسلم ہندی قیامت ہے مجازی رنگ میں
 عین بیداری ہے یہ خواب گراں تیرے لئے
 ہے شہادت اک حیات جادواں تیرے لئے
 تو بدستور اب بھی زندہ ہے مجاہد گور میں
 جذب ہو کر رہ گیا ہستی پر شہد میں

پندرہواں باب

سقوط سری رنگا پٹنم کے بعد کے
 مختلف واقعات

سلطانی دولت جو دشمنوں کے ہاتھ لگی

انگریزوں کو مدد دے گا۔ سلطان کے محل میں عہد معہوں دولت میرے
 جو مرات درتقدی و میر کی شکل میں میں ۴۰ روپے سے اسوں کے سلطان
 شہادت لے فور بعد اس کے محل میں پے سپاہیوں کا پہرہ تھا یہاں تک کہ
 خوشی و مال غنیمت میں حرم میں گریہ سپاہیوں میں سے ہر کوئی سے قابو رہا تھا
 چنانچہ پہرہ کے باوجود تعمیر ستوں سے کسی کوٹ بدر کھس کر دولت کوٹے میں
 کامیاب ہوئے نزل و بیرون سے جب پے سپاہیوں کے بے یمن کو دیکھتے ہوئے
 محل کو باقاعدہ کھوں و مسطانی دولت کا حساب لگایا تو جو دس فی صد اس میں
 نہیں رہی جس سے پہلے میر سے جو ہر ت و روئے کے روایت و معہ و صدوقوں
 میں مقتل کر کے ہر کاری مہر کے ساتھ تھانوں میں چھپا دئے گئے تھے ہر چہ اس
 لاکھ روپے قیمتی کتب خانہ و سونے چاندی کے برتن تحت شہابی چاندی کا مادہ
 ہاتھی کے قیمتی انتہا میر سے طرزی ہوئی تلواریں و ہتھیار و عمل کے لئے شمار تھان
 اور بے حساب عمدہ قاضی و معہ اس کے علاوہ تھے صرف ریشمی و ممل کے کپڑوں
 کے ستے ڈھیر تھے۔ مادر اس پرورد کے مصحف کے مطابق اس کے ٹھکانے سے
 پانچ سو ونٹ درکار تھے شہابی گودام میں عرس قدر تھا کہ سلطان مدد دیتا تو
 پورے محل کے لوگوں کیسے گیارہ ماں تک کالی ۱۱۰ سو میں علی قسم کی رانہ ہر
 بدوقی پرورد ہر گوسے پانچ ہتھیار گایاں اور ۹۰۰ گویاں کے علاوہ حساب ہر
 بارود اور دوسرا فوجی سارہ سامان تھا سلطان کی بیڑی و اس کی جب تلوار سابق

گور حرم کارنوں کی کھٹی تھی قیمتی ہیرے حرم سے یہاں صدوق کی قیمت ۵۰
 لاکھ روپے گائی تھی ایک ہزار روپے جو ایک گور سے کے ہاتھ لگ گیا تھا اس نے جب
 اس کے ایک ڈاکٹر کے ہاتھ و دست کیا تو اس ڈاکٹر کا کھٹا تھا کہ اس کو اس سے سالانہ
 ایک لاکھ روپے کی آمدنی ہوگی جب ایک انگریز سپاہی نے شاہی محل سے چند
 معمولی کپڑے چرائے تو اس میں کچھ میر سے جو ہر ت ہڑے ہوئے تھے اس کو اس
 وقت خطاب میں چائیس ہر پونڈ میں فروخت کیا گیا اس پوری جنگ کے بعد و لارڈ
 دیرن نے صدر میں جو نیپو کی تلوار میر سے کا ایک تمہ اور کچھ روایت آئے تو اس
 کی قیمت بھی کروڑوں روپے تھی جنگ میں شریک سپاہیوں میں کھپکی کی طرف سے
 باقاعدہ تقسیم کئے گئے مال غنیمت کی قیمت کا اندازہ نو کروڑ روپے لگایا گیا صرف
 حرم اس کو ۱۰۰ لاکھ روپے کا مال غنیمت دیا گیا اس کو بے صرف ایک ہار کی
 قیمت ہی اس وقت چھ لاکھ روپے تھی حیدر آبادی سپاہیوں میں تقسیم کے لئے
 کے کی ہر میر ماہ کو صرف ایک لاکھ لکڑا دیا گیا جو معمولی طور پر انگریزوں میں تقسیم
 ہوئے و اسے مال غنیمت کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتا تھا جب میر عام سے
 و بیرون سے اس کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ اس کے پاس میر کچھ نہیں رہ گیا ہے
 اگر وہ چاہے تو مسطانی محل میں موجود شیروں کو مال غنیمت سے طور پر لے سکتا ہے
 جب میر عام سے اس کو یہ سے انکار کیا تو اس نے خود شیروں و چیتوں کو نگرہ
 سپاہیوں سے گویوں سے لے دیا اس میں سے میں چھتے برطانیہ کے شاہ صرح سوم
 کو نعمت بھیجے گئے شہادت کے وقت سلطان کے لگے میں موجود موتیوں سے طر
 قیمتی مار تلاش سیر کے موجود گریزوں کو نہیں مل سکا اس کو سلطان کے بے وفا

علامہ صاحب سے شہادت کے فوراً بعد کمال سے پاس رہا یہ بھی یہ ۲۰۰
کے بعد کھپتی کی طرف سے اس کے سپاہیوں میں تقسیم ہوتے جاتے مال قیمت
کا یہ زود تھا سوٹ کے اریہ اس لوگوں نے فرزند انوار است صلی کی اس کا نوادی
شمار ہی نہیں تھا۔

تخت شہی

اس غیبت میں سے قیمتی اور قابل دید مزیروں کے سلطان کا تخت شہی
تھا جس کو اس نے صید دوم سے ماقادہ اپنی بادشاہت کی تائید کرانے کے بعد
کارنگروں سے پرانی تہائی میں بویا تھا یہ تخت شہی کی شکل کا تھا آٹھ مربع اور پانچ
فٹ چوڑے اس شہی تخت کو لکڑی سے چار شہ اس کی پشت پر بنا گیا تھا جس پر
سوئے کی چادر بزمی بونی تھی اس کے دائیں جانب چاندی کے چھوٹے چھوٹے سینے تھے
اس کی چھتری پر سہاروں میں پروٹی ہوئی موتی کی تھڑکی تھی اور سب سے اوپر سوسے
سے بہا ہوا کی شکل کا پردہ تھا تخت کے چاروں طرف قیمتی پیر سے زوہرات سے مزین
دس چھوٹے چھوٹے شیر بھی تھے دور سے دیکھے پر تخت شیر کا معلوم ہوتا تھا سلطان جب
اس پر طلوعہ در ہوتا تو اس پر لگتا تھا کہ کوئی تہہ پر یہ چھوٹا رہا ہوا ہوا اس نے سر پر سیاہ
فلک سے میچوں شہادت کے حد جب یہ تخت مزیروں کے ماتھے گاؤں سے سب سے
پہلے اس میں گئے سوئے کے دو شیر نکال کر بادشاہ کی خدمت میں مندر بھیج دیے اس کے بعد
اس تخت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو علی فوجی اسرار میں تقسیم کیا گیا ہر ایک کے
حصہ میں ایک ہر آٹھ سو پانچا ست سے ٹکڑے تھے۔

سلطان کے اہل خانہ کی نظر بندی

نیپو کی شہادت سے وقت بڑھتا رہا فتح حیدر مع ایک فوجی دستہ کے
جس میں ایک سو بیس درسی سپاہی بھی شامل تھے شہر سے باہر کاری گھاٹ
میں تھا سلطان کی شہادت کی اطلاع سن کر وہ وہاں سے اسے ہنر چھوٹا گیا بھی تک
صرف دارالسلطنت در دوم سے چھوٹے چھوٹے قلعوں ہی پر دشمنوں کا قلعہ
ہو تھا سلطنت کے دوسرے علاقے جیل درگ اور سر وغیرہ دستور میسور یوں ہی
کے قلعہ میں تھے سیکر بل میسور سلطان کی شہادت سے دل برداشتہ ہو کر
دشمنوں کی مزمت سے اس کے تھے در مقابلہ کی روح اس میں باقی نہیں تھی ستوا
سری راجا پٹنم کے ساتھ ہی ان مزیروں سے سلطان کے چارے شہی خاندان کو نظر بند
کر دیا اس میں گیارہ شہادے فتح حیدر کو چھوڑ کر ایک شہادتی واد حیدر حسین خان
بیوی سلطان بیہ حیدر علی کی بیوی غشی بیگم چھوٹے بھائی کریم شاہ کے دو درزند
صدر شکوہ معروف علام علی اور باب حیدر معروف بہ نام بخش در محل کی دیگر
خواتین شامل تھیں جہاں تک سلطان کی قیمتی والدہ کا سول ہے تھوٹے ہے کہ وہ
اس وقت رہا تھی اور شہر سے باہر تھی نہیں ہے درند کی شہادت کے بعد وہاں سے
محل چلی گئی اور اس کا یہاں ہو اس کی تفصیلات تاریخوں کتابوں میں نہیں
میں سلطان کی پسلی بیوی رقیہ بیگم کا شہر ہی میں تھا ہوا تھا اور اس سے بہن
میں بڑے شہادے فتح حیدر کو سلطان کے وفاداروں نے جس میں سر فہرست ملک جہا
اس میں در ناصر علی میر میر تھے مشورہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ بغیر کسی تاخیر کے

قتل در تب پلاخ سے دروہاں سے دروہاں طریقوں سے خلاف سب شایع ہوئے
 سے کہ سبھی سلطنت کے مت سارے علاقے بہ ستورن ہی کے قبضہ میں ہیں
 جنگ سے نہ کوئی اور کم پٹیا جانتا ہے لیکن اگر بروں کو سب سے کی دھننی ہوسوں
 سے نور پور یا درمیر قمر بدلی کوئی دھنن مید کے پاس روئے کیا اور اس سے دھنن
 اکر وہ اختیار دے دے تو اس کے دھنن جہنم کو دروہاں کی جگہ سے گھر چھوڑ دے تو
 ملک جس حال کی تو ہر پسند تھی لیکن اس کو حد شرعہ کہ اس سے اختیار دے سے شرع
 سے کے نظر سے گھر دے ہوسوں پر ظلم کے پھر توڑ سکتے ہیں اس سے سن سلامتی و رعایت سے
 پیش نظر اس نے اختیار دے کافی حد کی جس سے بعد انگریزوں سے تسلیم اور سر
 سمیت پوری سلطنت پر اپنا قبضہ مکمل کر لیا۔

شاہی خاندان کی جلاوطنی

سقوط مہری دھما پٹنم کے صرف ایک دو بعد ہی ہمیں سے سن خوف سے کہ ہمیں یہ
 شاہی خاندان دروہاں کے قندار کے سے مسلح پیدا کرے۔ ہوں ۱۹۹۰ء کے سلطان
 کے پورے بل خاندان کو جس کی تعصبات و پابندیوں کی وجہ سے جلاوطن کر دیا وہاں کے
 حالات سے فی کس دس ہزار پگڑیوں سے حساب سے ساہوکاروں کو جو میں ہزار پگڑیوں
 میں تقریباً ساڑھے سات لاکھ روپے وظیفہ دے لائی گئی تھی اس سے ایک ہزار روپے
 بھی مقرر کر دیا ۱۹۷۹ء مطابق ۱۹۵۰ء میں یہاں حیدر علی کی بیوی فتنی بیگم کا سن ہو گیا
 وروہاں سے کی تھیں بھی عمل میں آئی۔ اس سے بعد ۱۹۵۰ء میں حساب گریوں کے

خلاف فوجی بغاوت ہوں توں بولتے ہوئے اس میں ٹیپوں کے حدود میں شہر دوں کا بھی
 ماتھے سے اس سے سن کو دروہاں سے گھنٹہ بھینچ دیا یہاں پہلے توں کو دروہاں شہر کے ڈمنڈ
 مارو روڈ پر نظر بند رہا یہاں سے لائی غ میں جس کا سن وقت نام رشا پنگا تھا
 آما دیا یا یہاں اپنی نظر بندی کے دوران سوں نے سن قطعاً رخصتی کر دی
 اور دو مالیشان مسجد میں بھی تعمیر کیں پہلی مسجد ۱۹۳۵ء مطابق ۱۹۳۵ء میں لائی غ میں
 اور دوسری مسجد ۱۹۵۹ء مطابق ۱۹۳۲ء میں دھرتی اسٹریٹ میں تعمیر کی گئی اس
 سے علاوہ مسجد امام زادہ کلاں کلاں میں مسلمانوں سے سے ایک قبرستان بھی
 سوں نے وقف کر دیا تھا جو سورجاندن قبرستان کے نام سے مشہور تھا پرنس نور
 شاد روڈ پر واقع مسجد کے حاطے سے مندرجہ ذیل پٹنم ابھیہ سلطان بیگم و شہر وہ
 غلام محمد کی مسجد ابھیہ کی قبریں اب بھی موجود ہیں۔

غفور سلطان کی ولادت کی بے بسی و کسمپرسی

گھنٹہ میں سن بھی یہ خاندان ہنر کسمپرسی و بے بسی کے عام میں رہا
 نہ رہا بے شہر کی تنگ گلیوں کے مست ملاقات میں رہے دے سن شاہی خاندان
 کے رفاہی پر باعزت رہی نہ رہنے سے سے مسند قدرت و یات کے مطابق سائیکل
 رکٹ چلانے سے بھی سیکس شہر رہے ہیں چند سالوں قبل سن خاندان کی
 ملاکس دعوت کی خبریں سن تراورہ کی درخواستیں تصویریں اجازت میں

دیکھ کر معنی گال بانی کورٹ کے جسٹس جو ریوسٹور جسٹس حیت کمر میں
گپٹے لے کر کے سے سرکار کی طرف سے باقاعدہ ایک ایک مقررہ روپیہ وظیفہ جاری
کرے گا صمد یا تھا جس کے جس وقت کمر نالک کی سرکارے بھی میسر ہو سکے
ورسہ می رنگا پنہاں اس صمد میں سرکاری ضرورت پر دوبارہ باز آباد کاری کا
مقصود نہ رہا تھا لیکن نہ ہی ہنر تھا ہے۔ خود کے دلدادہ کے جس سے سبھی
سوئی اس سرزمین پر نو آباد کرے کی کوششوں کو خود یہاں کے عوام کی اہل
خوبش و تمنا سے موجود ایس کامیابی حاصل نہیں ہو سکی حالانکہ اب بھی سرری
رنگا پنہاں میسرور ہنگو و غیرہ میں اس شاہی خاندان کی سیکڑوں میں ملے ہزاروں
بیکڑ میں اور مختلف محلات و طرہ حکومت کے قبضہ میں ہیں۔

حکومت کا اگلا نظم و نسق

سلاطین کی شہادتِ سلطنت پر قصد و مال غنیمت کی تقسیم کے بعد سب سے
ہر مسد جو مگر یہ کہیں کو درپیش تھا وہ ہے وہ جس میں حکومت کے نظم و نسق
کا تھا سلطان کے سابق وزیرِ مہارت و درویش پوریا کو میسر کے عوام میں
سلطان در سے خاندان مقبوضت و محبیت کا چھٹی طرح رہا تھا در وہ یہ
بات اچھی طرح جانتا تھا۔ سلطان کی شہادت در میں کی حکومت کے راجہ کے
موجود یہاں کے ہر مسم عوام اس خاندان کے علاوہ کسی در کی صہنی کو
برداشت نہیں کر سکتے خود ہر وہ بھی سریت میں ہوئے کے موجود یہاں کے سابق
رہ کے خاندان کی دوبارہ خاں کے حق میں نہیں تھے اس سے پوریا سے رے دی

سلاطین۔ در میں جس کے سب سے میسرور کے تحت پر تھا یہاں سے چاہے جس کے بعد
تقریباً منسب کے سم قلعوں میں پیوں کو فرقہ کیوں نہ تھیں سین گمروں میں تو یہ کہ
قوں کے غلبہ میں ہے قدرے سٹ پھر ایک در حشرہ کیسے جس سے سکتے تھے فتح حیدر
کے ہتھیار سٹے کے سے سلطنت کی دوبارہ حل کاں کا وعدہ محض ایکہ یہ تھا چہ چ
دیگری سے پوریا میں تجویز کو مسترد کر دیا در حشرہ اس کی حشرہ میں ایک چارہ کی
کہیں جس میں کرناں کو کسب و کسب ساری کوز اور کرمل و بٹری (لارڈ و بٹری کا بھائی)
شمل تھے قمار کے میں یہ دہا۔ بی سوئی۔ وہ وعدہ اور وعدہ عور و حوض در نہ در حشرہ کے
بعد سلطنت کے گئے مگر سب سے تھی مناسب تجویز پیش کریں اس منسب میں شامل
انگریزوں کا صیف ظاہر حیدر۔ دہلی سلطان کے خاندان کے کسی کو میسر کے تحت پر
تھاے کا مخالف تھا سلطان کے دروں اور دروں۔ دہلی گھنسی سے صہارت تھا کہ نیو کے
صہارت میں دوبارہ تحت میسرور کو جس۔ کیا خاں اس سے کہ اپنے والد سے دروں اور
سلطنت حیدر و دیں جس کے دروں کو بٹھے اور اس سے تمام بٹھے کی امیدیں شہرہ دروں
سے بیکار ہی تھی چنانچہ میر غلام علی لنگڑا نے کہا کہ

”دلی کشتی و بچہ انگلہ اشق کار و مند و مہیت“

سب سے کہہ رہا اور جس سے بچوں کو پاس بھی نیو کو شہید کرنا اور جس کی اور کو دوبارہ
تحت پر خاں کر۔ کہیں کی عقلمندی ہے، مگر یہ سمجھتے تھے کہ نظام یہاں سے کسی ایک
کے میسرور۔ کرے کی صورت میں جو اس دروں میں کشمکش کا شدید و فوری امکان ہے
ہے اور اس طرح کی دیگر وجوہات نہیں جس کی وجہ سے سلطان کے خاندان میں میسرور کے
اقتدار دوبارہ خاں کا مکان تقریباً ختم ہو گیا تھا

عہدہ پیم میں سلطنت خدادادی وسعت

سلطنت پوریاہندہ

سلطنت نظام

ارپاسے کریشیا

سلطنت خداداد

درس

ضلع بکال

بکال

بکال

ہندو خاندان کی بکالی

ماتہ خانی میں کے عہدہ جونی سے بد کمیشن نے لارڈ ڈیوٹی سے سفارش کی کہ
تو گریوں کے حق میں بہتر ہے کہ بہت ساری مصیحتوں کے پیش نظر حکومت کی
نائب ڈور سلطان نے کہا کہ وہاں کو وہاں سوچنے کے لیے یسور کے قدیم ہندو
تھیں کہ وہاں ہی کو سوچ دی جائے اس طرح یسور کے ہندو مسلم عوام میں
خیریت کے بیج بھی بوئے جاسکیں گے اور ان کی آپسی کشمکش کا دور دورہ
کے متحد ہو کر انگریزوں کے خلاف کسی فوجی کارروائی کا مکان بھی نہ ہوئے کے
برابر ہو گا چنانچہ دہلی نے کمیشن کی سفارش کے مطابق ۳۰ جون ۱۹۹۹ء کو سابق
راجہ کے پانچ سالہ لڑکے راجا راجا کو تخت یسور پر بٹھادیا جس کی حکومت
یسور کے زمان میں صرف چند سال ہی تک محدود تھی اور وہ کمپنی کا ایک بے بس
مہر تھا مگر اختیار اس بھی کمپنی کے ہاتھ میں تھا جس نے اس کے ذرا کی
حیثیت دے کر اسے نام ہی تھی۔

غدارمی کا صلہ

سلطنت خداداد کے سابق وزیر مایات پور نیا کو اس کی غدارمی کے صلہ میں
یسور کے پانچ سالہ راجا راجا کو تخت یسور پر بٹھادیا جس کی حکومت
یسور کے زمان میں صرف چند سال ہی تک محدود تھی اور وہ کمپنی کا ایک بے بس
مہر تھا مگر اختیار اس بھی کمپنی کے ہاتھ میں تھا جس نے اس کے ذرا کی
حیثیت دے کر اسے نام ہی تھی۔

جس میں موتی سے محوس و مستحایہ نئی میس میں درمیر صاف تہ
 دور میں جب ہی دست و موت مچھے تھے اس سے لے کے یہاں سے دور سے
 دور کو اس کے ساتھ مناصب سے علاقہ سے ۱۰ بارہ سرکاری عہدے دے گئے وہاں
 کے عہدہ داروں میں جاگیریں تقسیم کی گئیں اس کے علاوہ مختلف دیگر فسر
 حکومت پر بھی ٹریڈوں کی طرف سے نعمات کی بارش کی گئی جسوں سے سطوں
 سے مدد ملی کرتے ہوئے اس حکومت کو ختم کرے میں انگریزوں کا ساتھ دیا

سلطنت کی پسند و ناپسند

سلطان سے عہدہ کی ویلور علاقوں میں درمیر و حاکم کی رہے
 مام مسور سے قسمت پر خاں لے بعد انگریزوں سے مقبوضہ علاقوں کی بھی تقسیم کر دی
 مرہٹہ چونکہ اس جنگ میں غیر حامد رہے اور ٹیپو کے حاکم اس سے ساتھ شریک
 نہیں تھے اس سے اس کے عہدہ میں کچھ نہیں آیا مدت اس عہدہ میں شہرہ پر
 دریا سے تلک بھدر سے شمال علاقے دینے کی بات کی نہ وہ سب سی ڈیاری بھی
 سریری فوج ہے یہاں رکھے کی نیکی تجویز کو قبول کریں سیکل سوس نے پھر ایک
 بار اس تجویز کو مسترد کر دیا جس کے بعد یہ علاقے ٹیپو کے در نظام میں مات دے
 سب حسب وعدہ نظام کو مقبوضہ علاقوں میں سے نصف حصہ برہمنوں کی حیا پر عطا
 چاہیے تھا سیکل انگریز پھر ایک بار اپنی فطرت سے مجبور ہو کر اپنے عہدہ سے ہٹ گئے
 اور نظام سے کھنٹے لگے کہ جنگ میں فتح ہم نے صرف اپنے بل بوتہ پر حاصل کی ہے پھر
 بھی پی و مست قلبی کی وجہ سے کچھ علاقے سب کو دے رہے ہیں چنانچہ چل درگ

کا کچھ علاقہ ملدی کوئی کرپہ اگر کم سڈہ کرنوں اور انتہ پور کے علاقے نظام کو دے
 گئے جو صرف ایک صں کے اندر انگریزوں نے ۱۸۰۰ میں ان سے واپس بھی لے
 لئے مسور کے تیرہ لاکھ روپے عہدہ آمدنی کے چند صلیں راجہ کے خاندان کو دے
 گئے لیکن اس میں بھی نکی تجارتی دفوجی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے سے ایک انگریز
 ریڈیٹ مقرر کیا گیا وہ ان کو سات لاکھ پلوڈا حراج کمپنی کو دینے کا پابند
 کیا گیا اقتدار کے لئے اس میں اس ہندو عائد ان نے انگریزوں کی ہر شرط کو قبول کر لیا
 راجہ اور نظام کے مذکورہ علاقوں کے علاوہ سلطنت خداداد کے ماتی تمام علاقے
 پامیں گھاٹ کو بہتور پوری مغربی ساحلی پٹی بشمول سری رنگا پنٹم کمپنی نے اپنے
 پاس بند کئے

کمپنی کا جشن فتح

مقبوضہ علاقوں کی تقسیم و نظم و نسق کی بحالی کے بعد جب دوسرے سال
 گورنر جنرل لارڈ ویلیزلی کلکتہ پہنچا تو وہاں جشن فتح منایا گیا اور ایک شاندار جلوس لگا
 گیا جو کمپنی کی ہندوستان آمد کے بعد ان کا سب سے بڑا و تاریخی محوس تھا چھوٹے
 بڑے تمام افسر کو خصوصی عداوت اور تمنوں سے نواز گیا سقوط سری رنگا پنٹم
 میں نمایاں کارناموں کی وجہ سے لارڈ ویلیزلی کو مار کو س و حزن بارس کو لارڈ ہارس
 آف سری رنگا پنٹم کا خطاب دیا گیا۔

سلطان کا حلیہ معمولات اور اولاد

toobaa-elibrary.blogspot.com

ضرور ہوتی تھی عام حالات میں قیصر پر جس میں میرے کے بن سکے ہوتے سفید
عب ہوتی یا جامہ کی جیب میں گھڑی رہتی تھوڑے کے جوتوں کو زیادہ پسند کرتا تھا سر پر
ہمیشہ سرخ یا زردی، مل عمامہ ہوتا جس میں سنہرے تار کے علاوہ میرے کی کھلی
بھی ہوتی خوبصورتی کے لئے سب گھڑی کی دونوں جانب ریشم کے گچھے لگتے شدت
سے کچھ سب پہنے علیحدہ کی ہدایت پر اس نے سرخ کے بجائے سبز عمامہ پہننا شروع
کر دیا تھا ٹڈی کے نیچے ہمیشہ سفید رد مال رہتی تھی سفر میں اکثر یہ زری کا کوٹ
پہنتا جس پر شیر ہر کی کھال کی طرح دھاریاں ہی ہوتیں نہ طبیعت میں اس قدر
حیا تھی کہ اس کے سینہ تک کو خود محل کے اندر اس کے بچوں میں سے کسی نے
مھی کھد ہو نہیں دیکھا عام لوگوں میں سے کسی نے سلطان کے ہاتھ پر اور چہرہ کے
علاوہ جسم کا کوئی حصہ کھلا ہو نہیں پایا خود اس کی بیگم کا بیاں تھا کہ غسل خانہ میں
بھی وہ اپنے پورے جسم کو چھپا کر رکھتا تھا سیدھے ہاتھ کے بازو پر ہمیشہ ایک
تقوید بندھی رہتی تھی جس میں چند قرآنی آیات تحریر ہوتیں مگر میں ہمیشہ شمشیر
بند کے اندر اس کی خاص تلوار رہتی تھی اس کے علاوہ مگر پر سنہرے رنگ کا پٹکا
رہتا تھا صدر جہاں باتوں کی اجاں تصدیق میجر آئن کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے جو
اس نے سلطان کی لاش کو دیکھ کر اپنے نوٹ بک میں لکھی تھی وہ لکھتا ہے کہ

”سلطان کی زمین پر چلی لاش کا جب میں نے معائنہ کیا
تو دیکھا کہ اس کے بدن پر سفید قیصر اور پھولدار ڈھیلا پاجامہ
ہے مگر پر سرخ رنگ کا ایک کپڑا باندھے ہوئے ہے دائیں

لے ہمیر خلیو سلطان از محب الحسن

بازو پر ایک تقوید ہے جس کو کھولنے پر معلوم ہوا کہ عربی و

فارسی میں چاندی جیسی ایک دھات پر کچھ لکھا ہوا ہے۔“

سلطان کا استمن کردہ بس میں ایک کرتہ و پاجامہ اب بھی سری رنگا پنٹم
سے دریا دوست باغ کے میوزیم میں موجود ہے جس کو دیکھنے سے سلطان کے قد
میں کے ذوق و رسم کی ساخت وغیرہ کا آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

معمولات یومیہ

جنگ کے حالات ہوں یا اس کے ایام سلطان ہمیشہ علی مصبح بیدار ہوئے
کا عادی تھا غسل سے بعد نماز فجر محل سے مستقل مسجد اعلیٰ ہی میں جماعت کے ساتھ
دکرتا تھا اس کے بعد ایک گھنٹہ تلاوت کلام پاک میں مصروف رہ کر کچھ دیور رش
مھی کرتا تھا جس کے بعد ہلکا سا ناشتہ ہوتا جس میں عام طور پر پرندوں کا گوشت وغیرہ
ہوتا پھر کچھ دیگر دربار میں حاضر ہوتا جہاں صبح کے علی افسرین سے مختصر ملاقات
ہوتی اس دوران اس کے ہاتھ میں رابر سمج بھی رہتی جس سے وہ پے روزار کے
اور دو وظائف پور کرتا اور اسے سیدھے محل کے اس کمروں میں جاتا جہاں قیمتی
سیرے جو بہت وغیرہ رکھے ہوتے اس کی حفاظت پر ہاؤس سے اس کے
مارے میں علیوں حاصل کر لینے کے بعد اس کو مختص ہدایت دے کر چیل قادی
سے سے نکلتا تھوڑی دیر میں اسے پھر واپس دربار میں آتا جہاں سب چند علی
افسرین دربار میں اس کے ساتھ مل کر ناشتہ کرتا جس میں عام طور پر پھل دودھ
سے علاوہ احرار و غلام وغیرہ ہوتے ناشتہ کے دوران ہی ماضی کے تحریات کو

سامے رکھتے تھے۔ مستقبل قریب کے سے فوج منصوبے تیار سے جاتے اور
 مختلف محکموں کے سکریٹریوں سے ماہداریات پر مشتمل خطوط بھی جاری سے
 جاتے اس کے بعد فوج کا معیار کرتے ہوئے دو بار دربار میں پہنچتا اسی میں
 اس موقع پر حاضر ہوتے پھر ڈاکٹر صاحب کو کہ خطوط و معینوں پر مشتمل ایک تقریر
 پیش کرتا جس کو وہیں کھڑا نا مختلف شعبوں کے دہر داروں بھی حاضر ہو کر مدد
 روز کی کارروائی سامنے اس کے ماں حسابات کو سلطان کو درجہ دیا عام طور پر خطوط
 فارسی، اردو، کزور، تیلو وغیرہ میں ہوتے ہی کے حساب سے دربار میں ان رماہوں
 پر غور رکھے و اسے سکریٹری مقرر تھے جو پہے حصوں کے خطوط نکال کر باری ماری
 سلطان کو سامنے جس کے بعد وہی وقت مسطور رماہوں میں جو بات خود ملتا تھا
 تھا یہ سلسلہ دوپہر کے ڈھائی میں بجے تک چلتا رہتا تھا عام لوگ پن در خوش
 دربار میں موجود ایک مہمی بیگ کے دربار سلطان میں خدمت میں پیش کرتے تھے
 جب دربار خوش ہوتا تو سلطان پہے توہ میں سر ظہری مہار د کرنا دوپہر کے
 کھانے کا معمول نہیں تھا اس میں صرف دو وقت غدا صبح ناشتہ و شام کے کھانے
 کا عادی تھا مہار ظہر سے بعد آدھے بغیر شہر سے فوجی سوار کے کارخانوں میں جا کر
 خود اس کا معائنہ کرنا فوج کا عادی رہتا اور اس کے سے پیش آمدہ مسائل میں فوری
 حکام بھی جاری کرتا اس دربار سلطنت کے قلعوں و صوبوں میں رہی
 ہوتی تو اس کو بھی دیکھتا عصر میں مہار پڑھ کر بازار کا سر کرنا جہاں سے محل کو واپسی
 مغرب کے بعد ہی عام طور پر ہوتی تھی بعد مغرب محل میں پھر دربار ملتا تھا یہ خطوط
 پیش ہوتی اس کے جو بات کھو سے جاتے یہاں تک کہ رات کے کھانے کا

وقت آتا رات سے کھانے پر بھی فوج اس میں فوج دربار سلطنت اور بعض
 شہزادے سلطان کے ساتھ شریک دستر خواں ہوتے کھانے کے دوران کثرت بیشتر
 علمی و ادبی گفتگو چلتی تھی شعراء سامنے جاتے یا کوئی دینی کتاب پر موعانی حافی
 کھانے سے فارغ ہو کر تنہا چل کر قریب کے سے ملتا تھا اس کی نماز کے بعد اپنے کمر و میں
 آکر بستر پر لیٹ جاتا اور جب تک نیند نہیں آتی کسی کتاب کا مطالعہ کرتا رہتا تھا
 علی ناصر یہادی سے لے کر رات کو بستر پر جانے تک وہ کسی بھی وقت آرام
 نہیں کرتا بلکہ دربار مسلسل دیکھنے مصروف ہی رہتا تھا اس میں ایک دفعہ تربیت
 علی حاکم سلطان کو شکایتی خط لکھا کہ خطوط کے جو بات مست تاخیر سے
 دے جاتے ہیں اس پر سلطان سے اس کو لکھا کہ آپ لوگوں کو سوائے سونے کھانے
 اور خوش پیوں کے کون کار نہیں جو صبح سے رات تک مسلسل مور
 سلطنت میں مصروف رہتے ہیں اور جب بھی فرصت ملتی ہے خطوط کے جو بات
 لکھے جاتے ہیں جب کسی سلطان مست شک جاتا تو آدھے رات کے جاے
 دربار میں لوگوں سے قصص طبع کے سے قہقہے یا طعنے سنتا تھا مہاروں کی طرح اس
 کے پاس تقریبی مسئلے سے وقت ہی نہیں تھا درود و سہو سے سے اس کو
 پسند بھی نہیں کرتا تھا مہار گاہے در رقص و سہو میں مگنوں سے سے اس کے پاس
 جانتی ہی نہیں تھی وہ اپنے ہاتھ سے فارغ و قات میں اپنا درو ناچے لکھتا تھا جس
 میں عام طور پر رات میں دیکھے جاتے و اسے خوبوں کی تعصیدات اور اس کی تعبیر
 سہتی تھی اس وقت وہی کو سلطان بڑی حفاظت سے دوسروں سے ملکر خود اپنے گھر
 والوں کی نظروں سے بھی چھپائے رکھتا تھا۔

ولاد اور دیگر بل خاندن

جیسے کہ پہلے صفحات میں سلطان کی شادی کے سبب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ ۱۲۳۶ء میں ۲۳ سال کی عمر میں سلطان کی شادی یکہ بی۔ ات میں صرف ایک گھڑ کے وقفہ سے ایک وقت امام عشی صاحب ناطق کی بڑی سہولت سے اور ۱۲۳۶ء میں کی ہوئی یعنی شیخ برہان الدین کی ہمشیرہ رقیہ بیگم کے ساتھ ہوئی تھی کس پس منظر میں سلطان کو ایک وقت یہ دونوں شادیاں کرنی پڑی اس کی تفصیلات بھی گزر چکی ہیں ۱۲۹۰ء میں جب کسی بیماری سے رقیہ بیگم کا انتقال ہو گیا تو سلطان نے سید معین الدین کی بیٹی خدیجہ زماں بیگم سے تیسرا نکاح کیا جس میں دو سال بعد ۱۲۹۲ء میں جب اس کو چھ ہوا تو ہی وقت زچہ و چہ دونوں کا انتقال ہو گیا اس طرح ۱۲۹۲ء میں اس کی شہادت کے وقت صرف ایک بیوی سلطان بیگم زندہ تھی سلطانی محل میں چونکہ مختلف کاموں کے لئے ۱۲۹۳ء میں بھی تھیں اس لئے اگر برہان الدین کی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ یہ سب سلطان کے محرم میں داخل تھیں حالانکہ پارسائی و تقویٰ میں سلطان کے دیگر سدھین پر اختیار کی وجہ سے اس کی ذات سے یہ بات بعید تھی کہ وہ غیر نکاح کے اس میں سے کسی سے حسرتی تعلق قائم کرنا سلطان کی شہادت کے وقت سلطان کی وراثت سے سلطان بیگم بھائی کریم شاہ گوتی بڑی اور رقیہ بیگم و سلطان بیگم سے پیدا ہونے والے بارہ صاحبزادے زندہ تھے ان میں سے تشریت سے گلگت ہی میں پی جلا وطنی سے دور وراثت پائی ۱۲۹۰ء ایک صاحبزادہ جب مع الدین کا انتقال اس کے شہر میں ہو گیا اس سبب کی کچھ تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

۱) کریم شاہ۔ یہ سلطان کے چھوٹے بھائی تھے سی سر کی عمر میں جمادی الثانی ۷۳۶ھ مطابق ۱۲۳۰ء میں اس کی وفات ہوئی ان کے دو بڑے امام بخش اور غلام علی اور دو بیٹیاں تھیں۔

۲) فتح حیدر سلطان۔ یہ سلطان ٹیپو کے سب سے بڑے صاحبزادہ تھے اپنے والد کی شہادت کے وقت شہزادوں میں تیسرا ہی درجہ سلطنت میں موجود نہیں تھے ان کی وفات ۱۲۷۱/ شعبان ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۵۵ء کو گلگت ہی میں سر سام کے مرض میں ہوئی انہوں نے اپنے چچے چودہ بڑیاں اور سات بڑے چھوٹے جن کے نام یہ ہیں

محمد باقر، علامہ محمد الدین، شہاب الدین، محمد سلطان، سلطان حسین، محمد علی، محمد الدین

۳) عبدالخالق۔ یہ معاہدہ سری رنگا پٹنم کی ضمانت کے لئے ۱۲۹۲ء میں بطور برہان انگریزوں نے سلطان ٹیپو کے جن دو صاحبزادوں کو اپنے پاس رکھا تھا اس میں یہ بھی شامل تھے جو اسیر کے مرض میں ان کی وفات ۱۲۷۲ء مطابق ۱۸۵۸ء کو ہوئی ان کے دو بڑے کے منعم الدین اور مقیم الدین تھے۔

۴) محمد الدین سلطان۔ اس شہر دہنے ۱۲۷۳ء مطابق ۱۸۵۷ء کو کسی وجہ سے خود اپنے اوپر گن چلا کر خود کشی کر لی ان کے دو بیٹوں کے علاوہ پانچ صاحبزادے تھے جن کے نام یہ ہیں

سعید الدین، برہان الدین، قطب الدین، محمد ٹیپو، علامہ سنگیر

۱۵) معز الدین :- شہزادہ عبدالحق کے ساتھ یہ بھی غریبوں کے پاس بطور
صناعت معاوضہ ۹۲ روپے میں رہتے تھے ان کی رحلت ۲۲ جمادی الثانی ۸۳۲ھ مطابق
۱۸۱۹ء کو ہوئی تین بیٹیوں کے علاوہ ان کا صرف ایک بیٹا نظام الدین تھا۔

۱۶) احمد سلطان :- ان کی وفات ۱۰ شعبان ۸۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۲۳ء کو ہوئی
ان کی صرف تین بیٹیاں تھیں۔

۱۷) سرور الدین :- ۱۶ جمادی الثانی ۸۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۲۳ء کو اس کا
انتقال ہوا ان کی بھی صرف دو بیٹیاں تھیں۔

۱۸) شکر اللہ :- ۲۳ جمادی الثانی ۸۳۳ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۲۳ء کو ان کی وفات ہوئی چار
بیٹیوں کے علاوہ ان کے مندرجہ ذیل چھ لڑکے تھے۔

● بشیر الدین ● حلال الدین ● اعظم الدین ● محمد مدنی ● وارث الدین
● محمد شاہ

۱۹) منیر الدین :- ۲ رمضان ۸۵۲ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۳۷ء کو اس کی رحلت ہوئی
انہوں نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا انور شاہ چھوڑا۔

۱۰) جامع الدین :- ۱۷ شوال ۸۵۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۳۷ء کو ٹیپو کی اولاد میں
صرف اسی شہزادہ کی وفات ملک سے باہر فرانس کے شہر پیرس میں ہوئی اس کا
صرف ایک لڑکا بدر الدین تھا۔

۱۱) سلطان محمد سبحان :- ہیضہ کی وجہ سے ۲۳ رمضان ۱۲۷۱ھ
مطابق ۲۵ مئی ۱۸۵۵ء کو انتقال ہوا چھ لڑکیوں کے علاوہ اس کے چار لڑکے تھے

☆ شوکت الدین ☆ پاک اختر ☆ اللہ نواز ☆ غلام محمود

۱۲) یاسین سلطان :- ان کی وفات ۲۵ مئی ۸۳۹ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۸۲۹ء کو ہوئی ان کی
چھ لڑکیاں اور آٹھ لڑکے تھے جس میں سے پانچ کے نام جو ہمیں معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں
علی گوہر ظہیر و زشاہ کتیبا و معطر شاہ بہرام شاہ

۱۳) غلام محمد سلطان :- ۱۸۷۷ء میں سلطان کے شہزادوں میں سب سے خیر میں
ان کا انتقال ہوا ان کی تین لڑکیاں اور دو لڑکے فیروز شاہ و حیم لڑیاں تھے۔

سلطان کے ارکان خاندان میں یہ پہلے شخص تھے جو جلاوطنی کے بعد پہلی دفعہ ۱۸۳۵ء
میں کلکتہ سے سرکاری رہنما ہونے والے والد کے عرس میں شرکت کے لئے گئے۔

امیر المومنین فی سند حضرت سید محمد شہید ۲۲ مئی ۱۸۲۲ء میں جب اپنے وطن
راے بریلی سے حج کے لئے مکہ جاتے ہوئے کلکتہ میں رکے تو ان شہزادوں میں سے
اکثر بقید حیات تھے سید صاحب نے ان کی دعوت پر خود ان کے ہنگامہ پر جا کر
ملقات کی جس کے بعد ان شہزادوں نے سید صاحب کے بزرگوں سے اپنے خاندان
کے روحانی روابط کا حوالہ دے کر بیعت بھی کی جس میں خود سلطان کی بیگم اور
اکھوتی بیٹی بھی شامل تھیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ سوانح حیدر علی سلطان از امجد علی شہری محمد کوار محمد ناصر محمد ۱۹۹۲ء پٹنہ
کے سیرت سید احمد شہید از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

س گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سخت خدو کے زوں اور نثر یوں کی میو پر فتح کا ر کوئی سر سری جہ
 بھی لے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس میں منجبر دیگر سبب و وجوہات
 کے سرشوں کے وسیع جہاں اور سلطان سے وزراء و فسران کی مت فروشی
 و ضمیر فروشی سے بھی اہم رول ادا کیا تھا اگر سلطان کے وزراء اس کو دھوکہ نہیں
 دیتے اور آخر تک اس کا تعاون بھی نہ سہی صرف میر جاہب دار ہی رہتے در قلعہ
 و محل کی اندرونی خبریں دشمنوں تک نہیں پہنچتیں تو ممکن تھا کہ جنگ کا نقشہ ہی
 بدل جاتا اور انگریزوں کو شاید ایک زمانہ تک ہندوستان پر حکومت کا صرف خواب
 ہی دیکھنا پڑتا تو اب حیدر علی کے مقابلہ میں سلطان میونسٹر زمدل اور نرم مزاج تھا
 حیدر علی بغاوت و سرکشی کو ایک لمحے سے بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا اور جب
 بھی اس کو اس کا علم ہوتا تو غدروں کو ٹھکانے لگانے میں اس کو دیر نہیں لگتی تھی
 لیکن سلطان میو اپنے والد کے برعکس تعلیم یافتہ اور بہت زیادہ سبب پسند اصول
 پسند اور نرم دل تھا اس سے جب بھی کسی کی بے وفائی یا غداری کی اس کو اطلاع ملتی تو
 جب تک تحقیق کے بعد نزام پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا وہ کسی کے خلاف کاروائی یا
 مدد و نظام سے گریز کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ اکثر منافقوں و درعدروں کو اس کی
 درخواست پر اس نے معاف کر کے ان کے عہدوں و مناصب پر دوبارہ بحال کر دیا
 تھا لیکن اس کے ضمیر فروش وزراء و مت فروش فسران اس کی اس وسعت قلبی
 کے باوجود سلطان کے لئے اپنے دلوں میں بدستور بعض وعداوت کے جذبات رکھتے

toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com

ستر ہواں باب

غداران سلطنت خدا داد کے
 سیاہ کار ناموں اور قدرت کی طرف سے
 انتقام کی کچھ تفصیلات

toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com

تھے لیکن سلطان شاعر کے اس قول پر عمل پیرا تھا۔

جب تم نے جفا کی ہے تب ہم نے وفا کی ہے

وہ ظرف تمہارا ہے یہ ظرف ہمارا ہے

لیکن اس کی یہی حد سے زیادہ نرم دلی اور حمدی ہی خود اس کی عظمت کے رد وال کا سبب بنی نواب حیدر علی نے اپنی وفات کے وقت ٹیپو کو وصیت کی تھی کہ مجھے میرے صادق میر غلام علی ننگر، درپوریا کے بارے میں تمہیں نہیں ہے میرے بعد تم ان کو قتل کر دینا لیکن یہاں ٹیپو کی رحمت و اوصوں پسندی آڑ بن گئی اور اس سے ان کے خلاف کسی ثبوت کے نہ ہونے کی وجہ سے صرف کسی کارروائی سے گریز کیا بلکہ ان کو معاف کر کے اس کے منصب پر دوبارہ بحال بھی کر دیا یہاں تک کہ خود ان ضمیمہ درویشوں کے ہاتھوں اس کا دور اس کی اسلامی سلطنت کا حاتمہ ہو گیا جس کے بعد قدرت نے خود ان ملت فردویشوں سے پناہ نہایت ان میں سے کوئی جہام کے مسلک مریض میں تڑپ تڑپ کر مرا کوئی پاگل ہو گیا اور کوئی اس حالت میں دنیا سے چل بسا کہ اس کی بی بی اور دو دھگڑ پڑی لاش کو بدبو و تعفن کی وجہ سے کتوں نے بھی اپنا مسک لگانا گوارہ نہیں کیا ان میں سے یکے بڑی تعدا اپنی بے وفائی کا پھل دنیا میں چمک رہی نہیں سکی اور اس سے پیسے ہی یہاں سے رخصت ہو گئی مددوں کی یکے بڑی تعداد تو ان لوگوں پر مشتعل تھی جو فطری طور پر اپنے مذہبی پس منظر ذاتی حیثیت یا نسلی منافرت کی وجہ سے شروع سے سلطنت حد درجہ اس کے بایوں کے خلاف رہی بہت کچھ لوگ ان میں وہ بھی تھے جو ۱۷۹۲ء میں معاہدہ مسری رنگا پنہم کے مطابق سلطان کی مدد میں سلطنت اس کے ہاتھوں سے چلے جانے کے بعد ذاتی مفادات اور

شخصی اغراض جیسے سلطان کے سیاسی زوال کا یقین کر کے اس سے خلاف ہو گئے جن میں سر فہرست میر معین الدین و میر قمر الدین وغیرہ تھے بعض غدار تو وہ تھے جن کی بے وفائی و احساس فراموشی اظہار من شمس تھی و ردہ پایہ ثبوت کو پہنچ گئی تھی اگرچہ سلطان ٹیپو کو اس کا علم نہیں تھا لیکن سلطان کے بعض دربار و فسران ایسے بھی تھے جن کے اعمال یا اقوال سے بعد و انوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ انہوں نے پناہ لیاں کام سلطان کو دھوکہ دینے کے لیے کیا تھا یا ان کی فحاشی سے بنی بد نیتی پوشیدہ تھی مثلاً بدر ازہاں خاں باطلہ و غیرہ جس کی چوتھی جنگ میں چل درگ سلطان کے نہ جاسے کی وجہ سے خود سلطان نے تو قبول کیا لیکن بعض مورخین نے اس کو بعد میں اس کی بد نیتی پر محمول کیا کہ اگر سلطان چل درگ مثل جاتا تو اپنی جان کم زخم بھی کر سلطنت کے کچھ حصوں پر ہی سی اپنا قبضہ قرار دے سکتا تھا

ذیل میں ہم سلطان ٹیپو اور اس کی سلطنت کے چند احسان فراموشوں کی تفصیلات دے رہے ہیں جن کا ایک اسلامی سلطنت کے نزول میں ہم رول تھا ابتداء سلطنت حد ادا کے بانی نواب حیدر علی کے نمک خورشید کے رو سے کرتے ہیں جو اپنے بعد و انوں کیسے نمود تھا ان بن گزادر اجاؤں و نو بوں سے ہم ان صفحات میں بحث نہیں کرینگے جنہوں نے موقع پا کر سلطان کے خلاف کبھی بغاوت کی تھی اور جن کی سرکشی کو کچھ سے کی وجہ سے وہ سلطان کے ذاتی دشمن بن گئے تھے اس سے کہ ان کی دشمنی فطری تھی و خلاف ان لوگوں کے جو صرف حیدر علی یا سلطان ٹیپو کے ذاتی حسدات سے علی مہاسب پر غارت رہے اور پھر بھی اپنے آقا و محسن سے سہولت نہ رہی کی۔

(۱) کھنڈے راؤ

نواب حیدر علی جب تہ میں بیسور کے حدود میں فوج میں یک دستہ کے کمانڈر تھے تو یہ کھنڈے راؤ والی کا اتنی محاسب یعنی پراویٹ سکریٹری تھا جس میں بیسور کے رہنے اس کو پادریا سیت مقرر کیا جب بیسور حکومت میں آئی بعد میں پیدا ہو گئی اور حکومت کی باک ڈور عملاً اس نے اور یہ تدریج سے ہاتھوں میں آگئی تو راجہ سے پی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے حیدر علی نے اس سے وزیر تدریج کو اپنے ذاتی تعلقات کی بنیاد پر ماعت طریقہ پر حکومت سے علیحدہ ہونے پر راضی کر لیا اور اس کی جگہ اپنے سابق ذاتی محاسب کھنڈے راؤ کو جس سے سفارش کر کے اس کا وزیر عظمیٰ مقرر کر دیا جس کے بعد یہ پوری سلطنت میں راجہ سے سب سے با اختیار شخص بن گیا لیکن اس سے اپنے اقا حیدر علی سے اپنے اپنے احسانات کا بدرجہا طرح دبا کر لے رہا تھا جس کی وجہ سے مل کر حیدر علی کو ختم کرنے کی کوشش کی جس سے پتا چلا کہ حیدر علی صرف آپ کی بدولت اس درجہ تک پہنچا ہے لیکن اب وہ آپ ہی کا مسمر بنا چاہتا ہے مرہٹہ سردار مادھو دے اس مسند میں فوجی مدد طلب کرتے ہوئے اس کو خط لکھا کہ ایک مسلمان بیسور پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اگر آپ ہماری مدد کریں تو ہم آپ کو نقد پانچ لاکھ روپے اور ساڑھے دو لاکھ روپے دینے کے سے تیار ہیں جس کے بعد مرہٹہ سردار نے اس کی مدد سے اپنے چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیادہ سپاہی بھیج دیے جس کی پوری قیادت اس کا سپہ سالار دوساجی کرشنا پنڈت خود کر رہا تھا اس پوری سازش میں کھنڈے راؤ

سے ساتھ ۱۰۰ سے زائد دوست نپیا اور چالیس دھرم بھی شریک تھے ایک دن بیسور کے مطابق اس وقت سے حیدر علی کو گرفتار کرنے کیسے مری رہا پنٹم کا می سے وہاں ایک جنگلی طاس میں کے بعد حیدر علی راتوں رات وہاں سے بھاگ کر سنگور پہنچے میں کامیاب ہو گیا وہاں سے اپنی منتشر فوج کو جمع کر کے اس سلطنت پر حملہ کیا اور کھنڈے راؤ کو گرفتار ہوئے حیدر علی نے راجہ کو پتہ چلا اس نے اس کی حساب کتاب کی جس سے یہ صرف معاف کر دیا بلکہ ایک لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ایک حلاق سس کو دے کر آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کی عادت دی اس کے حساب و اموش کھنڈے راؤ کو ایک بڑے لاپے کے بحر میں مقید کر دیا اور اس میں اس کے کھانے پینے کا بھی نظم کر دیا حیدر علی جب بھی اس کو دیکھتا تو انہوں سے مخاطب ہوا کہ کتا یہ میرا غوطا ہے جو میں پس بہا ہوں اسی بجزہ میں ایک سال کے بعد وہ گھٹ گھٹ کر مر گیا۔

(۲) حیدر بخش

دہلی میں بادشاہی پر قبضہ کے بعد نظام دہلیوں کی فوج دھاروار کے مضبوط قلعہ پر قبضہ کیے جب آئے دھلی تو سلطان ٹیپو کی طرف سے مقرر دھاروار کے سی قلعہ دہلی حیدر بخش سے مرہٹوں سے رشوت لیکر بغیر کسی مرحت کے پہلے ہی مرحد میں یہ سلطان قلعہ دشمن کے ہاتھ کر دیا تھا اور خود مع بل و عیال کے پونا میں ناراویس کے پاس حارب ہن تھی اس طرح یہ سلطان کی حساب سے وقتی طور پر پہنچ گیا تھا۔

یہ ابتدا میں سلطان کے نہایت معتمد و قابل بھروسہ افسر اس میں شامل تھا
انگریزوں کے خلاف یسور کی تیسری جنگ میں بنگلور کے قلعہ کی محاذات پر مامور تھا
لیکن بنگریزوں نے جب لٹل دے کر اس کو خرید لیا تو اس نے قلعہ کے اندر موجود
سلطانی فوج میں کمی کر دی تھی جسکے بعد دشمن آسانی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ کرنے
میں کامیاب ہو گئے تھے اس کی سی سازش کی وجہ سے قلعہ پر انگریزوں کے حملے میں
ایک ہزار یسوری مجاہدین شہید اور تین سو کے قریب زخمی ہوئے تھے جس میں
سلطان کے معتمد خاص سید حامد و شیخ انصار بھی اول الذکر میں شامل تھے لیکن
سلطان کی مدد کو جب سکاکا علم ہوا تو اس نے فوراً اس محاصرہ میں ٹیپو کو خط لکھ جس
کے بعد میر محسن الدین کے ذریعہ سکوکا اس کے بھائیوں کے جو اس سازش میں اس
کے ساتھ شریک تھے گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا کرشن راؤ نے قتل کئے جانے سے کچھ
دیر پیسے اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری لگائی ہوئی قند و سازش کی
اس آگ کو ٹیپو کبھی بھی نہیں سکے گا بعد کے حالات نے اس کی اس پیشگوئی کی
تصدیق بھی کر دی اس کی لاش کو پھانسی دیے کے بعد راستہ میں پھینک دیا گیا تھا تاکہ
دوسرے لوگوں کو اس سے عبرت ہو انگریزوں نے اسکو ٹیپو کا تختہ اسٹ کر سابق
راجہ کے ہندو خاندان کی یسور کے تخت پر دوبارہ بحالی کی ذمہ داری سونپی تھی یہ
انتہائی متعصب ہندو تھا اور ہندو کثرت کے درمیان کسی اسلامی سلطنت کے
وجود کو کسی بھی صورت میں برداشت کرنے کیے تیار نہیں تھا اس نے اس کی تمام
سازشوں کا نشانہ ٹیپو کی ذات کے بجائے سلطنت خداداد یسوری تھی لیکن خود تو وہ

اس میں کامیاب نہیں ہو سکا مدت بعد اس کے چار بھائیوں نے اس کی مدد میں
خوبش کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جس کے نتیجہ میں ۱۹۹۹ء ٹیپو کی شہادت و سقوط
میری ونگا پنٹم کا سانحہ پیش آیا۔

(۴) امیر صادق

لفظ میر سے بد بخت انسان کے ساتھ کیے جاتے ہیں اسکی تحقیق مشکل ہے بعض لوگ
کہتے ہیں کہ مظہر دراصل فارسی ہے جو مرئی کے لفظ امیر کا مخفف ہے بعض مؤرخین کا
خیال ہے کہ مصیر میں شیعوں کو منیوں سے ممتاز کرنے کیسے ان کے نام کے ساتھ یہ لفظ
لگتا تھا ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ نند و ستانی ہی تھا ورنہ اس زمانہ میں یہاں مظہر
سادت کیلئے مشعل ہوتا تھا اس طرح یہ مرئی انفسل تھا ہر حال اس کی نسل وطن اور
خاندان میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس کی شہادت بد بختی اور نمک حرامی میں مؤرخین
کے درمیان کوئی اختلاف اسے نہیں اس کا نام مصیر میں غداروں و نمک حرامی کیسے میر
جفر کے ساتھ ضرب المثل بن گیا ہے

شاعر مشرق علامہ اقبال نے پوری ملت کی طرف سے اپنے اشعار میں اس کی
یوں ترجمانی کی ہے

جفر از بنگل صادق از دکن
تنگ آدم تنگ دیں تنگ وطن
ناقبول و ناسید و نامراد
نختے از کادر شاں ابد فساد

تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ۔

الان نروح صادق الان

الان از صادقان این نال

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ نظام حیدر آباد کے شیعہ وزیر میر عالم کا بھائی تھا کوئی بعید نہیں کہ دونوں میں خونی رشتہ بھی ہو جس سے کہ نظام حیدر آباد کو سلطان ٹیپو سے دور رکھے اور انگریزوں سے قریب کرنے میں میر عالم ہی کا نمایاں ہاتھ تھا اس طرح میر صادق کے ساتھ میر عالم نے بھی ایک طرح سے سلطنت خداداد کے رواد میں اہم کردار ادا کیا اس سے کہ نظام کے تعاون کے بغیر انگریزوں کیسے چوتھی جنگ میں فتح پانا خود ان کے مطابق مشکل تھا یہ اصلاً سلطنت خداداد کی تاسیس سے پہلے صوبہ سر میں مقیم تھا جس سے پہلے اس نے ارکاٹ میں نواب محمد علی کے پاس ملازمت کی لیکن جب ارکاٹ کو فتح کر کے میسور میں داخل کیا گیا تو دیگر لوگوں کے ساتھ یہ بھی گرفتار ہوا لیکن سکی خوشامد پر نواب حیدر علی نے اس کو معاف کر کے اپنا ملازم رکھا جس سے وہ ترقی کرنا ہو پہلے فسر محاصل بن پھر جلد ہی پورے ارکاٹ کا گورنر بنادیا گیا حیدر علی کی وفات کے بعد سلطان ٹیپو کا چچ سکریٹری اور پھر حکومت کا ایک اہم وزیر بن حالانکہ حیدر علی نے اس کو ملنے والی بادشوق ظلم کے مطابق مرتے وقت ٹیپو کو وصیت کی تھی کہ میر غلام علی سگڑا اور پورنیا کی طرح یہ بھی اندرونی طور پر سلطنت خداداد کے خلاف سازشوں میں شریک ہے اس سے ان تینوں کو قتل کر دیا جائے لیکن سلطان کی فطری رحمدلی و نرم مزاجی سے یہ بچ گیا اور کسی ثبوت کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف صرف کسی کاروائی سے گریز

سایا بندہ اس کو ترقی بھی ملی اور یہ پوری سلطنت میں ٹیپو کا نائب س گیا۔ یہ میں مرحلوں سے صبح کے بعد حسب ٹیپو در سلطنت واپس لوٹا تو عوم نے اس کی عدم موجودگی میں میر صادق کے قلم و دستم رشوت ستانی اور سرکاری حزانہ میں خورد و برد کی شکایت کی سلطان نے جب تحقیق کی تو اس کے گھر سے ایک لاکھ اشرفیاں اس لاکھ روپے نقد اور بے شمار قیمتی ہیرے جو ہر تہہ بہ تہہ سے جو اس نے سرکاری خزانہ سے چوری کیے تھے یا پھر عوام سے بطور رشوت لے لیے تھے سلطان نے فوراً اس کو معزوں کر کے قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد علی خان بانٹ کو حکومت کا دیوس مقرر کر دیا لیکن یہ بڑی چالاک و مکار تھا اس نے سلطان کے مزاج کو مسخر کرنے اور اپنے حق میں کرے کیسے میر حسین علی کرمانی کی رویت کے مطابق عمیات سے کام لیا شروع کیا اس کیلئے وہ سفلی عمیات کرنے والے عاملوں کی ہدایت پر روانہ آدھارن میا و سرچ جلا کر تاتھانہ سطر اسے پھر ایک بار ملدی سلطان کو منایا اور نہ صرف قید سے رہا ہو بلکہ سرکاری عہدہ پر دوبارہ بحال بھی کیا گیا یہاں تک کہ فروری ۱۷۹۲ء میں معاہدہ سری رنگا پٹنم کے مطابق انگریزوں کو اپنی آدمی سلطنت دیے کے بعد سلطان ٹیپو نے جب اپنی مملکت کی از سر نو تنظیم کی طرف توجہ دی اور رعایا کو بھی مور سلطنت میں شامل کرنے کیسے پائیمان کی بنا رکھی اور جمہوریت کا قیام عمل میں آیا تو سی نمک حرم کو اس پائیمان کا جس کا نام رمر مر عمر ہا شد تھا صدر ہا دیا گیا جس کے بعد پھر ایک بار یہ پوری سلطنت میں سلطان کے بعد سب سے با اختیار شخص بن گیا سلطان کی وسعت قلبی اور اس کے

۲۱ لفظان حیدر علی وزیر حسین علی کرمانی

کلی اعتبار کے موجود وہ اب بھی اپنی مدد میں ہر کتوں سے باز نہیں آسکا بلکہ پہلے سے
 کمپنیں زیادہ سلطان کے خلاف اندرونی ریشہ دوانیوں میں مصروف و فساد نظام اور نگریر
 کمپنی کو سلطان کی فوجی تیاریوں کی اطلاع بھی برابر پہنچاتا رہا چونکہ بڑی چالیں تھا
 و رہا بات راست پر قرآن کی قسم کھاتا تھا س سے اس کی باتوں پر سلطان کو شبہ نہیں
 ہوتا تھا سفری زمانہ میں سلطان کے ہم خطوط کو بھی اس تک پہنچنے میں دیتا تھا
 سلطان کو دوبارہ اس کی غداری کا علم شہادت کے دن ہی ہو سکا لیکن وہ دشمنوں کے
 ساتھ ہر سر پرکار رہنے کی وجہ سے کر بھی کیا سکتا تھا اس نے س سے مخاطب ہو کر
 صرف اتنا کہا کہ یہاں نہیں کہ مجھے تمہاری غداری کا علم نہیں تم اپنی اس بے وفائی کا
 مزہ جلد ہی چکھو گے اور قدرت کے انتقام کے ثرات تمہاری آئندہ دے دلی سلوں
 میں بھی ظاہر ہونگے تمہارے ان سیاہ کارناموں کی نحوست سے وہ ایک ایک دانہ
 کے محتاج ہونگے شہادت سے کچھ گھنٹوں قبل جب سلطان نے انگریز سپاہیوں سے
 بڑے ہوئے ڈوڈی دروازہ سے واپس شہر میں داخل ہونے کی کوشش کی تو اسی
 بد بخت و منحوس نے ایک طے شدہ منصوبہ کے مطابق اس دروازہ کو بند کر دیا تھا اور
 خود تنگ لسنے کے بہانہ قلعہ سے باہر نکل گیا تھا کڑپ سے تعلق رکھنے والے سلطان
 کے حمد خان نامی ایک وفادار سپاہی سے یہ سب دیکھا نہیں گیا اس نے یہ سمجھتے
 ہوئے اسی وقت اپنی تلوار سے اس پر وار کر دیا کہ سلطان کو دشمن کے حوالہ کر کے
 خود کہاں بچ کر جا رہا ہے ایک ہی وار میں اس کا سر تن سے جدا ہو گیا زمین پر اس کی
 لاش پڑی رہی اس کا پورہ حلیہ بگڑ گیا تھا بدوود تعفن کی وجہ سے کوئی اس کے قریب
 بھی نہیں جاتا تھا کتوں تک نے اس کی لاش کو مس نہ کیا ناگوارہ نہیں کیا دو تین دن کے

بعد تک گورے سپاہی بے بیر امن کے سکی لاش کو ایک گڑھے میں دفن کر دیا۔
 تجسوز و تخلص ہوئی اور رے عمل دیا گیا اور نہ ہی منار جتارہ پڑھی گئی بعد میں جب بھی
 کوئی اس کی قبر پر سے گزرتا تو ضرور اس پر تھوکتا نگریر سپاہیوں نے فتح کی رات
 دارا سلطنت میں اپنی درندگی و ظلم ستم کے تنگے نارج میں اس کے گھر کو بھی محفوظ
 نہیں چھوڑا خود اس کی ہونٹوں کی عصمتیں لومیں گئیں عرض یہ کہ یہ ست فردش
 اپنی غداری کا مزہ چکھے یا بھل پانے کے سے دنیا میں نہیں رہ سکا اور خود سلطان کی
 شہادت سے پہلے ہی قدرت نے اس تنگ دین و تنگ وطن سے انتقام سیکر اس کو
 دو سروں کیلئے نمود نہایت بنا دیا۔

(۶) تزلزل راؤ

یہ سلطنت خد داد کی طرف سے میسور کے معزول راؤ کی ر نیوں کا پردھان
 بیسی دیوان تھا انتہائی متعصب در اسلام دشمن تھا ہمیشہ سابق ہندو حکمران خاندان
 کی تخت میسور پر دوبارہ بحال ہندو راج کے قیام اور سلطانی حکومت کے خاتمہ کیلئے
 منصوبے بناتا رہتا تھا اس سلسلہ میں نگریر گورنرول اور مرہٹہ سرداروں سے سکی
 خفیہ مرادست اور گفتگو بھی ہوتی رہتی تھی ایک دفعہ نواب حیدر علی نے اس کی
 غداری کا علم ہونے کے بعد اسکو گرفتار بھی کر لیا تھا لیکن بعد میں اس کو معاف کر کے
 نواب عبدالکیم شاہ پور کے دربار میں اپنا نمائندہ مقرر کر دیا تھا لیکن ان سب
 احسانات کے باوجود اس نے آخر تک سلطنت خد داد کے خلاف غداری ہی کا
 ثبوت دیا میسور کی رنی سے اسکا معاہدہ ہو تھا کہ ان کی حکومت کی دوبارہ بحال کے

بعد اس کو دیون بنایا جائیگا لیکن انگریزوں سے اس کے جاسے پر کیا ہو گا
 غارت کیا اور وظیفہ دے کر اس کو مدد اس میں رکھا جائے اس کا وظیفہ میں منتقل ہو

۴) پورنیا

یہ صدائے چرچا پی کا رہنے والا تھا جس میں وہیں پیدا ہوا ہندو برہمن تھا
 سلطان سے عمر میں تین چار سال بڑ تھا چھٹی سی میں روہیلہ میں اس کے والد مرش
 اچاری کا انتقال ہو گیا اس سے اس کی ماں بھیک ماٹ کر اس کا پیٹ
 پاتی یا گھروں میں جا کر برتن وغیرہ کا کرکڑہ وقت کرتی تھی یہ ایک
 دنیا کے توسط سے سری رنگا پنٹھم میں ملازم ہو گیا جس کے جد حیدر علی کے ہندو دور
 کر شاراؤ کی سفارش پر اس کو سلطنت خداداد میں سرکاری ملازمت مل گئی پٹنہ میں
 کو بار برداری اور نقل حمل کے سرکاری شعبہ میں سرکاری بیایا گیا تاکہ یہ
 ترقی کرتے ہوئے جلد ہی سلطان ٹیپو کے حلقہ خاص میں شامل ہو گیا اور دربار بایاب
 بن گیا نواب حیدر علی کو اس کے متعلق تمیہاں سنیں تھیں اس سے ٹیپو اور وصیت
 تھی کہ میر صادق اور غلام علی سگڑ کی طرح اس کو بھی قتل کر دیا جائے لیکن احمد
 نرم مزاج سلطان نے کسی ثبوت کے نہ ہوئے لی وجہ سے یہ صرف اس کے خلاف
 کسی انتقامی کارروائی سے گریز کیا بلکہ ۱۷۹۷ء میں پاریمان سے قیام کے بعد اس کو
 میر صادق کا نائب بھی اپنے بعد پوری سلطنت کا تیسرے درجہ کا حیدر بخش
 دیا سلطان کی مذہبی رواداری اور فرخندگی سے باوجود اس کے مذہبی تعصب میں کوئی
 کمی نہیں آئی وہ رنگا سوامی کے مندر میں جا کر ہندو مت سے قیام کی اپنی دیوتاؤں سے

سے قسمیں کھاتا تھا ہمیشہ میسور میں سابق رہ کر جبکہ خداں کی بلی اور ہندو حکومت
 کے قیام کے لئے اندرونی طور پر کوشاں رہتا اس سلسلہ میں معزول راجہ کی رائیوں
 سے خفیہ طور پر اسکا برہرہ رہتا تھا فرانسیسیوں اور سلطان ٹیپو کے درمیان ہونے
 والے فوجی معاہدہ کی نفل اسی نے میسور کی رانی لکشمی بائی کو پہنچائی تھی جس نے بعد
 میں اسکی اطلاع انگریز جنرل ہارس کو پہنچائی اعلیٰ سطح پر گورنر جنرل لارڈ کارنوالس
 دو بیڑی سے بھی اسکے روایات تھے چوتھی جنگ میں سری رنگا پنٹھم کے اندرونی حالات
 اور جنگی تیاریوں کی خفیہ اطلاعات پہنچنے میں یہ بھی میر صادق کے ساتھ برہرہ کا
 شریک تھا قلعہ کے شکاف کے پاس موجود سطلانی افواج کو خوف کی تقسیم کے بہانے
 ہٹا کر مسجد علی کے پاس سے جانے والا بھی یہی تھا جس کے بعد انگریز بغیر کسی
 مزاحمت کے قلعہ کی تفصیل پر چڑھے میں کامیاب ہو گئے تھے سلطان کی شہادت کے
 بعد جب انگریزوں نے میسور کے تخت پر سابق معزول راجہ کے پانچ سالہ فرزند
 کر شراج سوم کو تختادیا تو خداری کے صدر میں اسی کو اس کا دیوان مقرر کیا گیا اور
 سالانہ تین لاکھ روپے آمدنی کی ایک جاگیر بھی اس کو دی گئی لیکن میسور کی یہ محدود
 سلطنت اب عملاً انگریزوں ہی کے ماتحت تھی اور یہ ہندو راجہ بھی کمپنی کا باج گزار
 تھا اس لئے اب اسکو وہ اختیارات نہیں تھے جو سکوسابق میں سطلانی دربار میں تھے
 اس کا احساس خود اس کو ہو گیا تھا اور وہ عمر بھر میر صادق کو کوستا رہا کہ اسی کے
 درغلانے پر اس نے اپنے آقا سے خداری کی لیکن اگر میر صادق اسکو نہ بھی درغلانا تو
 اس کا محسن کر شاراؤ جس کی سفارش پر ہی اس کو سلطنت خداداد میں ملازمت ملی
 تھا اسکو ہناؤ فکر اسلامی سلطنت کے خاتمہ کے لئے تیار کرچکا تھا اس نے اس کا یہ

کھنڈ تھا کہ اس نے یہ ذیل مرتب میر صادق کے شہر پر کی تھیں۔
سری رنگا پنٹھی میں اس کا انتقال ہوا۔

(۸) لکشمی امائی

یہ میسور کے سابق معروضہ دربار کے شہزادہ ڈیاریں بیوہ تھی شروع ہی سے میسور
میں ایک اسلامی سلطنت کے قیام کی مخالفت تھی میسور کے تحت پر اپنے خاندان کی
دربارہ بھان کیسے ہمیشہ سازشیں بھی کرتی رہتی تھی اس نے اپنے وکیل ترمیرو
کے ذریعہ دربار میں نگریر گورنر کو اس بات کا قیض دلایا تھا کہ اگر سلطان کے
خلاف کمپنی اس کی حمایت کرے تو وہ اس کے عوض ان کو ایک کروڑ روپے نقد اور
تیس لاکھ روپے سالانہ دینے کے سے تیار ہے۔ ۱۷۹۹ء میں اس نے انگریزوں کو یہ حکم
اکس یا کہ سلطان ٹیپو نے ان کے خلاف فرانسسوں سے ایک فوجی معاہدہ کر لیا ہے
اگر وہ ٹیپو کے خلاف فوری کارروائی کرتے ہیں تو اس کی طرف سے ان کو ساڑھ رسد
کے علاوہ جنگی اخراجات کیسے ایک کروڑ روپے پیشگی ادکے جائیگے اس نے اس
مسئلہ میں گورنر جنرل لارڈ ڈولہیل سے بھی مسلسل مراسلت کی اور ان دونوں کے
درمیان ایک معاہدہ بھی ہوا یہ ٹیپو کی شہادت کے بعد بھی زندہ رہی اور میسور کے
تخت پر اپنے خاندان کی دوبارہ بھان کے بعد انگریز گورنر جنرل کو بڑے اہتمام کے
ساتھ شکریہ کا خط بھی لکھا اس میں تحریر تھا کہ چالیس سال کے وقفہ کے بعد ان کے
خاندان میں حکومت کی دوبارہ بحالی پر وہ انگریزوں کی انتہائی مشکور ہے اس حسان
کے بدلہ اس کا پورہ خاندان ہمیشہ کمپنی کا فرمانبردار و تابع رہیگا۔

(۹) میر عالم

اس کا تعلق اگرچہ راجہ است سلطنت خداداد کے عدروں کے ساتھ نہیں ہے
لیکن چونکہ ۱۷۹۹ء میں سقوط سری رنگا پنٹھی انگریزوں سے نظام حیدر آباد کے فوجی
تعاون و اشتراک کے بعد ہی ممکن ہو سکا تھا اور نظام کو ٹیپو کے خلاف انگریزوں کا
ساتھ دینے پر آمادہ کرنے میں سی کا ذہن کام کر رہا تھا اس نے بلا واسطہ نہ سی
بلا واسطہ ہی یہ سلطنت خداداد کے زوال میں شریک تھا اس کا پورہ نام تو ابوالقاسم
مولوی فستری تھا لیکن عام طور پر میر عالم کے نام سے مشہور تھا شیخ تھا اور ایک
روایت کے مطابق میر صادق کا بھائی بھی حیدر آباد میں نظام کی فوج کا سپہ سالار اور
وزیر اعظم ہونے کی وجہ سے عملد اختیار کے اعتبار سے نظام کے بعد پوری
سلطنت میں اس کا نائب تھا سلطان ٹیپو کی نظام کے ساتھ مصالحت و اتحاد کی
کوششوں کو سبوتاژ کرنے میں اسی کا ذہن کام کرتا تھا دربار میسور کی طرف سے
دربار حیدر آباد میں کامیاب سفارت کے بعد بارہا ایسے مواقع آئے کہ نظام سلطان
کی باتوں سے متاثر ہو کر انگریزوں کا ساتھ چھوڑنے پر راضی ہو گیا تھا لیکن یہ بد بخت
انسان اس کو کسی نہ کسی بہانے سے ہمیشہ اس سے باز رکھتا انگریزوں نے اس کو
لاٹ دے کر خرید لیا تھا میسور کی چوتھی جنگ میں سلطان کے خلاف حیدر آبادی
افواج کی کمان یہ خود سنبھالے ہوئے تھا لیکن فتح کے بعد انگریزوں نے اس کے ساتھ
جو سوک کیا وہی اس کی خود کشی یا چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کیسے کافی تھا انگریز
اپنی فطرت کے مطابق مقبوضہ علاقوں کی ربربری کی بنیاد پر اتحادیوں میں تقسیم کے

اپنے وعدہ سے کمرے اور مقام کو نرم کنڈہ ملائی سے چند علاقے ہی مل سکے اور وہ روپے کے مال غنیمت میں میر عام صرف دوتیں لاکھ روپے نظام کے پاس حیدر آباد لے جانے کا جب اس نے اس سے زیادہ پر اصرار کیا تو انگریزوں نے سلطان کے محل کے بھڑوں میں مقید چند خونخوار شیروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ چاہے تو اس شیروں کو اس غنیمت میں اپنے ساتھ حیدر آباد لے جاسکتا ہے لیکن جب میر عام نے اس کو پینے سے انکار کیا تو اس کے سامنے ہی سی وقت اس خونخوار شیروں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا

میت سے اس کی غدری کا قدرت سے اس کی زندگی ہی میں اس طرح مقام پر کہ اس کو جزم کی بیماری لاحق ہو گئی اور وہ لاعلاج ہو گیا طب نے مشورہ دیا کہ جہیز سے اس کو ڈسویا جائے تو شاید اس کی بیماری میں فائدہ ہو لیکن اس کا جسم اس قدر سڑ گیا تھا کہ زہریلے سانپ بھی اس کو ڈس کر اس کے ٹوٹے خود مر جاتے تھے اور اس کو اس سے کوئی فائدہ ہونے کے بجائے مزید تکلیف ہی ہوتی تھی اسی حال میں وہ تھپ تھپ کر مر گیا آخری وقت میں خود اس کو اس کا احساس ہو گیا تھا کہ یہ سب اس کی ملت فروشی کا انجام ہے جو اس شکل میں قدرت کی طرف سے دیا جا رہا ہے لیکن اب وہ کرم بھی کیا سکتا تھا سلاوی حکومت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور نگریر اپنا کام نکال کر اس سے منہ موڑ چکے تھے

(۱۰) میر غلام علی لنگڑا

یہ سفارتی امور میں بڑا ماہر اور حاضر جواب تھا اپنی مات پر مخاطب کو قابل

کرتے اس میں غیر معمولی صلاحیت تھی یہی وجہ تھی کہ جب سلطان ٹیپو نے ۱۷۹۱ء میں قسطنطنیہ ضمیمہ دوم کی خدمت میں اپنا سفارتی مشن بھیجا تو اس وفد کا سربراہ میر غلام علی لنگڑا ہی کو مقرر کیا گیا ۱۷۹۲ء میں اس کی تیسری جنگ کے بعد معاہدہ کے شرائط طے کرنے کے لئے بھی سلطان کے ذاتی نمائندہ کی حیثیت سے انگریزوں کے پاس اسی کو بھیجا گیا تھا مذہب شیعہ اور ارکاٹ کارہنے وراثت کا کٹ کو جب اب حیدر علی نے فتح کر کے سلطنت میسور میں شامل کر لیا تو میر صادق اور دیگر دست سارے لوگوں کی طرح یہ بھی میسوری فوج میں ملازم ہو گیا یہیں تک کہ ترقی کرتے ہوئے ٹیپو کے عہد میں تمام میسوری قلعوں اور افواج کا فسر علی بنادیا گیا حدودہ مغرور تھا کسی کے سامنے جھکنا گوارہ نہیں کرتا تھا تھا ایک روایت کے مطابق اس نے اپنے پیر کو ایک قسم کی دوا لگا کر معلوم اور خشک کر لیا تھا کہ سلطان کے سامنے بھی تعظیم اور مجبوراً تھکنا پڑے پیر سے معذور ہونے کی وجہ سے وہ ہمیشہ سلطان کے دربار میں چوکی میں بیٹھ کر حاضر ہوتا اسی سے اس کو نگریر Gulam Of Silver Chair یعنی مدلی کرسی کا غلام کہنے لگے تھے معاہدہ سری رانگا پٹم کے بعد ۱۷۹۲ء میں سلطان ٹیپو نے جب اپنی بحری فوج کو زمرہ منظم کیا اور اس میں شامل درمیں تھارتی جہازوں کا اس کی فوج میں اضافہ ہوا تو اسی کو سلطنت خداداد کا پہلا بحری بحریہ بنادیا گیا اس لوہے سے پہلے اس کی بعض مہرتوں نے وجہ سے اس کے عہد سے معمول سے نفرت بھی کیا گیا تھا اس کی تفصیل یوں ہے ۱۷۸۸ء میں سلطان ۱۷۸۸ء قسطنطنیہ کا سفارت سے واپس ہو تو ضمیمہ دوم کی طرف سے ٹیپو کو بھیجے گئے دست سارے قسطنطنیہ کے مخالف اس سے اپنے پاس رہے تھے وہ کے دوسرے رکان کی

شکایت پر جب سکی تلاشی کی گئی تو یہ سب چیزیں اس سے پاس سے برآمد ہوئیں جس پر سلطان میپو نے اس کی خیانت پر نادمی ہو کر اس کو اس کے عہدہ سے نہ صرف معزول بلکہ نظر بند بھی کر دیا نظر بندی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ سلطان کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس نے قسطنطنیہ میں متعین برطانوی سفیر سے تنہائی میں گفتگو کی تھی جس میں اس نے اس کو سلطان کی شاہ فرانس سے مرست کی تفصیلات کے علاوہ دیگر بہت سارے سلطان کے فوجی راز بھی بتا دیئے تھے چونکہ یہ بڑا چالاک تھا اس نے فوراً سلطان سے معافی مانگ کر اس کو مٹانے میں کامیاب ہو گیا اور دو بار اپنے سابقہ عہدہ پر بحال ہو گیا سلطنت کا وزیر بحریہ ہونے کی وجہ سے سلطان کے مخصوص متعینین میں شامل تھا جس کی وجہ سے سلطنت کے تمام چھوٹے بڑے راز سے بھی واقف تھا لیکن سلطان کی ان بوازشوں کی باوجود وہ سب قی میں اپنی معرول و نظر بندی کی توہیں کو بھول سکتا تھا اس سے ہمیشہ سلطان سے اس کا انتقام لینے کی تاک میں رہتا تھا اخیر تک شہی محل کی خفیہ خبریں دشمنوں کو فراہم کرتا رہا ۱۹۹۰ء میں انگریزوں نے سقوط سری رنگا پنٹم کے بعد جب سلطان کے شہزادوں کو دو بارہ میسور کے تخت پر بٹانے نام ہی سہی بحال کرنے پر غور کیا تو سی نے ان سے کہا تھا

ما فی کشتن و بچہ را نگ داشتن کار فرد مند اں نیست

کہ سانپ کو مار کر اس کے بچہ کو پانا عقلمندی نہیں ہے یعنی سلطان کو تو ختم کر دیا سب اس کے بڑوں پر بھروسہ کر کے یہ سمجھ کر وہ باپ کی توہیں کا انتقام نہیں سنے کہیں کی دانشمندی ہے ظاہر بات ہے کہ ان شہزادوں سے انگریزوں سے زیادہ خود اس کو خطرہ تھا میپو کی شہادت کے بعد انگریزوں نے در سلطنت کی لوٹ مار میں اس کے گھر کو بھی

مارا کر دیا تھا جس سے بعد وہاں عتبار سے لڑکھائی ہو گیا تھا اس سبب وہاں کا صدر اس کو کچی کی طرف سے سارنہ صرف تین ہزار پٹو یعنی ۸/۱ ہزار روپے کی شکل میں ملای حکومت میں اس کو کوئی معمولی عہدہ بھی نہیں ملا سقوط سری رنگا پنٹم کے بعد ۱۰/۱۲ سال تک زندہ با عام لوگوں کی اس سے نفرت کا یہ عام تھا کہ اگر کسی کو راستہ میں گزرتے ہوئے ملتا تو وہ اس پر ضرور تھوکتا جب یہ مرا تو انگریزوں کو خطرہ تھا کہ عام لوگ اس کی لاش کو قبر سے نکال کر بھی اس کی بے حرمتی کر سکتے ہیں سی نے زمانہ وضع پر اس کی قبر بنائی گئی ایک روایت یہ بھی ہے کہ سری رنگا پنٹم کے بھائی نے جہاں اس کی وفات ہوئی تھی اس کی تدفین دیوار حیدر آباد میں ہوئی۔

۱۱) میر معین الدین

یہ سلطان کا خسر تھا ۱۷۹۰ء میں میپو نے اپنی پہلی بیوی یعنی لالہ میں کی دختر رقیہ مانو کے انتقال کے بعد سی کی بڑی حد بچہ رماں بیگم سے پناہ سیرا نکاح کیا تھا لیکن زچگی کے بعد زچہ و بچہ دونوں کا انتقال ہو گیا تھا یہ رشتہ میں سلطان کا ماموں بھی تھا انگریز عام طور پر اس کو سیدھا جب کھنکھار پکارتے تھے اور پورے میسور میں بھی سی نام سے مشہور تھا سلطنت خداداد کے قیام سے پہلے نواب کرمانک محمد علی کے پاس ملازمت کرتا تھا مگر یوں کے خلاف ۱۷۹۶ء کی پہلی جنگ میسور میں حیدر علی کی فتح سے متاثر ہو کر اس نے سلطنت خداداد میں سرکاری ملازمت اختیار کر لی تھی حیدر علی کی مرہٹوں کے ساتھ جنگ میں اس کو دشمنوں نے گرم کنڈہ کی جاگیر کا لہج دے کر خرید لیا تھا بعد میں جب اس نے اس پر معافی مانگی تو حیدر علی نے اس کو اس

کے سابقہ عہدہ پر بحال کر دیا تھا یہاں تک ٹیپو کی حکومت میں یہ فوج کا سپہ سالار
 بن دیا گیا ۱۷۹۹ء کی سہری جنگ میں دار سلطنت کے قلعہ کی کمان اسی کے ہاتھ میں
 تھی لیکن اس جنگ میں بھی انگریزوں نے اس کو گرم کنڈھ کی جاگہ کاللا دے کر خرید
 لیا تھا چوتھی جنگ کے باقاعدہ آغاز سے کچھ دنوں قبل سلطان ٹیپو سداسیر کے مقام پر
 بمبئی سے آنے والی جنرل سٹورٹ کی نگرانی فوج کو شکست دے کر منزل بارس کے
 مقابلہ کیلئے جب دار سلطنت واپس آیا تو اس نے سیر معین الدین اور پوریابی کو
 اپنا نائب بنا کر وہاں چھوڑ دیا اور ان کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ انگریزی فوج کو وہ کچھ
 دنوں تک راستہ ہی میں اٹھائیں رکھیں لیکن غلط شدہ منصوبہ کے مطابق
 سیر معین الدین نے انگریزوں کی کوئی مزاحمت نہیں کی ورنہ بلاروک ٹوک آسانی
 کے ساتھ دار سلطنت میں داخل ہو گئے سلطان کو تیاری کا موقع بھی نہیں مل سکا اور
 فوراً ان ہی ٹمک حرام و زور کی سازش سے دشمنوں نے دار سلطنت کا محاصرہ کر لیا
 اسی نے پورنیا کے ساتھ مل کر قلعہ کے شکاف کی حفاظت پر مامور سلطان سپاہیوں کو
 تنخواہ کی تقسیم کے بہانے وہاں سے بٹا دیا تھا جب یہ قلعہ پر قبضہ کیئے انگریزوں کو
 شہرہ کر رہا تھا تو اس کی اس حرکت کو سلطان کے ایک جانشین سپاہی نے دیکھ لیا اور
 اس سے رہا نہیں گیا اس سے ہی وقت اس پر ایسا وار کیا کہ وہ قریب ہی موجود ایک
 حدیق میں گر کر مر گیا انگریز میجرز نے اس کی لاش کو پالکی میں ڈال کر اس نے گھر
 بھیج دیا لیکن اس سے پہلے ہی اس کے گھر کو بھی انگریزوں نے لوٹ لیا تھا اس سے
 پڑوسی کے ایک گھر میں اس کی لاش رکھی گئی اس طرح آخری وقت میں بھی اس کے
 گھر نے اس کی منہوس لاش کو اپنے یہاں داخل ہونے نہیں دیا میجرز کا بیان ہے

۱۲) میر قمر الدین

ان کے سپاہیوں نے میر قمر الدین کی طرح خود اس کے گھر کی چواتیں کی بھی
 مصمتی لومیں تھیں۔

یہ سلطان ٹیپو کا مول زاد بھائی تھا اس کے والد میر علی رضا کی حقیقی بہن سے
 نواب حیدر علی نے نکاح کیا تھا نشان حیدری میں سلطان کے معاصر میر حسین علی
 کرمانی کی ایک روایت کے مطابق یہ سلطان کی اکلوتی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا تھا
 لیکن سلطان اس پر راضی نہیں ہوا لہذا اس نے انتقام لینے کیلئے اس سے غداری کی
 لیکن یہ ایک سازش تھا اس کی بے وفائی شروع ہی سے عیاں تھی ۱۷۹۳ء میں اس
 نے سلطان کے خلاف نظام حیدر آباد سے بھی خط و کتابت کی تھی حیدر آباد میں اس
 نے اپنے سے ایک مشائدار مکان بھی بنوایا تھا سلطان کو جب اپنے برادر نسبتی
 مرہان الدین کے ذریعہ اس کی اطلاع ملی تو اس کو نظر بند کر دیا گیا لیکن اپنے مزاج کے
 مطابق سلطان نے اس کو جلد ہی معاف کر کے دوبارہ اپنی فوج میں سپہ سالار کے عہدہ
 پر بحال کر دیا ۱۷۹۸ء میں نظام کے وزیر اعظم کو اس نے ایک خط لکھا کہ اگر وہ ایک
 بڑی تھڑ قم کے علاوہ کڑپ کا علاقہ ہمیشہ کیلئے اس کو دینے کا وعدہ کرے تو وہ سلطان ٹیپو
 کو نظام کے حوالہ کرنے تیار ہے لیکن جب اس کے حوصلے اس کو حیدر آباد کے
 وزیر اعظم کی طرف سے صرف دس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا گیا تو بات زیادہ آگے
 نہیں بڑھ سکی میجرز کی آخری جنگ میں سلطان نے اس کو انگریزوں کی پیش قدمی
 روکے کیلئے فوج دے کر کورگ روانہ کیا تھا لیکن اس نے ایک سازش کے تحت

بیمبر کسی مرتحت کے مگر بڑی دستہ کو دار اسطنت پہنچے دیا ایک دفعہ جب سلطان نے ادموئی پر حملہ کیا تو اسی زمانہ میں ارکات کے مفتی سراج محمد حان کا انتقال ہو گیا اس کا جنازہ جب بڑے تزک و عتق کے ساتھ سری رنگا پنٹم لایا گیا تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ سلطان کا جنازہ ہے تو میر قمر الدین نے اس سے قادمہ اٹھا کر فوراً دار اسطنت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی سلطان کو جب اس کی اس حرکت کا علم ہوا تو صرف دو سال تک اس کو قید رکھا گیا حالانکہ اس کے ہم کی سزا اس وقت قتل سے کم نہیں تھی سلطان کی شہادت کے بعد اس کو انگریزوں نے حسب وعدہ گرم سندانہ کی جاگیر دی لیکن کڑپہ کے پٹھانوں نے اس سے سخت مزاحمت کی اور وہاں اس کے محل کو لوٹ لیا اور صرف خالی محل اس کے حوالہ کیا اس صدر سے وہ سیر پڑ گیا بعد میں جذم کی بیماری بھی لاحق ہو گئی جس سے اس کا یہ حال ہو گیا تھا کہ اس کے قریبی رشتہ دار بھی اس کے قریب جانے سے کتراتے تھے اسی حال میں بڑی کسر پرسی کے عام میں اس کا چند ہی سال میں انتقال ہو گیا۔

(۱۲) میر قاسم علی

یہ سری رنگا پنٹم کے قلعہ کا محلی تھا بھٹہ میں تو سلطان کا داماد تھا لیکن بعد میں بعض حادثات نے اس کو سلطان کا دشمن بنادیا تھا مسکا شیعہ اور حیدر آباد کا رہنے والا تھا وقت فوقتاً چھٹیں لے کر گھر جاتا رہتا تھا سلطان کے در میں اس کی بڑی عزت تھی جس سے میر صادق و پورنیا دونوں اس سے حسد کرتے تھے اس کے بارے میں اس کی غیر موجودگی میں ایک دفعہ ان دونوں نے سلطان سے شکایت کی

کہ یہ سرکاری خزانہ سے بہت سداں سیراپے گھر گیا ہے وہی پر جب سلطان کے حکم پر اسکی تلاشی لی گئی تو بات غلط نکلی اور یہ واپس حیدر آباد چلا گیا سلطان کی اس حرکت کو وہ اپنی توہین سمجھتا تھا سی سے اس کے در میں سلطان کے خلاف انتقام کا جذبہ پیدا ہو گیا تھا ۱۷۹۹ء کی جنگ کے عین موقع پر یہ چھٹی بیکر حیدر آباد آرام کرنے کا بہانہ بنا کر چلا گیا سلطان نے اس کو با عزت طریقہ پر قسمتی تحائف دے کر رخصت کیا لیکن یہ بد بخت انسان حیدر آباد جانے کے بجائے نگر یزوں کے پاس چلا گیا اور قلعہ کی تمام اندرونی تفصیلات سے دشمنوں کو آگاہ کر دیا سلطان کی شہادت کے وقت جس دشمن کی فوج قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر اس پر قابض ہو گئی تو خود انگریزوں نے اس بات کا احترام کیا کہ ان کے ہتھیاری میر قاسم ہی تک تھی سب دوسری رنگا پنٹم کے بعد انگریزوں نے اس کو کوئی اہم عہدہ نہیں دیا اور یہ پنے گھر میں ہی پڑا ہوا لوگوں کے غصہ و نفرت سے بچنے کیلئے یہ پناہ دہ تو وقت گھری میں گزارتا تھا۔

(۱۳) ایاز خان

یہ نواب حیدر علی کا لے پالک اور لمبیار کی ہندو ناز قوم سے تعلق رکھنے والا نو مسلم تھا ۱۷۹۹ء میں حیدر علی کے لمبیار پر حملہ میں گرفتار ہو کر مسلمان ہو گیا تھا حیدر علی نے اس کو ۱۷۹۹ء میں چل درگ کا اور ۱۸۰۱ء میں بد نور (حیدر نگر) کا گورنر بنایا تھا سلطان میپو نے جب حنان حکومت سنبھالی تو اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ سلطنت خداداد کے خلاف انگریزوں کے ساتھ مل گیا ہے اس نے اس کو معزول کر کے سطف علی بیگ کو اس کی جگہ بد نور کا گورنر مقرر کر دیا لیکن اس سے پہلے کہ

مظف علی بیگ اس کی جگہ میتا مہسی سے جنرل شقیوہ کی قیادت میں آئے ولی فوج ہو
اس نے بد نور و کوڑیوں بندر (پٹنگور) بغیر کسی مزاحمت کے اس شہر پر حوالہ کر دیا
کہ ان علاقوں پر بعد میں بھی سی کی گورنری بحال رکھی جائے اور خود اس سے پنا
ساز سبھیٹ کر صورت میں جا کر پناہی اس طرح یہ سلطان کے حساب سے بچ گیا
اور غربت ہی میں آخر تک رہا۔

(۱۵) محمد قاسم خان

یہ بھی یاز خان کے ساتھ بد نور ہی میں تھا ایک زمانہ سے مسور کی فوج میں
ملازمت کر رہا تھا اخیر میں بد نور کے قلعہ کا محافظان گیا تھا یاز خان کے ساتھ ملکر اس
نے بغیر کسی مزاحمت کے قلعہ انگریزوں کے حوالہ کر دیا تھا لیکن جب بد نور پر حملہ
کر کے سلطان نیپو نے اس پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو دوسرے ہاتھوں کے ساتھ یہ بھی
گرفتار ہوا اور اس کو بھی برسر عام پھانسی دی گئی محمد علی حمیدین سلطان کا ایک
خاص معتد تھا اس کے خلوص کی وجہ سے سلطان کے دل میں اس کیسے بڑی عزت
تھی حسن اتفاق سے قاسم خان کے ساتھ بھی اس کے پرانے تعلقات تھے اس نے
سلطان سے قاسم خان کی موت کی سزا معاف کرنے کی درخواست کی لیکن سلطان
محمد علی کی بار بار درخواستوں کے باوجود اس کو معاف کرنے کیسے تیار نہیں ہوا اور اسکو
پھانسی کی سزا دی گئی محمد علی اپنے ایک دوست کو سلطان سے بچانے کیسے کو اپنی ذاتی
توہین سمجھتا تھا اس لئے اس نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی حالانکہ سلطان کو
محمد علی سے کوئی شکایت نہیں تھی لیکن جذبات میں بہہ کر اس نے یہی حماقت کی

وجہ سے اپنی جان گنوا دی۔

(۱۶) عثمان خان کشمیری

نواب حیدر علی کے زمانہ ہی سے یہ مسوری فوج میں ملازم تھا نیپو کے زمانہ میں
ترقی کر رہا ہوا پائیس گھاٹ میں کرور کا قلعہ درہنا میں جب انگریزی فوج
ترچناپلی سے کرنل لائنگ کی قیادت میں کرور پر قبضہ کیسے بڑھیں تو باوجود اس کے
کہ قلعہ میں مدافعت کیسے ایک بڑا فوجی دستہ تھا اور سامان رسد بھی بڑی مقدار میں
موجود تھا عثمان خان کشمیری نے انگریزوں کی طرف سے اس کو دیسے گئے اس موقع
میں اس کو ترقی دے کر اس علاقہ کا گورنر بنا دیا جاوے بغیر کسی مزاحمت کے یہ
مضبوط قلعہ دشمنوں کے حوالہ کر دیا لیکن بعد میں انگریز جنرل لائنگ اور اس میں زیادہ
دن تک ساہ نہیں ہو سکا اور یہ انگریزوں سے لگ ہو گیا ایک دو روز جب یہ سلطان کے
فوجی افسر میر معین الدین کے ہاتھ لگا تو اس نے اس کو اسی وقت سب کے سامنے
سلطان سے خداری کی پاداش میں پھانسی پر چڑھا دیا۔

(۱۷) مہدی علی خان

یہ مراد آباد کا شیخ مسلمان تھا مسور کی تیسری جنگ کے بعد تک سلطان کا
وزیر تھا لیکن اس کی انگریزوں کے ساتھ ملی جھگڑت کا جب سلطان کو علم ہو گیا تو اس کو
اس کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا جس کے بعد انگریزوں نے اس کو اپنی کمپنی کی
طرف سے ایران کے شہر بوشہر میں ریزیڈنٹ کے عہدہ پر فائز کر دیا جب سلطان کی

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

اٹھارواں باب

چند جانثاران ٹیپو جنھیں تاریخ کبھی
فراکش نہیں کر سکتی

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

چند جانثاران ٹیپو جنھیں تاریخ کبھی فراکش نہیں کر سکتی

سلطنتِ ہند کے زوال میں جس طرح ملتِ فروشوں اور حسنِ فراکشوں
نے اہم روئے کیا اسی طرح آخر وقت تک اس کو بچانے اور سلطانِ ٹیپو پر پی
ہائیں مار کرنے والے چند ایسے سر فروش بھی تھے جو ان امید کی فضا میں ٹیپو کے
شدید بغاوتِ امید کی شمع بن کر دشمنوں سے ہر سر بیکار تھے گویا غدروں کی کثرت میں
وفا داروں و سر فروشوں کی قلت بھی نہیں تھی تاریخِ یسور یا سوانحِ ٹیپو میں ان سب کا
سرسری تذکرہ ہے حالانکہ ان میں سے ہر ایک کی قربانی ایسی تھی کہ مستقل ان پر
کتا ہیں لکھی جائیں جس طرح یسور کے محترم ڈاکٹر شعیب، محمد شہید نے شہید آزادی
کے نام سے سلطان کے ایک مخلص و وفادار ملک جس کی سوانحِ حیات پر ایک
مستقل کتاب لکھ کر اس کے کاربائے مایاں کو موت کے سامنے پیش کیا ہے اسی
طرح دیگر سر فروشوں کے کارناموں کو بھی پوری انسانیت کے سامنے لایا جان چاہیے
ذیل میں ہم طوالت کے خوف سے صرف ان چند جانثاروں کے حالات مختصر
بیان کر رہے ہیں جو اس باب کی پوری فہمست میں سب سے زیادہ ممتاز و نمایاں
کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) برہان الدین

نواب حیدر علی کے بھائی سید شہباز کی لڑکی کا بیواہ ۱۷۹۳ء میں لاہور میں شہید
ہو کر کوئی کے ساتھ ہوا تھا بعد میں اسی لاہور میں کی صاحبزادی اور مرہٹوں کے بہن

رقیہ مامو سے سلطان ٹیپو کانکراج ہو س طرح یہ سلطان کا ر در مستحق تھا ٹیپو کے عہد میں بیسویں کی فوج میں سپہ سالار کے عہدہ پر فائز تھا اور سلطان کے رازداروں و چند قریبی لوگوں میں شامل تھا سی سے ۱۷۸۲ء میں سب سے پہلے میر قمر الدین کی ٹیپو کے خلاف نظام حیدر آباد سے خط و کتابت کا ر زفاش کیا تھا اس کے خلوص و وفاداری سے سلطانی دربار کے مت فروش بھی واقف تھے سی سے سلطنت خداداد کے خلاف ہونے والی غمخیز ریشہ دوانیوں میں اس کو شامل کرنے کی کبھی کوشش بھی نہیں کی گئی سلطان اپنے اس بردار فستی کانکراج سلطنت کے ایک معزز قیدی اہل نوخط کی لڑکی و اپنے وزیر بدر زماں خان مانٹھ کی مدد سے کربا چاہتا تھا لیکن کسی وجہ سے یہ نکاح نہیں ہو سکا اسی کو بنیاد بنا کر بعد میں اہل نوخط کو سلطان کی نظروں میں معنوب کرنے کی کوشش کی گئی کہ اہل نوخط نے اپنے عالی نشیں کے گھمنڈ میں اس رشتہ کو منظور نہیں کیا حالانکہ خود سلطان ٹیپو کی ایک بیوی کے علاوہ اس کے دادا فتح محمد کی بیوی بھی اہل نوخط ہی سے تعلق رکھتی تھی س طرح جب اس شہابی گھرانہ کا نسب تعلق پہلے ہی سے اس قیدی سے تھا تو صرف اس کو بنیاد بنا کر بدر زماں خان کے اس رشتہ کو منظور نہ کرنے کی کوئی وجہ کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی

یہ بڑا ہی بہادر و جری افسر تھا شاہ نور میں سلطانی فوج کی فتح کے بعد اسی کی قیادت میں سلطانی افواج نے مصری کوٹے اور سکا پورہ پر قبضہ کیا تھا ۱۷۸۹ء میں جب گلگتہ سے آنے والا انگریزی دستہ و نمناڑی کی طرف بڑھ رہا تھا تو ان کا مقابلہ کرنے کیلئے سلطان نے برہان الدین ہی کی قیادت میں ایک فوجی دستہ روانہ کیا تھا

جس نے چند ہی دنوں میں ساڑھے تین سو انگریزوں کو گرفتار کیا جب جس میڈوز اپنی شکست خوردہ فوج کی مدد کیلئے یہاں پہنچا تو اس کا بھی برہان الدین نے ناک میں دم کر دیا اور اس کو ترچنا پٹی فرار ہونے پر مجبور کر دیا لیکن اس معرکہ میں رات کے اندھیرے میں جب سلطانی افواج انگریزوں کا تعاقب کر رہی تھیں تو دشمن کی ایک گولی برہان الدین کو لگی جس سے سی وقت اس کا نیاز سلطانی سپاہی کی شہادت ہو گئی اس وقت سلطان ٹیپو مدنور (حیدر نگر) میں تھا اس کی لاش کو جب پاکی میں ڈال کر سلطان کے پاس دیا گیا تو سلطان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے اور اس حادثہ پر اسکے ناثر شدت غم کا یہ عالم تھا کہ اپنے بعض افسران کے مشورہ و اصرار کے باوجود اس نے دشمنوں کے مزید تعاقب سے منع کیا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی فوج آسانی کے ساتھ مدد اس پہنچنے میں کامیاب ہو گئی و برہان الدین کی شہادت پر سلطان کے صدر سے سلطانی فوج فتح کے قریب پہنچتے پہنچتے رہ گئی۔

(۲) مسید عبدالغفار

یہ پہلے در اس میں انگریز کمپنی میں فوجی ملازم تھا فروری ۱۷۹۰ء میں چند انگریزوں کے ساتھ گرفتار ہوا لیکن جلد ہی اس کو سلطان نے رہا کر دیا جس کے بعد اس نے سلطان کی ملازمت اختیار کرنی اور آخر تک اس کا وفاق رہا بیسویں افواج میں سپہ سالار کے عہدہ پر فائز تھا وزارت دفاع کا سب سے اعلیٰ خطاب میر میراں پوری سلطنت میں سلطان کی طرف سے اسی کو ملا اس نے اپنی زندگی میں ایسے غیر معمولی کارنامے انجام دیے کہ سلطان کو اس سے غیر معمولی تعلق ہو گیا تھا انگریزوں

اور مرہٹوں کی فوج کی مدد سے عام طور پر قیدیت میں بیسوی فوج روہڑی کی جاتی تھی شہادت سے چند روز پہلے دراستہ کے قلعہ میں پڑنے والے شکاف کے متعلق سلطان کو سب سے پہلے اطلاع دیے والا یہی تھا اور اسی کو سلطان نے شکاف کے قریب دشمنوں کی مدافعت کیسے ایک دستہ دے کر رکھا تھا پہلے تو دیگر سپاہیوں کے ساتھ اس کو بھی پورا نیا سے دہلی سے ہٹ کر مسجد اعلیٰ کے پاس بھیجے کی کوشش کی لیکن یہ جب اس پر تیار نہیں ہوا تو میر صادق نے اس سے کہا کہ فوراً سلطان کے پاس جا کر دشمن کے حملہ کی اطلاع دے جب یہ اطلاع دے کر واپس آیا تو میر معین الدین نے اس پر گرمی کے بہانہ چھتری کا سایہ کیا گویا یہ انگریزوں کے لئے منصوبہ کے مطابق اشارہ تھا کہ میر سید عبدالغفار ہے اس کو فوراً نشانہ بنایا جائے پھر کیا تھا توپ حصار کا رخ اس کی طرف ہوا ایک گولہ اس کے جسم پر لگا اور وہ وہیں قلعہ کے جنوب مغربی حصہ میں جہاں سے فوج مدد داخل ہوتی تھی شہید ہو گیا سلطان کو جب اس کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو اس سے ربا نہیں گیا وہ کھانا کھا رہا تھا ہاتھ میں لہر تھا اس کو وہیں چھوڑا اسی وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف چل پڑا اور خود بھی اپنے ایک وفادار و مخلص رفیق کے ساتھ چند ہی گھنٹوں میں شہید ہو گیا۔

(۳) محمد رضا خان

یہ نواب حیدر علی کے ماموں ابراہیم علی خان صاحب کا بیٹا تھا سلطانی فوج میں آتش خانہ کا کمانڈر اور وزارت دفاع (پنجرہ میراں) کا اعلیٰ فسر تھا اس کو

بھٹی نواب بھی کہا جاتا تھا بڑا ہی سارور تھا سزاؤں کا بھی تھا ۱۷۹۹ء کی آخری جنگ میں کورس کے ہیڈ پر لہوں (گلشن آباد) میں انگریزوں کا مقابلہ کرتے ہوئے گولی لگ کر شہید ہوا اس وقت اس کا فرزند بھی دراستہ میں دشمنوں کے ساتھ مصروف جنگ تھا

(۴) غلام خدا داد

سلطان کے ذاتی محافظ دستہ کا افسر تھا اصل پنجابی لیکن ایک زمانہ سے سلطنت مسور میں مقیم تھا بڑا ہی حاشا و مخلص تھا آخر تک سلطان کے ساتھ سایہ کی طرح چلتا رہا اور سلطان کو بچانے کی راہ کو کوشش بھی کرتا تھا سلطان کی شہادت سے صرف نصف گھنٹہ قبل اسی جگہ شہید ہوا جہاں سلطان کی شہادت ہوئی تھی

(۵) ملک جہاں خان

اس جانباز سپاہی کی تفصیلات پچھلے صفحے میں مرہٹہ بھگوارے کا قبول اسلام کے حوالان کے تحت گزر چکی ہیں یہ جنگیری شہر کا رہنے والا نو مسم مرہٹہ سپاہی تھا اسلام قبول کرے سے پہلے اس کا نام ڈو موٹو یادو تھا ۱۷۹۷ء سے ہی سلطانی فوج میں شامل تھا لیکن ۱۷۹۷ء کو مسور کی تیسری جنگ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کچھ سامان لے کر نکشی و بھاگ گیا جہاں بعد میں اس نے اپنے ساتھ چار سو سپاہیوں کو

جی جمع کر دیا دھڑ پر ہٹوں کے قبضہ سے بعد اس سے وہاں ٹوٹ مار شروع کر دی
 پانچ سے دو ہزار مرہٹہ سپاہی اس سے مقابلہ کیے بھجے گئے جن سے اس سے پانچ
 ہونہا پڑا اور پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ وہاں کو سلطان لپو کی خواہش اور معافی کی
 پیش کش کے بعد اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی طاعت قبول کر لی جس
 سلطان نے اس کی جرات و ہمدردی کے پیش نظر اس کو اپنی فوج میں کمانڈر کے عہدہ
 پر متعین کر دیا تو وہ اس کے حلاق سے متاثر ہو کر سی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گیا
 سلطان نے اس کا نام شیخ حیدر رکھا سیکل یہ اپنے تپ کو ملک حمال خاں کھانا پسند
 کرتا تھا بعد میں سی نام سے اس سے شہرت بھی پائی سلطان کے در میں اس کی بڑی
 عزت تھی جس سے میر صادق وغیرہ اس سے حسد کرتے تھے ایک دفعہ میر صادق
 نے اس پر سلطان کے خلاف بدولت کا ٹھوس براہ کرا اس کو قید کر دیا سلطان اس
 کو رہا کرنا چاہتا تھا لیکن پوریا و میر صادق کے صرر پردہ اس کو رہا نہیں کر سکا اس
 کو سلطان نے اغراجات کیسے روز نہ تین روپیے دینے کا حکم بھی دیا اور ایک
 وزارت کی سربراہی بھی اس کے سپرد کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن اس کے
 حامدوں نے اس پر مزید سے مزامت لگا کر اس کو بدستور مقید ہی رکھا ملک حمال
 خان اپنی اس قید و نظر بندی کیسے سلطان کو بے قصور سمجھتا تھا اسی سے سقوطِ سری
 رنگا پٹنم کے بعد وہ کسی طرح وہاں سے بھاگ نکل کر کاری گھاٹ کی پہاڑی میں
 موجود سلطان کے بڑے شہزادہ فتح حیدر علی سے ملے جس کامیاب ہو گیا اور اس نے
 اس شہزادہ کو جنگ جاری رکھنے پر آمادہ کرنے کی بھی بہت کوشش کی لیکن اس کے
 صرار کے باوجود فتح علی حیدر نے بعض مصیحتوں کے پیش نظر دارِ سلطنت سے

ہتھیار ڈالے ہی میں عامیت کھی سین اس سے دیسے گھمبہ کے اس پاس
 ٹریڈوں کے خلاف سپاہیوں کو جاری رکھا جس کی قیادت میں دو بارہ سلطان
 کے وہاں سپاہی چھرا کھن ہوئے لگے در کی آواز دہکتے ہی دیکھتے پانچس ہر تک پہنچ گئی
 مرہٹوں سے بھی اس نے جم کر مقابلہ کیا مرہٹہ کے مرہٹہ دار پر مورم و گھوکھلے کو ختم
 کر دیا اس مگر یہ کھپ کو خطرہ ہو گیا کہ کہیں سلطنت دار کا دارہ حصوں میں فرو شوں
 کا نصب نہیں رہے بن حاسے چہا نچ گور و جس ملازمتی نے ستارے میں پے بھلی کر مل
 ویرلی کی کس میں اس کی سرکوبی کیسے ایک فوجی دستہ رو کیا جس سے اسی میں دستور کے
 شمالی علاقہ میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی فوج میں شملہ کڑپ و کرنوں کے پٹھانوں کی
 غمراہی کی وجہ سے ایک خونریز معرکہ میں کوٹھل بھو کے مقام پر جب وہ طلی کی اس تفری
 ملانی کو بھی شہید کر دیا اس سے متعلق مزید تفصیلات کیسے اکثر شیعہ احمد شریف مسور کی
 کتاب شہید آزادی کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

۶) شیخ اسماعیل

یہ سلطان اوج کے گیارہ سو سالاروں میں سے ایک تھے سقوطِ سری رنگا پٹنم
 کے درمیان ۳۰ مئی کو جب سلطان کے وفادار و جانثار افسر سید عبدالغفار کی دو پہر
 کے وقت قلعہ کے شکاف کے پاس شہادت ہوئی تو اس کے بعد قلعہ میں مغربی گوشہ
 کی کمان سلطان نے اس ہی کے سپرد کی تھی لیکن چند ہی گھنٹوں میں مرہٹہ ہمدردی سے
 لڑتے ہوئے کسی ٹکڑے سپاہیوں کو حشر کر کے یہ بھی شہید ہو گئے تھے۔

یہ شروع سے ہی نواب حیدر علی کی فوج میں شامل تھا بعد میں ٹیپو سے اس کو ترقی دے کر سپہ سالار کے عہدہ پر فائز کیا سلطان کا نہایت ہی وفادار و جہل مار تھا اپنی بہادری و ذہانت کی وجہ سے اس نے اس کے در میں اپنے لئے ایک خاص مقام پیدا کر دیا تھا۔ طبیعتاً کچھ ہندی قسم کا تھا اس لئے نواب حیدر علی نے اس کو ایک دفعہ معرور بھی کر دیا تھا لیکن اپنی وفاداری و خلوص کی وجہ سے جلد ہی دوبارہ اپنے عہدہ پر بحال ہو گیا فطرت میں بڑی سادگی و فقیر پروری تھی جنگ میں اپنے حصہ میں آنے والے مال غنیمت کو ہی وقت غریبوں میں تقسیم کر دیتا تھا صاحب حیدر علی کی وفات کے بعد انچے شامیانے سلطان ٹیپو کے حلاف بغاوت کر کے اس کا قتلہ لٹا چاہا تو اسی نے اپنی ذہانت و حکمت سے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا بد نور (حیدر نگر) میں نواب حیدر علی کے سے پاک، یاز خان نے جب انگریزوں کے ساتھ مل کر بغیر کسی سزائے کے قلعہ بمبئی کی فوج کے حور کر دیا تو دوبارہ اسی کی قید میں سلطان سپاہیوں نے اس پر قبضہ کیا تھا حیدر نگر کے قلعہ دار محمد قاسم خاں کو اس کی سازش کی وجہ سے جب سلطان نے پھانسی کی سزا سنائی تو اس نے اس سے اپنے ہم تعلقات کی وجہ سے ایک طرف سلطان سے اس کو معاف کرنے کی درخواست کی تو دوسری طرف اپنے اشرور سوخ کو استعمال کرتے ہوئے جلدوں کو اس کے قتل سے روک دیا اس کی اس حرکت پر اس کو کچھ دل نظر بند کھا گیا تو اس نے اسی دوران خود کشی کر لی سلطان کو اپنے اس وفادار کی موت پر نہایت افسوس ہوا اس نے اس کی بیوہ و یتیم بچوں کی سرکاری خرچ پر پرورش کا بھی انتظام کیا سلطان کو

زندگی میں اس کا حسد بہا کہ اس نے پی وفاداری کے حق کو ادا کرنے میں بھی کوتاہی سہیل کی صرف اس کی ضد و بہت دھرمی نے اس کو بد انگریز مورخین اپنی کتابوں میں اس کا شر سلطان کے در میں کرتے ہیں اگر واقعی ایسا ہی تھا تو محمد قاسم خان کے ساتھ اس کو بھی پھانسی کیوں نہیں دی گئی اور سلطان نے اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد کی پرورش کا ذمہ کیوں لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی ٹیپو کا خیر خواہ ہی تھا اور سلطان بھی اس کو اپنا مخلص ہی سمجھتا تھا قاسم خان کو بچانے کی اس کی کوشش محض اس سے اپنے ذاتی تعلقات کی وجہ سے تھی ورنہ اس کی کسی بد نیتی کا اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں تھا۔

۸) سید حامد

یہ سلطان ٹیپو کے ان مخصوص فوجی فسران میں شامل تھے جن پر اس کو غیر معمولی اعتماد تھا انگریزوں نے بھی ان کو کبھی خریدنے کی کوشش نہیں کی یہ ہمیشہ جنگوں میں سلطان کے ساتھ رہے ۱۷۸۳ء میں قلعہ علی (منظر آباد) کے راج کی بغاوت کو کچھ میں بھی یہ سلطان کے دست راز تھے ۱۷۹۲ء میں میسور کی تیسری جنگ میں دارالسلطنت کی مدافعت کرتے ہوئے اپنے چار سوسا قہیوں کے ساتھ شہید ہوئے ان کی قبر سلطان کے مقبرہ کے برآمدہ میں سری رنگا پٹنم ہی میں موجود ہے۔

۹) لالہ ممتاز رائے سبقت

یہ سلطان کا ذاتی منشی اور اس کا خاص متہد تھا اردو و فارسی میں اس کو دسترس حاصل تھی ملک و بیرون سربراہان مملکت کے نام ٹیپو کے خطوط کے مسودات عام

طور پر یہی تیار کرتا تھا ہمیشہ جیسوں میں بھی سلطان کے ساتھ رہتا آخر تک سلطان کا وفادار رہا۔ قادر نظام شاعر بھی تھا ٹیپو کی مدد میں اس سے کسی قصیدے بھی کہے تھے۔

(۱۰) نواب حسین علی خان

اس کا پورا نام حسین علی خان بن قطب الدین خاں تھا انتہائی خوبصورت اور مہذب سلطان سپاہیوں میں ن کا شمار ہوتا تھا یہ بھی فوج میں سپہ سالار کے عہدہ پر فائز تھے پندرہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ ہمیشہ اس کی قیادت میں کسی جنگی حالت کا سامنا کرے کے سنے تیار رہتا تھا ان کا کل سلطان کے ایک معتد شیعہ عرو کی کلونی لڑکی سے سقوط سری رنگا پنٹم سے صرف دو دن قبل یعنی ۲۷ مئی ۱۷۹۹ء کو اس سلطنت کے دشمنوں کے ہی صدمہ کے دور میں ہی شہر محل میں سلطان کی موجودگی میں ہوا تھا لیکن اس کی نیویلی دس بھی اس کو سلطان کے دفاع کے لیے میدان جنگ میں کودنے سے باز نہیں رکھ سکی ۳۰ مئی کی صبح نگریزوں کے ساتھ مقابلہ میں ان کے پیر میں ایک گول لگا جس سے نکلا پورا بدن چھٹی ہو گیا اور یہی وقت شہید ہو گئے ان کی یاد میں اس کی ایک دن کی بیوی نے بھی پی پوری نہ مل گئی ہوگی ہی میں گزری اور ساری عمر ۱۲ مئی کے س رنگا فی سائو کو یاد کر کے رہتی رہی یہ در ہے کہ سلطان ٹیپو کے اکلوتے داماد کانام بھی جس تعلق سے حسین صاحب ہی تھا جن کا انتقال ۱۸۰۱ء میں ہو بعض لوگ غلطی سے دونوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

(۱۱) شیخ میراں

یہ بھی سلطان کی فوج کے ایک نڈر افسر تھے۔ ۱۷۹۹ء میں سلطان کے شانہ بشانہ انگریزوں کے ساتھ لڑتے ہوئے سنی منگل کے محاذ پر شہادت پائی ان کی قبر سری رنگا پنٹم ہی میں موجود ہے۔

(۱۲) محمد امام الدین

سلطانی ادوج میں سپہ سالار کے عہدہ پر فائز تھے آخری دم تک سلطان کے وفادار رہے ۱۷۹۹ء کی چوتھی جنگ میں دارا سلطنت کے محاصرے قبل ۱۶ مارچ کو مداسیر کے مقام پر نگریزوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شدید زخمی ہوئے اس کے باوجود سلطان کا ساتھ میں چھوڑا اور ۳۰ مئی کو سلطان کے ساتھ لڑتے ہوئے قلعہ ہی میں شہید ہوئے۔

(۱۳) خواجہ آفتاب خان

فوج میں ایک ہم افسر تھے یسور کی تیسری جنگ کے پہلے مختصر دور میں ۳۰ ستمبر ۱۷۹۹ء کو سلطان کے ساتھ انگریزوں کا مقابلہ کرتے ہوئے سنی منگل میں شیخ میراں کے ساتھ شہید ہوئے ان کا مقبرہ سری رنگا پنٹم میں سلطان ٹیپو کی آخری آرام گاہ کے نزدیک آباد ہے۔

(۱۴) محمد جہاں گیر خان

یہ بھی موخر الذکر سلطان کے دو جانثاروں کی طرح فوج کے ایک افسر تھے اور

۱۱ دونوں کے ساتھ ہی رہنے میں نگر یوں کا مقابہ کرتے ہوئے سنی مسلک کے محاذ پر شہید ہونے ان کا نزار بھی سری رنگا پٹنم ہی میں ہے۔

بدد الزماں خن نانٹہ خیر خواہ یا بد خواہ فیصلہ خدا پر

اس کا تعلق اہل نوط سے تھا سلطنت خداداد میں پہلے بد نور (حیدر نگر) کا گورنر تھا بعد میں سلطان ٹیپو کا وزیر بنا سلطان کے دس میں س کی بڑی عزت تھی جس سے میر صادق س سے حسد کرتا تھا ایک دفعہ س نے س کے متعلق سلطان سے غلط شکایت کر کے س کو کچھ دنوں کیسے نظر بند کر دیا تھا لیکن بعد میں جب پوری حقیقت معلوم ہو گئی تو نہ صرف س کو رہا کیا گیا بلکہ سلطان نے س کو ترقی بھی دی س کی مختلف حرکتوں اور سلطان کو س کی طرف سے دیے جانے والے بعض مشوروں سے بعد میں لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ بھی سلطان کا بد خواہ ہی تھا ورنہ علی الاعلان اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہیں ہوتی تھی جو اسکو سلطان کا بے وفا ثابت کرتی س کے متعلق ازمات کو نقل کرنے والے مؤرخین نے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کیسے کسی معقول یا مضبوط حوالہ کے بجائے صرف اس طرح کے الفاظ استعمال کرنے پر اکتفا کیا ہے مشہور ہے / کہا جاتا ہے / مقامی روایت ہے ظاہر بات ہے کہ مندرجہ بالا الفاظ و جملوں سے تاریخی طور پر کوئی چیز ثابت نہیں کی جاسکتی اس طرح کی غیر مصدقہ روایات کو نقل کرنے والے سب سے پہلے نشان حیدری کے مصنف میر حسین علی کرمانی تھے ہم یہ تو نہیں کہتے کہ سلطان کے معاصر کرمانی اس کے بد خواہ یا ایک اسلامی و عربی قبیہ کو بدنام کرنے کی سازش

میں، نگر یوں سے ملے ہوئے تھے سنی متاخر و رہے کہ خود کرمانی کے مطابق سنوں سے نشان حیدری جو سلطان شہید کے حالات زندگی سے متعلق کسی بھی زبان میں لکھی جائے دلی پہلی کتاب تھی سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں کے حکم و امر پر کلکتہ میں اپنی نظر بندی کے دوران لکھی تھی اس طرح لاری طور پر نگر یوں کی مشاہدہ خواہش کے مطابق اس میں بعض غیر مصدقہ روایات و واقعات کو جگہ مل گئی ان ہی غیر معتبر روایات کو بنیاد بنا کر بعد میں محمود حاکم بینگلوری نے اپنی کتاب سلطنت خداداد کے اندر پورے اہل نوط کو سلطان اور ایک اسلامی سلطنت کا دشمن اور اس کے رواں کا اصل محرک ثابت کرنے کی کوشش کی چونکہ نشان حیدری فارسی میں تھی اور بعد میں س کی دوبارہ طباعت و اشاعت کا کوئی معقول نظر بھی نہیں تھا اس سے سلطنت خداداد میں سوری بعد میں سلطان ٹیپو سے متعلق لکھی جائے والی کئی کتابوں کا حذر و مرجع رہی س نے غیر شعوری طور پر بعد کی تمام کتابوں میں بھی س کتاب کے حوالے سے غیر مصدقہ روایات کو جگہ مل گئی محمود بینگلوری نے اہل نوط کو سلطان ٹیپو کے جو سے تمام مسلمانوں کی نظر میں معتبوب کرنے کے لیے جس شخص کی کتابوں و تحریروں کا جو رد کیا ہے وہ انگریز مصنف کرمانی و لکس ہے جس کا تعصب اور اس کی اسلام دشمنی ظہر من الشمس ہے خود محمود بینگلوری کا یہ نظریہ ہے کہ ہر شخص اپنے اعمال و حرکتوں اور غلطیوں کا ذاتی طور پر ذمہ دار ہے س کے س کے پورے خاندان یا قبیہ کو مورد الزام نہیں نہر یا جاسکتا ہے اگر باغرض بدد الزماں حاکم نانٹہ یا مہدی علی خان نانٹہ غدار و بے وفائی کو تھوڑی دیر کے لیے تسخیم بھی کر دیا جائے تو س کے سے پوری امت

سلاویہ کے سامنے اس کے قہید کو معزوب و معون کرنا جس کی دیانت داری ہے
اہل نواب سے متعلق اکثر ازموات کے حوالے مقامی روایات میں مثلاً
محمود بینگوری اپنی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب انگریزوں نے قلعہ کا
محاصرہ کیا تو اہل نواب کے گھروں سے انگریز فسران کو پلاؤ اور مٹھائی تقسیم کی جارہی
تھی وہ خود بچتے ہیں کہ یہ مقامی روایت ہے جس کا کوئی حوالہ نہیں دیا جاسکتا اگر
نسائی و سلاوی تاریخ کی تدوین و ترتیب میں مقامی روایات ہی کو اخذ کیا جاسے تو
تاریخ پر سے لوگوں کا عقیدہ ہی اٹھ جائے گا انہوں نے اپنی کتاب سلطنت خداداد
میں اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے کہ سلطان میوہ بدر الزماں خاں کی مڑکی سے
اپنے برادر نسبتی برہان الدین کا نکاح کرنا چاہتا تھا لیکن اس مڑکی سے اس رشتہ کو غیر
اہل نواب سے ہونے کی وجہ سے اپنی توہین سمجھ کر اسی رستہ خود کشی کو ترجیح دی میوہ
کی پوری سیرت پر نظر رکھے دلوں کے سے اس واقعہ پر عین کرنا بہت مشکل ہے
اس لئے کہ اہل نواب شاہی خاندان کو اپنے لئے غیر کھود موزوں سمجھتے تھے ایسا ممکن
ہی نہیں ہے سلطان میوہ کے دافع محمد کی بیوی اور خود اس کی ایک بیگم بھی اہل
نواب ہی سے تعلق رکھتی تھی اس کے چچا سید شہباز کی مڑکی کا نکاح بھی نواب حیدر علی
نے ترتیب علی حال ناطہ کے مڑکے کے ساتھ ہی کر دیا تھا اور یہ سب رشتے سلطان
کے عنان حکومت سنبھالنے سے پہلے ہی ہو چکے تھے اس طرح جب پہلے سے ہی میوہ کا
اہل نواب سے نسبی و سسران رشتہ موجود تھا تو اب اہل نواب اسی شاہی خاندان
کے کسی فرد سے رشتہ قائم کرنے کو اپنی توہین سمجھتے ہوں صبر از قیاس بات ہے صحیح

تاریخی روایات کے مطابق اہل نواب کی طرح خود میوہ کا خاندانی سلسلہ بھی عربوں
کے سب سے شریف اور معزز قہید قریش سے ہی ملتا تھا سلطان کو اگر مجموعی طور پر
اس قہید کے لوگوں پر بھروسہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی حکومت کے اعلیٰ فوجی و مذہبی
مناصب پر انہیں کیسے بحال رکھتا

چوتھی جنگ میں جب فرانسیسیوں نے دار سلطنت کے انگریزوں کے
مصر کے بعد سلطان میوہ کو چل درگ جانے کا مشورہ دیا تو بدر الزماں خان نے یہ
نکمر سلطان کو روک دیا کہ اس وقت آپ کے جانے سے پوری فوج میں بددلی
پھیل جائے گی اس لئے فوجی حکمت عملی کے تقاضے کے تحت آپ کی موجودگی ہے
ضروری ہے اس کے اس مشورہ کو ہم کیوں کر اس کی بدیہی پر محمول کر سکتے ہیں جو
راسے اس نے پیش کی وہ حقیقت پر مبنی تھی اور خود سلطان نے بھی اس مشورہ کو
مخلصانہ سمجھ کر چل درگ جانے کے اپنے ارادہ کو منسوخ کر دیا لیکن ہم ان سب
چیزوں کے باوجود اس کا بھی فیصلہ نہیں کرتے کہ بدر الزماں خان واقعی ذاتی طور پر
پسے دل سے بھی سلطان کا مخلص و خیر خواہ تھا لیکن جب تک اس کے متعلق
غداروں کے وضع ثبوت ہمیں سہل سے اس کو ہم بے وفا ثابت کرنا دیانت داری و
انصاف کے سلاوی اصولوں کے مافی سمجھتے ہیں جہاں تک مول ہے اس کی ایک
دفتر بند کی کا تو جیہ کہ معلوم ہوا کہ یہ سب کھیل میر صادق نے اس سے اپنی ذاتی
دشمنی کی بنا پر کیا تھا جس طرح اس نے ملک جس خان کو غلط الزامات لگا کر سلطان
کی شہادت تک مقید رکھا تھا اس طرح کی ذیل حرکتیں اپنے عہدہ منصب کا باجائز
فائدہ اٹھا کر میر صادق کسی سے اپنی ذاتی دشمنی نکالنے کیسے کرنے کا ہمیشہ عادی تھا

سلطنت خدا داد کے زوال کے اسباب و محرکات

سلطان ٹیپو نے ظاہری طور پر اگرچہ ۱۷۹۹ء میں انگریزوں کے ساتھ شکست کھائی اور وہ بظاہر نا کام بھی رہا لیکن اس کی شکست دنیا کافی اس کی عظمت کو کم نہ کر سکی سلطنت خدا داد کے زوال کی صورت میں سلاطین ملیخ کا جو عظیم سانحہ پیش آیا اس کا اثر نہ صرف ہندوستانی سیاست پر پڑ بلکہ پوری عالمی سیاست میں بالعموم اور عام اسلام میں بالخصوص اس کے اثرات محسوس کئے گئے ٹیپو کی شہادت کے بعد ہی انگریزوں کی زبان سے پہلی دفعہ یہ الفاظ نکلے کہ ان سے ہندوستان بھرا ہے ورنہ اس سے پہلے ملک کے ہزاروں مربع کلومیٹر علاقوں پر قبضہ کے باوجود ان کو جرات نہیں ہو سکی کہ وہ ہندوستان کو ہٹا کر سکے لیکن کسی بھی مورخ کیلئے جو ملک کی از سر نو تالیف نہ کرے یا سلطان ٹیپو پر مرید کسی حقیقی کام کا بیڑہ اٹھائے اس کی اس شکست کے ان اسباب و محرکات کا پتہ لگانا بے حد ضروری ہے جس کی بناء پر یہ عظیم سانحہ پیش آیا ذیل میں ہم سقوطِ سری ریگا پنٹم کے پس منظر میں ماکراں ہی سبب کا پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے سلطان ٹیپو کی ہزیمت اور انگریزوں کی فتح کو سمجھنے میں قارئین کو مدد ملے گی اس میں ہم نظام و مہتموں کے گریووں سے فوجی شترک وغیرہ کے خارجی عوامل کے بجائے صرف داخلی اسباب و محرکات کا جائزہ لینگے

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

۱) اپنیوں کی غداری

عام طور پر مورخین سلطنت خدا داد کے زوال کے اسباب میں سب سے زیادہ اہمیت اسی کو دیتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عنصر نے بھی سلطان ٹیپو کی شہادت میں ہم زوال دیا اور سقوطِ سری ریگا پنٹم کیسے اس سبب کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا انگریزوں کیسے اپنی فتح کو یقینی بنائے کیسے سب سے زیادہ اہمیت اسی پہلو کی تھی چنانچہ مشہور مورخ محب العس صاحب کی تحقیق کے مطابق گورنر جنرل لارڈ ویلنگٹن نے ایک کمیشن اسی کام کیسے قائم کیا تھا جس کے رکن کمیشن، نکم، کمپن میکانک، انٹل کلوز اور کرمل یگیو وغیرہ تھے اس کمیشن کا کام ٹیپو کے دربار، وائسرائے کو خریدنا مال و دولت اور اقتدار کا لالچ دے کر ان کو اپنا طرفدار بنانا اور عام مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کر کے سلطان کے متعلق ان کے دلوں میں بددلی پیدا کرنا تھا اس کے علاوہ نیسور کے سابق ہندو حکمران خاندان کے ارکان سے بھی اس سلسلہ میں رابطہ کی ذمہ داری کمیشن کو سونپی گئی تھی کمیشن نے ٹیپو کی طرف سے جدا وطن کے گئے مہدویوں کو بھی اپنی سوار فوج میں بھرتی کر لیا تھا بے وفائی و غداری، سازش و نمک حرامی، حسد و فراموشی اور ضمیر فروشگی کی ان تمام تفصیلات کا ہم تجھے صفحات میں جائزہ سے چکے ہیں اس لئے اب اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

۲) نرم دلی اور ہمتوں پر حد سے زیادہ اعتماد

اپنے والد نواب حیدر علی کے مقابلہ میں سلطان میر جیسو سنگھ نے جس نے اس کی ہمتوں پر حد سے زیادہ اعتماد ہی نہیں کیا وہ دیر میں اس کی ہمتوں پر حد سے زیادہ اعتماد ہی نہیں کیا۔ اس کے دشمنوں نے قاعدہ ٹھکانا میر صادق پور نیا میر قمر الدین درمیر میں سے ہر ایک کی مدد سے اس کو مختلف مواقع پر مدد دی تھی۔ اس کے لیے ایک طور سے اپنے عہدوں سے معزوں بھی کر دے گئے تھے۔ ایک نیا نیا درباری و عیاری کو وہ شاید سمجھ نہیں سکا۔ دربار میں لوگوں نے حدت کی اور کسی طرح سلطان کو خوش کرنے میں کامیاب ہوئے تو اس نے ان کی بھٹی ماقابل معانی غلطیوں کو بھول کر ان کے ساتھ مناسب پر عمل کر دیا حالانکہ علی سلط پر ۲/۳ اس کے دربار و فیس کو چھوڑ کر تمام لوگوں کو نگرینوں سے دوست و قدر کاٹ دے کر حیدر علی کی طرح دشمنوں کی خیریاں اور اس کی سازشوں کی اطلاعیں پہنچنے کی طرح ان ضمیمہ فروشیوں کی وجہ سے سلطان کو سب سے خیر میں اپنے تعلق سے وقت نواب حیدر علی سے اس کو وصیت کی تھی کہ میر صادق و پور ساویرہ اپنی معصرتوں کی وجہ سے ماقابل معانی لگے ہیں۔ اس نے سلطنت حداد کی تھی۔ اس کا اثر گریر ہے لیکن سلطان اپنی صوں پسند طبیعت کی وجہ سے کسی کے خلاف کاروائی کے یا یہ شہوت کو بچنے بغیر نہیں کرتا تھا میر صادق و پوریا کے خلاف کاروائی میں بھی اس کی ہی اصول پسندی مدد تھی اگر یہ لوگ پہلے ہی ٹھکانے لگا دے جاتے تو شاید دوسروں سے غیر مت ہوتی اور تھی حد سقوط سری رنگا پٹنم کا شاید پیش نہیں آتا۔ اس کی حدوں

کے ساتھ اس نے اس کے ساتھ اہمیت اور جعلی شہادتوں کو ہیوں کے بعد اپنے بعض وفادار و مخلص لوگوں کو اپنی خدمت سے نکال کر نئے لوگوں کو بھرتی کر دیا تھا۔ مثلاً مرہٹوں کو مسلم ملک جس خان و غیرہ اگر یہ لوگ سلطان کے ساتھ ہوتے تو شاید کچھ دن اور سلطنت باقی رہتی۔ ۱۷۹۲ء میں معاہدہ سری رنگا پٹنم کے بعد سلطان سے رعایا کو نظم حکومت میں شامل کرنے کیسے پادشہان قائم کی تھی جس کے بعد سلطنت کے کئی اختیارات اس کے دور کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ سلطان اس کے اپنے حال و وقت عہد و وظائف شہزادہ تھ جس کی وجہ سے عوامی شکایات کا بھی اس کو بہت کم علم ہوا تھا۔

۲) مردم شناسی کی کمی

نواب حیدر علی اپنی جو مدگی کے باوجود مردم شناس تھے لیکن سلطان میں اپنے والد کے مقابلہ میں اس کی کمی تھی۔ حیدر علی نے پوریا و میر صادق کی ہمتوں کو پہلے ہی محاسب کیا تھا۔ اس سے اس کے وقت اس کو ٹھکانے لگائے کا حکم بھی دیا تھا۔ سلطان سے صرف ان کو معاف کیا بلکہ ساتتیں کے دوسرے ماہوں کو بھی وہ پتیاں میں سکا کسی کی چرب رہتی سے حیدر علی قطع متاثر نہیں ہوتے لیکن سلطان میں یہ کمزوری تھی کہ وہ لوگوں کی ظاہری باتوں کی بار بار کی قسموں وغیرہ سے حد متاثر ہو جاتا اور اس کو صرف درگزر کرتا بلکہ ان لوگوں کے عہدوں میں ترقی بھی دیتا۔

۴) فوجی حکمت عملی کی ناکامی

سلطان ٹیپو گرچہ اپنے ناخود ارادہ کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ اور اصول سیاست سے زیادہ واقف تھا لیکن نہ زندگی کے باوجود جنگی مہارت و فوجی حکمت عملی حیدر علی کو حاصل تھی ٹیپو میں نسبتاً اس کی بھی کچھ کمی تھی مثلاً حیدر علی سے اپنی فوج میں سو سپاہیوں پر زیادہ توجہ دی تھی اس کے پاس چوہ میں ہزار سو روں کے مقابلہ میں صرف پندرہ ہزار پیدل سپاہی تھے ٹیپو نے جب عرصہ حکومت سنبھالی تو اس نے پیدل فوج میں تواضع کر کے اس کو پچاس ہزار تک کر دیا لیکن سوار دستہ میں کمی کر کے اس کو صرف بیس ہزار ہی رکھا انگریزوں کی جنگی چال کو دیکھتے ہوئے وہ سابقہ تجربت کی بنا پر سوار فوج کو گھٹانا اس کا عقد حکمت عملی پر مشتمل فیصلہ تھا۔ ۱۷۹۹ء میں در اس سلطنت کے محاصرہ کے موقع پر قلعہ میں ۲۸۳۹ سلطانی سپاہی تھے لیکن وہ سب کے سب پیدل ہی تھے حالانکہ قلعہ نہایت مستحکم تھا اس کے باوجود دشمنوں نے تسانی کے ساتھ اس پر قبضہ کر یا یہی طرح فوجی حکمت عملی کے تحت سلطان کو چاہیے تھا کہ وہ دشمنوں کے دار اس سلطنت کے محاصرہ کو مزید طویل دیا جیسا کہ وہ تیسری جنگ میں اس کا کامیاب تجربہ کر چکا تھا لیکن اس پر اس سے توجہ نہیں دی حالانکہ بعد میں خود انگریزوں کا کہنا تھا کہ اگر ان کا محاصرہ دطویل ہوتا تو ان کیلئے مسائل پیدا ہوتے اور قلعہ در اس سلطنت پر قبضہ نہ کیسے ممکن نہ ہوتا ماحتمل کرنے کے ٹیپو کے غدروں کے یقین دہانے پر انگریزوں سے سری رہگا پٹنم کے اس

پاس سے۔ ستوں کی مالکہ بدی میں اس تھی خیر میں سلطان اس کا علم بھی ہو گیا تھا اگر پوری سلطنت میں مختلف جگہوں پر پھیل ہوئی اپنی پونے ۱۰ لاکھ فوج میں سے دو تہائی فوج کو بھی دار اس سلطنت کی طرف بڑھنے کا فوراً حکم بھیجتا تو انگریزوں و نظام کی فوج کا چاروں طرف سے محاصرہ کیا جاسکتا تھا جس کے بعد دشمنوں کی توجہ ہٹ جاتی اور وہ جہاز حیات کے بجائے اپنے دفاع ہی پر بس کرتے ورس کی توجہ سری رہگا پٹنم پر حملہ کے بجائے اب اس محاصرہ کو توڑنے ہی پر مرکوز ہوتی لیکن سلطان نے اس پر بھی توجہ نہیں دی۔

۵) دشمنوں کا اتحاد اور ٹیپو کی تنہائی

نواب حیدر علی کو متحدہ دشمنوں سے کبھی مقابلہ کی نوبت پیش نہیں آئی۔ یسور کی پہلی جنگ میں نظام کی افواج حیدر علی کی طرف سے پچاس ہزار روپے کی پیشکش کے بعد انگریزوں سے لگ ہو گئی تھیں دوسری جنگ میں فرانسیسی اس کے صلیب تھے نظام غیر جانب دار تھا اور مرہٹہ خود انگریزوں سے برسر پیکار تھے برخلاف ٹیپو کے کہ اس کے دشمن متحد تھے نظام چوتھی جنگ میں انگریزوں کے ساتھ شانہ بہ شانہ شریک تھا مرہٹہ گرچہ اپنے پڑوس میں ایک مضبوط سلائی سلطنت کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے تھے لیکن ان کی کچھ اپنی مجبوریاں بھی تھیں جس کی وجہ سے وہ اس جنگ میں بظاہر غیر جانب دار تھے فرانسیسیوں کی جانب سے بھی اس کو کوئی بڑی مدد نہیں مل سکی حیدر کے ساتھ جنگ میں انگریزوں کے پاس سو فوج نہیں تھی نظام کی ان کے ساتھ شمولیت کی وجہ سے ہی ان کو سو روز سے مل گئے تھے جس کے بعد کچھ دستے

نہ انہوں نے بھی تیار سے تھے اس طرح ٹیپو کو یہ آخری و مصلحتی جنگ اپنے
مقدمہ دشمنوں سے تیار ہی ہوئی اگر ٹیپو کے مقابلہ میں انگریز تیار ہی ہوتے تو
شاید جنگ کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میسور کی پہلی اور دوسری
جنگ میں حیدر علی کی فوج دشمنوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی لیکن آخری جنگ
میں معاہدہ سری رائگا پنٹم کے مطابق آدمی سلطنت کھونے کے بعد ٹیپو کی فوجی قوت
میں بھی نمایاں کمی آگئی تھی۔

۶) انگریزوں کی فوجی تنظیم

سلطان ٹیپو کے زمانہ کی تیسری جنگ میں شکست و معاہدہ کے مطابق نصف
سلطنت انگریزوں کے ہاتھ آگئی اور ان کے اتحادیوں کو دینے اور زمین کر دے پہے ہوان جنگ کی
ادائیگی کی وجہ سے اس کے وسائل سب محدود ہو گئے تھے جبکہ انگریزوں کا بدنظم و
مسیح ہوا ہے تھے انہوں نے اپنی فوج کی تنظیم پر زور نہ تو دی سوار دستوں میں
منازعہ کیا اور ٹیپو کے ان مقبوضہ علاقوں سے جہاں اس کے اسلحہ ساری کے کئی
کارخانے تھے فائدہ اٹھاتے ہوئے سواروں کو بارود کار و دست ذخیرہ جمع کر لیا فوجی و
سیاسی اعتبار سے بھی اس کو ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ پہلے ہندوستان میں انگریزوں کو
جس کسی بھی فوجی کارروائی کیسے لندن سے حکم کا منتظر رہتا تھا لیکن بعد میں اس
پالیسی میں تبدیلی کر کے انہوں نے ملک میں اپنے گورنر جنرل کو کسی بھی کارروائی
کیلئے مکمل اختیار دے دیے تھے پہلی اور دوسری میسور کی جنگ تک گورنر جنرل
اور کمانڈر ان چیف کے عہدہ پر الگ الگ لوگ فائز ہوتے جس کی وجہ سے

اختیار مت تقسیم ہوجاتے تھے لیکن تیسری و آخری جنگ میں ایک ہی شخص کو ان
دونوں عہدوں پر فائز کیا پہلے مدرس و بمبئی میں مقیم انگریز کمپنی کے گورنر و
رست وریج عظم برصغیر ہی کے تھے لیکن اس مناسبت میں تبدیلی کر کے
دونوں عہدہ داروں کو بھی گورنر جنرل ہی کے تحت کر دیا گیا اس طرح سب
ہندوستان میں گورنر جنرل بروقت فیصلے کرنے کا مجاز تھا جس سے انگریزوں کو
مختلف فوری کارروائیوں میں بڑی مدد ملی۔

۷) مذہبی رسومات پر پابندی سے عوام کی خفگی

حیثیت ایک سچے مسلمان کے سلطان ٹیپو نے اپنی سلطنت میں رائج محرم
کے تہریوں و سریر کی بعض غلط باتیں رسومات وغیرہ کو ممنوع قرار دیا تھا جس
سے اس جاتی رسم و رواج کے ٹھیکیداروں کی آمدنی بھی بند ہو گئی تھی چونکہ مسلم
عوام کی اکثریت ناخوار تھی و یہ سلسلہ اس کے بعد ایک زمانہ سے چلا رہا تھا و
ان سب چیزوں کو مذہبی حیثیت حاصل ہو گئی تھی اس سے جہالت کی وجہ سے کچھ
لوگ ہی سہی اس مذہبی اصلاحات کی وجہ سے سلطان سے ناراض ہو گئے تھے اس کی
اسی مارشلنگ سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں نے ان کو سلطان کے حلاف مزید بھڑکایا اور
ان کے مذہبی جذبات کو رنجیت کر دیا یہاں تک کہ انگریزوں نے شریف مکہ کا
فتویٰ بھی سلطان کے حلاف شائع کر کے پوری سلطنت میں پھیلا دیا ان سب کی
تفصیلات پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔

۸) فرانسیسیوں سے آخری وقت تک غیر ضروری رابطہ

فرانسیسیوں سے سلطان کے حد سے زیادہ رابطہ نے بھی نگر یوں کو اس کے خلاف بھڑکانے میں ہم روں دیکھیں کہ انگریز عوامی سطح پر فرانسیسیوں کے سیاسی حریف تھے حالانکہ بار بار کوششوں کے باوجود اس کو فرانس سے نگر یوں کے خلاف کوئی باقاعدہ فوجی مدد نہیں مل سکی لیکن وہ آخر تک پر میدی رہا اور ان سے اس سلسلہ میں ہر رابطہ بھی رکھا جس کی خبریں نگر یوں کو جاسوسوں کے ذریعہ بربر مل رہی تھیں اس طرح ان فرانسیسیوں سے اس کو کوئی فوجی مدد تو نہیں ملی بلکہ ان کے ساتھ اس کے بے فائدہ تعلقات نے انگریزوں کو جنگ کا بہانہ فراہم کر دیا یہ ایک بات تھی کہ کچھ فرانسیسی جو اس وقت ہندوستان میں مقیم تھے سلطان کی فوج میں ذاتی طور پر ملازم تھے لیکن یہ درست فرانس سے یا ہندوستان میں مقیم ان کی کمپنی سے اس کو کوئی باقاعدہ مدد نہیں مل سکی۔

ٹیپو کے زوال کا ہندوستانی سیاست پر اثر

۱۷۹۹ء میں ٹیپو کی شہادت اور سلطنت خداداد کے زوال کے بعد نگر یوں کے مقابلہ کیلئے پورے ہندوستان میں کوئی بڑی طاقت نہیں رہ گئی تھی ملک میں ان کے توسیع پسندانہ عزائم کو روکنا ٹیپو ہی سب سے بڑی رکاوٹ تھا اس کی شہادت کے بعد ہی ان کی رہبان سے پہلی دفعہ یہ معنی خیز جدت نکلا کہ آج سے ہندوستان

سارے ٹیپو کی زندگی میں خود اسے مطابق اس کی رہبان سے ان لحاظ کی ادائیگی ہے معنی تھی کہ ہندوستان میں نظام حیدر آباد سے پورا مطلب پورا کر لیا کے بعد اس کی بھی رہی سہی خود مختاری چھین لی گئی اس کو دے گئے تمام مقبوضات ایک ہی سال کے اندر واپس لے لے گئے اور وہ بھی اس کا عمل محکوم بن کر رہ گیا پہلی ہی دھمکی میں خود اس نے اپنے سے مقبوضات بڑی بے شرمی سے ان کے حوالہ کر دے اور پوٹا میں مرہٹہ سردار نالائے جب ٹیپو کی شہادت کی خبر سنی تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا کہ "ٹیپو کی ختم ہو گیا یہ طاقت میں اضافہ ہو گیا اب پورہ ہندوستان ان کا ہے" ایک اور مرہٹہ سردار نے کہا کہ ٹیپو کا مار جان میرے دہے بارو کے کٹ جانے کے برابر ہے نا پور کے دھرمی بھونسلے پونا کے نانافرنیس نندو کے ٹکوجی بلکر اور سندھیا وغیرہ کی فوج ملکر بھی جو مجموعی طور پر ٹیپو کی افواج سے کھیں زیادہ تھیں کمپنی کا مقابلہ نہیں کر سکی ۱۸۰۰ء میں فرنگ آباد کے مقام پر بلکر کی فوج کو انگریزوں سے شکست فاش دی ۱۸۰۱ء میں دہلی کے آس پاس موجود تمام مرہٹہ سرداروں سندھیا اور بھونسلے وغیرہ کی فوج کو کمپنی نے شکست دے کر آگرہ و علی گڑھ میں ان کے مقبوضات پر بھی قبضہ کر لیا بڑودہ و بگرت پر قبضہ کے بعد نگر یوں نے پونا میں پہلے اپنا ریڈینٹ مقرر کیا اور پھر ۱۸۰۱ء میں اس پر قبضہ بھی کر لیا اور مسور کے نو عمر ہندو راجہ نے بھی چند ہی دنوں میں اپنے تمام علاقے کمپنی کے حوالہ کر کے بر سے نام ہی مسور کے تخت پر فارمنا گو رہ کیا دہلی کا شاہ عام بھی نگر یوں کی پناہ میں آ گیا اور سس کی حیثیت بھی عہد کمپنی کے راج گزری بن گئی ۱۸۰۳ء میں اس کا نام سکوں سے بھی خارج کر دیا گیا ۱۸۰۳ء میں نگر یوں نے

سادہ کہ بھی پہے مقبوضات میں شامل کر دیا ۱۵۵۶ء میں اور دہلی پر اسے بادشاہت
بھی حتم کردی گئی تھیں۔ اسے ساتھ دو بیٹوں کے بعد ۱۵۵۹ء میں ہی اس کی حکومت
چلی گئی تھی شاہ ۱۵۵۸ء کے بعد کبیر شاہ دوم اور بہادر شاہ ظفر محمد ۱۵۵۹ء تک صرف لال
قلعہ ہی پر حکمرانی کرتے رہے اور انگریزوں کی طرف سے بننے والے دلیفوں پر ہی اس
کا انحصار رہا ۲۲/ ستمبر ۱۵۵۹ء میں ہندوستان میں سینکڑوں سالوں سے چلی آ رہی
اسلامی سلطنت اور مغلیہ حکومت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کو بھی انگریزوں
نے قید کر کے رنگون جلاوطن کر دیا جہاں اس کا ۱۵۶۲ء میں ہی حادثہ میں انتقال
ہو گیا عرض یہ کہ نیپوک شہادت کے ثروت ہندوستان کی سیاست میں صرف
نہا دن سال میں ہی ظاہر ہوئے اور پورے ملک پر ان کا قبضہ ہو گیا اور ان کی شمالی
سرحدیں اور خیبر تک پھیل گئیں۔

سلطنتِ خداداد کے زوال کا شرعیہ اسلام پر

۱۹۹ء میں نیپو کی شہادت اور مسطنتِ حد د کے زوال کا جو نواحِ اسلام پر
 پڑا وہ تاریخ کے کسی بھی حاکم کیسے ظہر من شمس ہے۔ ۱۹۵ء میں پہلی دفعہ مغل
 بادشاہ جہانگیر کے زمانہ میں انگریز باضابطہ سفارتی مشن پر ہندوستان آئے
 حالانکہ ۱۶۱۵ء ہی میں تھمس روف بھی ہندوستان اپنی حکومت کا مسیر کر چکا تھا
 لیکن اس سے انگریزوں کے ہندوستان سے باقاعدہ سفارتی تعلقات قائم نہیں ہو سکے
 تھے۔ ۱۹۹ء تک اپنی تجارت و سیاست کے پورے دو سو سال کے دوران انہوں نے

ہندوستان کے مختلف علاقوں پر قبضہ کر لیا یہی درس و رسالہ میں کہی گئی ہے۔
مقدمات لوجی و جمہوریاتی اہمیت کے اعتبار سے کسی طرح بھی مسور کے مقابلہ
میں کم نہیں تھے دہلی کے شاہجہاں آباد کے نظام دار کرناٹک کے نائب محمد علی
ان کی بساط سیاست کے مہر سے بن گئے تھے جس کے بعد ان کے علاقے بھی ملتان
سرگرمیوں کے ماتحت تھے ان سب کے باوجود ان کے طہنہ نہیں تھا اور وہ
ہندوستان کو چٹا ہوا کہہ سکتے تھے مسور میں ان کے خطرناک عزائم کو بھانپنے والا
تسلیم ہوا ان کیسے بدستور خطرہ تھا یہی وجہ تھی کہ انھارویں صدی عیسوی کے وسط
میں ان انگریزوں سے پورے ہندوستان سے ہی پوری توجہ کو سمیٹ کر صرف مسور
پر مبدل کردیا برطانیہ کا وزیر اعظم بذات خود ہندوستان میں کہی گئی سیاسی
سرگرمیوں کی نگرانی کر رہا تھا ۱۸۵۵ء میں ملک میں آزادی کی شمع جب بج گئی تو
نیپوشید ہوا اور سلطنت خداداد میں صرف سری رنگا پنٹم پر ہی انگریزوں کا قبضہ ہو
تو سر جان تھرومر نے گورنر جنرل مارڈونو کی ممبر کب دیتے ہوئے لکھا کہ سقوط سری
رنگا پنٹم ہماری تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ویلزل نے خود کہا کہ اب نیپوک
شہادت کے بعد کوئی حکمران ہمارے خلاف کچھ کرنے کی جرأت نہیں کر سکیا چت نہ
ایسا ہی ہوا صرف ۵۸ سال کے اندر پورے ملک میں ان کا پرچم سرانے لگا اور ۱۸۵۷ء
میں ہندوستان کی گیارہ سو سالہ ہم اسلامی حکومت کا بھی بسا در شاہ ظفر کی رنگون جلا
وطنی کے ساتھ حاتمہ ہو گیا نیپوک شہادت سے پہلے عالم اسلام کے مختلف مسلم
ممالک کے پاس دنیا کے جملہ رقبہ میں ۱۷٪ تناسب کے ساتھ ایک کروڑ ۵۰ لاکھ مربع
میل رقبہ تھا حالانکہ اس وقت بھی مغربی سامراج کی مسم ممالک پر قبضہ کیے

مذہبی رواداری

مغربی مورخین اور خود ہندوستان کے بعض متعصب ہندو مصنفین کی طرف سے بھی سلطان ٹیپو پر عام طور پر یہ بڑا عائد کیا جاتا ہے کہ وہ شمالی متعصب تھا جس سے اپنی حکمرانی کے دور میں ہندوؤں اور عیسائیوں پر ظلم کیا مندرجہ ذیل کو دیکھ کر اس کی حسیدیں ضبط کیں غیر مسلموں کا اجتماعی حقہ کر دیا اور نہ اے شمار لوگوں کو مسلمان بنایا چنانچہ مشہور نگر یز مورخ یوں بی پورنگ سلطان کے یہی جوش سے متعلق اپنے نوٹس میں لکھتا ہے کہ وہ تعصب کے اعتبار سے مادہ شاہ محمود غزنوی در عداد ادریس فہمی کا ہمسایہ تھا اس سبب کی شہرت اس سے ہے کہ اس کے حکم سے بے شمار مشرکین قتل کئے گئے نہ کرک پیڑک سے اس کو عدم روادار قرار دیا ہے و لکن تاریخ یسور میں اس کو کٹر متعصب لکھتا ہے۔

اس الزامات کا حقیقت سے کتنا متعلق ہے اس کے لئے صرف ایک مثال کافی ہے جس سے اندازہ ہو گا کہ ٹیپو کو بدنام کرنے کیسے لوگوں نے کس حد تک تکذیب و مبالغہ آرائی اور علمی خیانت سے کام لیا ہے ایک نگر یز مورخ نے لکھا ہے کہ سلطان نے صرف کورگ شہر میں ۱۰ ہزار لوگوں کو مسلمان بنایا تھا حالانکہ تاریخ یسور کا ایک معمولی طالب علم بھی اس بات کو چھی طرح جانتا ہے کہ عہد ٹیپو میں کورگ کی جمعد آبادی ۲۵/۳۰ ہزار سے زیادہ نہیں تھی اس میں بھی کسی ہزار مسلمان اور عیسائی شامل تھے خود ایک ہندو مؤرخ م چندر وینگٹوری کا کہنا ہے کہ کورگ پر سلطان کے قبضہ کے بعد وہاں کے صرف پانچ سو لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا وہ

۱۰ مولوی محمد سلطان از احمد علی شری محمد علی محمد سلطان از محمد علی

بھی اس وقت جب اس ہندوؤں کو جو ہندو مت کی سلی تفریق سے تنگ آئے عیسائیت قبول کرنے والے تھے اس نے یہ قسم دیا کہ وہ چنانچہ آبادی مذہب بالکل نہ چھوڑیں اگر ان کو کسی وجہ سے اس پر اصرار ہی ہے تو اپنے مادشاہ کا مذہب یعنی اسلام اختیار کریں چنانچہ اس موقع پر سریندر ناتھ سین نے سلطان کو یہ حکم بچانے کی کوشش کی کہ وہ متعصب تو نہیں تھا مگر اس نے لوگوں کو جو مسلمان بنایا اس کا مقصد مذہبی نہیں سیاسی تھا اور اس کی پشت پر سیاسی محرکات کارفرما تھے مگر اس کا نتیجہ اس نے بھی سلطان پر لگائے جانے والے اس لازم کو صاف جھوٹ قرار دیا ہے اور یہ کہ ٹیپو کے ہندو رعایا کے ساتھ تعلقات نہایت ہی دوستانہ تھے اور وہ ہندو مسلم اتحاد کا محرک تھا یہ بات اگرچہ صحیح ہے کہ سلطان نے بعض ہندوؤں کے ساتھ محنت کی مثلاً گریٹر روادار ان کے بھائیوں کو پھانسی کی سزا دی اور بعض دوسرے لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن یہ سزائیں ان کو ہندو ہونے کی وجہ سے نہیں دی گئیں بلکہ اس کا سبب ان کی تنگ حرامی وغیرہ تھی اس طرح کا نظام اس نے خود بعض مسلمانوں سے بھی لیا مثلاً نگر یز سپاہیوں کے ساتھ نہ کر کے کی وجہ سے بعض مسلمانوں کو قتل کر دیا محمد قاسم کو غداری کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا عثمان حسن کشمیری کو پھانسی کی سزا دی تو کیا کوئی ان مسلمانوں سے سلطان کی سختی کی وجہ سے یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ خدا نخواستہ سلام دشمن بھی تھا جہاں ایک طرف ہندو مرہٹوں اور راج پوتوں سے اس کی جنگیں ہوئیں تو دوسری طرف مسلم حکمرانوں سے بھی اس کی کسی معرکہ آرائیاں ہوئیں مذہبی تعصب و تشدد کا اثر اس پر اس وقت صحیح ہو تا جب وہ غداری و بغاوت کی سر میں

مسندوں کو تو معاف کر دیتا اور ہندوؤں ویسویں آہ موت کے حادث
تاریخ تبارک میں سلطان کی مذہبی رو داری کی بعض ایسی مثالیں بھی ہم پیش
کر سکتے ہیں جس کے سلسلہ اسدی نقطہ نظر سے بحیثیت ایک مسند کے
سلطان ٹیپو کیسے اس کے جو پر بحث بھی کی جاسکتی ہے اور یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ
مذہبی رو داری میں بعض مواقع پر سلائی حدود سے بھی آگے بڑھ گیا تھا

اعلیٰ مناصب پر ہندو افسران

ہندو برہمن پورنیا سلطان کی شہادت تک پوری سلطنت کا داور و خزانہ
اور اختیار ست کے اعتبار سے دیر اعظم میر صادق کے بعد سلطان کا نائب دوم تھا
اور ممتاز برہمن سے سبقت جو ہندو برہمن تھا سلطان کا ذاتی منشی و دراصل معتد تھا
یہ اردو و فارسی کا قادر نگار شاعر بھی تھا ہمیشہ سلطان کے ساتھ ہی رہتا حتیٰ کے
میدان جنگ میں بھی شاہی کیمپ ہی میں اس کا قیام ہوتا فارسی میں بادشاہوں کے
نام ٹیپو کی طرف سے لکھے جانے والے کٹر خطوط ہی تیار کرتا تھا شاہ ایران کے نام
سلطان کے طویل فارسی مراسلہ کا مسودہ بھی اسی نے تیار کیا تھا اس نے سلطان کی
مدح میں بعض قصیدے بھی کہے تھے سلطان کے ہندو معتدین میں سے جو چند لوگ
آخر تک اس کے وفادار رہے اس میں یہ بھی تھا اس کے علاوہ ہری سنگھ سیور کی سوار
فوج کا افسر علی تھا اس کا بھائی برہمن گارڈ بھی حکومت کا ایک علی عہدیدار تھا
کورنگ کا فوجدار ایک برہمن تھا سری نواس راو دریا پانی راو کو عام طور پر ٹیپو پنا
نہا تہہ کر سہارقی مشن پر بھیجتا تھا راو ایک سردست کا کمانڈر تھا میسر میں

ماروں کی بغاوت کو غصے کے سے سلطان نے سری پت راو ہی کو بھیجا تھا ایک
دوسرے مرہٹہ سردار سو جی کی کس میں تیس ہزار سپاہیوں کی ایک مستقل فوج
بھی رہتی تھی سلطان کے دربار میں سرکاری خطوط لکھنے والے کسی منشیوں میں ایک
منشی ہندو خنیا بھی تھا دیہاتوں کی بچی بچوں میں اکثر سرکاری کارکنان ہندو ہی کرتے
تھے کیراٹس ساگوں کی کلانی کی کلانی کا ٹھیکہ پہلے ایک پندہ مسلمان کو دیا گیا تھا بعد
میں یہ ٹھیکہ اس کی جگہ ایک برہمن کو دیا گیا ہندوؤں کے مذہبی حوالہ دوسرے میں
سلطان اپنے تمام اعلیٰ افسران کے ساتھ نہ صرف شریک ہوتا بلکہ حکومت کے
خزانہ سے اس کے اخراجات کے لئے ایک دہائی رقم بھی فراہم کرتا تھا ان سب سے
معلوم ہوتا ہے کہ بلا تفریق مذہب اس کو مسلمانوں کی طرح اپنی غیر مسلم رعایا پر بھی
اعتماد تھا ہی سے حکومت کے اعلیٰ مناصب و عہدوں پر ہندو بھی فائز تھے تمام غیر
مسلموں کو بغیر کسی دباؤ کے اپنے مذہب پر عمل کی مکمل آزادی حاصل تھی ایک
دفعہ ایک شخص نے پورنیا کی بدینتی کا ذکر کے پورے ہندو برہمن طبقہ کو غدار بھی تو
سلطان نے یہ آیت پڑھی۔ لا عدوان الا علی الظالمین کہ کسی ایک کی
عطی سے اس کی پوری قوم کو ملامت نہ کیا جائے۔

مندروں اور اس کے سوامیوں کا احترام

سلطان کے دل میں ہندوؤں کے مندروں اور اس کے سوامیوں کا بڑا احترام
تھا اس نے مرہٹہ دراندازوں نے رگھو ناتھ کی قیادت میں سلطنت خداداد پر
حملہ کے دوران سرنگیری کے مندر کی بے حرستی کی س کی قیمتی املاک کو لوٹ لیا

مونسے سے ہی قسمی پانگی اور جاوڑوں دھیرہ کو بھی لے گئے سارہ دیو مام کی مورتی کو
 اس کی جگہ سے اٹھا کر باہر پھینک دیا کئی برسوں کو بھی اس جگہ میں پھر کر قتل کیا
 گیا یہاں تک کہ مندر کے سوامی اور متوی شکر گرو اچار یہ وہاں سے بھاگ کر قریب
 کے شہر کارگل میں پناہ دینے پر مجبور ہو گئے وہاں سے انہوں نے ٹیپو کو ایک خط لکھا
 لکھا اور مندر کی لے مرمت کی تفصیلات سے اس کو آگاہ کر کے مالی امداد درخواست
 کی اس پر ٹیپو کی طرف سے جو جواب شکر گرو اچار یہ کو موصول ہوا وہ خط مندر کے
 محکمہ آئندہ قریب کے ڈاکٹر دہادار برہما اچار یہ کو ۱۹۱۹ء میں سرنگری کے مندر
 میں ملتا تھا اس خط میں ٹیپو نے خداف معمول گرو جی کا نام پیسے اور پناہ میں لکھا
 ہے در اس کو اس میں بڑے احترام اور ادب کے ساتھ مخاطب کیا ہے اس کے اس
 مذہب و پر تعظیم جو سے اس کے دل میں ہمدردوں کے سوامیوں کے سے موجود
 احترام و ادب کا بڑی آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس خط کا مضمون کچھ
 یوں ہے

”جو لوگ مقدس و متبرک مقامات کی توہین و بے حرمتی کرتے ہیں وہ اس دنیا
 ہی میں بد عیالوں کا بدہ پائیں گے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے کہ لوگ ساد تو ہنس
 ہنس کر کرتے ہیں سیکل اس کا بدلہ رو کر ٹھگتے ہیں مندر کے سوامیوں کے ساتھ
 بد سلوک کرنا خود اپنی نسل کی تباہی کو دعوت دینا ہے جو لوگ ہماری سلطنت میں
 دخل ہو کر ہماری رعایا کو ستار ہے ہیں ان سے ہم خود پیٹ رہے ہیں آپ کی
 شخصیت قابل احترام و دنیا سے بے نیاز ہے آپ ہماری سلطنت کی تقاد و
 حفاظت اور دشمنوں کی ہلاکت کیلئے دعا کیجئے آپ کو حسب ضرورت ہمارے

یہ قصہ دیہاتوں سے کسی بھی چیز کے لیے کا اختیار ہے۔ اسی خط کے ساتھ اس علاقہ
 کے گورنر کو سلطان نے یہ حکم بھی بھیجا کہ وہ شکر اچار یہ کی خدمت میں جو اس کی طرف سے
 دو سو شرفیاں مع نقد پیش کرے اور سرکاری مصارف پر سارا دیوی نام کی مورتی کو احترام
 کے ساتھ دوبارہ اس کی جگہ نصب کرے اور اس تقریب کے موقع پر ایک ہزار فقرہ کوکھا
 بھی کھلایا جائے۔ سلطان کی اس وسعت قلبی سے متاثر ہو کر گرو جی نے سلطان کو ایک
 شان منور شکر یہ روڈ کی جس کے جواب میں سلطان نے سارا دیوی مورتی کو پہنانے کیسے
 ایک قسمی پناہ اور خود گرو جی کیلئے بھی ایک چوڑی شان بھیجی ایک دفعہ اس علاقہ کے گورنر
 سید محمد کو خط لکھا کہ وہ فوراً اس کی طرف سے دیوی کیسے ایک پانگی گرو جی کی خدمت میں پیش
 کرے ورنہ یہ کسی ممکنہ حملہ سے مندر کو بچانے کے لئے سہاویوں کو بھی مقرر کر دے کچھ
 دنوں کے بعد جب گرو جی پناہ کے سر مندر دار پر سوارام بھاد کے پاس اپنی لوٹی ہوئی اشیاء کا
 مطالبہ کرنے کیسے گئے اور اس کی وہی میں دیر ہو گئی تو سلطان نے خط لکھا کہ آپ فوراً
 واپس آجائیں اس لئے کہ آپ کی ہماری سلطنت میں موجودگی سے خدا کی رحمتیں رستی ہیں
 اور فصلیں اچھی ہوتی ہیں ایک دفعہ ان کو دار السلطنت آنے کی خصوصی دعوت بھی دی
 تھی لیکن وہ کسی وجہ سے نہیں آ سکے یہ تو صرف ایک شہر کے ایک مندر پر سلطان کی
 حدیثوں کا حال ہے جس کو دھاروار کے محمد خٹہ بجاور صاحب نے سرنگری مندر اور ٹیپو
 سلطان کے نام سے اپنی پچاس صفحات کی ایک کٹری کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا
 ہے اس کے علاوہ محب الحس محمود خان اور احمد علی شہری وغیرہ نے بھی پی کتابوں میں
 اس کی تفصیلات درج کی ہیں۔

مندروں کو نذرانے

تعلقہ خمس گڑھ کے ایک گاؤں کھڑے کے لکشمی کا نذر مندر میں چاندی کے چار پیالے ایک پیسٹ اور ایک گلدان اب بھی موجود ہے جو میپو نے اس مندر کو مدد کے لئے سی شہر کے سری کنیشور مندر کو سلطان نے ایک ایسا مصلحہ بھی دیا تھا جس کے نیچے حصے میں پانچ قسمی جو ہر تہ جزے ہوئے تھے میکٹ کے راسن سوامی مندر کو بھی قسمی جو ہر تہ سے چارے کچھ برتن ایک تھارہ اور بارہ باقی س نے در کے تھے خود سری رگیا ٹیم کے رگن تھ مندر میں ایک کافور دن اور چاندی کے سات پیالے س کے دے ہوئے اب بھی موجود ہیں ڈیڈلنگ کے گھر پر جب سلطانی فواج نے حملہ کیا تو اس نے ان کو حکم دیا کہ چونکہ سامنے راجہ کا مندر موجود ہے اس لئے پیچھے سے گارہ باری کی جاسے عیار میں گرو اور پر قبضہ کے دوران جب مسلمان سپاہیوں نے وہاں کے مندر کو آگ لگانے کی کوشش کی تو اس نے ان کو صرف سر میں دیں بلکہ سی وقت مندر کی مرمت بھی کرو دی۔ ۱۸۵۷ء میں نواب حیدر علی نے کاجی دوم علی ایک مندر کی بنیاد رکھی تھی سیکل وہ اس کو مکمل نہیں کر سکا تھا ۱۸۵۷ء میں جب میپو وہاں گیا تو س نے اس مندر کی تکمیل کیلئے اپنی طرف سے دس ہزار روپے کا عطیہ دیا خود وہاں اسکے مذہبی ستور میں شرکت کی اور اس موقع پر ہونے والی آتش بازی کے مصارف بھی خود برداشت کئے۔ ۱۸۵۹ء میں جب وہ ٹرڈنگور میں تھا تو تریپور میں اپنے قیام کے دوران فوجیوں کا کھانا پکانے کیلئے کچھ برتن ڈر کونا تھن مندر سے عارضاً منوائے تھے۔ برتنوں کو واپس کرتے وقت اس نے اس مندر کو یکسٹرا شمعہ ان بھی

۹
مدد کیا میل ٹوٹ مٹی سرے ایک مندر میں مدد سی رسومات دی گئی کے سلسلہ میں خود ہندوؤں کے دو فرقوں ڈنگڈی اور ٹنگالانی میں جب اختلاف ہو گیا تو خود س نے وہاں کے ہندوؤں کی خواہش پر پٹائی کے فضل انجام دے بعد میں مندر کے منبر کے نام حکم جاری کیا کہ وہ دو قی طور پر اس کی نگرانی کرے کہ مجھن آئندہ سے دونوں طریقے سے گایا جائے اور دونوں فرقوں کے ساتھ برہم صاف ہو۔

شاہی محل کے قریب مندر

بچپن میں ایک درویش کی طرف سے س کے حق میں کی گئی پیش گوئی کے پورہ ہونے کے بعد جب سلطان تخت یسور کا ورثہ س تو اس نے اس درویش سے کہے گئے اپنے وعدہ کے مطابق اپنے محل کے قریب مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا چونکہ محل کے قریب سری دنگنا تھ کا مندر پہلے سے موجود تھا اس لیے سی سے متصل مسجد کی تعمیر کہنے س نے سب سے پہلے ہندو سوامیوں اور عوام سے اس کی اجازت حاصل کی ان کی مرضی کے بغیر اس جگہ مسجد کی تعمیر کو وہ صحیح نہیں سمجھتا تھا ان سے اجازت ملنے کے بعد اس نے اس جگہ مسجد علی کی بنیاد رکھی مگر وہ چاہتا تو اپنی طاقت کے بل بوتے پر بادشاہ ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت کے بغیر ہی اس جگہ مسجد بنا سکتا تھا مسجد اعلیٰ سے متصل رنگ تو مندر کے علاوہ اس کے محل سے صرف ایک سو گز کے فاصلہ پر تھا قلعہ میں رستم اور گڑگا دھریو نام کے دو اور مندر بھی موجود تھے جہاں سے روزانہ صبح و شام گھنٹیوں کی آواز سلطان کے محل میں پہنچتی تھی لیکن اس نے کبھی اس کے ان مذہبی اعمال کی ممانعت نہیں کی خود رنگور میں سلطان کے محل سے متصل بھی ایک مندر موجود تھا۔

مندروں کو بنیادیں

ڈاکٹری کے کریم کی کتاب KFRALA UNDER TIPU کے ۹۰
سے محمد عبداللہ بنگلوری نے اپنی کتاب ٹیپو کے تذکرے مختلف دور میں سمجھا ہے
کہ صرف کیرالا کے جنوبی صوبے کے ایک تعلقہ کے ساتھ مندروں کو سلطان سے
سرکاری خزانہ سے سالانہ وظیفہ جاری کئے تھے گودیاریا کے مندر کو بھی چھ سو ایکڑ قاعی
کاشت زمین بطور انعام دی گئی تھی۔

میسر کے مندروں و برہمنوں کو جو زمینیں بغیر سرکاری ٹیکن کے ٹیپو سے دی
تھیں اس کی جو تفصیلات محب المس صاحب نے اپنی کتاب تاریخ ٹیپو سلطان میں
نقل کی ہے وہ کچھ اس طرح ہے

(۱) کال کٹ کے قصبہ امسوم کے ٹریکٹیشور و نوام کٹھامندر کیلئے ۱۹۵ ایکڑ

زمین

(۲) پونانی کے گودیاریا اور مندر کیلئے ۱۵۰۳ ایکڑ زمین

(۳) جیمبرہ تعلقہ اراند کے ناور مندر کیلئے ۴۲ ایکڑ زمین

(۴) پونانی کے تروا ٹمپکولم مندر کیلئے ۱۶۱۲ ایکڑ زمین

(۵) پونانی کے نمودری پد مندر کیلئے ۱۳۵ ایکڑ زمین

سلطنت کے وزیر خزانہ پورنیا کا خود بخشنا تھا کہ سرکاری خزانہ سے مندروں کو
سالانہ ۱۹۳۹۵۹ لکھ ڈالیں اور دی جاتی تھی جبکہ مساجد و مراووں کے سے یہ مبالغہ

۱۔ ٹیپو کے تذکرے مختلف دور میں از محمد عبداللہ بنگلوری

سے بہت کم تھی

پشپا گیری کے سوا ہی کو گولا پٹی کے موافقت کی مال گزاری و وصول کرنے کا
حق دیا گیا تھا گانچی گونڈ کے نبھانیا سوا ہی مندر کے رام چارنی شخص کو کڑپہ میں
ایکدہڑی جاگیر دی تھی اس کے علاوہ ۱۹۳ میں قلعہ مل کے ایکدہڑی برہمن مباراج
برہی پا کو س نے بطور انعام ایکدہڑی قطعہ راضی بھی دی تھی۔

ہندوؤں کی سماجی اصلاح

سلطان سے اگرچہ پوری سلطنت میں اپنی تمام رعایا کو اپنے مذہب کے مطابق
معمل کرنے کی آزادی دے رکھی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ غیر انسانی و غیر
فطری اعمال و رسومات پر عمل کرنے کیلئے کسی کو بھی آزادی دینے کا قائل نہیں تھا
اس کے سوا اس نے جہاں مسلمانوں میں پانی جانے والی بدعات و خرافات پر
روک لگائی وہیں ہندوؤں میں بھی پانی جانے والی بعض غلط چیزوں پر بھی جو فطرت
سے میل نہیں کھاتی تھیں سختی سے روک لگادی مثلاً اس وقت سلطنت خداداد
میں بعض ہندو عورتوں کے پاس بیک وقت چار چار شوہر ہوتے تھے اور ان کے بچے
ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے اس پر پابندی لگادی گئی مالا بارک عورتیں سینہ کھلا
رک کر بازاروں میں بلا تکلف آتی جاتی تھیں اس سے اس کی سختی سے ممانعت کردی
بعض مندروں میں خاص کر یسور کے کان مندر میں دیویوں کو خوش کرنے کیلئے
انسانی بھیت چڑھائی جاتی تھی اس پر پابندی لگادی گئی ہندوؤں میں غلامی کا رواج

۲۔ جمیع ٹیپو سلطان از محب المس ۳۔ محمد ٹیپو سلطان از محمود خان

تھا بڑے بڑے شہروں میں ہندو عورتوں کی فروخت کیسے منڈیاں ملتی تھیں فہرری کے لئے لائڈیوں کو گھروں میں رکھے کارواج تھا ایک شہی فرمان جاری کر کے علوی ہی کو غیر قانونی قرار دیا یا عزت گھروں میں ناجائز دلاوی شادی کی ممانعت کر دی گئی کورگ میں ہندو عورتوں میں رواج تھا کہ ایک گھر کے تمام بھائیوں میں سے صرف بڑ بھائی کسی ایک عورت سے شادی کرتا تھا سب بھائیوں کی بیوی ہوتی اس غیر فطری عمل پر بھی اس نے روک لگا دی ہندوؤں کی ایک قوم لگائیت میں مندروں کے اندر عضو تناسل کی پرستش ہوتی تھی اس میں خللی کی بھی اس نے سختی سے ممانعت کر دی ہندو کسان شادی بیاہ کے موقع پر غیر ضروری رسومات میں بے جا اسراف کے عادی تھے اس نے ان کو پابند کیا کہ کوئی شخص اپنی جد ۲۴ فی کا ایک فیصد سے زائد حصہ شادی بیاہ پر خرچ نہیں کر سکتا ان سب اصلاحات کی خلاف ورزی پر اس نے سزائیں بھی مقرر کر دی تھیں لیکن انگریزوں کو مذہبی معاملات میں ٹیپو کی مداخلت کا بہانہ بنا کر مسلمانوں کی طرح ہندوؤں کو اس کے خلاف بھڑکانے میں کامیابی نہیں ملی اور خود ہندوؤں کی اکثریت نے یہ محسوس کیا کہ ٹیپو کی طرف سے یہ سب اصلاحات خود ان کی اصلاح و ترقی کیسے کی جا رہی ہیں۔

ہندو رعایا کی سلطان سے عقیدت و محبت

مجموعی طور پر سلطان کی ہندو رعایا نے اس کے ساتھ محبت و عقیدت کا جو سلوک کیا اس کی مثال ملک کے کسی دوسرے مسلم حکمران کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے ہندوؤں کی اکثریت نے آخری وقت تک سکے ساتھ وفاداری کا ثبوت دیا

۳۹۹ء میں شہادت کے دن سلطان کی لاش کے آس پاس سینکڑوں ہندو خواتین کی لاشیں ملیں جس میں بعض نوجوان لڑکیاں بھی پائی گئیں خود انگریز افسران نے جب یہ باجرا دیکھا تو ہندو رعایا کے دلوں میں بھی اپنے مسلم حکمران کیسے عقیدت کے یہ جذبات دیکھ کر انہیں خود حیرت ہوئی جب سلطان کا جنازہ اٹھا تو راستہ میں ہندو عورتیں ماتم کرتی ہوئیں اپنے سروں پر مٹی ڈال رہی تھیں یہ صرہ دار سلطنت پر کسی برہمنوں نے سلطان کی فتح کیلئے اپنی مذہبی رسومات کے مطابق دن بھر کارورہ رکھا تھا اگر سلطان کا سلوک اس ہندوؤں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا تو کیا یہ ممکن تھا کہ اتنی بڑی تعداد میں ہندو ایک مسلم حکمران کیلئے اپنی جانیں تک قربان کرتے اگر اس کے خلاف عام ہندوؤں میں ناراضگی پائی جاتی تو انگریزوں یا مرہٹوں کیسے اپنے مقاصد کے خاطر ہندو مذہب کے حوالے سے ان سب کو سلطان کے خلاف اجتماعی بغاوت کیلئے اکسا رہا ہوتا تھا لیکن پوری سلطنت خدا داد کی تاریخ میں اس قسم کا کوئی واقعہ کسی متعصب انگریز مؤرخ کی کتاب میں بھی نہیں پایا جاتا یہی وجہ ہے کہ سلطان کے خدروں کی فرست میں ہندوؤں کی تعداد سلطنت میں کمزوریت میں ہوئے کے باوجود ان کی آبادی کے تناسب سے مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔

عیسائی رعایا کے ساتھ برتاؤ

عام طور پر یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ ٹیپو نے اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ ظلم کیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کی طرح ان کے ساتھ بھی اس نے فیاضانہ سلوک کیا

گرس میں سے کسی سے اس سے استقام بھی یہ تو ان کے مذہب کی وحدت سے نہیں بلکہ
 اس کی باغیانہ روش کی وحدت سے جس کا بارہان کی طرف سے اس کو سامنا کرنا پڑا تھا
 عیسائیوں کی عیسائیوں کی دوسری جنگ میں جنوبی کورہ (منگور) کے عیسائیوں نے
 نگر یوں کی خفیہ حمایت کی بدنامی پر قبضہ کیے جن میں مقبوض کا ساتھ دیا اور اس کی اس
 مسئلہ میں ملی مدد بھی کی بڑی تعداد میں عیسائی مغربی ساحل سے فرار ہو کر انگریزوں
 سے جا ملے جنہوں نے جب منگور کا محاصرہ کیا تو ان ہی عیسائیوں کی طرف سے
 انگریزوں کو چاول کے ایک ہزار بورے دے گئے اس پر منپو نے ان کو سخت
 سزائیں دیں سازش میں موٹ کڑوگوں کو کوچین اور بعض کو گوا جلاوطن کیا گیا کچھ
 کو قیدی بنا کر سری رانجا پنٹم اور چٹل درگ میں رکھا گیا اور اس میں جو سرحد تھے ان
 کو قتل کر دیا گیا قیدی عیسائیوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اس نے
 نہ صرف اجازت دی بلکہ ان کی رہنمائی کیسے کچھ پادریوں کو بھیجنے کیسے گوا کے
 وائس رے کو خط لکھا بعض عیسائیوں نے اس دوران سلطان کے حسن سوک
 اور اخلاق کو دیکھ کر سلام بھی قبول کیا اس جنگ میں جن گرجا گھروں کو نقصان
 پہنچا تھا سرکاری اخراجات پر اس کی مرمت کروائی درجن قیدیوں نے معافی مانگی
 ان کو رہا بھی کر دیا لیکن سلطان کا بحیثیت ایک عالم دین ذاتی خیال تھا کہ اس وقت
 کے عیسائی خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات پر بھی عمل پیرا نہیں ہیں
 نے ان سب کو وہ بے دین نصرانی کہتا تھا چت نہی جب نگر یوں کے بریگیڈ جنرل
 منگور نے منگور پر حملہ کیا در سلطان منپو کو مقابلہ پیشہ میدان میں آئے کی دعوت
 دی تو سلطان نے اس کو جو خط لکھا وہ کچھ اس طرح تھا

۳۲۵
 مستند کتابوں سے ظاہر ہے کہ آپ جو ہے سب کو مسیح علیہ السلام کا
 پیرو دیکھتے ہیں صحیح نہیں ہے یہ دعویٰ آپ کا غلط ہے کیونکہ صلی
 نہیں میں شیش کی پرستش کی ہدایت نہیں ہے یہ تو صرف مشرکین
 کا رویہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک خدا کی عبادت کا
 حکم دیا تھا تم لوگوں نے انجیل کی تعلیم کے خلاف شرب پینا خنزیر کا
 گوشت کھانا در سود کھانا شروع کر دیا ہے در ہر وہ کام جو نہ صرف
 مذہبی بلکہ انسانی نقطہ نظر سے بھی ممنوع ہے آپ نے اختیار کیا ہے
 اللہ تعالیٰ در اس کے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام در تمام برگزیدہ
 لوگ تم سے نفرت و کراہت کرتے ہیں اس نے تم سے ٹٹا ہم پر وہ جب
 ہے گریں نے جو کچھ کہا ہے اس کے متعلق تم کو شک ہو تو عقل پر سو
 اور محابدین سلام کی شمشیر زنی کا مزہ چکھو اس طرح کہ سپاہی سے سپاہی
 اور فسر سے افسر پنے پسندیدہ ہتھیار لے کر بڑے فیصد ہو جائے گا کہ
 خدا کے نزدیک کون بہتر ہے

ان سب کے باوجود اس کی وسعت قلبی کا یہ عام تھا کہ اس نے آدمیوں
 کے عیسائی باہر دس کو ہی سلطنت میں آکر فارور کرنے کی نہ صرف اجازت دی
 بلکہ ان کی دل پشت پناہی بھی کی خود اپنی فوج میں بھی فرانسسیسی عیسائیوں کو ملازم
 رکھا ۱۸۵۷ء میں آدمی سلطنت کھونے کے بعد گوا سے مارکین وطن عیسائیوں کو

واپس بلا کر اپنی سلطنت میں دوبارہ بسایا بہت یہ بات صحیح ہے کہ اس نے غیر ملکی عیسائی مشنریوں کو سلطنت خداداد میں تبلیغ سے منع کیا تھا اور سختی سے تاکید کرتے ہوئے ہندوؤں کے نام پوری سلطنت میں یہ فرمان جاری کر دیا تھا کہ وہ اپنے مذہب کی ذات پات کی تخریق سے تنگ آکر اپنا آباہی مذہب ترک نہ کریں اگر ان کو اس پر اصرار ہی ہو تو اپنے آقا کے مذہب یعنی اسلام کو اختیار کریں اس کا مقصد ان کو تبلیغ کی آڑ میں رعایا کو اس کے خلاف کسانے اور دولت کا لالچ دے کر جبراً عیسائی بنانے سے روکنا تھا۔

مہدیوں کے ساتھ سختی اور اس کے اسباب

سلطنت خداداد میں ایک فرقہ مہمدی نام کا بھی تھا جو اپنے آپ کو مسلمان
تو کہتا تھا لیکن سید محمد جو پوری کو مہمدی موعود بھی کہتا تھا ہلبی دی عتقاد میں
اہل سنت سے بنیادی فرق کی وجہ سے ٹیپون کو غیر مسمیٰ ہی تصور کرتا تھا اگرچہ اس
فرقہ کے بہت سارے لوگ حکومت کے اعلیٰ مناصب پر بھی فائز تھے لیکن سلطان
کی اس وسعت ظرفی کے باوجود یہ فرقہ سلطان کا ہمیشہ بے دفا ہی با چو تھی جنگ میں
ٹیپو کی شکست میں ان کا بھی دخل تھا جنہوں نے ٹیپو کے خلاف خفیہ طور پر ہمیشہ
نگریزوں کا ساتھ دیا یہ فرقہ بڑی آواز سے ذکر کا قائل تھا جس سے پاس پڑوس کے
لوگوں کو ہمیشہ ان سے شکایت رہتی تھی ایک دفعہ ۱۷۹۷ء میں فوجی کیمپ میں ان
کے سپاہیوں نے سلطان کے منع کرنے کے باوجود بڑی آواز سے رات بھر
ذکر کر کے تمام لوگوں کو پریشان کیا اور سلطان کی کھلم کھلا حکم عدویٰ کی اس پر ناراضی

جو کہ سلطان نے دوسرے دس سو فرقہ کے تمام لوگوں کو جس کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ نہیں تھی حلاوت کر دیا اور ملخص تو صرف ایک ہزار تھارہ سو کی صل و جہ اس کی مسلسل عبادت و بے وفائی تھی جس کی مزا کیلئے سلطان کو کسی ہزار کی تعداد تھی گویا مسردیوں کے ساتھ میوہ کے سخت سلوک کی وجہ بھی نہ ہی نہیں بلکہ سیاسی ہی تھی نتیجہ س جلاوطنی کا یہ ہوا کہ انہوں نے اپنی اس توہین کا کھلم کھلا انتقام لیا اور جو تھی جنگ میں میوہ کے خلاف انگریزوں کے ساتھ شانہ بشانہ شرکت کی۔

ضمیمہ بحیثیت مسلمان و مبلغ اسلام

سلطان صرف ایک حکمران و سیاست دان ہی نہیں تھا بلکہ بحیثیت انسان و مسلمان اس کے اندر چند ایسے اوصاف و کمالات بھی پائے جاتے تھے جو اس کو نہ صرف دوسرے حکمرانوں بلکہ عام انسانوں اور مسلمانوں سے بھی ممتاز کرتے تھے اور یہ سب اس کے خاندانی پس منظر اس کی خصوصی تربیت اور سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت و توفیق کا نتیجہ تھا اور نہ ایک عام حکمران یا بادشاہ وقت میں ان روحانی و دینی اوصاف کا پایا جانا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے ان سب کی کچھ تفصیلات جو ہماری اس پوری کتاب کا سب سے اہم موضوع اور امتیاز ہے لکھے صفحات میں دی جا رہی ہیں۔

اتحاد اسلامی کا جذبہ

سultan اگرچہ ایک طرف مہم محبت و وطن تھا لیکن دوسری طرف وہ سلام کا ایک مخلص سپاہی بھی تھا۔ وطن کی آرزوی اور اسلام کی خدمت کے دونوں جذبات و احساسات بیک وقت یکساں طور اس کے اندر موجود تھے وہ ہمیشہ بھاگتا تھا کہ انگریز اسلام اور ہندوستان دونوں کیسے خطرہ میں لے کے وجود کو وطن کی سرزمین سے پاک کرے۔ اسلام اور وطن دونوں کی سب سے بڑی خدمت ہے اس لیے نگرینوں کو وہ نہ صرف اپنے مذہب کا بلکہ اپنے وطن کا بھی دشمن سمجھتا تھا اس کی تمام مساعی اور پوری زندگی ان ہی کے خلاف لڑنے کیسے وقف تھی اس کا اندازہ صرف اس ایک

اکیسواں باب

ٹیپو بحیثیت مسلمان و مبلغ اسلام

toobaa-elibrary.blogspot.com

خط سے لگایا جاسکتا ہے جو اس نے اس وقت کے دہلی کے حکمران محل بادشاہ شاہ عالم کو لکھا تھا۔

بختم مست شاہی مرشد شاہ احمد دہلی ۲۳/۱۰ سن ۹۸۵ھ

جناب و اما گرامی نام موصول ہو کر باعث حمد و عزت ہوا آپ نے جو تحائف رافد ہر کس دس کے ذریعہ ارسال کئے ہیں اس سے آپ کی نوازشوں کا ثبوت ملتا ہے اور ہماری عزت و توقیر ہمارے برابر و اول میں رہتی ہے ہم اس کے عوض آپ کی طاعت کا یقین دلاتے ہیں یہ خادم اسلام دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نصرانیوں کی سرکوبی میں مصروف ہے جنہوں نے اس کی سرزنش کی تب نہ لاکر ایک ذیل صبح کرس ہے۔ یہ معاملہ اس قدر مشہور ہے کہ تفصیلات لکھنے کی ضرورت نہیں خدا کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس خادم دین محمدی کی خواہش ہے کہ دشمنان دین سے جنگ کرے اور ان کو مٹا دے اس اخلاص و فداکاری کے ثبوت کیلئے جو اس خادم دین کو آپ کی امت سے ہے بطور نذر ایک سو کیس طلبی مہر سال خدمت ہیں انہیں قبول فرما کر عزت افزائی فرمائیں امید کہ حضور والا اپنے احکام سے وقت فوقتاً سر فر فرماتے رہیں گے۔

والسلام

محبو سلطان

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

قالب صبح نامہ منگور ۱۰۰ کی طرف اشارہ ہے۔ الیاس - ۱۰۰ صحیفہ محبوب سلطان

ایک دفعہ دہلی میں اپنے ایک خاص آدمی کو خط لکھا کہ وہ نظام دکن کو لکھے کہ اسلام کی ترقی کیلئے سب متحد ہو جائیں اس لئے کہ نظام مرہٹوں کا ساتھ دے کر ہم سے جنگ کر رہے ہیں بحیثیت پیشوے دین ہم پر لازم ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویت حاصل ہو۔

محمد بیگ بانی ایک اعلیٰ سرکاری افسر کو جو دہلی میں مغل دربار سے وابستہ تھا اسی طرح کا ایک خط لکھا۔

بنام محمد بیگ خان احمدان ۱۷ اگست ۱۸۶۱ء

مگرچہ آپ کے دور ہمارے درمیان اب تک کوئی خط و کتابت نہیں ہوئی لیکن دہلی میں مقیم ہمارے مہتمم سے بالکل واس کے ذریعہ آپ کے اوصاف حمیدہ فوش اخلاقی جو اردی اور سیاسی بصیرت معلوم کر کے آپ سے دوستانہ تعلقات برپا کرنے کی خواہش سے یہ خط لکھا جاتا ہے آپ نے سنا ہو گا کہ آپ کے اس دوست نے کس طرح حال ہی میں بے دین نصرانیوں کی سرکوبی کی ہے شک نہیں کہ اس کی تفصیلات آپ تک پہنچ گئی ہوں مگر فی الوقت بعض مسلمان رمیوں (غالب نظام دکن و نواب کرناٹک کی طرف اشارہ ہے) کی سرکش کر رہے ہیں جو شریعت اسلام کے خلاف نصرانیوں کے ساتھ تھوکر چکے ہیں جس کی وجہ سے حال ہی میں نے حد کے احکام و روایات صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث (عالم تحفہ مجاہدین و موید المجاہدین کی طرف اشارہ ہے) تلمیح کرتے تمام ملک میں تقسیم کیے ہیں اس کی ایک نقل آپ کی خدمت میں بھی رسالہ ہمارے اپنے دیں پاکستان کی مدد لینے کی وجہ سے کہ تمام مسلمان متحد ہو جائیں اور نصرانیوں کی سرکوبی کو اپنی زندگی کا

مقصد تھیں تاکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں ترقی ہو جو مسلمانوں پر جو وقت
آیا ہے اس کا ہر اسب سلطنت ہندوئی کی نگرانی ہے اگر مسلمان اب بھی متحد ہو جائیں
تو اسی کی شان و شوکت پھر عود کر سکتی ہے اور اس وقت پھر ان بھائیوں کو نہیں بھاد
نہیں مل سکے گی مگر میرا سلام کو کوئی ایسی کارروائی نہیں کرنی چاہیے کہ جس کے روز
پہلے صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔

۱۷/۱۲/۱۸۸۹ء کو سید احمد مای یکے بزرگ کو خط لکھتے ہوئے اس میں یوں
تحریر کیا کہ آپ سے درخواست ہے کہ اسلام کی ترقی اور دشمنوں کی تباہی کے لئے
دعا کریں۔

تو دہادی کے اسی جذبہ کے تحت اس نے نظام حیدر آباد و نوب کرمانک
محمد علی سے ہمیشہ مصالحت کی کوشش کی نواب محمد علی نے تو اپنی خود غرضی
و مفاد پرستی کی وجہ سے ٹیپو کی دشمنی اور نگرینوں کی وفاداری کی گویا قسم کھائی تھی
لیکن وہ نظام سے کبھی ناامید نہیں ہوا اس کے ساتھ کسی جنگوں کے باوجود آخری
زندہ میں بھی اس کے پاس دوستی کیلئے قیمتی تحائف دے کر اپنے سفیر بھیجے مسلسل
اس سے خط و کتابت بھی کی ایک دفعہ اس کو لکھا کہ نگرین اپنی مکاری سے آپ کو مجھ
سے سے نہیں دیتے مگر میری درخواست آپ کی طاقت ایک جگہ مل جائے تو ہر ہٹوں کی کیا
میں کہ وہ ہماری طرف نظر ٹھاکر دیکھ سکیں اس سے اس کیسے نظام کے مقبوضہ
علاقوں کو بھی واپس کرے کی پیشکش کی ایک مرتبہ اس نے دونوں خاندانوں میں
شادی کی تجویز بھی پیش کی تاکہ عام مسلمانوں کو دونوں مسلہ حکومتوں کے متحد ہونے

نہ عمل ہوا نہ کراچی ۱۹۳۳ء ٹیپو سلطان خیر

کا یقین ہو جائے مگر اسے پاس اس مسئلہ میں اپنے خاص سفیر محمد عیث مدین و
بھی بھیجے جاتے ہیں نظام کو اس کے حواریوں نے یہ کھمبہ رشتہ کی اس تجویز سے باز رکھا۔
ٹیپو نا ایک خاندان سے تعلق رکھتا ہے جو نظام کے خاندان سے ست ہی کچھ درجہ کا
ہے حالانکہ نا ایک کسی قبیلہ کا نام نہیں تھا بلکہ مسور کی فوج میں ایک عہدہ تھا جو
شرود میں حیدر علی کو ملا تھا ہندوستان میں اس وقت کے مسلم حکمرانوں سے جب وہ
ناامید ہوا تو اس نے بین الاقوامی سطح پر مسلم سربراہوں سے رابطہ قائم کیا تاکہ عام
سلام کو متحد کیا جاسکے قسطنطنیہ کی سفارت بھی سی مقصد کیسے روانہ کی گئی تھی تاکہ
اس کے ساتھ سے وہاں جا کر سامراجی عزائم سے خلیفہ روم کو آگاہ کر سکیں جب خلیفہ
روم سے انگریزوں کے خلاف فوجی مدد طلب کی تو اس میں بھی سلام ہی کا حوالہ دیا
اس نے سلطان سلیم کو لکھا کہ ہم اس ملک میں بھاری کے خلاف برسر پیکار ہیں اس
جہاد میں آپ کی حامیہ مطلوب ہے ان کے قلع قمع کیلئے ہمیں بندر گاہوں کی
ضرورت ہے اگر آپ بھرہ کی بندر گاہ اس مقصد کیسے ہمیں کرایہ پر دیں تو اس سے
اسلامی ممالک کے درمیان تجارت کو فروغ دیا اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بھی تقویت ملے گی لیکن اس وقت ترکی کے حالات ایسے تھے کہ خلیفہ اس پر توجہ نہیں
دے سکا اس لیے کہ اس وقت ترکی کے وجود کو ہی روس سے خطرہ لاحق تھا بالآخر اس
سے شادایں اور اس کا مل سے اس مسئلہ میں مراستہ اور یہ خط و کتابت بھی
اپنی ذات و عظمت کی حفاظت سے زیادہ ایک اسلامی سلطنت کی بقا کیلئے تھی اس
نے ان خطوط میں لکھا کہ ان کی مدد ہندوستان میں سلام کی خدمت و رسل بجاؤ
حفاظت کی صورت فرما کر یگی عام سلام کی ہمدردی و خیر فوجی کا یہی وہ جذبہ تھا

جس کے تحت اس نے مسلمانوں میں ایک فرماں جاری کر کے ہندوستان میں انگریزوں کے مقصود علاقوں میں آباد مسلمانوں کو صرف اپنی سلطنت میں سے کی اجازت دی بلکہ ان کو اس کی دعوت بھی دی اس فرمان میں تحریر تھا کہ مسلمان محمدین کے ممالک کو چھوڑ دیں تاکہ سلطان اس ذیل کفار کو یا تو مسلمان بنائے یا پھر جزیہ دینے پر مجبور کرے اس سے کہ ان انگریزوں نے مسلمانوں کو دلیل و مکرمہ کر دیا ہے اس کا ارادہ ہے کہ اس قوم سے محمد کرے انشاء اللہ ہمارے علاقوں میں آنے والے مسلمانوں کی حالت ان کی سابقہ حالت سے اچھی ہوگی ہم سے اس مقصد کیسے سلطنت میں حکام جاری کر دیے ہیں مسلمانوں میں اسلامی جہاد کے جذبات کو پیدا کرنے کیسے اس سے محمد و عیدین کے پچاس سے زائد خطبوں پر مشتمل فارسی میں ایک کتاب مزید المجاہدین کے نام سے تیار کر کے۔ صرف اپنی پوری سلطنت میں بلکہ بنگال حیدر آباد دہلی وغیرہ میں بھی پھیلا دی تھی اس میں جہاد کی آیات و احادیث شامل تھیں جہاد کے مسائل فصائل و ادب وغیرہ پر بھی اس نے ایک کتاب فتح المجاہدین لکھوائی تھی مسجد اعلیٰ کی جب تعمیر مکمل ہوئی تو اس کی دیواروں پر بھی جہاد کی آیات و احادیث ہی نقش کروائی وہ اپنی فوج کو بیسوی یا سلطانی فوج کے بجائے لشکر مجاہدین کہلانا پسند کرتا تھا مایام کا اس سے بیک سکہ اپنی سلطنت میں جاری کیا تھا اس کی ایک پشت پر اس طرح کندہ تھا

دین احمد در جہاں روشن از فتح حیدر است

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا میں حیدر کی فتوحات سے روشن ہوا غرض یہ کہ وہ پوری دنیا میں اسلام کی سرمدی کیلئے فخر مند رہا وہ ہمیشہ یہ دعا

کرتا تھا کہ نہ تو اس سلام کی سرحدوں کا اس کو ذریعہ بنائے
مذہبی سختی

سلطان ٹیپو ہندوستانی حکمرانوں میں مذہبی سختی کے معاد میں بھی دیگر لوگوں سے ممتاز تھا چنانچہ اس کی سلطنت میں شراب و منشیات کی خرید و فروخت اور اس کے استعمال پر بلا تفریق مذہب ہر ایک کے لئے ممانعت تھی حتیٰ کہ اس کی فوج میں شامل غیر ملکی سپاہیوں کو بھی شراب کے استعمال کی اجازت نہیں تھی اس کے لئے اس نے کجور کے علاوہ ان تمام پھلوں کے درخت بھی اپنی سلطنت میں کٹوا دیے تھے جس سے عام طور پر شراب بنائی جاتی تھی حالانکہ اس سے اس وقت سالانہ ایک کروڑ روپے کی سرکاری آمدنی میں کمی ہوتی لیکن اس نے اس خسارہ کو بھی برداشت کیا۔ بحیثیت یک راجہ عقیدہ مسلمان کے اس نے دربار میں حوام و افسران کو اس کے لئے مسجد تعظیمی سے منع کر دیا تھا اس نے کہ وہ خدا کے علاوہ کسی کے آگے جھکنا جائز نہیں سمجھتا تھا حتیٰ کہ اس کے دربار میں کسی کو جھک کر سلام کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی وہ اپنے لئے احتراماً لوگوں کا کھڑ ہونا بھی پسند نہیں کرتا تھا اسی لئے اس نے مسجد اعلیٰ سے متصل اپنے محل سے مسجد آنے کیلئے ایک خصوصی دروازہ بنوایا تھا تاکہ مسجد میں اس کے آنے کی کسی کو اطلاع بھی نہ ہو در اس کو دیکھ کر لوگ کھڑے نہ ہوں وہ اپنی تمام مسلم رعایا کو غلط عقائد جاہلی رسومات و بدعات سے پاک رکھنا چاہتا تھا اس لئے کہ سینکڑوں سالوں سے ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کی تہذیب نے مسلمانوں پر گہرا اثر ڈالا تھا در غیر شرعی

رسومات کے ہندوؤں کی طرح مسلمان بھی غیر شعوری طور پر عادی ہو گئے تھے اس
سلسلہ میں ۱۸۷۲ء میں اس سے سلطنت کے مختلف گورنروں اور قلعہ داروں
کے نام ایک فرما جاری کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت جو احکام
مسلمانوں کو دئے گئے تھے بعد کے مسلمان بادشاہوں نے انہیں بھلا یا ہے جس کی
وجہ سے مسلمانوں میں صنف پیدا ہو گیا ہے اس سے ہم خدا کی تائید سے ان احکام کو
اپنے دستخط و مہر سے دوبارہ جاری کرتے ہیں جو اس خط کے ساتھ معوف ہیں آپ
کا عہدہ اور حیثیت ایسی ہے کہ آپ بہترین طریقہ سے اپنے ماتحتوں میں اس احکام کی
اشاعت کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کو اس سے آگاہ کر سکتے ہیں خدا سے پاک آپ
کو اس کا جردے گا آپ کو چاہیے کہ اس کی بے شمار نقلیں تیار کر کے مسلمانوں میں
تقسیم کریں اور قاضیوں کو بھی اس کی اشاعت کے متعلق ہدایت دیں اس فرمان کو
جاری کرنے کے بعد اس نے پوری سلطنت میں تاجرانہ قسم کی پیری مریدی اور
درگاہوں میں نذرانوں وغیرہ پر پابندی لگادی اس کے عرصے میں اس نے سجدہ نصیوں
کیسے سرکار کی طرف سے وظیفہ جاری کر دئے سلطنت میسور میں حمد نگر اور
عجب پور کی حکومتوں کے زمانہ سے رائج محرم کی رسومات و تعزیموں وغیرہ پر بھی
روک لگادی گئی مسلمانوں میں شادی سیہ کے موقع پر رائج بے حد رسومات و
اسراف کو بھی سی نے سختی سے منہ کر دیا چنانچہ اس نے اس سلسلہ میں ایک فرمان
جاری کیا جو اس طرح تھا

”مسلمانوں کی شادی سیہ میں غیر مسلموں کی رسومات شامل ہو گئی ہیں جیسے
ہندی تیل، کنگس وغیرہ اس موقع پر گانے و نغمے عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں کچھ غیر

مستحسن نام بھی ان کی رہائش پر آتے ہیں اس سبب رسومات کو ممنوع قرار دے کر
ہندی کے بدلے ہندی تیل کے بدلے عطر وغیرہ مقرر کی جاتی ہے تاکہ مسلمانوں کی
شادی کی تمام رسمیں شرع کے موافق ہوں اس سلسلہ میں قاضی سید حاجی مسکین کو
نکلح کے امور میں سرکار کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔“

اس فرمان کے جاری ہونے کے بعد سلطنت میں کسی کے سے اپنی آمدنی کا
ایک فیصد سے زائد حصہ شادی میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تھی اس زمانہ میں
غلاموں اور لونڈیوں کا رواج تھا جس کو وہ انسانیت کی روں کے منافی سمجھا جاتا تھا
ایک شاہی فرمان جاری کر کے اس کو غیر قانونی قرار دیا گیا ناجائز اولاد کا باعزت
گھرانوں سے رشتہ بھی اس نے ممنوع قرار دیا تھا اس نے پوری مملکت میں یہ اعلان
کر دیا تھا کہ جو لوگ اپنی تنگ دستی کی وجہ سے شادی نہیں کر سکتے ان کے اخراجات
حکومت کی طرف سے ادا کیے جائیں گے نواب حیدر علی نے اپنی سلطنت میں رائج
سکوں کی پشت پر ہندو دیوی دیوتاؤں کی تصویروں کو قرار رکھا تھا لیکن میپونے عدنان
حکومت سنبھالنے کے بعد ان سکوں کو ہٹا کر دوسرے سکے رائج کیے جس پر ایک
طرف اسد اللہ الغائب اور دوسری طرف دین احمد درج تھا اور روشن از فتح حیدر راست
نقش ہوتا تھا سرکاری اخراجات پر یتیم خانے قائم کئے گئے تھے جہاں ہندو بچوں کو
اسلامی تعلیمات سے آگاہ کر کے کیلئے مسلمان استاد مقرر تھے

کورگ کے ہندو باشندوں میں تمام بھائیوں کی ایک مشترکہ بیوی نام قوم میں ایک
عورت کے پاس کئی شوہروں کی موجودگی کی الاکا ہندو عورتوں کی اپنے سینوں کو کھلا رکھ کر
باہر نکلنے کی عادت دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کیلئے انسانی بھینٹ چڑھانے وغیرہ کے غیر

فطری احکام پر بھی اس نے سختی سے پابندی لگا دی تھی اور اس کی خلاف ورزی پر اس کیسے سزائیں بھی مقرر تھیں اس کی رہنمائی اصطلاحات سے خود مسلمانوں کا ایک طبقہ اس کا مخالف بن گیا تھا نگریزوں نے اسی کا حوالہ دے کر ان کو مزید برگیٹ کیا مگر یہ جزل کار وہ اس کی طرف سے اس کی فوج میں شامل مسلمان سپاہیوں کیسے محرم کی رسم و عادت و فرقات کی نہ صرف جائز تھی بلکہ کھینچ کی طرف سے اس کیسے مالی مدد بھی کی جاتی تھی انہوں نے ۱۰ محرم سے ۱۰ محرم تک جنگ بندی اور مسہم سپاہیوں کیسے فصحت اور اس ماہ کی دو گئی تنخواہ کا اعلان کر کے عامل عوام کی مزید بے وقوف بنایا اور سلطان کے خلاف اس کو اپنے ساتھ ملایا لیکن عوام کی ناراضگی کے باوجود وہ اس مسجد میں دوبارہ کوئی چھوٹ دینے کیسے تیار نہیں تھا اور اخیر تک اپنے ان فیصلوں پر قائم رہا ایک دفعہ کسی درگاہ کے متولی و سجادہ نشین نے اس سے تجارتی پیری مریدی اور مزاروں میں نذرانوں کے قبول کرنے کی ممانعت کے فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی تو اس نے اس سے نفاس کو یوں خط لکھا

بنام بنی شاہ ننگور ۱۳ ستمبر ۱۷۸۶ء

تم نے درخواست کی ہے کہ تم کو جالی درموم جاری کرنے اور نذرانے لینے کی اجازت دی جائے

اطلاع دی جاتی ہے کہ اس معاملہ میں ہم نے جو مناسب سمجھا ہے وہ احکام پہلے ہی جاری کر دئے ہیں اب اس پر نظر ثانی نہیں ہو سکتی

اسلامی معاشرہ کے قیام کی کوشش

سلطان اپنی سلطنت میں ایک مثالی اسلامی معاشرہ کا قیام چاہتا تھا وہ عام

مسلمانوں کو اسلامی شریعت کی پابندی کے ساتھ حس و حسنت میں دیکھنے چاہتا تھا اس کا ایک ہانکا سا خاکہ ذیل میں دیئے جا رہے سلطان کے اس حکم نامہ میں آگیا ہے جو اس نے اپنی سلطنت کے تمام قاضیوں کے نام بڑے ہتمام کے ساتھ جاری کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از سلطنت خدا وادو سلطان شیخ

یہ حکم نامہ شہر ننگور اور اس کے ماتحت علاقوں کے تمام موجودہ اور آنے والے قاضیوں اور خطیوں کے لئے ہے

۱) آپ کو منصب قضا اور ایک شرعی عہدہ پر مقرر کیا گیا ہے چاہیے کہ آپ خود نماز روزہ کی پابندی کریں ورنہ نوبی سے اجتناب کریں

۲) کسی کی رعایت اور طرفداری نہ کریں

۳) رفعت نہ لیں

۴) لوگوں کو طاعت کی ترغیب دیں

۵) نشہ آور چیزوں کے استعمال سے منع کریں

۶) زانیوں اور شرابیوں کو سزائیں دیں

۷) نماز عہد و حدیدین میں جمہور مسلمین کو جمع کریں

۸) اہل دنیا و دین بڑے جوان اور بچوں کو دینی و دنیاوی علوم و فنون سکھائیں

۹) مردوں اور عورتوں کی ان کی مرضی معلوم کرنے کے بعد ہی شادی کریں

۱۰) مساجد کو آباد کریں ان میں اذان و نماز کا پوری طرح اہتمام کریں

۱۸ تمام کاموں میں جبر سے سیر مل تک کسی کام میں اس کا اس عظمیٰ کے مطابق جس کا نام شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کسی حالت میں بھی رعایت و تعطل نہ ہوا ان نیک کاموں کو بجالانا افضل طاعات ہے

۱۹ اہل دین و دنیا کا حال و مال درست کرنا اس دوست خدا داد کی ترقی و پایداری کا باعث ہو گا سی بنا پر حق اللہ کی بہتری و بہبودی کیسے بعض احکام میں ملے جاتے ہیں نہیں بغیر کسی کو تابی کے فوراً عمل میں لائیں آپ کی گزراوقات کیسے سرکار سے معاش مقرر ہے ہذا آپ کو سرکاری حکام کے مطابق اپنے کام میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہنا چاہیے

۲۰ مسجد کے استاد کو چاہیے کہ تمام اہل اسلام کے بچوں کو جمع کر کے ہر روز سبق دے اور مشق کرائے

۲۱ تمام مسلمان بچوں کے نام مع ولایت اور ان کتابوں کی تفصیلات کے ساتھ جو وہ پڑھتے ہیں حضوری میں بھیج دے جائیں

۲۲ اگر کوئی بچہ نافذ کرے یا پڑھنے نہ آئے تو استاد اس کی اہل اوسے دور اس علاقہ کا تعلق دار بچوں کو طلب کر کے استاد کے حوالہ کر دے

۲۳ اس قسم کے مدرس تمام مساجد اور دوسری جگہوں پر قائم کئے جائیں

۲۴ بچوں کو پہلے پڑھائے اور پھر حساب سکھائے جائیں

۲۵ اگر خود استاد حساب سے ناواقف ہو تو پہلے وہ خود کسی محاسب سے اس کو

سیکھے پھر بچوں کو سکھائے

۲۶ اس کے بعد بچوں کو علم انشاء و رکعت پڑھنا سکھائے

۱۸ مسجدوں سے خطیب در سو فی اپنے مقررہ کام سے فرغت سے بعد بچوں کو درس دیں

۱۹ پانچ آدمیوں کو ختم قرآن کیسے جمو کے روز مقرر کریں جو ایک دن درات میں پورہ قرآن ختم کریں ختم قرآن کے بعد جمو کی شب میں وہ مملکت کی ترقی و ترقی کے دشمنوں کی شکست کیلئے دعا کریں

۲۰ قاضی کو چاہیے کہ جمو کے دن تمام اہل اسلام کو علان کے ساتھ نماز کیسے طلب کرے اگر کوئی بلا وجہ حاضر نہ ہو تو اس پر نیک روپیہ ۵۰ روپے عائد کرے اگر وہ عذر کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو حدیث شریف کے مطابق اس پر جو سزا مقرر ہے اس کے مطابق اس پر حد شرعی جاری کرے

۲۱ قاضی کو چاہیے کہ اس میں کا پورا اہتمام کرے اور تاکید کرے کہ کوئی بھی شخص زنا یا غیر شنیع کام نہ کرے کیونکہ اس کی وجہ سے شہروں و ملکوں پر بلا میں و فتنہ آتی ہیں و بدنامی پھیل جاتی ہے اور مختلف قسم کے مذموم فعل لوگوں میں پھیل جاتے ہیں کیونکہ زنا و شرب نوشی ام القیاس ہے اور افعال شنیعہ میں سب سے بدتر ہیں اگر خود قاضی ان کاموں سے لوگوں کو منع کرنے و اس چیزوں کو نہ کرنے کا اہتمام نہ کرے تو شریعت کے مطابق خود اس کو بھی سزا دی جائے گی

۲۲ قاضی اپنے علاقہ کی مرد و شہری کو اسے جس میں مکانات مردوں و عورتوں و بچوں مع ان کے مشاغل کی پوری تفصیلات ہوں پھر اس سے سرکار کو مطلع کرے اور اس کی ایک نقل اپنے پاس بھی رکھے

۱۲) اگر کسی مسلمان نے خرچہ کیا ہو تو قاضی کو چاہیے کہ وہ اس کو اپنے سامنے طلب کرے اس کا نام رکھے چار سال چار ماہ بعد اس کی ہمت اندہ خونی بھی کرے

۱۳) ۱۵ رمضان مبارک میں سرکار کی طرف سے معیت کھا پا کر محتاجوں اور مسکینوں میں تقسیم کیا جائے اس کیلئے ایک شخص کو اس عہد ذمہ دار بھی مقرر کیا جائے ان تمام اخراجات کیلئے ایک محاسب بھی ہو جو پور حساب کتاب رکھے اور اس کی اطلاع کے بغیر ایک آنہ بھی خرچ نہ کیا جائے

۱۵) قاضی کو چاہیے کہ ہر ماہ خطیب ملا اور استاد قرآن و عہدہ کی حاضری کی کیفیت سے سرکار کو مطلع کرے

۱۶) اگر قاضی چوری زنا رشوت اور شراب وغیرہ کے باب میں شرعی حدود کو جاری نہ کرے تو اس کو حد و قصاص سے معزول کیا جائیگا

۱۷) اگر قاضی خود رشوت لے یا باعصائی کام نہ کرے جو تو وہ بھی جہنم کی وعید میں داخل ہے اس پر اس کو منصب قصاص سے معزول کر کے سنی جگہ دوسرے کو مقرر کیا جائیگا اسی طرح اگر وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے تو وہ کافر گردا جائیگا

۱۸) قاضی کو چاہیے کہ اپنے علاقہ کے تمام اہل اسلام کے کسب اور اربہ معاش کی پوری تحقیق کرے اگر کوئی شخص تجارت کر سکتا ہو لیکن اپنی ناداری کی وجہ سے تجارت نہ کرے تو اس کو سرکار کی طرف سے پیسے سے سوردے تک دلائے جائیں

۱۹) زراعت پیشہ لوگ اگر تنگ دستی کی وجہ سے کاشتکاری نہ کرتے ہوں تو ہر ایک کو دو اہل درہیلوں کے علاوہ بالائی خرچ کیلئے بیس سے تیس روپے سرکار کی

طرف سے دیے جائیں اس علاقہ کا عامل اس کو قابل کاشت تہہ بھی دے دینا بھی اس کو تہہ ضرورت فراہم کیے جائیں اگر دو سال بعد اس کی حالت بھی ہو تو وہ سرکار کا قرض قسط و رادہ کرے ان کاموں کیلئے جو روپیہ عامل سے سباجاے اس کی رسید خود قاضی اپنی دستخط و سر کے ساتھ اس کو دے

۲۰) قاضی کو چاہیے کہ مساجد و عبادت گاہوں کو گرد و غبار سے پاک رکھے سفیدی کرے فرش صاف رکھے صحن مسجد کو تہہ دے اس کو صند و خاشاک سے پاک رکھے مختلف قسم کے پھول کے درخت لگا کر مساجد کو مزین و منور رکھے تاکہ اس سے نہ صرف مسلمانوں کو ترغیب ہو بلکہ غیر مسلموں کیلئے بھی یہ مساجد کشش کا باعث بنیں قاضی خود مسلمانوں کی عبادت کی تکرانی کرے اس طرح کہ وہ منکالت و گمراہی کے طریقوں کو چھوڑ کر شریعت دین ہدی کی طرف رجوع ہوں

۲۱) قاضی ہمیشہ غیر مسلم ہر دوں و عورتوں کی خبر گیری رکھے ان سے ہمدردی کا اظہار کرے ہمد و نصیحت اور شیریں کلام سے ان کے دلوں کو سحر کرے اور بالکل رازداری سے اس طور پر کہ ان کے گھرو لوں کو بھی خبر نہ ہو ان کو سلام کی دعوت دے اور جو لوگ مسلمان ہونا چاہیں ان کو اسلام میں داخل کرے اگر تالیف قلب کیلئے ان کو مسلمانوں کو قرض کی بھی حاجت ہو تو سرکار کی طرف سے اس کا بندوبست کرے جو نو مسلم تجارت کر سکتا ہو اس کو پچاس سے سوردے دے زراعت میں دھپس رکھنے والوں کو دو اہل درہیل و بالائی خرچ کیلئے بیس سے تیس روپے تک و زراعت کیلئے بیس کے علاوہ قابل کاشت زمین کا بھی انتظام کرے

۲۲) اگر قاضی خود کو اپنے منصب کا اہل نہ پائے یا امر و نہی کے احکام جاری

کرنے میں تفاعل سے کام لے تو حکومت کو اس سے آگاہ کرے

(۲۲) بچوں کی تعلیم کیسے ہر گھر سے ہانڈ پاد فلم (سکڑا) دھون بیا جائے

(۲۳) کلچر و فن سم اند فونی ور بچوں کا کام رکھے کیسے بھی ایک ایک دربیہ

دھون کرے

(۲۵) ہر مسکن کے گھر سے قاضی ساند یک فلم دھون کرے

(۲۶) قاضی کے طرف سے گائے کو دغ کرے کیسے پاد فلم ور بکرے کیسے ایک

آند لیا جائے

تحریر فی التالیخ، راجا باشمی ۱۹۹۹ء

بی ملک

تقویٰ و دینداری

ذاتی طور پر اس کی دینداری و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ جنگوں میں مسلسل مصروف

رہنے کے باوجود بلوں کے بعد اس کی کوئی نذر قصاص نہیں ہوتی تنگ کے یام ہوں یا

من کے س نے فریجہ کی تلاوت کا کبھی ناغہ نہیں کیا عام حالات میں یک گھنٹہ

قرآن مجید کی تلاوت کیسے خاص تھا اس نے لوح میں بھی مسماں سپاہیوں کیسے سار

با جماعت کا حکم جاری کر دیا تھا خود ہمیشہ با وضو رہنے کا عادی تھا سر پر سرخ عمامہ

رہتا تھا لیکن حیر میں عمامہ کے کھننے پر س نے سبز عمامہ پہننا شروع کر دیا تھا سماں

لہ صہید فیہ سلطان از محمود بنگوری

تک چہہ پر داری کا سون تھا خود اس سے معاصر نشان حیدری سے مصنف

میر حسین علی برائی کا کہنا تھا کہ اس کے چہہ پر ہاں میں تھے حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم در بل بیت سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا خاص کر حضرت علی سے

بڑی عقیدت تھی ہے تمام ہتھیاروں پر ن کا نام اسد اللہ العالی کدہ کرو یا تھا

ابوہرام سے بھی بڑی محبت تھی حضرت لیاں علیہ السلام ور حضرت حصہ علیہ

اسلام سے نام پر دو حصار خضریٰ و سیاہی ہوا کہ اپنے بھری بیڑہ میں شامل کر دیے تھے

اپنی حکومت کو سلطنت حیدری یا سلطانی کے بجائے سرکار احمدی یا سرکار

سدا ملکی ور ریادہ تر سلطنت حاداد کہتا تھا اس کا عقیدہ تھا کہ اس کو یہ سلطنت

اس کی کسی ذاتی صلاحیت یا قابلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل

سے ملی ہے ہے کہ تو صفا سلطان کے بجائے نبی ملک کے نام کے ساتھ ہی

ملکیت و لا کہتا تھا اور اخیر میں لفظ نبی کے بجائے نبی ملک کے نام کے ساتھ ہی

دستخط بھی کرتا تھا تمام سرکاری خطوط و فرامین کے اوپر خود اپنے ہاتھ سے ہم اللہ

برحمس ارجیم لکھتا تھا عام تصوف سے بھی بڑی دلچسپی تھی کھانے کے س کے

دستر خوان پر وقت ضائع کرنے کے بجائے کوئی مذہبی کتاب ہمیشہ پڑھی جاتی تھی

س کی زبان سے کبھی کسی نے کوئی فحش کلمہ نہیں سنا اس کے دشمنوں نے خود

گواہی دی کہ س نے کبھی ناحق کسی کا خون نہیں کیا سادگی کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۲۷ء

میں انگریزوں کے ہاتھوں اپنی شکست کے بعد چار پانی پر سونا چھوڑ دیا تھا ور

شہادت تک زمین پر سادہ لباس پہنا کر سوتا رہا اس وقت پورے ہندوستان میں یہ

روح تھا کہ بادشاہ مسجد میں آتا تو وہاں بھی لوگ سکی تعظیم میں کھڑے ہوتے تھے

س سے س سے چپے پیسے ہی ایک سو دو روپے محل سے مسجد آئے پیسے سو یا
تھا تاکہ مسجد میں س کے سہ کاروں کو علم بھی نہ ہو ہر سال سرکاری مصروف پر
سینکڑوں لوگوں کو حج بیتہ پر دے کیا جاتا تھا کہ مدینہ کا عمرہ کرنے والوں کیسے
بھی سال عمر پڑی جہازوں کے سولہ تیس فراہم کی گئی تھیں وہ خود بھی اپنی ہی زندگی
میں صاف سخر تھا اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت کرتا تھا زمانہ سے اس قدر
نفرت تھی کہ رنی کو بلا تفریق مذہب موت کی سزا مقرر تھی اس کے حرم میں کبھی
غیر ہ شادی شدہ عورت نہیں رہی عام حکمرانوں کی طرح س نے کثرت سے شادی
بھی نہیں کی بیک وقت س کے نکاح میں دو سے زائد بیویاں تھیں وہیں ملا بار کے
فوجدار رشہ نیگ کی جب بیک عورت سے شناسائی ہو گئی تو اس نے س پر اسکی
تنبیہ کی اور اس عورت کو قید کر کے شہر بدر کر دیا مگر یہاں پہنچے کے ساتھ حسب چند
مسمم خواتین کے باجارتی تعلقات کا ثبوت ملا تو ان سب مسمم خواتین کو پھانسی دے
دی گئی جنگ کے دور میں جب س کے مسلم سپاہیوں نے دشمن کی خواتین کے
ساتھ بد سلوکی کی تو ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا شاہی محل کے حسن کمرہ
میں اس کے گھر کی خواتین رہتی تھیں وہاں جانے والے رستہ میں شیر بندھے رہتے
تھے تاکہ ہدایتی کے ساتھ کوئی ادھر جانے کے بارے میں سوچ بھی نہ سکے۔

کرانی نے س کے زہد و تقویٰ کا ایک عجیب و غریب واقعہ لکھا ہے کہ ایک
دفعہ اس کے محل میں کام کرنے والی دو نوجوان وحشی ملازموں کی نیت مڑ گئی اور
وہ رات کے وقت سلطان کے حجرہ میں داخل ہو کر اس کے پیروں کے گیس حسب سلطان کی حکم

محل آ دو غصہ سے لال پیلا ہوا اور س سے ال دو لال لال کی س مار مار کر پرت
سر میں دیے ۵ ٹکڑے کر مارے گئے مگر وہ اس کی طرف کر دیا شہر میں اور اسلام کی سنت سے ہر
چیز کی اس کے دل میں بڑی عظمت تھی وہ میں حیدر آباد کے ایک امیر محمد خان مہار نے
اس کو ایک سو سو روپے اور حاکم بھی تو س سے اس کو شہر کا خط لکھا کہ دیے ۷۰۰ روپے
گرچہ اس کے حاصل سے ہمارے پاس آیا وہی قافلہ مست میں لیکن یہ تعدادی ہوئے کی وہ
سے ہمیں ساریت عرب سے س نے حکم سے ہر گاؤں میں سرکاری طرح پر ایک ایک مسجد اور
وے شہر میں ہر صرورت مسجدیں تعمیر کیں تھیں ہر مسجد میں اپنی تعلیم کے واسطے بھی
قائم تھے مولوی اور سادات تو میں سرکاری حرم سے دی جاتی تھیں

حیات

سلطان کی طبیعت میں حیات کا یہ عام تھا کہ س کی مددگی میں س کے جسم کے کسی بھی حصہ
کو سوزے یا تھپیر اور چہرے کسی کے کھلا سس دیکھ کر اس نے جل جہنم کا کھنکھاتا کہ صم کے
اندھ بھی وہاں پہنچے ہرے جسم کو ڈھک کر غسل کرتا تھا میاں میں گرمی کی وجہ سے ہمد و عور میں چا
سید کھلا کر کر گھر سے نکلتی تھیں اس سے اس پر محنت سے پادری لگا دی تھی اور سرکاری حکم
جاری کیا تھا کہ کوئی بھی عورت چاہے ہمد و عور کیوں نہ ہو سوزے چہرہ یا تھپوں کے لیے جسم کا
کوئی بھی حصہ کھلا کر گھر سے نکلے س کی صاف دوری پر س نے سزاؤں کا بھی اعلان کیا تھا
تو اس کے معاصروں کا اس کے متعلق کہن تھا کہ س نے مددگی میں کبھی یہاں کبھی وہیں پہنچ
حس سے مراد جہان جوتی ہو مطلب یہ کہ وہ ہر ایک اور ہر ملک پہنچنے کا عادی تھیں تھا۔

ولایت

ٹیپو کی پوری زندگی نے قدم قدم پر سبکی مرگ کا ثبوت پیش کیا اس کی ولایت کیے لئے میں کافی تھا کہ ایک با اختیار بادشاہ ہونے اور عیش و عشرت کے تمام وسائل باسانی میا ہونے کے باوجود اس نے زندگی میں کبھی ناجائز غلط اور خلاف شرع کام کا ارتکاب نہیں کیا سری رگاپٹنم میں مسجد علی کے قتل کے موقع پر اندرون و بیرون سلطنت سے سینکڑوں علماء و مشائخ کو دعوت دے کر بلایا گیا تھا اور یہ سبے پایا تھا۔ نو فی صاحب ترتیب بزرگ پہلی امامت کرینگے لیکن جب موقع آیا تو کوئی ایک عالم یا بزرگ بھی اپنے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ صاحب ترتیب میں بھی بلوغ کو پہنچنے کے بعد سے اب تک اس کی کوئی خاص نماز قضا نہیں ہوئی ہے جب پورے مجمع میں سے ایک شخص بھی صاحب ترتیب نہیں نکلا تو سلطان ٹیپو خود آگے بڑھا اور کہا اے خداوند میں صاحب ترتیب ہوں یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ جنگوں میں مسلسل مصروفیت کے باوجود اس نے کبھی ایک وقت کی نماز بھی قضا نہیں کی نماز باحاجت کا اس قدر اہتمام تھا کہ دشمنوں کے دارالسلطنت کے محاصرہ کے باوجود شہر کے دس صبح کی نماز بھی حسب معمول مسجد اعلیٰ میں جماعت کے ساتھ قاری مدحسین کی امامت میں ادا کی

۱۷۹۷ء میں جب دھارڈر کے قلعہ پر سلطان افواج کے قبضہ کیلئے دریائے شنگھوہر کی طبعیاتی حالت ہو گئی تو سلطان ہی کے حکم سے دریائے نیل میں حضرت عمر بن معاص کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کیس گولے داغے گئے اور دیکھتے ہی

سلطان پہلے دستخط کرتا تھا

سلطان کی آخری زمانہ کی دستخط

نور علی شاہ

نور علی شاہ

سکہ کا دوسرا رخ
موا سلطنت عادل

سلطنت خداداد کے سکہ کا ایک رخ
دین احمد در جہاں روشن افروز حیدر است



toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دیکھتے اپنا ملک طوفانی بارش سے تسلسل کے باوجود طبعیاتی بھی کمر سے نئی در
 سلطان نے دریا میں اپنا گھوڑاں کر پتی پوری قلعے ساتھ دیا عورتوں سے
 طرف موجود دشمنوں کے جیسوں پر دھاوا بول دیا یہ پورے صاحب اس کے دشمنوں
 نے بھی دیکھ تو وہ بھی اس کی ولایت کے قابل ہو گئے شہادت کے بعد جب اس کی
 تدفین عمل میں آئی تو آسمان بھی رو پڑا اور بے موسم بارش دگرج سے اس کی زرگی پر
 صبر ثابت ہو گئی۔

۹۳ھ میں سلطان نے یک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب
 میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شہادت کی خوشخبری سنا رہے ہیں صبح
 بیدار ہو کر نماز شکر نہ دکی اور اللہ تعالیٰ کا اس شکر ادا کیا عمارت منیت کا نہ
 صرف خود بھی شرف تک پائندہ بلکہ اس کو اپنے قوجیوں کے ماس میں بھی شامل
 کر دیا تھا اپنے ولید حیدر علی کی ولایت کے بعد جب اس نے پناہ سداور بارگیا تو سکا
 آغاز تلاوت کلام پاک سے کر یا جب قاری نے سورہ حشر کی آخری آیات
 لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم
 العاقرون پڑھی تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل پڑے اس کے بعد
 سلطنت کا تلج بھی اس نے اپنے سر پر ایک بڑے عالم کے دریدہ جی رکھو یا اس کے
 بعد فقر و مساکین میں صدقات و خیرات کی بارش بھی ہوئی

غرض یہ کہ سلطان ٹیپو قنوی وزید میں نہ صرف اپنے دور کے مسر حکمرانوں
 بلکہ ماضی کے اکثر بادشاہوں میں بھی ممتاز و نمایاں تھا۔

ایک دیرینہ رز د جو پوری نہیں ہو سکی

سلطان کی ایک دیرینہ تمن تھی جس کا وہ اپنے رفقاء سے بھی بار بار ذکر کرتا تھا وہ
 چاہتا تھا کہ فریضہ حج کی دیگی کے بعد مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر حاضر ہو کر وہی
 میں کر بلا کی زیارت کرتے ہوئے اپنی ایک دیرینہ آرزو کو پایہ تکمیل تک پہنچائے
 لیکن افسوس کہ زندگی میں اسکو اس کیسے فرصت نہیں مل سکی اور اپنی شدید خواہش
 کے باوجود وہ اس کیسے وقت نہیں نکال سکا اس کی وجہ ایک تو یہ تھی کہ اس زمانہ میں
 بحری راستہ سے سفر ع پیچنے کم و کم مسات تھا اور کار تھے صرف آئے جانے میں
 چار پانچ مہینے لگ جاتے تھے ایک دو ماہ بھی وہاں قیام ہوتا تو بھی جہد ۸/۷ ماہ اس
 کیسے دور کا تھے دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر انگریز اور خود
 اس سے غدار و زراہ بھی اس کی سلاطنت کا تختہ انٹ سکتے تھے ہیں بھی قدرت
 نے اس کو بہت مختصر زندگی دی تھی اس نے صرف ۴۹ سال اس دنیا میں گزاریے
 بلوغ سے شہادت تک زندگی کا پورہ حصہ یکے کے بعد دیگرے مراٹوں نظام ور
 انگریزوں کے ساتھ جنگوں میں گزر اس نے اپنی پوری حیات میں امن کے مسلسل
 ۲۲/۱۷ ماہ بھی نہیں دیکھے انگریزوں سے سپت کر فاس نہوا تو مراٹوں سے ٹھن گئی ان کو
 خاموش کر دیا تو دغلی بد وقتوں نے سر اٹھایا اس طرح اس کو ذہنی یکسوئی کبھی نہیں
 ملی سکی خود انگریز مصنف ہورنگ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ سلطان کو در سلطنت
 میں رہنے کا موقع بہت کم ملتا تھا۔

عر میں شریف سے اسکی محبت و عقیدت کا یہ عالم تھا کہ جب قسطنطنیہ میں

خلیفہ روم کی خدمت میں چند پہلا سقاری مش بھیجی تو اس نو بدایت کی رو بھی میں مد
و مدینہ میں حاصری دے کر وہیں کی مملکت کی ترقی کیسے خصوصی اعدا کا ہتیار
کرے ہر سال سینکڑوں مسلمانوں کو وہ سرکاری خرچہ پر بھیجتا تھا اس کے
علاوہ عمرہ جانے والوں کیلئے بھی سارے بھر رعایتی سفر خرچہ پر بحری جہازوں کی سہولت
عوام کو فراہم کی گئی تھی غرض یہ کہ ایک ہی فریضہ کی ادائیگی اور اس میں مسلسل
مصرفیت کی وجہ سے قدرت کی جانب سے اس کو اپنے ایک ذاتی فریضہ کی تکمیل کا
موقع نہیں مل سکا کوئی عید نہیں کہ اسکی نیت و ارادہ کی وجہ سے قیامت کے روز
حاجیوں کے ساتھ اس کا حشر ہو ورنشہ اللہ اس کا شمار بھی مجاہد کرام کے ساتھ ہی

و ما ذلک علی اللہ بعزیز

دین میں سختی خاندانِ رائے بریلی سے روحانی تعلق کا اثر

دنیا کی مختلف زبانوں میں اب تک سلطان میو پر متعدد کتابیں مختلف
اند زاور پہلوؤں سے لکھی گئی ہیں ہندوستان کی تمام تاریخی شخصیات میں تنہا میو
سلطان کی ذات ایسی ہے کہ اس کے متعلق لکھنے والوں کی کثرت اس کی ہم مذہب
نہیں ہے اس کی ذاتی زندگی و سیرت کا جائزہ لینے والے مصنفین و مورخین اس
بابت پر متفق ہیں کہ سلطان اپنی غیر معمولی مذہبی رودری کے باوجود اپنے مذہب
سے بڑی عقیدت و محبت رکھتا تھا اور وہ اس کا ایک سچا و مخلص پیرو تھا اسلامی
تعمیمات پر عمل کے سلسلہ میں وہ اپنی ذات کے علاوہ عام مسلمانوں کیسے بھی کسی
رعایت تخفیف یا نرمی کا قائل نہیں تھا لیکن فوس اس بات کا ہے کہ کسی بھی

مصنف یا مؤرخ نے سب تک باقاعدہ اس بات کا پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔
سلطان میو کے تدریس قدر و قدری و تقویٰ سلام پسندی و مذہبی محنت کمال سے
آئی کہ اپنی رعایا کے ایک دوسرے طبقہ کی ناراضگی کے باوجود اس نے جاتی فرقات
و بدعات کے سلسلہ میں کسی چھوٹ سے صاف انکار کیا حالانکہ مذہب کے معاملہ
میں اس کے والد حیدر علی ذاتی طور پر زیادہ سخت نہیں تھے اس کا خاندان صحیح
روایات کے مطابق عرب کے قہید قریش سے تعلق رکھنے کے باوجود سالوں سے
ہندوؤں کے ساتھ اس ملک میں رہنے کی وجہ سے کسی بڑے دینی مزاج یا اسلامی
اسپرٹ کا حامل نہیں رہ گیا تھا خود اس کی جائے پیدائش دیون علی میں جہاں اس
نے اپنا بچپن گزارا کوئی یہ دینی، حول یا اسلامی معاشرہ نہیں پایا جاتا تھا جس کی بناء
پر ہم کہہ سکیں کہ شاید اس احوال کا اس پر اثر ہوا ہو تلاش بیدار کے بعد رقم حروف کو
مخدومی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم کے اشارہ پر کتب خانہ
شملی ندوۃ العلماء، لکھنؤ میں موجود رائے بریلی کے حسن خاندان کے ذاتی خاندانی
ذخیرہ کتب میں جس میں سر فرست سید حیدر علی ٹونکی کا مخطوطہ واقع احمدی تھا اس
کا سرائل گیا اور وہ یہ کہ برصغیر کی سب سے بڑی عظیم تحریک جہاد و احیاء خلافت
کے بانی امیر المومنین فی سہ حضرت سید محمد شہید کے حقیقی نانا شاہ ابوسعید
صاحب اور ان کے فرزند شاہ ابواللیث صاحب سے میو کا روحانی تعلق قائم تھا ورنہ
ان دونوں بزرگوں کو اس خاندان میں روحانی مرشد و سرپرست کی حیثیت حاصل تھی
یہ پورہ خاندان سلسلہ نقشبندیہ میں شاہ ابواللیث صاحب سے بیعت تھا اور اس
خاندان کے روحانی ثرات اور ان کی آرزوں و تمناؤں کی روح سلطان میو

سے مسعودی میں کارگری بھی سلطنت میں عمر کی رسومات لے مسعودی میں
 جس حارقی دروایتی پیری مریدی پر اس کی روک نہ تھی یہی برہمنوں کی صحت کے
 اثر سے تھی جن کا پور عائد ان سے مسعودی میں اس وقت پورے ملک میں شہرت
 رکھتا تھا اور ملک کے سارے عام حالات اور موسم عوام کے حالی رسومات و
 بدعات کی طرف غیر معمولی رجحان کو دیکھتے ہوئے ٹیپو کیسے اس پر روک لگا، اتنا
 آسان نہیں تھا شاہ ابو سعید صاحب مع اپنے بیٹے شاہ بو لیت صاحب کے تبلیغ و
 صلہ کی سیت سے شمالی ہند سے ہر دوں میل کا فاصلہ طے کر کے جنوب مغرب
 میں نوب حیدر علی کے زمانہ میں سلطنت خداداد مسور تشریف لائے تھے جہاں ان
 کے ہاتھوں ہزاروں مسلمانوں نے بیعت کی تھی شاہ ابو لیت صاحب جب فریضہ حج
 کی تیاری کے بعد اپنے وطن راسہ بریلی تشریف لائے تو اس کے بعد انہوں نے
 مستقل سلطنت خداداد میں قیام کیا اور وہیں رہ کر آپ نے سبطانی خاندان کی
 دینی و روحانی رہنمائی کی آپ کا قیام مغربی ساحلی شہر منگور میں تھا جس کا اس
 وقت نام نوزیاں بندر تھا وہیں ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۴ء میں سلطان کی شہادت سے
 چھ سال قبل آپ کی وفات بھی ہوئی بہت شاہ ابو سعید کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں اپنے
 وطن راسہ بریلی ہی میں ہوا۔

۱۲۱۲ء میں جب حضرت سید محمد شہید یعنی شاہ بو لیت صاحب کے
 بھائی مع اپنے قافلہ کے حج کے ارادہ سے مکہ جاتے ہوئے کلکتہ میں نین ماہ کے تو
 اس وقت کلکتہ کے ٹیپو گج محلہ میں مقیم سلطان ٹیپو کے جلا وطن شہزادوں واران کی

۱۰ قاری مدنی، سید حیدر علی ٹیپو کے روضہ خواہار حکیم محمد رفیع حسنی

ولادت سے سسوں طبع ہوئی ٹیپو بہ سس کا علم تھا اس کے شوہر ٹیپو در
 حیدر نواب حیدر علی کا راسہ بریلی کے حسن خاندان کے برہمنوں شاہ
 ابو سعید صاحب و شاہ ابو لیت صاحب سے روحانی تعلق تھا اور یہ دونوں اس سے
 سلسلہ نقشبندیہ میں مرید تھے اس نے اپنے ایک بیٹے کی محمد قاسم ابو سعید صاحب کی
 خدمت میں ۱۰ یافت حال کیسے بھیج کر وہ معلوم کرے کہ یہ سید صاحب کس کی
 ولادت سے ہیں اگر اس کا شاہ ابو سعید صاحب، شاہ ابو لیت کے خاندان ہی سے
 تعلق ہو تو یہ بھی اس کے مرید ہی ہیں سید صاحب کے کہلوا کر حضرت شاہ ابو سعید
 صاحب تو ہمارے حقیقی نانا اور شاہ ابو لیت صاحب ہمارے ماس تھے اس کے
 بعد سید صاحب نے ٹیپو کی درخواست پر تمام شہزادوں سے بیعت لی خود ٹیپو
 اور سلطان کی اطاعت میں بھی دیگر شاہی خواتین کے ساتھ بیعت بیہ و بون میں شامل
 تھیں ٹیپو بڑی ہی بکرہ و متعین خاتون تھی سید صاحب کی توجہ و فیض سے اس کو
 مرید روحانی کمال حاصل ہو گیا تھا سلطان کے بعض شہزادوں کے عقائد میں ان
 کے ایک دہریہ ستا ۷۰ مولوی عبد الرحیم کی صحت سے بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی
 لیکن سید صاحب کے صبر سے ٹیپو نے شہزادوں کو آئندہ پڑھانے سے مولوی
 عبد الرحیم کو روک دیا تھا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com
 toobaa-elibrary.blogspot.com

علمی و تربیتی

اب حیدر علی نے ۱۶ ناغوارہ ہوئے کے باوجود اپنے فرزند در جان بخش
سکھانے کی تعلیم کا خصوصی بندوبست کیا اور آپس ہی میں ہر فن کی دینی و دنیاوی
تعلیم اس کے ماہر استاد سے دہائی ایک فوجی ماہر غازی خان کی نگرانی میں فوجی و
جنگی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا نتیجہ یہ تھا کہ وہ آغاز جوانی ہی سے کسی بھی علمی
موضوع یا فن پر مہل کر ہوں سکتا تھا اس طرح اس کا شمار بھی چوٹی کے علماء و تعلیم
یافتہ طبقہ میں ہوتا تھا علم نجوم، فلسفہ، تفسیر، لک و موسیقی سے بھی اس کو
بڑی حد تک واقفیت تھی خطاطی میں بھی وہ مہارت رکھتا تھا مختلف موضوعات پر
اس نے پینتالیس سے زائد کتابیں خود لکھی یا اپنی سرپرستی میں دوسروں سے
لکھوائی۔ کھانے کے دستروان پر فضوں، شگلو کے بجائے وہ ہمیشہ کوئی اچھی دینی
کتاب پر محو رہتا تھا اس کے دربار میں بھی مسلم علماء کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ موجود
رہتی تھی وہ عام شگلو و رسم و کتابت جیسے بالعموم ہاری ہی کو استعمال کرتا تھا لیکن
کمزور اٹھی شگلو و عربی میں بھی اس کو دسترس حاصل تھی اردو تو وہ اچھی طرح جانتا
ہی تھا و مسیحی بھی اس نے سیکھ لی تھی اگر بڑی بھی وہ ایک حد تک جانتا تھا اس
طرح وہ متعدد یورپائی زبانوں میں گفتگو کر سکتا تھا مذہب و تصوف کی کتابوں سے اس
کو بڑی دلچسپی تھی منطق فلسفہ تاریخ تفسیر حدیث و فقہ کی کتابیں بھی اس کے
زیر مطالعہ رہتی تھیں رات کے وقت بستر پر لیٹ کر عید آنے تک وہ کوئی کتاب
منہ نہ چھوڑتا تھا خود اس کے محل میں اس کا ذاتی کتب خانہ موجود تھا جہاں اس

oobaa-elibrary.blogspot.com

باتیسواں باب

ٹیپو بحیثیت عالم و علم دوست

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaaelibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نے مختلف حصوں سے ہم موضوعات پر قلمی لکھائیں مسو و جمع کر لی تھیں اس کی
 نگرانی کیے ایک ناظر کتب خانہ بھی مقرر تھا کتابوں کی حد ساری جیسے در اسطقت
 میں ایک مستقل شعبہ قائم کیا تھا حد ساری کے بعد سرورق پر مد محمد در اہل
 مست و صفاء شہریں کے نام لکھے جاتے وہ اسطقت حداد و در سب سے پہچے نہ
 کافی تھی تا سطلان حسن کتاب کا مطبعہ کرنا اس پر پی مرود و تنخواہ ضرور ثبت کرتا
 کتب خانہ کتب کتابوں پر اس کی دستخط ہو تو دتھی گویا اس نے اس میں سے کثرت
 کتابوں کا مطبعہ کیا تھا وہ دستخط ہمیشہ طبری میں کرتا تھا پیسے تو شیخو سطلان لکھتا تھا
 لیکن سفر میں تو اوصاف پہ کوئی مالک کما پسند کرتا اور سی کے مطابق دستخط بھی کرتا
 اس کی خوش خطی سے متعلق سقوط سہری راجا پنٹم کے بعد کمپنی کی طرف سے مقرر اس
 کے کتب خانہ سے تحریر مافر کر کتب پیا مرک کا کتب خانہ کہ اس کی تحریر دو سو دن کی
 تحریر سے ہمیشہ ممتاز رہتی تھی در وہ بڑی ہی پر مرود و مختصہ ہوتی تھی مگر بزمورج میں
 کا کتب خانہ کہ وہ ایک مشرقی حکمران ہوتے ہوئے بھی علم کا خزانہ تھا تعلیم سے اس کی
 دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ وہ ہندوستان کا پہلا حکمران ہی نہیں بلکہ اویس باشندہ تھا جس
 نے اپنے بڑے کو اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۸۱۲ء ہندوستان سے باہر ایک یورپی ملک
 فرانس بھیجے کا منصوبہ کیا اس سلسلہ میں اس نے فرانس میں حکومت سے وہاں
 متعلق اپنے معیر کے در بدر بطور بھی قائم کیا جس پر وہاں سے جواب آیا کہ صاحبزادہ
 کو پہلے فرانس میں رہاں کی تعلیم دینی چاہئے اور سالانہ چار ہزار روپے مہر جات کو
 برداشت کرنے کی منظوری بھی دی جائے سلطان اس کیلئے ۲۰۰ روپے بھی بھیجے گئے لیکن
 اس وقت نگر یوں کے ساتھ میسور کی تیسری جنگ کے جھڑپوں کی وجہ سے وہ اس

پر یہ وجہ نہیں دے سکا ۱۸۱۵ء میں علم طب سے متعلق یورپ سے ایک کتاب
 فرانسیسی میں اس کو ملی تو اس سے اس کے ترجمہ کا حکم دے دیا اس کی عمر پوری و
 تعلیمی ذوق کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ ۱۸۱۵ء میں اس نے سری راجا پنٹم میں
 جامع الامور کے نام سے ایک یورپی قارئین تھی جہاں ایک وقت دینی و عصری
 علوم کی تعلیم دی جاتی تھی اس نے علاوہ اسطقت کے قاضیوں اور مساجد کے مرید
 ہدایت کی گئی تھی کہ وہ ہر مسجد میں ایک مدرسہ بھی ضرور قائم کریں جہاں ان
 تعلیم کا صرف ہندوستان ہو بلکہ چوں کہ اس کو پڑھانی جائے دن کتابوں کی
 تفصیلات سے سطلان کو مطلع کیا جائے اور کوئی چہ ملاوہ مدرسہ میں حاضر ہو تو
 ملاقات کا تعلق اس کو مدرسہ میں حاضر کرنے کا انتظام کرے۔

سلطان کا ذاتی کتب خانہ

سطلان کی شہادت کے بعد اس کے شاہی محل میں اہل عذمت میں ایک قیمتی
 کتب خانہ بھی گمریوں کے ہاتھ لگا جس میں بیش قیمت مخطوطات کے علاوہ
 مختلف فنون ۱۸۸۹ء در کتاب میں موجود تھیں سمیں سے اکثر کتابوں پر سونے کا کام
 کیا گیا تھا در بعض کتابوں کی جلدیں ہیرے جوہر سے بھی مرین تھیں یہ
 کتابیں اس کو مختلف حکومتوں علماء در اہل علم سے عہد میں ملی تھیں بعض کتابیں
 گو کہ کٹہر اور بجب پور کے بادشاہوں کی بھی تھیں کچھ مخطوطات ٹپ و غیرہ پر ہند کے
 دور میں دستیاب ہوئے تھے کتابوں کا ایک حصہ نواب حیدر علی سے ۱۷۸۰ء میں
 نواب کر مالک محمد علی نے بھائی نصیر امد در عبد الوہاب خان سے حاصل کیا تھا اس
 میں اور گنگا دیت عالمگیر نے پاس کا ایک نادر قرآن مجید کا نسخہ بھی موجود تھا جو ۱۷۸۰ء

نسخ میں سمجھا ہوا تھا در س کی قیمت اس وقت ہی تقریباً ایک لاکھ روپے لگائی گئی تھی
یہ نسخہ اب شاہ انگلستان کی ذاتی لائبریری میں موجود ہے

۱۸۰۹ء میں چارلس سنوارٹ نے انگلستان سے ٹیپو کے کتب خانہ اور سکی
تفصیلات پر ۲۹۳ صفحات کی ضخیم فہرست شائع کی تھی جس کا نام تھا

DISRIPTIVE CATALOGUE OF THE ORIENTAL LIBRARY OF THE LATE TIPU SULTAN OF MYSORE

مجد علی اشرفی نے اپنی کتاب سورج ٹیپو سلطان میں اس کے ذاتی کتب خانہ
سے برآمد ہونے والے کتابوں کی جو فہرست لکھی ہے اس کے مطابق مندرجہ ذیل
فنون کی کتابیں اس طرح تھیں

فنون	تعداد	زبان
۱) قرآن مجید	۲۲	عربی
۲) علم تفسیر و تجوید	۳۱	عربی
۳) فن حدیث	۳۶	فارسی، عربی، ۳۹
۴) توحید و رسالت (عقائد و علم کلام)	۳۶	عربی، ۲۵ فارسی، ۱۱
۵) فن تصوف	۱۵	عربی، ۸ فارسی، ۹
۶) طب	۶۲	عربی، ۳ فارسی، ۳۸
۷) سائنات (صرف و نحو)	۳۵	عربی، ۲۲ فارسی، ۱۲
۸) لغات	۲۹	عربی، ۱۵ فارسی، ۱۳

۹) کتب بات	۵۳	عربی، ۲ فارسی، ۵
۱۰) تاریخ و سوانح	۸	عربی، ۱۰ فارسی، ۱۱
۱۱) لغت	۹۵	عربی، ۱۵ فارسی، ۳
۱۲) علم اخلاق	۶۳	عربی، ۱۵ فارسی، ۶۳
۱۳) فلسفہ	۵۳	عربی
۱۴) علم نجوم	۳۰	عربی، ۸ فارسی، ۱۲
۱۵) ریاضیات	۰	عربی، ۲ فارسی، ۲
۱۶) دھندلہ اور د	۳۵	عربی
۱۷) مس و ترنس	۹	عربی، ۸ فارسی، ۸
۱۸) شعر و ادب	۹۰	عربی، ۸ فارسی، ۵
۱۹) ہندی وارد و شعر	۲۳	ہندی وارد و
۲۰) ہندی وارد و غیر	۳	ہندی وارد و
۲۱) قصص و حکایات	۱۸	فارسی
۲۲) متفرق	۲	ترکی

چونکہ تاریخ علمی دہائیوں کے شمار سے اس کتب خانہ کی اہمیت کو سمجھتے تھے
اس سے اسوں نے یہ سب کتابیں فرسٹ ایم ٹی کالج کلکتہ اور پشیمک موسمی کلکتہ
روانہ کیں لیکن ۱۹۳۳ء میں جب فورٹ ولیم کالج کلکتہ بند ہوا تو ان درجہ خطوط
انگلستان میں کیمبرج اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں کے کتب خانوں میں بھیجے گئے۔

وہ کتب ہیں جو ٹیپونے خود لکھیں یا لکھوئیں

سلطان شہید سنجلی سے بھی دنیا کے تمام خطروں میں ممتاز ہے۔ یہ
اس کا سترہواں خطہ ہے اور اسے وطن اور مدیبا کے دشمنوں کے ساتھ
جنگوں میں ہر سیکس کے باوجود اس کے علمی شوق و اشتیاق کا یہ ہر حال
میں مسلسل مصروفیت کے باوجود بیستائیس سے زائد کتابیں مختلف موضوعات پر
یا تو خود اس سے لکھی یا اپنی سرپرستی میں کسی شہرہ شمس سے لکھوئیں دیں
ان کتابوں کی کچھ تفصیلات دی جا رہی ہیں

(۱) تحفۃ المجاہدین (فتح المجاہدین)

مسلمان سپاہیوں کیسے جہاد کے اصول و ضوابط سے متعلق یہ کتاب سلطان
ٹیپونے خود اپنی نثرانی میں لکھی ہے۔ اس میں فارسی زبان میں لکھوئی تھی اس کے مصنف
زین العابدین شستری تھے جو نظام حیدر آباد کے وزیر میر عام کے بھائی تھے مسلم
مجاہدین کیسے عقائد، مسائل، عبادت و معاملات دشمنوں پر حملے و شب خون کے
اصول و قواعد ہیں و سوار فوج کی ذمہ داریوں و غیرہ کے موضوعات پر اس میں کئی
آٹھ باب تھے آخر میں ایک صمیمہ تھا جس میں ہنگامی حالات میں فوجیوں کیسے
ہدایت موجود تھیں مثلاً زخمی ہونے یا زیادہ خون بہنے کی صورت میں فوراً میدان
جنگ میں ہی کیا علاج کرنا چاہیے سانپ کے کاٹنے کی صورت میں اس کے زہر کو
کیسے ختم کرنا چاہیے یہ دور اس طرح کی تمام ہر بات اس میں شامل تھیں کتاب کے

مقدمہ میں خود مصنف لکھتا ہے کہ

"اس تحریر کا زین العابدین کو اعلیٰ حضرت سلطان نے حکم دیا کہ تو پناہ
فوج کشی اور سپاہی تنظیم کے قواعد جو خود سلطان سے لکھے ہیں مرتب کروں"
اس کتاب کا ایک نسخہ اب بھی سری راجا پٹنم کے دریا دوت بلو سے میوریم میں
موجود ہے

(۲) مؤید المجاہدین

سلطان کے حکم سے یہ کتاب عام مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے خاطر
معد کے خطرات کیسے فارسی میں خط نستعلیق میں لکھی گئی تھی اس میں ہر صید چار
خطبوں کے حساب سے سال بھر کیسے ۸ خطبوں کے علاوہ عیدیں کے دو خطبے
شامل تھے یک رویت کے مطابق اس کے مصنف بھی زین العابدین شستری ہی
تھے

(۳) مفتاح القلوب (مفرح القلوب)

یہ کتاب مذکورہ دونوں ناموں کے ساتھ مشہور ہے ۸۵۰ھ میں سلطان نے اس
کتاب کو خود اپنی نگرانی میں فارسی میں فن موسیقی کے موضوع پر جس علی مرت
نای یک بڑے عام سے لکھوئیا تھا کتاب کے مقدمہ میں خود مصنف نے اس کا
عترف کیا ہے کہ اس کے مضامین خود ٹیپونے انہیں مذکورائے تھے یہ کتاب

سیادی نور پر توفاری میں ہے تیس تیس کی تصدیق دھن۔ ہاں میں میں سیوری
موسیقی در س کی تاریخ سے متعلق، میں شامل مدح طیس، دھن میں میں ست چہ
فاری میں میں پوری کتاب بیہ مقدار چہ ۱۷ اب و حاتمہ پر مشتمل ہے

میر محمد حسین یہ سے سے ہے ایک مضمون ۱۰۰۰ سلطانی کا ایک شاہ کار
میں س کے متعلق لکھا ہے "در دربار سلطانی کی یہ ایک مرتبہ تصنیف ہے علمی اس و
دنی شاہ کار ہو سے ساتھ ساتھ یہ مد سلطنت حد ۱۰ کا یکہ در ۱۰۰۰ یہ سرایہ
ہے یہ نیو کی اختراعی مدحیت در س کے دانی رحمان تیرہ در بھی سے در بار
سلطانی علمی و ادبی قصا کا عکس اس میں دکھائی دیتا ہے سلطنت حد ۱۰ کی دنی
دکھی زبان سب سے زیادہ اس کتاب میں محفوظ ہے عرض یہ کہ یہ میں موسیقی کے
ادب میں ایک ممتاز اضافہ ہے ۱۱

اس کتاب کا ایک نسخہ سیوری یونیورسٹی کے اور نیشنل ریسرچ سنی یوت میں
موجود ہے

(۳) دقل منزل روم

یہ در صل ایک سفر نامہ ہے ۱۷۹۰ء میں جب سلطان نیو کی طرف سے صیف
روم کی خدمت میں یک دفعہ نہ کیا گیا تھا تو اس وفد سے سکریٹری خواجہ عبد قادر
سے سلطان کی بدست کے مطابق اس میں اپنے سفر کے چارے حالات لکھے تھے اس
میں تمام مقامات کی تفصیلات ہیں جہاں دور ان سفر میں وہ نے قیام کیا اور اس

در سلطانی کا ایک شاہکار زمر محمد حسین ایم ۱۰۰

تمام قابل در شخاص کے حالات بھی جس سے یہ اب اس سفر میں سے تھے

(۵) فقہ محمدی (فتادی محمدی)

فقہ حنفی کے مطابق معاملات و حدود کے مسائل پر مشتمل یہ کتاب نیو
نے اپنی سلطنت کے تیس بڑے علماء قاضی سید علی شیخ حمد اور سید عدم مصطفیٰ سے
لکھوائی تھی اس میں کل ۲۰۰ باب تھے اس کتاب کا ایک نسخہ سیوری اور نیشنل
ریسرچ لائبریری میں اب بھی موجود ہے تاریخ مودہ کے مصنف نواب عزیز جنگ
بہادر کی تحقیق کے مطابق سلطان شاہی مسلک تھا غرض اس نے یہ کتاب فقہ حنفی
کے مطابق عمومی اکثریت کے مسلک کا ناکارے ہوئے لکھوائی تھی

(۶) فتح نامہ نیو سلطان (اضراب سلطانی)

۱۷۹۰ء میں یہ کتاب حسن علی عزت نے سلطان کے حکم سے لکھی تھی اس میں
دکھی زمان میں مرہٹوں اور نظام کے ساتھ ۱۱ مئی ۱۷۹۶ء سے ۱۰ فروری ۱۷۹۷ء
تک سلطان نیو کے جنگ کے حالات تفصیل سے درج ہیں ۳۱ فاری عداویں کے
تحت اس میں ۱۳۸۸ اشعار ہیں گویا یہ ایک مثنوی ہے

(۷) رسالہ در طرز خط محمدی

سلطان چونکہ خود یکہ خط تھا اس سے اس نے فاری میں اس موضوع پر

ہے وضع کردہ صوں و صوابہ پر مشتمل یہ کتاب مکتوبی تھی اس میں خود اس نے ایجاد کردہ رسم خط محمدی کی تفصیلات درج ہیں اس کتاب کے اندر خود میپو کے ہاتھ کا لکھنا جو بیری خط کا بہم اللہ الرحمن رحیم بھی ہے جس کا نمبر اس کتاب کے گئے صفحات میں دیکھا جاسکتا ہے

(۸) زبرجد

علم نجوم میپو سلطان کا خاص موضوع تھا اس سے اس نے اس موضوع پر مذکورہ بار کتاب منشی غلام حسین منجم عاصی سے لکھوائی تھی اس کتاب کا ایک سو حیدرآباد کے سالہ جنگ میوزیم میں موجود ہے

(۹) احکام

تجارتی عدول و ضوابط پر مشتمل عوام کی سموت کیسے خود اس نے فارسی میں یہ کتاب لکھوائی تھی اس میں کل آٹھ ابواب تھے اس کا بھی ایک نو سالہ جنگ میوزیم میں موجود ہے

(۱۰) طب دراجن

علم طب کے موضوع پر یہ کتاب بھی سلطان ہی کے حکم سے لکھی گئی تھی اس کا ایک نسخہ دریش ریسرچ ناہیری میسور میں موجود ہے جس پر کئی جگہ سلطان کے دستخط بھی ہیں

(۱۱) حکم نامہ

۱۷۵۷ء میں اس نے حلیہ روم کی خدمت میں ایک سفارتی وفد روانہ کیا تھا اور اس وفد میں سے فرانس و انگلستان بھی جانے کی ہدایت کی تھی یہی سفر اس کے نام مختلف بیات پر مشتمل آٹھ خطوط کا یہ مجموعہ ہے اس میں ان کیسے سفارتی آداب وغیرہ کی تفصیلات درج تھیں مثلاً سفر، کارہ عمل، فراموشی قوم سے رو بیا کیسے حکمت عملی، سلطان کیلئے قابل خرید شیا کی فہرست وغیرہ

(۱۲) سلطان التواریخ

سلطنت میسور کی تاریخ اور میپو کے بابا و جداد کے حالات پر مشتمل یہ کتاب بھی سلطان کے حکم سے ہی لکھی گئی تھی بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اس کے معنی بھی زمین اعاب دیں شستری تھے جبکہ بعض دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ یہ کتاب علی مرزا ذین العابدین عابد نے لکھی تھی

(۱۳) جلوہ نامہ

سلطان ہی کے حکم سے یہ کتاب بھی لکھی گئی تھی اس میں شادی سیاہ اور خوشی کے موقع پر گائے جانے والے گیت بکجا کئے گئے تھے

(۱۳) خلاصہ سلطانی :- (احکام النساء)

خاص عورتوں کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے متعلق ردو میں اس کتاب میں فقہ کے اہم مسائل کو مختصر کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس کے مصنف قاضی غلام احمد ہیں ۲۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب سلطان کی شہادت سے صرف ایک سال قبل ۱۲۱۲ھ میں لکھی گئی تھی

(۱۵) خلاصہ سلطانی

اردو زبان میں یہ دوسری کتاب بھی حنفی مسلک کے مطابق عورتوں کے مسائل پر مشتمل ہے اس کے مصنف سید امام الدین اور عمر محمد قاضی ہیں اس کتاب کا ایک نسخہ اور پٹنل لاہری میوزیم میں موجود ہے۔

(۱۶) زاد المجاہدین

کئی فصلوں میں یہ کتاب نثر میں عقائد و عبادات کے مسائل پر مشتمل تھی جس میں غیر مسلموں میں سلامی دعوت کی تفصیلات بھی درج تھیں اس کے آخر میں ایک نظم بھی تھی اس کے مصنف قاضی غلام احمد تھے لندن کے برنس میوزیم میں اس کتاب کا ایک نسخہ اب بھی موجود ہے

(۱۷) حکم نامہ و کلام حیدر آباد

۱۸۹۹ء میں نظام حیدر آباد کی خدمت میں ٹیپو نے نگرہوں سے عید گئی کی درخواست کے ساتھ اپنے سفیر قطب ملک اور علی رضا وغیرہ کو بھیجا تھا اس دور ان سفیروں کو وہاں جو ہدایات دی گئی تھیں اور سلطان کی طرف سے جو تحائف نظام کی خدمت میں پیش کئے گئے تھے یہ کتاب ان سب ہدایات و تفصیلات پر مشتمل تھی

(۱۸) حکم نامہ التالیق

اپنے شہزادوں کی تعلیم و تربیت کیسے مقرر اساتذہ کیسے ایک مفصل ہدایت نامہ خود سلطان نے تیار کیا تھا جس کا نام حکم نامہ التالیق اس نے رکھا تھا

(۱۹) حکم نامہ جاسوسان

پوری سلطنت میں سلطان کی طرف سے بھیجے ہوئے مختلف جاسوسوں کیسے اس میں ہدایات درج تھیں

(۲۰) کتاب اخبار

سلطان سے متعلق اہم خبروں اور واقعات پر مشتمل یہ مجموعہ تھا جس میں

خبرت میں چچی س کے متعلق ہر دوں کے فتاویٰ شامل تھے

(۲۱) مفردات در علم طب

یہ کتاب فارسی میں نباتات و صلیات کے موضوع پر مختلف انگریزی و فرانسسی مقالوں کے ترجموں پر مشتمل تھی جس میں پوراوں کی تصاویر بھی شامل تھیں۔

(۲۲) روزنامہ و کلاء حمید آباد

سلطان کی طرف سے حمید آباد کے مقام کے پاس بھیجئے س کے سفیروں قطب علی اور علی رضا کا یہ روزنامہ تھا جو خود اس کے ہاتھوں کا لکھا ہوا تھا

(۲۳) جوابہ اقرآن

سلطان کے حکم سے قرآن مجید کے مجاز سے متعلق کاغذی غلام محمد سے یہ کتاب لکھی تھی اس کا بھی ایک سو سندن کے رٹش میوزیم میں موجود ہے

(۲۴) بحر المنافع

فن ولادت اور بچوں کی صحت وغیرہ کے موضوع پر ۱۹۳۵ء میں سلطان کے حکم سے مولود محمد نامی شخص نے یہ کتابچہ تحریر کیا تھا۔

(۲۵) تحفہ محمدی

اس میں مختلف بیماریوں کیسے صروف تہی کے اعتبار سے دو دوں کی تفصیلات درج تھیں سلطان کی ایما پر یہ کتاب محمد نصیر اللہ نے لکھی تھی۔

(۲۶) قانون در علم طب

در اصل نگریزی میں یہ کتاب طب کے موضوع پر شفاء و صحت کے طرف سے وہاں کے کئی اطباء کی مشترک مساعی کا نتیجہ تھی۔ سلطان کے حکم سے فارسی میں سی انگریزی کتاب کا یہ ترجمہ تھا۔

(۲۷) جامع عباسی

چونکہ فقہ حنفی میں سلطان کے حکم سے لکھی گئی کتاب فقہ محمدی (فتاویٰ محمدی) بڑی ضخیم تھی اس نے عوام کی سولت کیلئے عبد الرحمن عباس نامی شخص نے ۱۳۱۴ھ میں خلاصہ اس کتاب میں صرف ۱۰۰ ابواب میں کر دیا تھا۔

(۲۸) رکوعات قرآن مجید

تلاوت قرآن مجید کے دوران مجود وغیرہ کے احکام و مسائل پر یہ کتاب مشتمل تھی

(۲۹) برقی و طبی تجربات

برقی و طبی تجربات پر ایک انگریزی کتاب کا سلطان کے حکم سے فارسی میں کیا گیا یہ ترجمہ تھا۔

(۳۰) عروس انجس

سلطان کے حکم سے سیرت نوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر یہ کتاب ۱۲۰۹ھ میں قاصی غلام قاسم صاحب مدی نے لکھی تھی۔ ردو نظر میں یہ کتاب ۲۹۸ صفحات پر مشتمل تھی۔

(۳۱) عروس عرفانی

یہ کتاب بھی سلطان ہی کے حکم سے فن تصوف پر سلام کے محسن و خوبیوں کی تفصیلات پر مشتمل تھی۔

(۳۲) رسالہ رنگدبو

سلطان ہی کے حکم سے عمر سازی اور کمپوں کو رنگے کے فن پر یہ کتاب لکھی گئی تھی اس میدان میں کام کرنے والوں کیلئے اس کتاب میں ہدایت و رہنمائی موجود تھی۔

(۳۳) قصہ داد بخت

یہ فارسی میں منظوم حکایات تھیں جس کے مصنف ٹیپو کے استاد حسن علی مرت تھے۔

(۳۴) وعظ المجاہدین

اس کتاب میں متعدد قرآنی آیات کے حوالے سے مسلمانوں کو نصاریٰ وغیرہ کو ختم کرنے کی ترغیب دی گئی تھی۔

(۳۵) منتخب ضوابط سلطانی

اس کتاب میں سلطانی سپاہیوں کیلئے نظم و نسق سے متعلق ہدایات تھیں۔

(۳۶) رسالہ کچھری (حکم نامہ)

حکومت کے مختلف انتظامی شعبوں و محکموں کیلئے اس میں رہنما ہدایات و ضوابط درج تھے۔

(۳۷) ضابطہ امش راہ فتن سواری

سوار فوج کے سپاہیوں کیلئے مختص ہدایات پر یہ کتاب مشتمل تھی۔

(۳۸) نقش مراد

یہ ایک شہسوار تھی جس کے مصنف مشی مرادین عابدین عابد تھے اس میں حضرت علی وغیرہ کی کرامات کا ذکر تھا۔

اس کا ایک نسخہ درمیشل ریسرچ لائبریری یسور میں اب بھی موجود ہے

(۳۹) چار کرسی

یہ کتاب ہمایوں حیدر علی کے زمانہ میں مدغل کے ایک عالم محمد خاں شیرانی نے لکھی تھی جس میں مختلف موضوعات پر ۴۰ مسائل دیے گئے تھے

(۴۰) سرور المؤمنین (۴۱) عقائد حسینی

یہ دونوں کتابیں سیرت حیدر علی کے موضوع پر تھیں جس کے مصنف میر محمد علی تھے

(۴۲) قادر باری

یہ فارسی کی پہلی مکتبہ تھی جس میں چار سو فارسی احادیث کے معنی دہنی زبان میں تھے اس کے مصنف میر عسکری فیض فطنت تھے

(۴۳) انشاء عسکری (۴۴) انشاء جعفر

شیخہ فقہ پر مشتمل یہ دونوں کتابیں میر عسکری فیاض فطنت ہی کی تھیں جو بونہی تھیں

(۴۵) قصہ لعل و گھر

مستحکم حکایت پر مشتمل اردو میں یہ کتاب ۱۲۰۰ء میں دکن کے عارف اہل خانہ نامی شخص نے لکھی تھی جس کا ترجمہ سلطان کے حکم سے فارسی میں میر حسن عسکری نے ۱۸۹۶ء میں کیا تھا

سلطنت خداداد اور اردو

سلطان نیپوک مادری زبان اگرچہ اردو نہیں تھی لیکن وہ دیگر زبانوں کی طرح آسانی کے ساتھ سس زبان میں بھی تقریر و تحریر کی صلاحیت رکھتا تھا نیپوک کے عہد ۱۸۵۷ء تا ۱۸۵۹ء میں اردو پہ بیداری مراد میں تھی اور یہی بھی ریاست یسور جنوب میں واقع ہوئے کی وجہ سے اس کے اصل مرکز شمال ہند سے مست دور تھی اردو بوسے والوں کی ایک بڑی تعداد ۱۳۰۰ء میں اس وقت پہلی دفعہ شمال سے یسور کی طرف منتقل ہوئی جب بہمنی بادشاہ طبروز شاہ نے وجے نگر کے ہندو اور کھنڈ دی سے شادی کی یاد رہے کہ اس وقت یسور وجے نگر کی ہندو ریاست میں شامل تھا اس کے بعد شمال سے جنوب کی طرف اردو بوسے والوں کی آمد کا سلسلہ برہمہ جاری رہا یہاں تک کہ سلطنت خداداد کے ابتدائی دور میں اردو کی اہمیت اس کے بوسے والوں کی تعداد کی سہولت کی وجہ سے فارسی کثرت یا مرہٹی سے کچھ کم نہیں تھی خود نواب حیدر علی بھی اردو میں گفتگو کرتے تھے صیپو کے عہد میں اردو نے خوب ترقی کی مرکاری زبان فارسی ہونے کے باوجود پوری سلطنت میں اردو کا رواج نہ تھا لیکن

یہ عام طور پر عوام میں دکنی زبان کے نام سے مشہور تھی خود سلطنت خداداد میں اردو کے چند پایہ شعر و در مصنفین پیدا ہوئے جس کی سرکار کی طرف سے سرپرستی بھی کی جاتی تھی اردو کے کسی شعر و ادب نے بیروں سلطنت سے آکر سلطنت خداداد میں سکونت اختیار کر لی تھی خود سلطان کے حکم سے کسی کتاب میں اردو میں بھی لکھی گئی تھیں جس میں خلاصہ سلطانی احکام لکھا اور جلوہ مار و غیرہ شامل ہے جس کی تفصیلات پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں سلطنت خداداد میں فوجی ترائے کی زبان بھی اردو ہی تھی جہاں کے موضوع پر فارسی میں ٹیپو کی لکھوئی ہوئی کتاب تحفہ مجاہدین میں بھی اردو اشعار شامل تھے جس کے بعض نمونے کچھ یوں تھے

ہوئی جاں کو دگراں پیک اجل دست قضا
تیغ و گرز تیر و نیز کے تمے میں چار نام
ہر ملک کو اردو انا فتحنا و صدہم
جب تو ہو پاور کلب از ہر قصہ کا رزار

اردو کا پہلا خبر

یہ سن کر قارئین کو حیرت ہوگی کہ اردو کا سب سے پہلا اخبار جاری کر کے کامیاب ٹیپو ہی کے سر تھا عام طور پر یہ مشہور ہے کہ پہلی اردو خبر کے نام سے سب سے پہلے محمد حسین تزدک کے والد مولوی محمد باقر سے ۱۸۵۷ء میں پہلا اردو اخبار جاری کیا تھا حالانکہ ۱۸۵۷ء میں ۴۳ سال قبل ہی اس معاملہ میں خاموشی سے ٹیپو بن سے سلطنت سے چکا تھا شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے اپنے ایک مضمون میں

علی ٹیپو سے لکھے والے ایک اخبار ہماری زبان کے ٹیپو جونی ۱۸۵۷ء کے حوالے سے تفصیل سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور دلائل کے ساتھ اس بات کو ثابت کیا ہے کہ ٹیپو ہی دراصل اردو اخبار کا بانی تھا ۱۸۵۷ء میں اپنی شہادت سے ۵ سال قبل جب اس کی سلطنت کا نصف حصہ انگریزوں کے قبضہ میں چکا تھا تو وہ اپنی مملکت کی ذمہ نو تنظیم میں مصروف تھا اس نے سی دور ان ایک دن ایک سرکاری حکم جاری کیا کہ ایک ایسا مطبع قائم کیا جائے جو عربی رسم الخط میں چھپائی کا کام عام دے سکے جب پرپس قائم ہوا تو سی سال وہاں سے اردو میں فوجی اخبار کے نام سے سلطان کی ذاتی مرقاتی و سرپرستی میں ایک ہفت روزہ جاری کیا گیا بڑی تقاضی میں شائع ہونے والے اس ہفت روزہ میں سلطنت کے مختلف علاقوں میں بھیجے ہوئے سپاہیوں کے نام سلطان کی ہدایات شائع ہوتی تھیں اس طرح یہ اخبار عام طور پر سپاہیوں ہی کیلئے تھا اس میں جہاد کے متعلق مضامین اور وطن کے دفاع سے متعلق مختلف لوگوں کی تحریریں بھی شائع ہوتی تھیں یہ ہفت روزہ سلطان کی شہادت تک مسلسل پانچ سال پابندی سے شائع ہوتا رہا سقوط سرکاری ریگنٹنم کے بعد انگریزوں نے اس اخبار کی فاسوں کو چھین چھین کر جمع کر کے آگ لگا دی۔

علم طب سے دلچسپی

ہندوستان کے حکمرانوں میں اس طرح کی مثال بہت کم ملتی ہے کہ کوئی بادشاہ یا نواب ایک عام دین ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عصریہ میں بھی دسترس رکھتا ہو یہ

ٹیپوٹی تھا جو ایک طرف اپنی حتمی صیت کی وجہ سے ساسی میں بھی
 مہارت رکھتا تھا تو دوسری طرف اپنے طبع معمولی تعمیری ذوق کی وجہ سے اس
 تعمیری میں بھی اس کو دلچسپی تھی اسی طرح علم طب سے بھی اس کو غیر معمولی لگاؤ
 تھا خود تحفہ مجاہدین میں اس نے مختلف بیماریوں کے علاج کھو سے طب کے
 موضوع پر طب دراجس کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھونے کے علاوہ دو
 تکریری کتابوں کا فارسی میں ترجمہ بھی کرویا تھا جن کے نام مردت در علم طب
 و رقی و طبی تجربیات تھے محمد نصیر افشار ترک سے بھی تحفہ محمدی کے نام سے ایک
 اور کتاب لکھوائی تھی جس میں معروف تہجی کے اعتبار سے مختلف دواؤں کی
 تفصیلات درج تھیں اس کے افسر یا ملازمین میں سے جب بھی کسی کے بیمار
 ہونے کی اس کو اطلاع ملتی تو وہ خود ان کے سے نسخے تجویز کرتا تھا ایک دفعہ ایک علی
 سرکاری فسر کرشنار او کو پاگل کتے کے کاٹنے کی اس کو اطلاع ملی تو اس سے یہ حکم
 بھیجا کہ اس کے زخم کو چھو نہ تک کھلا ہی رکھا جائے تاکہ اندر کا پورہ مراد سوا باہر
 نکل آئے شاہی محل میں اس کے قیمتی کتب خانہ سے جب انگریزوں کو قیمتیں
 کتابیں ملیں تو اس میں ۷۰ کتابیں صرف علم طب سے متعلق تھیں

اس فہم میں اس کی مہارت کا اندازہ ذیل میں دئے جا رہے اس کے صرف دو خطوط
 سے لگایا جاسکتا ہے

بنا فرماست

۱۲/ دسمبر ۱۸۵۷ء

تیسری مرتبہ فرست دویات میں چند ایسے عطریات کے نام درج ہیں جو یورپی
 ممالک کے پیداوار ہیں سدا تہا ان دواؤں کے بجائے یونانی دویات کو تجویز کرو

نام ہشتی یا رخلان ۱۲۳/ مئی ۱۸۵۷ء

مور ۱۳/ مئی کا خط ملتا ہے کہ دوست خان پتھری (مٹانہ) کے
 مرض میں مبتلا ہے ان کیسے مصوری سے ادویات ارسال ہیں اس کو عیحدہ عیحدہ
 چیک کر کے ہمیں لگادی گئی ہیں۔

(۱) قے کی دوائی چار تو گرم پانی میں علی الصباح پلائی جائے پیسے کے بعد متلی
 معلوم ہو تو نسخہ تو گرم پانی پیا جائے جس سے قے سانی سے ہو جائے گی جب
 سات آنچ قے ہو جائے تو چم گھٹنے بعد چاؤں اور شورب بطور غذا دیں رات کو کھانے
 کے بعد تھوڑے تھوڑے پانی میں روغن بادام دیا جائے ایک یا دو قے کے بعد ہی
 خدا نے چاہا تو شہر میں جو کلاں شہید ہو گئی ہے دور ہو جائے گی۔

(۲) دوسری صبح کیسے عیحدہ دوا ہے یہ دوا آنچ تو شربت شرخ و زآب برگ
 ترب میں ملا کر استعمال کی جائے اس دوا کو سات دن میں استعمال کریں
 پر ہر صرف سرخ سیاد مرہج و گرم چیزوں کا ہے غذا میں چاؤں اور مولی استعمال کی
 جائے پیسے کیلے تم خرپوزہ تم گلزی تم خار خنک ہر ایک نصف تول کا شیرہ پانی میں
 ملا کر دیا جائے اس طریقہ سے اگر وہ قی مٹانہ میں تکلیف ہے تو بالکل نکل جائے گی۔

محمد ٹیپو کے علما و شعراء

سلطان ٹیپو خود بھی ایک مدافع ام دین تھا اس کے ساتھ ساتھ علم و وقت مشائخ
 و صوفیہ اور اصحاب علم و دہب کا قدردان بھی اس کے دربار میں ہمیشہ علماء کی

محمد ٹیپو سلطان

جماعت موجود رہتی تو دینی امور در مسائل سلطنت میں سی لی رہی مانتی کرتی سی
کے علاوہ سلطنت حیدرآباد میں مختلف جیسوں پر بل لند و بزرگان دین کی بھی بہت
بڑی تعداد رہتی تھی جن میں سے بعض کو خود اس نے ملک کے مختلف علاقوں سے
خصوصی دعوت دے کر پی سلطنت میں مستقل قیام پر آمادہ کیا تھا ان میں سے
چند نامور علماء و فضلاء کی تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں۔

۱) شاہ ابواللیث صاحب رائے بریلوی

ٹیپو کے ملک میں جس عام اور برگستے پناہ سے ریادہ و عالی ٹرچہ زوادیہ سی
بزرگستے سلطان کی اسلامی اسپرشدی روح اور دعوات و اخراجات سے مرمت کے پس
پردہ ان ہی کے محنت و تربیت تھی اس طرح اس کی غیر معمولی دینی حسیت و سلامی غیرت کا
بڑا سہریوں کاں کے مر ہے لیکن فوس کر ٹیپو پر اس تک لکھی جانے والی سیکڑوں
کتابوں میں ان کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے یہ ہندوستان میں سب سے بڑی تحریک جہاد کے
بانی حضرت سید احمد شہید کے حقیقی مومن تھے محدوی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی
مدنی دامت برکاتہم کے داماد ماجد مولانا حکیم عبداللہ صاحب حسنی نے جن کے سید
احمد شہید جہاد محمد تھے اپنی معرکتہ آثار، تصنیف لاجہ افواہ جہاد نمبر ۱۰ میں شاہ ابواللیث
صاحب کے عبادت لکھے ہیں ٹیپو کے شاہ ابواللیث صاحب کے ساتھ روحانی روابط کی
تفصیل مدو کا معرکہ لکھنؤ کی شبلی نمائی لائبریری کے اندر موجود ایک مخطوطہ و قلم حمدی میں
مئی ۱۸۲۲ء میں جب حضرت سید احمد شہید اپنے سفر حج کے دوران گلگتہ میں مقیم تھے تو
وہاں ٹیپو کے نظر اند شہزادوں نے اپنے والد کے بنی خاندانی روابط کا حوالہ دے کر

سید صاحب کے ہاتھوں ہیبت کی تھی ۸۸ء میں اپنے والد شاہ ابوالسعد کے ساتھ
دریاض حج کی ادائیگی کے بعد شاہ ابواللیث صاحب نے اپنے وطن سے بریلی سے نقل
وطن کر کے سلطنت حیدرآباد میں مستقل سکونت اختیار کی تھی اور ٹیپو کی شہادت
سے چھ برس قبل ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۷ء میں منرفی ساحلی شہر منگلور میں ان کی وفات
ہوئی تھی جس کا اس وقت نام کوڑیاں بندر تھا۔

۲) ازین العابدین فستری

یہ نسلایران کے تھے ان کے والد سے یرن سے ہندوستان ہجرت کی تھی پیسے
تو دہلی ہی میں رہے اس کے بعد بنگال سے پھر وہاں سے حیدرآباد آئے اس کی پیدائش
۱۷۵۰ء میں حیدرآباد ہی میں ہوئی شوستر ایران کے ایک شہر کی طرف نسبت تھی یہ
مذہب شیعوں اور حیدرآباد کے میر عام کے حقیقی بھائی تھے لیکن اپنے بھائی کے
برخلاف ٹیپو کے ہمیشہ و غادر اور مخالف رہے سلطان کے حکم سے فوجیوں کیسے جہاد
کے اصول و ضوابط پر مشتمل فارسی میں مشہور کتاب فتح مجاہدین (تحد مجاہدین)
نمونے ہی لکھی تھی سلطان کی شہادت کے بعد حیدرآباد چلے گئے تھے اور وہیں ان
کی وفات بھی ہوئی

۳) حسن علی عزت

یہ ایک بڑے عام ہونے کے ساتھ ساتھ قادر کلام شاعر بھی تھے سلطان کے
سامنے میں شامل تھے اگرچہ مسکا شیعوں تھے لیکن ٹیپو کان سے خاص تعلق تھا عزت
کا تخلص تھا ٹیپو سے ان کو ملک، شہر، کا خطاب دیا تھا اس کے حکم سے ہی

سول سے ایک رد و انتاب قصد محل و قہر کا ۹۲۰ بیویں فارسی میں ترجمہ کیا تھا جس کے علاوہ ٹیپو کی بیوی من موسیقی پر سول نے مصرع قتلوت در مرہوں و مقام کے ساتھ ٹیپو کی جنگ کے حالات پر فتح مار ٹیپو سلطان (انتداب سلطانی) بھی لکھی تھی ان کا بیوں مخطوط کی شکل میں موجود ہے

(۴) سعید محمد خان نائلی

بل نوائے سے تصنیف تھا بہت بڑے عام تھے بہادری و جرات میں بھی ان کی بڑی شہرت تھی ٹیپو کے عہد میں یسور کی فوج میں ایک بڑے عہد پر فار تھے ریاست یسور ہی میں ان کی وفات ہوئی

(۵) حضرت سید پچھا المعروف میر بہادر خان

ان کا شمار بھی بچے وقت کے مشائخ میں ہوتا تھا سلطان کی طرف سے بنگور کے قلعہ کے ناظم مقرر ہوئے تھے مگر یہ جزیر کا نواس کی فوج کے مقابلہ میں قلعہ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے

(۶) غازی خان

یہ حیدر علی کی فوج میں اعلیٰ فوجی افسر تھے در سلطان ٹیپو کے استاد بھی نواب حیدر علی کے حکم سے ٹیپو کی فوجی تربیت انہوں نے ہی کی تھی ٹیپو اپنے استاد کا

بہمیشہ حترم کرتا تھا اور ایک کامیاب فوجی افسر کے علاوہ عام بھی تھے

(۷) حضرت ابراہیم شطاری قادری

یہ شیخ طریقت تھے عام لوگ ان کو زندہ ہولی کہتے تھے لاہور سے نکل وطن کر کے سلطنت خداداد میں آگئے تھے اور ٹیپو کی فوج میں کمانڈر کے عہدہ پر فار تھے ان کا مزار گھبراہٹ بنگور میں واقع ہے

(۸) حضرت حمید شاہ قادری

یہ بزرگ بھی ٹیپو کی عورت پر ملک کے کسی علاقہ سے سلطنت خداداد میں آگئے تھے ٹیپو نے ان کو ایک بڑی جائیداد دی تھی بنگور کے کمن پیٹ میں ان کی قبر موجود ہے

(۹) محب اللہ شاہ قادری

انکو حضرت بے سر اولیاء کے نام سے پکارا جاتا تھا یہ بزرگ بھی ٹیپو کی فوج میں ایک بڑے عہدہ پر فار تھے ٹیپو ان سے بڑا متاثر تھا مگر یوں کے ساتھ یسور کی تعمیر جنگ میں ان کی شہادت ہوئی

(۱۰) قاضی سید علی

یہ عہد ٹیپو میں در سلطنت کے قاضی تھے ان کو عربی و فارسی میں بڑی مہارت تھی ٹیپو نے ان کی دربار میں شیخ محمد و سید غلام مصطفیٰ کے ساتھ فقہ

جس کے مطابق فقہ محمدی کتاب لکھوئی تھی یہ ٹیپو کی شہادت کے بعد بھی زندہ رہے اور یسور کے سر قاضی ہوئے۔

(۱۱) مولوی حبیب اللہ

یہ بھی یکے بڑے عام در سلطان کے خاص معتمدوں میں شامل تھے ہمیشہ اس کے ساتھ ہی رہتے یہاں تک کہ ٹیپو کی شہادت کے دن صبح کی غماز میں مسجد علی میں بھی اس کے ساتھ شریک تھے سقوط سری رنگا پنٹم کے بعد بھی کسی سال زندہ رہے ۱۲۲۳ھ میں سری رنگا پنٹم میں وفات ہوئی۔

(۱۲) حسین علی کرمانی

مد ٹیپو میں علمی میدان میں سب سے ممتاز تھے وہ ب حیدر علی اور ٹیپو دونوں کا زماں پایا برنی مسل شیخ تھے بعض مورخین کا خیال ہے کہ یہ سنی ہی تھے ہندوستان میں ان کا خاندان دہلی میں آباد تھا، درمی زمان تو قاری تھی لیکن مرہی پر بھی بڑا عبور حاصل تھا سلطنت حد دیش ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ پر تھے ۱۱۹۹ھ میں ٹیپو کی شہادت کے بعد انگریزوں نے ان کو نظر بند کر کے کلکتہ بھیج دیا تھا وہی دوران میں ان سے حیدر علی و ٹیپو کے حالات پر مشتمل فارسی میں ایک کتاب نشان حیدری کے نام سے لکھوئی تھی جو دنیا کی کسی بھی زبان میں اس موضوع پر باقاعدہ پہلی کتاب تھی نگریزوں کے پاس نظر بند ہونے کی وجہ سے جیسی طور پر اس کی منشاء کے مطابق اس کتاب میں ٹیپو سے متعلق بعض غیر مصدقہ روایات شامل

ہوئیں تھیں اس کی کتاب بڑی معانی بھی ہے ٹیپو کے علم سے سوں کے سلطنت خداداد کی مختلف بان گزار دیاستوں کے حالات پر مشتمل کتاب تدریۃ سداد و انکلام بھی لکھی تھی اس کا ایک سو بیسویں ڈکڑ شمع محمد شریف صاحب نے پاس اب بھی موجود ہے جس کا ۱۵۹۰ نمبر پر ۱۵۹۰ میں ترجمہ بھی کر رہے ہیں۔

(۱۳) احمد خان شیرانی

یہ اصلاً کولار کے رہنے والے ایک جید عالم تھے بعد میں انہوں نے مرہ سڈھ میں سکونت اختیار کر لی تھی ایک جے شاعر بھی تھے ٹیپو کے قتل سے انہوں نے ۱۷ مختلف مسائل پر مشتمل ایک کتاب چار کرسی کے نام سے لکھی تھی

(۱۴) خیر اللہ شاہ قادری

ان کو محمد شریف بھی کہا جاتا تھا مد ٹیپو میں جب بیرون سلطنت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ منہ مبارک لائے گئے تو اس کی حفاظت و خدمت کے لیے ٹیپو نے ان ہی کو مقرر کیا تھا شہری ذوق بھی تھا خادم تخلص لکھتے تھے اپنے پیچھے اپنا ایک دیوان بھی انہوں نے چھوڑا۔

(۱۵) شیخ میاں فضل اللہ

صاحب طریقت بزرگ تھے در سلطنت خداداد میں رہتے تھے تصوف پر

یہ کتاب چار کئی کے نام سے بھی تھی شعری دوق بھی تھا متیر تخلص تھا

۱۶) قاضی سید حاجی مسکین

انکو سلطنت خداداد میں خصوصی طور پر نکل و غیرہ کیسے قاضی مقرر کیا گیا تھا
مسم خواتین میں قصاصت کی ذمہ داری ٹیپونے نئی کے خاندان کی خواتین کو سونپی
اور تھی ۱۲۱۲ء میں پنی شہادت سے ایک سال پہلے یک شاہی فرماں جاری کر کے
تمام مسلمانوں کو بھی اس سے مطلع کر دیا تھا

۱۷) غلام حسین منجم عاصی

عربی و فارسی کے بڑے عالم تھے اردو و فارسی میں شاعری بھی کرتے تھے علم
نجوم و فن طب سے بھی دلچسپی رکھتے تھے فارسی میں تاریخی معلومات پر مشتمل یک
کتاب استیفاء لکھی تھی سقوط سری رنگا پنٹم کی صبح سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر
عرض کیا تھا کہ آج کا دن کچھ اچھا نہیں ہے اس نے صدقات و خیرات کر۔ چاہئے
جس پر سلطان نے سی وقت عمل بھی کیا تھا منشیات غلام حسین کے نام سے اپنے
مختلف خطوط پر مشتمل یک کتاب کے علاوہ فارسی قواعد پر تکمیل الصرف اور علم نجوم
پر منظوم کتاب رسائل نجوم بھی اس نے لکھی تھی مسوری میں ان کا مزار ہے۔

۱۸) غلام محی الدین مہکری

یہ بھی ایک بڑے عالم تھے ان کو فارسی میں غیر معمولی دسترس حاصل تھی
سلطنت خداداد کے ممتاز علماء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

۱۹) محمد باقر علی خان مہکری

قوم نواب سے ان کا تعلق تھا سلطنت خداداد کے چوٹی کے علماء و شعراء میں ان
کا شمار ہوتا تھا میو کی طرف سے دار السلطنت میں تمام سلطانی اداروں کی نظامت کی
خدمت پر مامور تھے میو کی شہادت کے بعد ۱۸۵۸ء میں مسور کے چیف قاضی مقرر
ہوئے کتابی شکل میں ان کا دیوان بھی موجود ہے

۲۰) عبدالقادر مہکری

ان کا تعلق محی اہل نوابی سے تھا احمد سلفانی کے نامور شعراء میں سے تھے
ان کا بھی دیوان موجود ہے۔

۲۱) حافظ سید عبدالقادر زینت (۲۲) مولوی سید عبدالقدوس

یہ دونوں بزرگ، صلاح شاہنور کے رہنے والے تھے نواب حیدر علی نے ان کو
سلطنت خداداد میں آکر مستقل رہنے کی دعوت دی تھی لیکن یہ دونوں کسی وجہ سے
نہیں آ سکے بعد میں میو کے اصرار پر دوسری رنگا پنٹم آ گئے اور آخر تک وہیں رہے۔

۲۳) غلام علی خان المعروف کندہ چار بخش

ان کا تعلق اہل نواب سے تھا بڑے عالم تھے میو کی پیدل فوج کے افسر بھی تھے
انگریزوں کے محاصرہ سری رنگا پنٹم کے دوران سلطانی محل کے محافظ بھی تھے میو

نے سہو یکہ بڑی جائیداد تھی سقوط سریر کا پٹنم کے بعد بھی رہا جسے ایک سری
رنگا پٹنم کے بجائے دیکھو جا کر جہیز زندگی گزارا۔

(۲۳) قاضی عمر شہید بن حسین عرب مکی

سلطنت خداداد میں دہلی کے قاضی تھے بڑے ہی ایک دور سادہ طبیعت کے
مالک تھے اہل نواناط سے تعلق تھا

(۲۵) مولوی محمد محمدی الدین

بڑے عام تھے در مسطر آباد (سکسپور ضلع ہاس) میں سلطان قلعہ کے محافظ
تھے ان کا بھی اہل نواناط سے تعلق تھا

(۲۶) شمس الدین خان

یہ سلطنت خداداد میں قاضی انصاف کے عہدہ پر فائز تھے مسجد علی گندہ سبطانی
کے منتظم و متون بھی تھے ان کا مزار سری رنگا پٹنم میں مسجد علی کے صحن میں ہے

(۲۸) میر عسکری فیاض فطنت

یہ صلابان کے شہر شیرز کے تھے نواب حیدر علی نے حب ایرن کے
دو ہزار مظلوم کو اپنی فوج میں شامل کیا تو ان میں یہ بھی تھے بہت بڑے عام تھے مدہب

شہید تھے فارسی و اردو کی سب سے پہلی لغت قادر باری ٹیپو کے حکم سے انہوں نے
ہی لکھی تھی جو بعد میں مدراس سے بھی شائع ہوئی اس کے علاوہ شہید فقہ پر دو کتابیں
انف، عسکری و اشاء، جعفری بھی لکھی تھی سری رنگا پٹنم کے محمد گنج عام میں اس کا
خانگی مدرسہ بھی تھا۔

(۲۹) مرزا زین العابدین عابد

یہ ایرانی النسل تھے نژاد عظیم دونوں پر ان کو بڑا عبور حاصل تھا مسلک شیعہ تھے
فارسی کے علاوہ عربی و اردو پر بھی دسترس تھی ٹیپو کے حکم سے ایک مثنوی نقش مراد
بھی لکھی تھی پور میں اس کا خانگی مدرسہ تھا ایک دیوت کے مطابق ٹیپو و اس کے
آباد و بعد کے حالات پر مشتمل تاریخی کتاب سبطان اتوا میں کی تصنیف میں بھی
یہ شریک تھے

(۳۰) قاضی غلام علی

بہت بڑے عالم اور مصنف تھے عربی و فارسی میں بڑی مہارت تھی
دار سلطنت کے قاضی بھی تھے شعری ذوق بھی تھا ان سے ٹیپو نے نین کتابیں
خلاصہ سبطانی نژاد مجاہدین در جواہر لقرآن لکھوائی تھیں

(۳۱) مولوی محمد اسحاق

یہ بھی عہد ٹیپو ہی کے ایک بہت بڑے عالم تھے در قادر الکلام شاعر بھی

اخلاقیات کے موضوع پر ریاض لٹرائز کے نام سے سہول نے ایک مضمون
کتاب لکھی تھی جس میں بزرگان دین کے حالات و مقامات درج تھے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

نیپو کے اقوال زرین

سلمان کی علمی قابلیت اور اسکی تقریر و تحریر کی جامعیت و معنویت کو سمجھنے
کیسے صرف اس کے ان اقوال زرین کا مطالعہ کافی ہے جو اس نے مختلف مواقع پر
مختلف مناسبتوں سے کہے اور جو آج بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں اور اس
قابل ہیں کہ سنہ سے عرواق سے نکھر کر اس میں ہر گھر اور علمی و دینی ادارہ میں آویزاں
کیا جائے اس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں

☆ گزیر کی موسار زندگی سے شیر کی یک دن کی زندگی بہتر ہے (اشادات
سے کچھ دیر پہلے جب اس کے ایک غلام نے اس کو خود سپردگی کی کراہی دی)

☆ خطابی خلاق و مذہب دونوں کے نقطہ نظر سے بہت بڑا جرم ہے

☆ جو لوگ کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کرتے ہیں وہ
دنیا ہی میں اپنی مدد عملوں کی سزا پاتے ہیں (سرنگیری کے شکر چارہ کے نام
ایک خط میں حسب نسو نے اس سے مرعوں کے اپنے مندر پر حمد و ثناء کی
فکایت کی)

☆ مردوں کی بہترین تصویر ان کی جوانمردی ہے (جب حیدر آباد سے
چند لوگ اس کی تصویر لینے کیلئے دارالسلطنت آئے)

☆ ہندوستان صرف ہندوستانیوں کے لئے ہے

(ملک کے مختلف حکمرانوں کو انگریزوں کے خلاف مقدمہ ہونے کی دعوت

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

تیسواں باب

فطری اوصاف و طبعی خصوصیات

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دیتے ہوئے)

۶۔ لوگ بدی تو میں نہیں کرتے ہیں لیکن کے تارے دور کر بھگتے ہیں
۷۔ مگر یہ ہندوستان اور مسلمان دونوں کے سے خطرہ دشمن ہیں ان کے
وجود سے وطن کی سرزمین کو پاک کرنا اسلام و ملک دونوں کی سب سے بڑی
خدمت ہے

۸۔ مسلمان سب سے زیادہ طرف سے دیئے گئے حکام کے مطابق
عمل نہ کرنا چاہئے نہ کہ پی منوفہ قویروں پر

۹۔ مذہبی پیشووں کے ساتھ نفرت کرنی ہی اس کیسے تہی کی عورت دہا ہے
۱۰۔ سلام کی سرحدوں کیسے ضروری ہے کہ تمام مسلمان متحد ہو جائیں اور
مخدوس و حد کے دشمنوں کی سرکوبی کو اپنی زندگی کا آخری مقصد سمجھیں
(مستم سربراہان مملکت کے نام اپنے ایک خط میں)

۱۱۔ میں زخم پر مرہم رکھے کیسے پیدا ہوا ہوں قتل و عداوت گری سے مجھے
دھت ہوئی ہے

۱۲۔ قربانیت کے روز خدا مجھ سے یہ نہیں پوچھے گا کہ اس نے کیا کیا مجھے
صرف اپنے فرض کی ادائیگی کا جو اب دینا پڑے گا۔

۱۳۔ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی جو احکام اعلیٰ ہے امانت ہے
۱۴۔ اگر میری سب سے ختم ہو جائے تو میں اس پر رسی ہوں سین میں اپنے

دعا دار دوستوں کو دشمن کے حوالہ نہیں کر سکتا
(آخری جنگ میں اپنے فرانسیسی ملینوں سے مخاطب ہو کر)

جرات و بہادری

پوری سالی تاریخ میں پانچ سو صدیوں میں ایسی مثالیں مست کھاتی ہیں کہ ٹیپو کی طرح دوسرے کوئی بادشاہ وقت خود میدان جنگ میں اپنے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے موجود ہو خود اس کا سیاسی حریف نظام حیدر آباد لوگوں کو سے وقوف سے کیلئے پوری فوج کے ساتھ شہر سے نکلنا ضرور تھا لیکن کسی معمولی لشکر یا سپاہیوں ہو کر پوری فوج کو ہدایت دیتا تھا ہر حصہ سرداروں کا بھی یہی حال تھا کہ اپنے سپاہیوں کو تو وہ آگے رستے تھے سیکر خود اس کی رہنمائی کے سامنے بیٹھے ہی رہتے تھے سربراہ گورنر جنرل اس سے مستثنیٰ تھے سیکر وہ بھی صرف بوقت ضرورت ہی خود میدان جنگ میں کودتے تھے اور حلاف ٹیپو کے کہ یہ شروع سے سفر تک مسلسل ہر چھوٹے بڑے معرکہ میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ میدان جنگ میں آکر ان کے شانہ بشاہ اپنے دشمنوں کے ساتھ لڑتا تھا تیرہ سال کی عمر میں بچپن ہی سے اس نے داد دینے لگو اپنے ساتھ جنگوں میں شریک رکھا گیا۔ میں صرف پندرہ سال کی عمر میں محمد بن قاسم کی طرح اس نے انگریزوں کے خلاف یسور کی پہلی جنگ میں سات ہزار یسوری سپاہیوں پر مشتمل ایک فوجی دستہ کی قیادت کی اور منگلور میں انگریزوں نے قلعہ کا می صردار کے رکن کو ساحلی رستہ سے واپس ہمیں بھائے پر مجبور کیا۔

میں ہی کی قیادت میں یسوریوں نے کرنل ہیل کی فوج کو شکست دی اور ہر حصہ سرداروں کو بھی شکست دے کر واپس بھائے پر مجبور کیا۔ یہ فطری جرات کی بنا پر شہسوری اس کا پسندیدہ مشفق تھا پائل ک سوری سے اس کو سخت نفرت تھی

ٹیپو اور شیر

پہلی شجاعت و بہادری کی وجہ سے شیر اس کی زندگی کا ایک لازمی حصہ تھا جس کی در معنوی دونوں تھیں۔ عمر عمر اس سے سکا حلق رہا جرات و بہت میں ان دونوں میں یہی مماثلت تھی وہ شیر کی طرح آواز دی کہ مدگی پسند کرتا تھا وہ اپنے پیچھے سے ہر طرف سے نکلنے جانے کے قابل یہ تاریخی حوالہ چھوڑ گیا کہ گنیز کی حد سے زندگی سے شیر کی ایک سال کی زندگی مجھے عزیز ہے شہر شیر سے بہادری و گنیز سے بروہی کی طرف تھا بروہی کی طرح اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالہ کر کے زندہ رہنا اس کے غیور ضمیر اور خود را طبیعت کے گہرے سہیل کیا اگر وہ چاہتا تو اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالہ کر کے اپنی جان کے علاوہ خود اپنے تحت کو بھی کچھ نہیں دیا۔ یہی سہی چار عیش کی زندگی بسر کر سکتا تھا اسکے محلات قلعوں وغیرہ میں تعمیر کے وقت شیر ہر کھان کی طرح دہریاں دیو روں میں بنائی جاتی تھیں مسجد علی کی دیو روں پر بھی اس کے حکم سے ہیری رنگ چڑھایا گیا تھا علیہاں میں جب بروہی کی ایک بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا تو ان کی خواہش کے مطابق ٹیپو نے اس سب کو اپنی فوج میں شامل کر کے ایک علیحدہ دستہ جماعت احمدی کے نام سے بنایا تھا ان سب کیلئے اس نے دوسروں سے تیار کیے شیر ہر کھان سے بنی وردی مقرر کر دی تھی وہ خود جو کچھ پہنتا اس میں بھی شیر کی دھاریاں بنی ہوتی تھیں اپنے تمام ہتھیاروں پر اس نے اسد نہ یعنی شیر کا کندہ کر دیا تھا اس کے شاہی محل میں بھی بنجروں میں شیروں اور چیتوں کی ایک بڑی تعداد رہتی تھی جس سے وہ اپنے فارغ وکالت میں تفریح لیتا تھا بہت میں ۱۷۶۲ء موقع کال کر وہ جنگوں میں بھی جاتا تھا جس چیتوں کے

ذریعہ ہی جانوروں کا شکار کرتا تھا۔

صلیہ روم سے اپنی فکر فی کی توثیق کے بعد جب اس نے اپنے ایک نو بھرت و نیا شاہی تخت بنوایا تو وہ بھی شیر کی شکل ہی کا تھا جن کے بعض تو ہیں بھی اسے شیر ممانواتی تھیں آغاز جونی میں جنگل میں شکار کھینے وقت چائیک س کو ایک جو خورشیر کا سامان پڑا تھا جس کو اس نے اپنی غیر معمولی جرات سے وہیں ختم کر دیا تھا شیر سے سی مسست کی دوسے س کو تیرہوں سے

TIGER OF MYSORE

یہی شیر میسور کا خطاب دیا تھا اور اسی نام سے اس نے مغرب و مشرق میں شہرت بھی پائی میپو چونکہ ایک بڑا خطرہ بھی تھا اس سے اسے اپنی ذہانت سے خطا بہری بھی ایسا دیکھا تھا جس میں تحریر شہر کی دھاریوں کی طرح ہوتی تھی

شیر نما باج

مسلطان میپو نے شیر کی صورت کا ایک باج بھی بنوایا تھا جس کے در سے چیتے عمر سن کے آواز نکلتی تھی اس باج میں وہ شیر ایکسے ہس نگریو کو روپے ہوئے تھا مفود سری لنگا پٹنم کے بعد یہ س کو میپو کے دیگر مختلف اہلار اسو اور فر میں دھنوں کے ساتھ لندن بھیج دیا گیا اور یہ سب بھی ہو کٹوریہ ہرٹ میوزیم لندن میں رکھا ہوا ہے اس باجے کو لندن میں حسب پروفیسر محمود حال شیرانی کیچر رہنما یونیورسٹی لاہور سے خود اپنی کتھوں سے دیکھا تو انہوں نے سس کی تفصیلات اپنے ایک مضمون میں کٹوریہ ہرٹ میوزیم میں بیان کی جس کو ایم عہد لٹریٹ صاحب سے ۱۹۴۰ء میں پی ایک کتاب

میپو سلطان میں نقل کیا ہے اس ساری تفصیلات خود پروفیسر محمود حال شیرانی کی زبان سے

میں ایک عجیب قسم کا سار ہے جو اپنی وضع میں منفرد ہے اس کی شکل یہ ہے کہ گڑی کے دیوہ گمبے اور پول گر چوڑے تخت پر ایک مگر پرت مٹا ہوا ہے جس پر ایک شیر سو رہے شیر کی دونوں داڑھیں انگری کی گردن میں گڑی ہوتی ہیں گھے پنجے سینے میں پوست میں اور پکھلے پنجے زانوں میں شیر کا جسم اندر سے خالی ہے اس خالی مقام میں ایک گل (یا مٹھیں) رکھی ہوتی ہے اس میں بار سونیم کی طرح سے برابر قطار میں اٹھارہ پردے ہیں پردوں پر تین تین گل و پچی دمواٹا اٹھارہ نیلیں دوہری قطار میں ہیں جس پر تارہ کا دواج چوڑا ہر پردوں کے متوازن لگادیا گیا ہے پردوں کے ختم پر ایک دندانے در چکر ہے جس کا تعلق ایک آہنی تار کے ذریعہ باہر کے دست سے ہے دست شیر کے بازو پر باہر کی طرف بنا ہوا ہے دست کو گردش دینے سے مسکو ہوتا ہے کہ اندر کا چکر حرکت میں آتا ہے اور اس کا اثر پردوں اور نیلیوں پر پڑتا ہے شیر کی دہر پر دو مڑیاں ہیں جن کے مڑونے سے اندر کا تار گھٹنا بڑھتا رہتا ہے شیر کا جسم تختیوں کے ذریعہ ڈھکا ہوا ہے تختیاں اس قسم کی ہیں کہ ان کو کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے یہ ساز سلطان کی تفریح طبع کیسے ایجاد کیا گیا تھا عید سوجد سے یہ کمال دکھایا ہے کہ پی اختراع کے ساتھ سلطان کی ادائشاسی در مزاج دانی کو بھی نباہ دیا ہے

دعبد بدید

اللہ تعالیٰ نے دیگر خصوصیات و امتیازات کے ساتھ سلطان کو غیر معمولی رعبد و بدید بھی عطا کیا تھا جس کی اس خصوصیت کے اس کے دشمن بھی معترف تھے میپو جب نگرہوں کے ساتھ ہمدوستاں میں برسر پیکار تھا تو برطانیہ میں بھی انگریزوں کے دلوں میں اس کی ہمت چھائی ہوئی تھی وہاں انگریز خوانیں اپنے بچوں کو ڈراے و درسلانے کیسے میپو کا نام لیتی تھیں سرحدوں کی فوج عام طور پر مسوری فوج کے اس دستے سے مزاحمت کیے بغیر ہی پیچھے ہٹنے میں پناہ لیت تھیں تھی جس کے بارے میں ان کو یہ معلوم ہوتا کہ اس دستے کی کہاں خود میپو کے ہاتھ میں ہے اس سے کہ ان کو یہ معلوم تھا کہ وہ آخر تک مرنے کا عادی ہے اس کے دربار میں اس کے علی و سران و وزراء و درخود شہزادے بھی اس کے سامنے سر سے رکھ کر وجہ سے فصول گفتگو کرنے کی ہمت نہیں کرتے تھے سرکاری افسران کو بھی تسلی یا حکم عدولی کی صورت میں کوڑے لگائے جاتے تھے ڈسپنر شکی کی اس کے بیس کوئی گنہگار نہیں تھی جنگ کے دوران کسی سپاہی کے میدان سے حرار اختیار کرنے کی صورت میں اس نے اس کو فوری گول مارنے کا حکم دیا تھا

شجاعت میں نپولین سے بھی آگے

حسن اتفاق سے اس زمانہ میں دنیا کا ایک عظیم فوجی جنرل فرانس کا نپولین ہونا پارٹ میپو کا ہم عصر تھا اور دونوں کا مقابلہ الگ الگ جگہوں پر ہی ہوئی تھی

ہی سے تھا سلطان نے جس طرح مشترک دشمن کے مقابلہ میں نپولین سے فرانس میں رابطہ قائم کیا ان سب کی تفصیلات پہلے صفحات میں گزر چکی ہیں بعض خصوصیات اس دونوں تاریخ ساز شخصیات میں گرچہ مشترک تھیں لیکن بعض عناصر سے میپو نپولین سے بھی آگے تھا عام طور پر لوگ میپو کی بہادری و ہزونی کو بیان کرتے ہوئے اس کا مورخہ نپولین سے کرتے ہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس کے میپو سے سوار میں خود نپولین کی عظمت میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ میپو کی وہ اس طرح کہ دونوں کو انگریزوں سے شکست آ کر چہ خود ان کے دور و معتمدین کی عداوت کی وجہ سے ہوئی لیکن نپولین نے اس سے دل برداشتہ ہو کر اپنے آپ کو دشمن کے حوالہ کر دیا اور ان کی قید ہی میں اس نے بقیہ زندگی گزاری جبکہ میپو نے خود سپردگی کو اپنی توہین قرار دیا اور دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شیریں طرح مرنا پسند کیا میپو کو روز و دل ہی سے غمزدہ دل کا سامنا تھا جب کہ اس طرح کے حالات نپولین کو صرف آخر میں پیش آئے نپولین کو صرف زندگی میں عزت ملی جب تک اس نے اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالہ نہیں کیا اس طرح صرف اس کی زندگی قابل رشک تھی نہ کہ موت پر حلاف میپو کے کہ وہ با عزت موت کے ساتھ اس سے بھی آگے بڑھ گیا

دعبد بدید

سلطان پر عام طور پر جو ترادات اس کے دشمنوں کی طرف سے عائد کئے جاتے ہیں اس میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ برا نظام اور ستھائی طبیعت کا حامل تھا انگریز مصنف یوں لی بورنگ نے اپنی کتاب میں اس کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے حکم

سے صرف ایک شہر سو پانچ میں پندرہ سو سیویں کو درختوں میں بٹکار پھا سی دی گئی
 حالانکہ دیا تدری کا قصاص تھا کہ وہ بھٹکا کہ وہ کی وجہ استھیں جس کی بنا پر اسی
 بڑی تعداد میں ایک ہی شہر کے لوگوں کو بیک وقت ٹیپو کو پھانسی دینی پڑی حالانکہ ٹیپو
 کا معمول تھا کہ کسی شہر یا گاؤں میں گراس کے خلاف کبھی بندوبست ہوتی تو اس میں
 صرف پیش پیش لوگوں کو ہی سزا دی جاتی عام طور پر ان کو قید ہی رکھا جاتا قتل
 کرنے کی نوبت بہت کم آتی تھی اگر بالفرض اس واقعہ کوچ بھی مال یا حاسے تو یہ
 یسور کی تاریخ کا شاہد ہم وقت تھا کہ تمام مؤرخین اپنی کتابوں میں ضرور اس کا ذکر
 کرتے لیکن تعجب ہے کہ سوائے بورنگ کے کسی نے بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر
 نہیں کیا ہے اس کی رحمتی کے سنے سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے کہ اس کو
 جب اپنے خلاف بنادقوں و سازشوں کا علم ہوتا تو وہ باہیوں کے خلاف الزام ثابت
 ہونے بغیر معمول کا ردائی بھی نہیں کرتا تھا اس کی اسی رحمتی کی وجہ سے پورنیا اور
 میر صادق وغیرہ لو اب حیدر علی ک ن کو قتل کرے کی تاکید کے باوجود نہ صرف بیچ
 گئے بلکہ اس کے حقہ خاص میں بھی شامل ہو گئے بے زبان جانوروں تک سے اس کو
 ہمدردی تھی سلطان کے حکم سے ندی کے کنارہ بیک فیکٹری اسو سازی کی کام کی
 گئی تھی لوگوں نے اس سے شکایت کی کہ کارخانہ کی آلودگی سے ندی کی مچھلیاں
 مر رہی ہیں اس نے فوراً حکم جاری کر کے اس فیکٹری کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل
 کر دیا غدروں کو ثبوت سے کے بعد ہی وہ مسز کا اعلان کرتا اس کے بعد یہ ہگ امر
 معافی مانگ بیٹے تو نہ صرف وہ اس کو معاف کرتا بلکہ اس کو ن کے سابقہ مناصب پر
 بحال بھی کر دیتا تھا میر صادق و میر قرمدین وغیرہ اس قبیل کے لوگوں میں سے تھے

۱ شمس کی جنگ میں قید ہونے والی عورتوں اور بچوں کو اس سے کبھی اپنے پاس نظر
 بند نہیں رہا ۱۸۵۷ء میں جب حیدر علی کے زمار میں جس بھلی کے ساتھ یسوری
 فوج کی رہ بھیڑ کے بعد بعض نگرین افسران قید ہو کر ٹیپو کے سامنے پیش کئے گئے تو
 اس نے ان کے ساتھ خیر معمولی انسانیت کا سلوک کیا اور انہیں جیب خرچ کیلئے
 پانچ پانچ گلوڈا دیئے ۱۸۵۷ء میں جنرل برتھ ویٹ کے متحدہ گرفتار فوجیوں کے ساتھ
 بھی اس نے کچھ اسی طرح کا حسن سلوک کیا اور ان کو کپڑے و روپے بھی دئے
 قیدیوں کے ساتھ اس کے افسران کی سختی کا جب بھی اس کو علم ہوتا وہ ضرور نکلی
 سرزنش کرتا ۱۸۵۷ء میں مرھٹوں کی شکست کے بعد ان کے سرداروں کی بعض
 بیویاں بھی قیدیوں میں شامل تھیں بلکہ کی بیوی کو اس نے اپنی کمر سے سبز رنگ کا
 ریشمی پٹا کھول کر دیا تاکہ وہ اپنا سر ڈھانک سکے ان خواتین کو بڑے اعزاز و کرام
 کے ساتھ کچھ دن علیحدہ خیر میں رکھا گیا اس کے بعد اپنے ذاتی محافظوں کی نگرانی میں
 سب کو پالکیوں میں سوار کر کے ان کے شوہروں کے پاس پونا واپس بھیج دیا اس کی
 اسی رحمتی و اخلاق سے متاثر ہو کر ان خواتین نے اپنے شوہروں پر ٹیپو سے صلح پر
 زور دیا ایک دفعہ میدان جنگ میں ایک خیر سے رونے کی جب آواز آئی تو وہ خود
 اس خیر میں چلا گیا معلوم ہوا کہ دشمن کے قیدی پیاس سے تپ رہے ہیں سلطان
 نے اسی وقت خود اپنے ہاتھ سے ان قیدیوں کو پانی پلایا کہ گس کے باغی قیدیوں کے
 کیمپوں میں جب چیمپکسکی و باھیل گئی تو اس نے بدر الزماں جان مانڈ کو خط لکھا
 کہ ان قیدیوں کو ایسی جگہوں پر رکھا جائے جہاں کی آب و ہوا معتدل ہو اور ان کو
 اس آئے انسان کو چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے کیوں نہ ہوں وہ

خدا کی امانت سمجھتا تھا اس کا مشورہ مقبول تھا۔ میں رخم پر مرہم رکھے کیسے پیدا ہوا ہوں قتل و غارت سے مجھے رحمت و رحمت ہوتی ہے دو طبقہ بھی رہا اور اس پسندی تھا جس سے اس کی تمام جنگیں جارجانے کے لیے مدد فعاہی تھیں ہر مذہب کے یقیمن کی پرورش کیسے اس نے پوری سلطنت میں سرکاری خرچ پر جنگ جنگ مختلف یتیم خانے قائم کئے تھے اس کی رہمندی نے بحرین کیسے ایسی سڑ میں تجویز کی تھیں کہ ایک طرف اس سے سلطنت کا فائدہ بھی ہو اور بحرین کی اصلاح بھی مثلاً معمولی بحرین کیسے ایک ایسا پودا لگانے اور اس کی نگرانی کرنے کی سزا جو جلد پھل دیتا ہو فخر ناک بحرین کیسے ماربل وغیرہ کے درخت قید کے دور میں لگا کر اس کو پھل لگے تک اس کو پانی دینے کی سزا جس میں کئی سال لگتے تھے

عدل و انصاف

دیگر فطری اوصاف کی طرح سلطان شہید عدل و انصاف میں بھی اپنے تمام عصر حکمرانوں میں ممتاز تھا وہ ہمیشہ اس بات کیسے کوشاں رہتا کہ دشمن کے ساتھ بھی نا انصافی نہ ہو اس کی زندگی میں کسی ہندو یا عیسائی نے بھی یہ شکایت نہیں کی کہ مذہب کی بنیاد پر اس کے ساتھ سلطان سے مارو سلوک کیا ہے یا اس کا حق و بادیا گیا ہے چنانچہ بکتر مزدجو ٹیپو کے خلاف میسور کی آخری دووں جنگوں میں شریک تھا اپنی مورخ عمری میں خود اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ سلطنت خداداد میں تمام طبقات کے ساتھ بلا امتیاز رہا تھا وہاں سب و حامدان کی بندی کے دعوؤں کی کوئی گنجائش نہیں تھی سلطنت میں راجہ امائی سک کی ایک

چشت پر اس طرح سدہ تھا ہوا سلطان اعادس الوحید خود اپنے ایک شہزادہ کو ایک دفعہ ایک سان کے کھیت میں جا کر بجا اجازت سبزی لینے پر سزا دی اس کے عہد حکومت میں رنکاب جرم بغاوت اور سرکشی کی سزائیں ہر ایک کو بلا تفریق مذہب و نسل برابری حاتی تھیں انگریزوں کے ساتھ زمانہ کے اور حکاب پر مسلم جوائیں کو پھانسی پر چڑھایا گیا ۱۷۸۵ء میں مرہٹوں کے ساتھ جنگ میں جب اس کی فوج کے بعض سپاہیوں نے فوج کی خوشی میں مست ہو کر ہندو جوائیں کے ساتھ منہ کالا کیا تو ان سب کو تحقیق کے بعد قتل کر دیا گیا وہ کسی کے خلاف صرف کسی کے بکنے پر چاہے شکایت کرنے والا اعلیٰ عہدہ پر فائز ہی کیوں نہ ہو کاروائی نہیں کرتا تھا اس کا مکتب تھا کہ اگر وہ اسی طرح بغیر تحقیق کے کسی کے بکنے پر سزا دینا شروع کرے تو اس سے لوگوں کو اپنی ذاتی دشمنی نکالے گا اچھا موقع مل جائیگا حتیٰ کہ غلام الزام پر وہ خود شکایت کرنے والوں کو بھی سزا دیتا تھا اسی اصول پسندی کی بناء پر اپنے والد حیدر علی کی وصیت کے باوجود اس سے میر صادق و پورنیا کو ان کی بغاوت کا جرم ثابت نہ ہونے کی وجہ سے سزا نہیں دی تھی انگریزوں کے ساتھ اس کی آخری جنگ میں صبح کیسے دشمنوں کا ایک اہم مطالبہ یہ تھا کہ وہ اپنی فوج سے فرانسیسی سپاہیوں کو فوراً برطرف کر کے ان سے حوالہ کر دے لیکن اس نے اس کی اس تجویز کو یہ بھکر مسترد کر دیا کہ وہ اپنے دوستوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا اس طرح اس نے اپنی جان دے کر فرانسیسیوں سے کسے اپنے دھوکہ کو پورہ کیا اگر وہ چاہتا تو چند فرانسیسی سپاہیوں کو ان کے حوالہ کر کے اپنی جان بچا سکتا تھا اس کی فوج در سرکاری ملازمتوں میں مذہب یا نسل کی بنیاد پر ریزویشن یعنی کوڑے مقرر نہیں تھا ہر ایک کا انتخاب اس کی

پنی ذاتی صلاحیت کا بہت کم میدان پر ہوتا تھا جنگوں اور لڑائیوں سے حاصل ہونے والی غنیمت شاہی محل میں جانے کے بجائے جنگ کے شرکار میں ہی وقت تقسیم کر دیا جاتا اور باقی کو سرکاری حوزہ میں جمع کر دیا جاتا عوام کی سموت کیسے ہر گاؤں و شہر میں نصاب کے لئے بچپرائی قائم تھیں جس کا ذمہ دار پٹیل اور فوجدار ہوتا تھا یہی مقدمات کیسے مسدودوں میں قاضی اور ہندوؤں میں پنڈت مقرر تھے ان کے فیصلوں پر عدم طمینان کی صورت میں دراستہ میں ایک بڑی عدالت قائم تھی جس میں ہندو مسم دونوں طرح کے جج تھے اس پر بھی اطمینان نہ ہونے کی صورت میں خود سلطان سے اس کی شکایت کی جاسکتی تھی عدل و انصاف کی یہ وہ خصوصیات تھیں جس کی بناء پر مجموعی طور پر ہندوؤں نے کبھی اس کے خلاف مذہبی بنیاد پر ہم بغاوت نہ کی تھی۔

ذہانت

سلطان فطری طور پر غیر معمولی ذہین تھا ایک وقت کی زبانوں پر عبور رکھتا تھا اردو عربی کنڑی فارسی تیلگو مراٹھی پر اسکو دسترس حاصل تھی، انگریزی بھی وہ بول دیتا تھا فرانسیسی سے بھی اس کو ایک حد تک واقفیت تھی وہ اپنے دربار میں بیک وقت کسی کسی خطوط اپنے مشیوں سے سنتا تھا اور اسی وقت ان کے جوابات بھی ایک ساتھ املا کرتا تھا اگرچہ وہ باصطحاب طبع یا حاکم نہیں تھا لیکن اپنی ذہانت و تجربہ سے اسے کسی ایسے نئے مختلف بہاریوں کے سے لوگوں کے سامنے پیش کرنے کے اس پر تجربہ کے بعد خود بڑے بڑے حکیم بھی اسکی ذہانت پر حیران رہ گئے

اس کی ذہانت سے پہلی دفعہ بحری جہازوں کی تاریخ میں سمندر میں جہازوں کو مقصدی سیڑیوں کے ذریعے سے، چائے کیسے لپکے جگہ تک پہنچانے کا استعمال کیا گیا

اختر اعیانہ

اللہ تعالیٰ نے سلطان کے اندر غیر معمولی تحقیقی صلاحیتیں رکھی تھیں اس کی بصیرت نے اختر اعیانہ نامی اس کا ذہن ہمیشہ نئی نئی اختراعات کے بارے میں سوچتا رہتا ہندوستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اس نے پوری سلطنت میں آبادی کی مردم شماری کر لی بچپرائی راج کی بنیاد رکھی یہی بکتر بند گاڑیاں تیار کرائیں جس پر گویوں کا ٹرنس ہوتا تھا اسی کے حکم سے فرانسیسی، برٹن نے پانی سے چھوٹا ایک یہ کھن تیار کیا جس سے توپوں میں تابانی سورج کیا جاسکتا تھا دنیا میں مزید ایسا کرنے کا سہرا بھی اسی کے سر تھا حق کے امریکوں نے بھی اس کو راستہ کے۔ یوں میں شمار کیا وہ جب بھی اپنی سلطنت کے کسی کارخانہ میں جاتا تو نے حر یا جدید انداز کی کوئی چیز بنانے کا حکم ضرور دیتا تھا کی جگہ سے سوہی کام نے آغاز کیا جس کی ابتدا ہجرت نبوی کے بجائے بعثت نبوی سے ہوتی تھی ہندوؤں کو دہلی میں جہاں سے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا مشاہیر کو، مخرج لکھا جاتا تھا ۱۵۹۹ء میں کوری محکموں کے نام سے، حسن پر رکھے متا، غفار کچھری رتی کچھری وغیرہ عرف نامی کے حسب سے ایک نئی تقویم جاری کی جس کے نام یہ تھے احمدی، سہاری، جعفری، رانی، ہاشمی، وسطی، امجدی، حیدری، طلوعی، یوسفی، یازدی، بیاضی، اپنی سلطنت کا انوکھا نام رکھا اور اس کو سلطنت خدا داد سے موسوم

کیا اس کی حدت پسند طبیعت کا یہ نام تھا کہ وہ اپنی تحریروں میں سرخ یا سیاہ روشنی شعلیں نہیں کرتا تھا بلکہ سیاہ سرخ کے درمیان ایک روشنی تیار کرتی تھی جس سے وہ عام طور پر لکھتا تھا خدا محمدی کے نام سے ایک یا دو نام لکھا بھی ہے۔ کیا اور اس کے سے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا یا پیدائش و راسخ توں سے سے پیدائش کے پنے ساری صوبوں کو صوحتات یم اور میرانی صوبوں کو صوحتات غیر کا م دیا بارہ پونڈ تک وزنی رکٹ کو شہاب توپ کو درخش سدوق کو تنگ سر ضرب بندوق کو مقرر کا نام دیا گیا خود اپنے ذاتی گھوڑے کا نام سے ملادوس رکھتا تھا بحرین کو درخت اگائے کی لکھی سر بھی اس کی اسی حترای ذہن کی پیدوار تھی۔

شہر کے ناموں میں تبدیلی

ی شوق اختراع میں اس نے اپنی مسطنت کے مختلف شہروں و قلعوں کے نام بھی بدل دیے تھے جس کی تفصیلات ذیل میں دی جا رہی ہیں

پر نام نام

(۱) بنگلور	دارالسرور
(۲) بلاری	شرپٹن
(۳) کان کٹ	اسلام آباد
(۴) کو مہتور	سلام آباد

پر نام	پر نام
(۱) بنگلور	عظیم آباد
(۲) بلاری	رستم آباد
(۳) کان کٹ	گلشن آباد
(۴) کو مہتور	نظر آباد
(۵) بنگلور	جبال آباد
(۶) دیون ملی	یوسف آباد
(۷) دھاروار	حورشید سود
(۸) ہوسکوری	سلام پور
(۹) سری رنگا پٹنر	ظفر آباد
(۱۰) ڈنڈیگل	خالق آباد
(۱۱) خیروک	درعی
(۱۲) بھنگل	رحمت آباد
(۱۳) پادگڑھ	ختمی
(۱۴) قند چل درگ	فرحیاب حصار
(۱۵) تدی گڑھ	گردوں شلوہ
(۱۶) قلہ	مسقر آباد
(۱۷) کشن گیری	فلک آباد عظیم

پر نام نام

۲۲) پوتو سنده	۳۲) فساد
۲۳) قلعه گیتی	۳۳) فیض حصار
۲۴) بد نور	۳۴) حیدر نگر
۲۵) ماکزی درگ	۳۵) ساد نگر (فلک شکوه)
۲۶) کورگ	۳۶) غفر آباد
۲۷) سنگل درگ	۳۷) مظفر آباد
۲۸) پال ملی	۳۸) رحمت نگر
۲۹) صوبه سرا	۳۹) رستم آباد
۳۰) ارشاگیری	۴۰) مصطفی آباد
۳۱) ابن	۴۱) قائم آباد
۳۲) کیل درگ	۴۲) جعفر آباد
۳۳) مبارانی درگ	۴۳) ازیر آباد
۳۴) بیار انگ	۴۴) وفور آباد
۳۵) کرم گیری	۴۵) محی الدین آباد
۳۶) دیوانه درگ	۴۶) بالا شکوه
۳۷) گزی بند	۴۷) عظمت شکوه
۳۸) چهار گز	۴۸) رعنا آباد

پر نام نام

۳۹) بیرن درگ	۵۲) عظیم آباد
۴۰) سر کال منرو	۵۳) محمود آباد
۴۱) کن کپا	۵۴) ممتاز گز
۴۲) کنداپور	۵۵) نصیر آباد
۴۳) کوئی درگ	۵۶) تیار گز
۴۴) چندر گیتی	۵۷) شکور آباد
۴۵) سیکوپی	۵۸) واسط آباد
۴۶) سدا شیو گز	۵۹) حمید آباد
۴۷) ادنیان کوز	۶۰) حسین آباد
۴۸) آندپور	۶۱) احمد آباد
۴۹) چکر گیری	۶۲) عزیز آباد
۵۰) پاد گز	۶۳) حافظ آباد
۵۱) مرگس	۶۴) رحمان آباد
۵۲) ساحل سمندر علاقہ	۶۵) صوبہ بیم
۵۳) صحرانی و کوستانی علاقہ	۶۶) صوبہ ترس
۵۴) میدانی علاقہ	۶۷) صوبہ خنبر

سکون کے نئے نام

سلطنتِ حد و حد میں سوئے چاندی و درہم تیسوں قسم کے سکے رائج تھے جن کو
دھارے کے لئے پوری مملکت میں محدود کارہائے درہم سلطنت کے علاوہ مسور
بنگور ہرنور اور کال کٹ وغیرہ میں قائم تھے

نیپوں حکومت کے ابتدائی چار سالوں تک سکون پر بھری مار نہیں ہی نہ ہوتی
تھیں لیکن بعد میں اس کی جگہ نئی ایجاد کردہ موادی ماروں سے نئے سکے جاری
کے سکون پر عام طور پر ایک چار سو سلطان عدس و حیدر دوسری جانب
دین احمد در جہاں روشن از فتح حیدر است لکھا ہوتا

۱۳ روپے کے برہم قیامت والی شرفی کو ۲۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
سنت سے جاری ۱۰ روپے کے برہم شرفی کو حضرت ابو بکر کی سنت سے جاری
۲۱۵ روپے کے برہم شرفی کو حضرت عمر کی نسبت سے فاروقی کہا جاتا تھا سب
سے چھوٹی شرفی کو راجہ کا نام دیا گیا تھا ۱۲ روپے کے برہم چاندی کے سکے کو
حضرت علی کی نسبت سے حیدری و درہم سکون کو شیخوں کے بار و امر کے نام پر
باقری جعفری وغیرہ کہا جاتا تھا

۱۱ روپے کے برہم سکے کو مائی نھی کو عابدی چوٹی کو باقری دو آنے کے برابر
سکہ کو جعفری و ایک آنے کے برہم سکے کو کاظمی ۲ پیسے کے برہم بیس سے
چھوٹے سکے کو جعفری کہا جاتا تھا انہی کے سکے کو جو دو روپے کے برہم قیامت کا ہوتا
تھا حضرت عثمان کی نسبت سے عثمانی کہا جاتا تھا لیکن بعد میں اس کا نام بدل کر

ستارہ نام پر مشہور رکھا گیا و اس سے کمر قیامت کے سکون کے نام بھی ستاروں
کی نسبت سے رکھے گئے تھے ایک پیسہ و ہر ہ نصف پیسے کو مربع چوڑائی پیسے
کو ستارہ و قیامت کے پیسے کو قطب کہا جاتا تھا

ہنجایت راج کا بانی

یوں تو نہ قدر ہی سے ہر شہر اور گاؤں میں وہاں کی معاشی و اخلاقی ترقی پیسے
کمیائیاں تھیں جس کا سربراہ اس گاؤں کا بانی کوئی معتمد تجربہ کار شخص ہوتا تھا لیکن
سطحِ نیپوں نے ماقاعدہ پہلی دفعہ ایک شاہی فرمان جاری کر کے اس کو سرکاری
حیثیت دی سربراہ اسی گاؤں کے پٹیل کو مقرر کیا گیا اور اس کے تعاون سے
شاہجگ (محاسب) رکھا گیا ہنجایت کے ارکان کا انتخاب خود عوام کرتے تھے
اس کمیٹی کے ارکان میں سے ایک شخص صنعت کی سطح پر کام کھیتی میں اپنے گاؤں کی
نمائندہ راجاتھا تو یہ ہنجایتی نظام عوام کے نمائندوں کو سرکاری امور میں شامل
کرے کیسے سلطان کے وہاں کے خزانہ میں اس طرح یہ نظام اپنی افادیت کے پیش
نظر اس پوری ریاست میں بعد میں بھی ہمیشہ پیسے چل پڑا دوسرے مفاظ میں سلطان
حیدر اس پورے ہنجایتی نظام کا بانی بن گیا

ملک کی تاریخ میں پہلی مردم شماری کا سر

جیسے کہ پہلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ سلطان کا خزانہ اعلیٰ ذہن ہمیشہ
لہ تاریخِ عظیم سلطان از محبِ حسن

یہ چہروں کے بارے میں سوچنا رہتا تھا اس کی سی طبیعت نے اس کو پی
مملکت سے متعلق کیا اور نہ چیز کے آثار پر آمادہ کیا جس کے مطابق اس سے پ
پوری سلطنت میں مردم شماری کا حکم جاری کر دیا یہ نہ صرف پوری سلطنت
خداوند بلکہ پوری ہندوستان کی تاریخ میں پہلی ماقاعدہ مردم شماری تھی اس سلسلہ میں
اس نے اپنے وزیر عظیم میر صادق کے نام پر حکم جاری کیا جو سلطان تھا
فرمان بنام میر صادق (دیوان حضور)

۱۷ جولائی ۱۷۸۹ء

حکم دیا جاتا ہے کہ پوری مملکت کی مردم شماری مع جاس و ساماں کی جائے اور
اس کی رپورٹ سلطان کو دی جائے

دستخط

نئیو سلطان

اس کے تحت سلطنت کے تمام قاضیوں کو بھی اس کا مکلف کیا گیا کہ وہ اپنے
اپنے علاقہ کی مردم شماری کریں جس میں مردوں عورتوں بچوں مکانات و عاید اور
ان کے مشاغل و عیال کی تفصیلات ہوں اور اس کی رپورٹ سے سرکار کو مطلع کیا
جائے ایک نفل وہ اس کا اپنے پاس بھی رکھیں۔

نئیو اور خواب

نئیو کثرت سے خواب دیکھنے کا عادی تھا جس کو وہ پابندی کے ساتھ مع تعبیر
کے اپنے روزنامہ میں اہتمام کے ساتھ لکھتا بھی تھا ایک دفعہ اس نے خواب میں

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زیارت کی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کو شہادت کی خوشخبری سنائی صبح بیدار ہو کر اس نے اس پر ہمارا شکر ادا کیا اور
خوشی میں فقراء و مساکین میں خیرات و صدقات کئے اس کا یہ روزنامہ اس کی
شہادت کے بعد اس کے مال غنیمت میں کرنا دیکھ کے ہاتھ لگا اور اس کی صحت کی
تصدیق اس کے ذاتی محرر حبیب اللہ خان نے بھی کی وہ اپنی اس ذاتی ڈگری کو خود
اپنے گھروں کی نگاہوں سے بھی چھپانے رکھتا تھا پروفیسر محمود الحسن نے انگریزی
میں اور مسلم صحیفہ میں نے اردو میں اس موضوع یعنی نئیو کے خواب پر مستقل کتابیں
لکھی ہیں۔

حب الوطنی

سلطان کی پوری زندگی حب الوطنی کا دوسرا امام تھی ملک سے اس کی محبت
و وفاداری کا اس سے بڑا ور کیا ثبوت چاہیے کہ مادر وطن کی حفاظت اور دشمنوں کے
ناپاک وجود سے اس سرزمین کو پاک کرنے کیلئے اس نے اپنی جان تک دے دی
اور پناہ تحت و تاج بھی اس کیلئے قربان کر دیا اگر وہ چاہتا تو دشمنوں سے آزادی کا
سودا کر کے اپنی جان بچ سکتا تھا لیکن اس کی غیرت نے اس کو گورہ نہیں کیا اور اس
لے مقابلہ ہی کو ترجیح دی وہ ملک کا پہلا حکمران تھا جس نے عوام کو تہذیبی آزادی کا ایک
مقبول نمونہ ہندوستان ہندوستانیوں کیلئے ہے دیا اور خود بھی اس
کیلئے آخری سانس تک مادر وطن سے برطانوی سامراج کو ختم کرنے کیلئے لڑتا بھی رہا
اس سلسلہ میں اس نے نظام اور مرہٹہ سرداروں کے علاوہ ہندوستان کی چھوٹی چھوٹی

ریاستوں کے حاکموں سے بھی سب حفاظت و رس کے دفاع کیلئے رابطہ قائم کیا
 ورنہ ان کو اس کیلئے متحد ہونے کی دعوت دی جب سب سب سے دھما یوں ہو گیا تو اس
 نے باقاعدہ عظیم ملکی سربراہان مملکت سے ہر سمت کی سیکن وہاں بھی اس کو بہت کم
 کامیابی ملی جب تک وہ زندہ رہا انگریزوں کو ملک کے دوسرے کٹر علاقوں پر اپنے
 قبضہ کے باوجود یہ کھینے کی ہمت نہیں ہوئی کہ ہندوستان ہمارا ہے لیکن جیسے ہی اس
 کی شہادت ہوئی اس کی مائش کے پاس سکر جنرل بارس نے اختیار فرما سرت سے
 پکارا تھا کہ

آج سے ہندوستان ہمارا ہے

دوسرے لفظ میں اس کی موت ملک کی آزادی کی موت تھی جس کا ثبوت یہ
 ہے کہ اس کی شہادت پر گھٹے مدر اس اور ممبئی کے علاوہ خود مد میں بھی خوشیاں
 منائی گئیں اس کی وطن پرستی کا یہ عالم تھا کہ رنگ میں اس نے کبھی بھی دوسرے
 ملک میں بنے ہوئے کپڑے استعمال نہیں کئے مدر اس پر انگریز کمپنی کا بھٹ تھی ایک
 دفعہ وہاں سے بنگلور کے تاجروں نے نمک منگو یا جب نیپو کو اس کا علم ہوا تو اس نے
 اسی وقت ان تاجروں کو نمک واپس کرنے پر مجبور کیا گویا اس ملک میں سودیشی
 تحریک کا بانی بھی ایک طرح سے نیپو ہی تھا اس نے انگریزوں کو حدود سلطنت میسر
 میں تجارت کی ممانعت کردی تھی لمبار کے فوجدار ارشد بیگ کو ۱۸۵۷ء میں اس
 نے خط لکھا کہ وہ سلطنت کے باشندوں کو حکم دے کہ وہ انگریز تاجروں سے مال نہ
 خریدیں ورنہ پنا کوئی مال ان کے ہاتھ فروخت کریں اس طرح وہ مایوس ہو کر یہاں
 سے چلے جائیں اس کے پاس دشمنوں سے چھینے ہوئے انگریزی و فرانسسی ساخت

لے ستریں سچے موجود تھے لیکن وہ ہمیشہ ہی سلطنت کے لئے ہوتے ہتھیاری و
 ترجیح دیتا تھا اس کی شہادت کے بعد اس کے قتل سے بے شمار اسلحہ برآمد ہو سکیں
 اس میں موجود ۱۲۰ توپوں میں صرف ۱۵ توپیں یورپی ساخت کی تھیں خیر شیرانی
 نے تمام ہل و ظن کی طرف سے اس کی حسب الوطنی پر اس کو یوں خرچ عقیدت پیش
 کیا ہے

عشق و آزادی ہمارا زینت کا سامان ہے
 عشق میری جان آزادی میرا ایمان ہے
 عشق پہ کردوں غدا میں اپنی ساری زندگی
 لیکن آزادی پہ میرا عشق بھی قربان ہے

تعمیری ذوق

فن تعمیر کا ذوق نیپو کو اپنے والد نواب حیدر علی کے ورثہ میں ملا تھا پوری
 سلطنت خداداد میں اس نے سینکڑوں عمارتیں بنوائیں اور متحدہ جنوبی قلعے تعمیر کئے
 بنگلور چنل درگ حیدر نگر (بدنور) اور بھٹکل وغیرہ میں اس نے کئی مسجدیں تعمیر
 کیں بھٹکل میں اس کے حکم سے تعمیر کی گئی اس کے نام سے موسوم سلطانی مسجد
 ابھی چند سالوں قبل تک اسی حالت میں موجود تھی اور اسکے اعلیٰ ذوق تعمیر کا ثبوت
 دے رہی تھی صحیح مقامی روایات کے مطابق اس مسجد کی تعمیر کے بعد مسجد کی توسیع
 کے سے جو دستاویزات اس نے ایک خاندان کے نام دیئے تھے وہ ابھی چند سالوں
 قبل تک شہر کے ایک خاندان میں موجود تھے اپنے والد کے مقبرہ پر اس نے ایک

شاید ریح عمارت تعمیر کی تھی جس میں سیاح سب سے بڑے کے روحانی ستونوں پر ایک خوبصورت گنبد بھی بنوایا تھا اسی عمارت میں بعد میں خود اس کی تدفین بھی عمل میں آئی۔ نواب حید علی سے دارالسلطنت میں دریائے کادیری کے جنوبی کنارہ جو خوبصورت محل دریا دوست باغ کے نام سے بنوایا تھا سلطان نے نہ صرف اس میں توسیع کی بلکہ اس کو مزید خوبصورت بھی بنوایا وہ خود بھی گرمیوں میں اپنا زیادہ تر وقت اسی محل میں گزارتا تھا یہ محل آج بھی سری رنگا پٹن میں آثار قدیمہ کے طور پر موجود ہے۔ اس میں حید علی نے شگلور میں بھی اپنے لئے ایک محل کی بنیاد رکھی تھی ٹیپو نے مسلسل جنگوں میں مصروفیت کے باوجود اس میں اس کو مکمل کیا شگلور میں صرف ایک مینار کی ایک خوبصورت و شاندار مسجد مراکش کے عربوں کے طرز پر اس نے بنائی سری رنگا پٹن میں مسجد علی کی تعمیر بھی خود ہی ذاتی نگرانی میں کروائی ٹیپو کے عہد میں حکومت سنبھالنے سے پہلے پوری سلطنت میں آمدورفت اور داخلی تجارت کیلئے زیادہ تر کشتیوں ہی کا استعمال ہوتا تھا لیکن ٹیپو نے پہلی دفعہ اپنے دور حکمرانی میں ملبار کے علاقوں میں نی سڑکیں بنوائیں کادیری کے مشرق سے دھرم پور درہسور کے مغرب تک اور کرشنا گری سے بودیکوڑ تک دونوں اور بڑی سڑکیں بھی بنوائی ملبار میں مسافروں کیلئے سرائیں سب سے پہلے اسی نے تعمیر کیں۔ دارالسلطنت سے چند ہی میل کے فاصلہ پر ایک بند بھی تعمیر کروایا جس کی لمبائی بی صرف ستر فٹ تھی داروجی کے مقام پر ڈھائی میل لمبا اور ۳۵ فٹ چوڑا ایک اونچا تالاب بھی اس نے بنوایا تھا۔

دریائے کادیری پر کسانوں کی سہولت کیلئے اس نے ایک بڑے بند کی تعمیر

کام منصوبہ کیا تھا اور اس کی بنیاد بھی رکھی تھی ہندوستان کی رومی سے بعد نرائنگ کی سرکاری کارروائی میں اتفاق سے ہی طرح کے ایک بڑے بند کی تعمیر کا خاکہ تیار کیا اور اس کیلئے موزوں جگہ کے انتخاب کیلئے غیر ملکی ماہرین کی مدد لی، ماہرین کی سفارشی پر جب ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا گیا اور کھدائی شروع ہوئی تو وہیں ایک کتبہ ملا کہ یہاں سلطان ٹیپو کے حکم سے ایک بڑے بند کی بنیاد رکھی گئی ہے اس کتبہ کا آغاز ہماہ اور قمر الحیم اور یاقوت سے ہوتا تھا اس انکشاف کے بعد خود غیر ملکی ماہرین و انجینئروں کو بھی ٹیپو کے ذوق تعمیر اور ایک بڑے بند کے موزوں و مناسب جگہ کے انتخاب پر تعجب ہوا اسی طرح کے سد بھی درہسور کے نام سے مزید دو بڑے بند کی تعمیر کا منصوبہ بھی ٹیپو کے پیش نظر تھا اور اس نے اس کے لئے سرکاری زمین بھی جاری کر دیا تھا اس کی تصدیق میسور میں مختتم سلیم تہائی صاحب کے پاس موجود ٹیپو سے مندرجہ کاری فرماؤں سے ہوتی ہے جو حسن اتفاق سے آج بھی ان کے پاس موجود ہیں اور راقم اعرف نے بھی خود اس کو دیکھا ہے۔

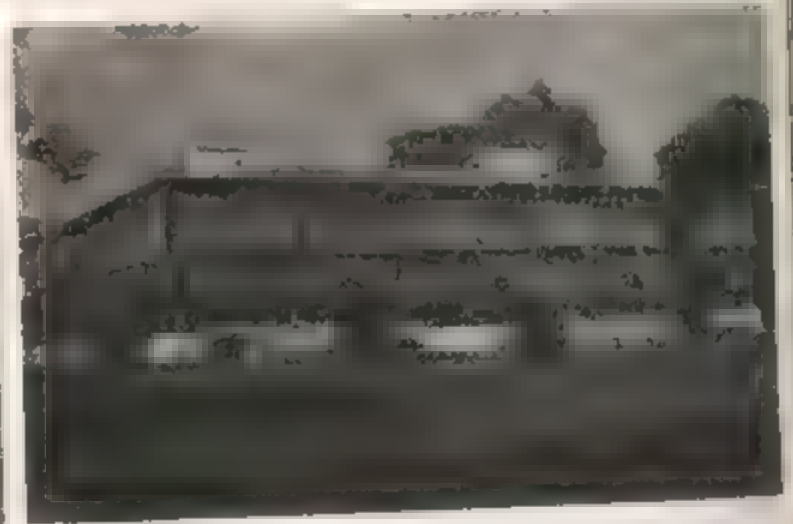
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

۵۳۹
سری رنگا پنجم میں نیپو کی آخری آرامگاہ



toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

سری رنگا پنجم کا مشہور دریا دوست مارا سلطان یہاں پر مہیاں کر رہا تھا



toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

انتظامی صلاحیت

سناں ایک کامیاب سیاستمدار کے ساتھ ساتھ ایک بہترین منتظم بھی تھا اس کی ان صلاحیتوں کے خود اس کے دشمن بھی معترف تھے مگر یہ مورخ کی پیش کش کا کھتا تھا۔ جب ہم سلطنتِ عہدِ ادا میں داخل ہوئے تو محسوس ہو کہ ٹیپو اپنی فوج اور سکی تنظیم میں یورپ کے کسی مہذب ملک سے پیچھے نہیں ہے اس زمانہ میں تمام مشرقی حکمرانوں میں وہ سب سے بہترین منتظم تھا اس نے بیک وقت مغلوں کے قدیم تحریکات اور نگرینوں کے جدید نظریات سے اپنے انتظامی مورث میں بھرپور فائدہ اٹھایا تھا۔ سرکاری کاموں کی وہ خود نگرانی کرتا اور خود بھی صبح شام سی میں مشغول رہتا تھا چری ڈاک یا بدھس کی صورت میں وہ متعلقہ علاقوں کے افسران کو شرمج ایک دفعہ اپنے ایک تعلقدار کو کچھ اس طرح خط لکھا

بنام میر احمد علی تھانہ اور نرسی پور

۷۵ / جنوری ۱۷۸۶ء

تم نے اطلاع دی ہے کہ معزوں امیر پہرہ سے فرار ہو گیا ہے تم کو فوراً اس کی گرفتاری کا انتظام کرنا چاہیے یہ شخص سرکار کے تیس ہزار روپے غن کر گیا ہے اور اس کی بلامعاذری تم پر ہوگی

نقطہ

ٹیپو سلطان

یہی وجہ تھی کہ عوام کے ہاں خسارہ کو اگر اس میں فسر ن کی بد احتیاطی شامل ہوتی تو ان ہی کی تھوڑی سی وضع کیا جاتا مگر چہ اس نے اپنے ماتحتوں کو احتیارت

چوبیسواں باب

ٹیپو بحیثیت حکمران و منتظم

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دے رکھے تھے لیکن ہم امور میں آخری فیصلہ وہ خود کرتا تھا۔ حیثیت میں نڈر میں چیب
میدان جنگ میں پوری فوج کی مجموعی کہاں ہمیشہ اس کے ساتھ میں ہوتی رہتی تھی
ادنیٰ میں کو تابی پر وہ اپنے، تھوڑے کہ وہ فتنہ کرنا سکھوں کو سزا میں بھی
دیتا تھا اپنی طرح اپنے فسرں کو بھی جی زندگی میں صاف تھمر رہنے کی وہ
نصیحت کرتا تھا

نظم سلطنت

سلطان نے اپنی پوری سلطنت کے نظم و نسق کیسے جو تقریباً ہی ستر مربع میل
سے زبردقہ پر مشتمل تھی مختلف شعبے قائم کیے تھے چونکہ حیدر علی نے اپنی زندگی
میں میوہ کو کٹا نور وغیرہ کے ضلوع بطور جائگہ دے دیے تھے اس سے اس کو تنہائی
مور درمی صل وغیرہ کے سلسلہ میں بھی خاصی معلومات ہو گئی تھی اور اس کے یہ
تجربات بعد میں بھی اس کو کام آئے حیدر علی کی وفات کے بعد جنگ میں مسلسل
مصر و فیت کی وجہ سے اس کو شروع میں تو امور سلطنت پر توجہ دینے کا موقع نہیں ملا
لیکن معاہدہ منگور کے بعد اس نے اس پر بھرپور توجہ دی اور مملکت کے منظر کو
زمرہ نو ترتیب دیا رعایا کے خدمات کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے قدیم قوانین میں
اچانک تبدیلی سے بھی گریز کیا۔

مرکزی حکومت

مجموعی طور پر پوری سلطنت کے نظم و نسق پر پاریس کی نظر رہتی تھی اور سی کو

مرکزی حکومت کی حیثیت حاصل تھی حکومت کے تمام امور پر پاریس کے
رہنما تھے اس کے تحت دفاع خارجہ و داخلہ تجارت و غیرہ کے مرکزی سطح پر
ساتھ بڑے حجم کے کام تھے ہر بورڈ ایک وزیر کے ماتحت ہوتا اس کے ماتحت
فسرں کا خلیفہ بھی خود سلطان کرتا تھا اس شخصوں کو وقتاً فوقتاً میٹنگیں ہوتیں
اور مختلف فسرں آپس میں تبادلہ خیال کے بعد اپنی رائے کارروائی کے جسٹس میں بھی
دستخط کر کے سہ ماہی صندوق میں رکھتے پھر اس کو کھول کر کڑیت کی میڈ پر کوئی
فیصلہ سامان اور سلطان اس سے مطلع کیا جاتا تو کوئی ہم معاملہ ہوتا تو خود سلطان
کی اس سلسلہ میں رائے طلب کی جاتی جو ہے ماتحت دیگر فسر اس کے مشورہ سے
کوئی حتمی فیصلہ سامان بعض اوقات تمام درجنوں کی مشورہ میٹنگیں بھی ہوتیں
تھیں تمام شخصوں کی کارروائی پر نظر رکھے جیسے جیسے کام بھی قائم تھا جو مشترکہ
لوگوں کی حالت پر نظر رکھتے تھے سہ ماہی کارروائی میں کوئی سال میں تیس دفعہ ترقی دی
جاتی اور دوسرے محکمہ میں اس کا تبادلہ ہوتا سہ ماہی کارروائی میں عام طور پر فارسی میں
اور بعض اوقات کڑی امر میں درجہ میں بھی جاری کے ماتحت پاریس رہا کرتی
حکومت کے ماتحت قائم ہوا درجنوں کی تفصیلات فیس میں طرح تھیں

۱) وزارت مالیات

مرکزی سطح پر حکومت کی اس سب سے ہموار رت کو میر آصف کا نام دیا گیا
تھا دوسرے اہلکار میں یہاں قیورڈ تھا اس کا سربراہ یعنی وزیر مالیات جس کو پاریس
یا میر آصف بھی کہا جاتا تھا سلطان اور اس کے دربار اعظم کے بعد سب سے ماتحت

شخص ہوتا تھا اس عہدہ پہلے میر صادق تھا لیکن ۱۹۲۲ء میں پاریمان سے قیام نے بعد میں اس کا صدر بن تو یہ عہدہ ٹیپو نے پورا کیا کو دیا یہ محکمہ سلطنت کی پوری تدویر پر نظر رکھتا تھا ایک افسر علی یعنی وزیر کے علاوہ اس کے کل چھ ممبر ہوتے تھے سربراہ کی تنخواہ سالانہ ۲۱۰۰۰ پگڈا اور دیگر ممبروں کی تنخواہ سالانہ ۱۰۰۰ پگڈا تھی سہ کاری خزانہ کے حسابات عام طور پر فارسی کنز اور مرٹھی میں رکھے جاتے تھے اس وزارت کے مختلف ذیلی شعبے بھی تھے درہر ممبر کے درمگ لگ کام تھا۔

۲) وزارت تجارت دری

اس وزارت کا نام کچھری ملک تھا ملک میں صحت و معرفت و تجارت کی دیکھ بھال اس محکمہ کے سپرد تھی شروع میں بحری تجارت بھی اس بورڈ کے تحت آتی تھی لیکن بعد میں اس کی وسعت اور بڑھتی اہمیت کے پیش نظر ٹیپو نے اس کے سے ملک وزارت قائم کی تھی اس محکمہ کے کل نو ممبر تھے محمد خاں اس کا سربراہ تھا جس کی سالانہ تنخواہ ۱۵۰۰۰ پگڈا تھی باقی ممبروں کی تنخواہ سالانہ ۵۰۰۰ پگڈا تھی اس وزارت کے علی و ماتحت افسران کو پے اسپے مذہب کے مطابق اس بات کا حلف لینا پڑتا تھا وہ رزق حلال کی عوم کو فرہمی کی کوشش کریں گے اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کو ایمانداری سے پوری کریں گے۔

۳) وزارت تجارت بحری

اس کو کچھری میریم بھی کہتے تھے چونکہ عہد ٹیپو میں بحری تجارت نے کافی ترقی کی تھی اس سے ۱۹۱۷ء میں اس کے سے ایک ملک وزارت قائم کی گئی تھی اس کے

ممبروں میں بن عریہ کے علی افسران ہی سے منتخب کئے جاتے اس کا وزیر حافظ محمد میر تھا جس کی تنخواہ سالانہ ۱۳۰۰۰ پگڈا اور دیگر ممبروں کی ۵۰۰۰ پگڈا تھی

۴) وزارت دفاع

اس کا نام کچھری میر میں اس کا سلاطینی افواج کیسے عمومی نظام کے علاوہ اس کے در پوری فوج کی دیکھ بھال بھی تھی ایک سربراہ کے علاوہ اس کے ہندوہ فوجی افسران میں تھے اس شعبہ کا سربراہ بھی ہندوہ برہمن پورنیا ہی تھا جس کو اس شعبہ سے مسلک ہونے کی وجہ سے سالانہ ۲۸۸۰ پگڈا ملک سے تنخواہ ملتی تھی جبکہ دیگر ممبروں کی تنخواہ صرف ۱۰۰۰ پگڈا تھی پوری فوج کو گیارہ سہ سالوں کی کہاں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور خود ٹیپو ان سب کا سپہ سالار اعلیٰ تھا

۵) وزارت حفاظت اسلحہ

جنگل سامن اسلحہ ذخائر کی حفاظت و نگرانی کیلئے ٹیپو نے ایک ملک وزارت قائم کی تھی جس کا نام اس نے کچھری میر صدر رکھا تھا اس شعبہ کے سربراہ غلام علی خان کی تنخواہ جو میر الصدور کہلاتا تھا ۸۳۰۰ پگڈا تھی جبکہ باقی اٹھ افسران کی تنخواہ ۶۵۰۰ پگڈا تھی سلطنت کے تمام فوجی قلعوں کا انتظام نیز اسلحہ کی تیاری اسی شعبہ کے در تھی فوج کے ان حسابات بھی سی کے پاس رہتے تھے قلعوں میں سامان رسد اسلحہ وغیرہ پہنچانے کا بھی یہی محکمہ ذمہ دار تھا

۶) وزارت حفاظت خزانہ

اس وزارت کا نام ٹھہری میر کاظم تھا یہ گرچہ وزارت، سیات ہی کا ایک شعبہ تھا لیکن اس ذیلی شعبہ کی اس کے سپرد ہم کاموں کے پیش نظر ایک مستقل حیثیت ہو گئی تھی سرکاری حزنہ میں نقدی یعنی سونے در پگڈے کے علاوہ سرسہر سرکاری دستاویزات کی حفاظت میں وزارت کرتی تھی سونے در چاندی وغیرہ کے سکوں کو ڈھالنے والے کارخانے بھی سی کے ماتحت تھے اس شعبہ کا سربراہ محمد من تھا جس کی تنخواہ ۹۵/۱ پگڈا اور اس کے ماتحت سات افسران کی تنخواہ ۳۰۰ پگڈا تھی

۷) وزارت عدلیہ و انصاف

یہ پنی اسمیت کے پیش نظر پوری مملکت کی سب سے اہم وزارت تھی گادیا شہر کی پٹپٹائیوں میں مل شدہ فیصلوں کے خلاف اپیل کا حق عوام کو سی عدالت میں تھا گویا یہ سپریم کورٹ تھی جس میں ہندو مسلم دونوں طرح کے جج ہوتے تھے ان ججوں کے فیصلوں کے خلاف بھی ہر کسی کو برہاست سلطان سے اپیل کا حق حاصل تھا

۸) وزارت فوج و امور

گرچہ وزارت دفاع کے تحت سلطنت کی تمام فوج آفاقی نہیں لیکن خاص سلطنت میسور کے سپاہیوں کی تربیت اور ان کے موہ کی دیکھ بھال کیلئے ٹیپو نے ۱۷۹۳ء میں اس وزارت کو قائم کیا تھا اس شعبہ کا سربراہ محمد رضا تھا جس کی تنخواہ

سالانہ ۱۰۵۰/۱ پگڈا اور دیگر دس افسران کی ۱۰۰۰ پگڈا تھی میسوری سپاہیوں کو غیر میسوری سپاہیوں سے ان کی سبز پگڑیوں میں سرخی امل پٹی سے ممتاز کیا گیا تھا ان کو زمرہ اور غیر ملکی سپاہیوں کو غیر زمرہ بھاجا جاتا تھا۔

۹) وزارت اطلاعات و نشریات

یہ دراصل ڈاک و خبر رسائی کا شعبہ تھا جس کا صدر دفتر در سلطنت ہی میں تھا اس کے ممبران و ملازمین مختلف شہروں میں بکھیلے ہوئے تھے جس کے ذریعہ سلطان کو پتہ، تحت افسران کی سرگرمیوں کا علم بھی ہوتا تھا گویا یہ ٹھکانہ جاسوسی بھی تھا یہی شعبہ سرکاری وغیرہ سرکاری خطوط بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کا نظم بھی کرتا تھا خطوط کی فوری ترسیل Speed Post کا بھی انتظام تھا جس کے مخصوص ملازمین کو بجلی بھاجا جاتا تھا

مرکزی حکومت کے ماتحت مذکورہ وزارتوں کے علاوہ اور بھی مختلف وزارتیں تھیں مثلاً ٹھکانہ تعمیرات، اطلاعات کی دیکھ بھال کا شعبہ اور مذہبی مقامات کی وزارت وغیرہ

صوبائی حکومتیں

ہندوستان میں ٹیپو نے اپنی پوری سلطنت کو سات صوبوں میں تقسیم کر دیا تھا جس کا نام آصفی تھا بعد میں اس کی تعداد نو ہو گئی ۱۷۹۳ء میں معاہدہ منگلور کے بعد اس میں دوبارہ نظر ثانی کر کے سترہ صوبے بنائے گئے آخر میں مملکت کی توسیع کے بعد صوبوں کی تعداد ۲۷ تک پہنچ گئی سلطان کی طرف سے ہر صوبہ میں دو گورنر ہوتے تاکہ

تاکہ کوئی زیادہ با اختیار نہ ہو جائے ایک گورنر محاصل اور دیگر امور کا ذمہ دار تھا جو
آصف یا صوبیدر کہلاتا تھا دوسرا من عامہ کا جو لوہدار یا فوجی گورنر کہلاتا تھا اور
صوبیدر ہوتا تو اس میں چار تک گورنر ہوتے ہر سال عید، صبحی کے موقع پر صوبیدر و
فوجدار مع اپنے نائب کے دار سلطنت حاضر ہو کر سلطان کو اپنی سالانہ کارکردگی اور
مالی حسابات کی رپورٹ پیش کرتے نماز عید کے بعد موسم ہل کار منبر مسجد کے
سامنے قرآن مجید اپنے سر پر رکھ کر تجدید عہد وفا کرتے درہند اپنے شستروں کے
مطابق

اضلاع و تعلقوں کا نظم

ہر صوبہ میں مختلف اضلاع ہوتے جس کا سربراہ عملد رکھلاتا تھا اس کا نائب
طرہ دار ہوتا سلطنت کے جملہ اضلاع کی تعداد آٹھ میں ۱۰۲۳ تک پہنچ گئی تھی ہر ضلع
میں عام طور پر تیس تا چالیس گاؤں ہوتے عملد رپورٹ سے ضلع میں کسانوں کے
مسائل کو حل کرنے اور انکی فلاح و بہبودی پر توجہ دینے کا ذمہ دار ہوتا مالداروں کے
استحقاق سے کسانوں کو بچانا بھی اس کے فرائض میں داخل تھا اس کی مدد کیسے
سرکار کی طرف سے ایک طرف دس عمر چالیس چہر اسی وغیرہ فرہم کے جاتے تھے
اس سب پر نگرانی کیسے ہر علاقہ میں جا سوس مقرر تھے جن کا براہ راست سلطان سے
رابطہ ہوتا ضلع کے ہر گاؤں میں ایک چنایت ہوتی جس کا سربراہ پنیل در اس کا
معاون شاہجگ (محاسب) ہوتا جو اپنے ممبران کی مدد سے گاؤں والوں کے مسائل
حل کرتا ہر صوبہ ضلع و گاؤں میں متعین سرکاری ملازمین کی فہرست مع تفصیلات

کے سلطان کے پاس بھی ہوتی تھی جس کو ان کی کارکردگی کے مطابق ترقی دی جاتی
اور ہر تین سال میں دوسری جگہ ان کا تبادلہ بھی کر دیا جاتا

عدلیہ کا نظام

عوام کے روزمرہ کے ذاتی و سماجی مسائل یعنی مول و فوجداری مقدمات کیسے
ہر گاؤں میں پنیل اور ہر شہر میں آصف مقرر تھا مذہبی معاملات و تنازعات کے حل
کیسے ہر شہر میں مسلمانوں کیسے قاضی مقرر تھے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلے
کرتے تھے سری رنگا پنم بنگلور بد نور اور چل درگ میں پوری سلطنت کے چار
بڑے قاضی تھے ہندوؤں کے مذہبی تنازعات کیسے پنڈت مقرر تھے جو اپنے
شستروں کے مطابق مسائل کو حل کرتے ہر ضلع میں ایک منشی عدالت یعنی
ڈسٹرکٹ کورٹ بھی تھی جس میں دو جج ایک مسلمان اور دوسرا ہندو ہوتا جہاں
گاؤں کے پنیل یا منشی کے عملد رکے فیصلوں کے خلاف اپیل کا ہر ایک کو حق
حاصل تھا در سلطنت میں عدالت عالیہ یعنی سپریم کورٹ تھی جو مرکزی وزارت
برائے عدل و انصاف کے تحت تھی اگر یہاں بھی کسی کو اطمینان نہیں ہوتا تو براہ
راست سلطان کے دربار میں اس مقدمہ کی پیش ہوتی در سلطان اپنے فسران
دور کے ساتھ تہا در خیال کے بعد اپنا فیصلہ سناتا مقدمہ ہر عدالت میں خود فریقین
پیش کرتے گو ہی عوام کی ہوتی اور فیصلہ بھی بغیر کسی تاخیر کے اسلامی اصولوں کے
مطابق اسی وقت سنایا جاتا سزاؤں کا نفاذ بھی عام طور پر پوری ہی ہوتا قتل اور
جلاوت کی سزا بھی نہ تھی چوروں و ڈاکوؤں کے ہاتھ پیر ایک قسم کا تیل لگا کر ہمیشہ

کیلئے خشک سے جاتے رہتی کو عام طور پر خشک کیا جاتا مسموں جراثیم پر کوڑے لگاتے جاتے جس کیلئے ہر جگہ سرکار کی طرف سے لوگ مقرر تھے

خارجہ پالیسی

سلطان بحیثیت ایک سیاستدان و حکمران سے اپنی خارجہ پالیسی سے بڑی دلچسپی رکھتا تھا وہ خود اپنا وزیر خارجہ تھا اور اس سلسلہ میں تمام اہم خطا و کتابت خود کرتا تھا ہندوستان کے اندر قائم مختلف حکومتوں مثلاً نیپال کشمیر سے پورا اور چوہدری و غیرہ کے حکمرانوں سے اس نے ہمیشہ خوش گوئی و تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی دہلی کے محل بادشاہ سے اس نے اچھے مراسم تھے خود اپنے آس پاس قائم یا ستوں ہر ہٹوں و نظام سے بھی اس نے ہر تک صبح دامن کی بھرپور کوشش کی ملک کے باہر بھی ایرانی افغانستان عمان ترکی و غیرہ کی حکومتوں سے بھی اس کے مراسم قائم تھے عمان کے ساتھ اس کے تعلقات اس قدر خوشگوار تھے کہ مسقط میں دیگر ہندوستانی تاجروں کیلئے آٹھ فیصد اور ایرانیوں کیلئے ساڑھے چھ فیصد چٹائی تھی جبکہ یسوری تاجروں کیلئے یہ چٹائی صرف چار فیصد تھی افغانستان کا بادشاہ اس کی مدد پر نہ صرف آمادہ ہوا بلکہ اس کیلئے اپنی ایک بڑی فوج لیکر ہندوستان کی سرحد تک پہنچا بھی چکا تھا لیکن ایران کے حملہ کی وجہ سے اس کو واپس جانا پڑا فرض یہ کہ وہاں گریہ و سہاگ کے خلاف بیرون ہند کے سربراہان مملکت سے رابطہ قائم کرنے والا ہندوستان حکمران تھا یہ لگ بات ہے کہ وہ اپنے اس نیک مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکا

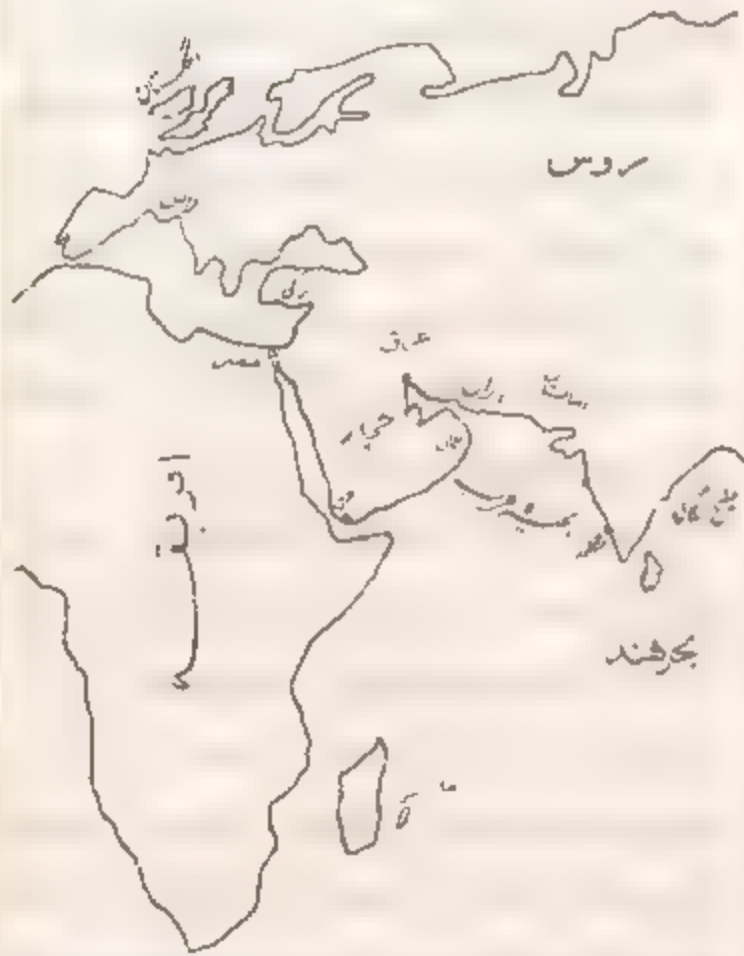
toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرانسیسیوں سے تعلقات

فرانسیسی بھی تگ یڑوں کے ہم مذہب ہیں مسیحی ہونے کی وجہ سے مسلمان کے دشمن ہی تھے لیکن وہ اس زمانہ میں عالمی سطح پر انگریزوں کے سیاسی حریف تھے دہر نوب محمد علی شاہ حیدر آباد اور مرہٹہ سردار بھی یہ تو عمداً انگریزوں کے تلخ ہو چکے تھے یا پھر نیپال کے خلاف ان کے سیاسی حریف بن گئے تھے اس طرح اس پورے علاقہ میں نیپال انگریزوں کے خلاف تنازع میدان میں تھا سی سے اس نے بھی اپنے دادا کی طرح انگریزوں کے خلاف فرانسیسیوں سے رد ہوا بڑھا ہے جو اس وقت ہندوستان میں تجارت کے سامنے موجود تھے یسور کی تیسری جنگ میں اگرچہ فرانسیسی عالمی سطح پر انگریزوں سے صبح ہونے کی وجہ سے آخری وقت میں یسوریوں سے الگ ہو گئے تھے لیکن نیپال فرانسیسیوں کی مجبوریوں کو سمجھتا تھا اور اس کو امید تھی کہ سندھ کسی موقع سے یہ لوگ ضرور اس کی فوجی مدد کرینگے سی سے اس نے قسطنطنیہ جانے والے وفد کو وہاں سے پیرس جا کر فرانس کی اعلیٰ سطحی قیادت سے اس سلسلہ میں گفتگو کرنے کی ہدایت کی تھی لیکن محض ناگریہ و جہت کی وجہ سے یہ مشن وہاں سے پیرس نہیں جاسکا اور جرمن شہر نہیں ہوتا ہوا یسور واپس آگیا جس کے بعد سلطان نے ایک اور سفارتی مشن اس مقصد کیلئے بھیج دیا جس میں شہنشاہ فرانس کوئی شہزادہ ہم کی خدمت میں روانہ کیا جس میں درویش خان اکبر خان اور عیسیٰ خان وغیرہ شامل تھے نیپال نے اس وفد کے توسط سے انگریزوں کے خلاف فرانس سے فوجی مدد طلب کی اور اس سلسلہ میں ایک دس سالہ دفاعی معاہدہ کی بھی پیشکش کی جس کے تحت

نقشہ ان ممالک کا جن کے ساتھ نیپو کے سفارتی تعلقات تھے



toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

دس ہزار فرانسیسی فوجیوں کو بیسور آتا تھا جس کے امر جات نیپو برداشت کرنا اور اس کے عوض فتح کی صورت میں فرانسیسیوں کو پانڈپری دربار سے ملحق علاقے دے جاتے گرچہ فرانس میں اس سفارتی وفد کا شاہدار ستھن کیا گیا وہاں ان کے اعزاز میں دعوتیں بھی ہوئیں لیکن اپنے ملک کے داخلی انتخابات اور سیاسی معاشی بحران کی وجہ سے شاہ فرانس باقاعدہ کوئی تحریری دفاعی معاہدہ نہیں کر سکا اور یہ سفارت ناکام ہو پس لوئی ابدت مشن کے ارکان کچھ فرانسیسی فوجی، ہیرن کو اپنے ساتھ بیسور لے کر تھیں کامیاب ہو گئے جس میں ڈاکٹر انجینئر دربار خانب کے علاوہ سی طرف کی توپیں ڈھانسنے والے اور کارٹوس ویندوق وغیرہ تیار کرنے والے ماہرین شامل تھے اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر نیپو نے متعدد سفارتی وفد فرانس روانہ کیے ۱۷۹۶ء میں مارٹین میں متعین فرانسیسی گورنر ملارٹک سے بھی اس سلسلہ میں خط و کتابت کی ۹ جولائی ۱۷۹۸ء کو اپنی شہادت سے صرف ایک سال قبل بھی ایک وفد اس سے فرانس روانہ کیا جس میں شیخ ابراہیم در حسین علی وغیرہ شامل تھے لیکن مارٹین سے پیرس جاتے ہوئے انگریزوں نے اس فرانسیسی بحری جہاز پر حملہ کر دیا اس طرح آخر تک نیپو اپنی دلی خواہش دتمنا کے باوجود فرانسیسیوں سے انگریزوں کے خلاف کوئی فوجی معاہدہ نہیں کر سکا اگست ۱۷۹۸ء میں فرانس کے نیپوین سے نیپو کی جو خط و کتابت ہوئی اس کی تفصیلات پچھلے صفحہ میں گرچہ چلی ہیں اس کو یہاں مزید دہرانے کی ضرورت نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلطانی افوج

نیپو کی مستقل فوج کی تعداد میں ضرورت کے مطابق کمی بیشی ہوتی رہتی تھی ۱۷۶۷ء میں انگریزوں کے ساتھ یسوریوں کی پہلی جنگ میں سلطنت خداداد میں صرف ۳۰ ہزار سپاہی تھے ۱۷۸۲ء کی دوسری جنگ میں اس میں اضافہ ہو گیا اور یہ تعداد ۸۸ ہزار تک پہنچ گئی ۱۷۹۲ء کی تیسری جنگ میں نیپو کے پاس پندرہ ہزار باضابطہ سوار اور پچاس ہزار باضابطہ پیادہ سپاہی تھے ایک راکہ بے ضابطہ سپاہی جو مختلف قلعوں وغیرہ کی حفاظت پر مامور تھے اسس کے علاوہ تھے پنے وادہ نوب حیدر علی کی فوجی حکمت عملی میں نیپو نے تبدیلی کر کے پیادہ فوج میں اضافہ کر کے سوار فوج میں کمی کر دی تھی یہی س کی علاوہ فوجی حکمت عملی بعد میں سلطنت خداداد کے زوال کے نمایاں اسباب میں سہ فرست ہو گئی ۱۷۹۹ء کی آخری اور فیصلہ کن جنگ میں خود انگریز مورخین کے مطابق سلطان کے ساتھ قلعہ کے اندر اس کے قریب ۳۵۰۲ باقاعدہ سوار ۹۳۹۲ بے قاعدہ سوار ۲۳۳۸۳ باقاعدہ پیادہ سپاہی ۶۹۰۹ بے قاعدہ رضا کار سپاہی در ۳۶۳۷ بندوق بردار سپاہی تھے جس میں چار فرانسیسی، علی فسران کے علاوہ چالیس یورپین اور ساڑھے تیس سو افغانی فوجی بھی شامل تھے صرف قلعہ میں سلطان کے ساتھ چودہ ہزار باقاعدہ فوجی تھے شدت سے صرف چند ماہ قبل پیرس یورپین اور ایک سو فرانسیسی سپاہی مع چار فسران کے سلطان فوج میں شامل ہو گئے تھے ویسے پوری سلطنت میں باقاعدہ فوج کی مجموعی تعداد جو دار السلطنت کے علاوہ بد نور منگلور ہو سکوتہ در منگلور میں پچیس

ہوتی تھی یہ لا اسی ۸۰ ہزار کے قریب تھی غیر مسلم یعنی بے قاعدہ نیم فوجیوں کی تعداد اس سے علاوہ تھی جو جنگ کے علاوہ دوسرے فوجی کاموں پر مامور تھے من کے دنوں میں سوار فوج در سلطنت کے آس پاس رہتی جبکہ پیادہ سپاہی زیادہ تر دار السلطنت یا مخصوص قلعہ کے اندر ہی ہوتے قیدیوں کی ایک علیحدہ شاخین تھی جس کا نام نیپو نے حمدی یا حمدی فوج رکھا تھا اس کی تعداد چالیس ہزار تک آخر میں پہنچ گئی تھی نو مسموں کے دستہ کو حمدی دستہ یسوریوں کی شاخین کو رمرہ اور غیر یسوری سپاہیوں کے دستوں کو غیر زمرہ کہا جاتا تھا یسوری سپاہیوں کے اختیار کیسے عام فوجیوں کیسے لادام سبز پٹریوں میں سرخ، لال پٹی ہوتی تھی جبکہ نو مسلموں کیسے شیعہ ہر کی کھان سے من وردی مقرر تھی حیدر علی سوار فوج کو عارت گردستہ کہتا تھا جبکہ نیپو نے اس کا نام من براسد لکھی فوج رکھا تھا پیادہ فوج کے لباس میں رنگانی رنگ کی سفید صدری شامل تھی فوج میں عام طور پر ہندوؤں میں سے راجپوتوں اور مہاراجوں کو بھرتی کیا جاتا تھا جبکہ مسلمانوں میں سے پٹان، مغل، شیخ اور سید لے جاتے ہندوؤں میں برہمن اور مسلمانوں میں عمامہ و مشرغ کو فوجی بھرتی سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا یہ لگ بات تھی کہ سینکڑوں عمامہ و مشرغ نے پٹی خوشی سے فوج میں دھندلایا تھا بلکہ وہ س کے علی عہدوں پر بھی فائز تھے فوج کی تربیت کیسے ایک الگ سکول قائم کیا گیا تھا جہاں مسلمانوں کو خصوصی طور پر حماد کی ترغیب دی جاتی تھی تحفہ بھی جہاں کی تصنیف بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی پٹی فوج کی تنظیم و تربیت میں سلطان شہید نے غیر معمولی ذہانت و نظامی صلاحیت کا امتحان کیا وہ مہاراجوں در نظام کے فوجیوں کے مقابلہ میں اپنے سپاہیوں کو زیادہ تھوڑا دیتا تھا

آٹھ دو ست کا رخ دے اس کہ دشمن حیدر علی کی جنگی صورت دروہی سے دور رہدو غیرہ دن قتل و حرکت کیسے اس نے بیرون ملک سے عمدہ گھوڑے بگائے۔ بیل و غیرہ منگوائے تھے جس کو میسوری میں تربیت بھی دی جاتی تھی اس سے اس کے مرتبہ محل کے نام سے ایک لگ ٹھکر بھی قائم کیا تھا۔ مرتبہ محل کے تربیت یافتہ گھوڑوں کی دور دور تک شہرت تھی اس ہی گھوڑو سواروں کے دستوں نے ۲۳ لکھنؤ سے بھی کم دفع میں میسور سے بدر اس کا فاصلہ طے کرتے ہوئے حیدر علی کے زمانہ میں وہاں کے فوجی قلعہ پر دھاوا بول دیا تھا فوجیوں کی سہولت اور ان کے نظام کیسے فوج میں جہد گیرہ ٹھکے قائم تھے ہر ٹھکرہ ایک سپہ سالار کے ماتحت تھا قلعوں کی تعمیر میں حرب کی تیاری فوجی جاوڑوں کو چرنے، بھری جہازوں کی تعمیر درختوں کی تقسیم وغیرہ کیسے بھی لگ بھگ شعبے تھے اور ان سب پر نظر رکھنے کیسے ایک شعبہ نگرانی کا بھی قائم تھا پوری سلطنت کو ۲۲ فوجی اضلاع میں تقسیم کر کے دو دو اضلاع کو ایک ایک سپہ سالار کے ماتحت کر دیا گیا تھا۔

فوج کی تقسیم

نیو پوسے اپنے سپاہیوں کی قابیلیت و صلاحیت کے اعتبار سے اپنی پوری فوج کو تین خانوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

(قانون۔ یہ نوع کا سب سے اہم در قاعلی دستہ تھا جس کو ساج کل فوجی
صنعتوں میں ریمینٹ کہا جاتا ہے اس کا سربراہ سپر سالار (کمانڈنٹ) ہوتا جس کے
تحتوان کیلئے ایک بخشی اور کئی مندرجہ ہوتے

۱۷ برسہ۔ اس نوجوان کل سکولڈین کچھ جانتا ہے اس کا سربراہ احمد سارود اور اس کا نائب سرخیل اور اس کے ماتحت محمد ارچو۔

۳۔ حقوق: آج کل س کو کمپنی کہ جاتا ہے اس کا سہ برابر جو قدر اور س کا
 ناسب دے اور اس کے ماتحت بڑے کار ہو۔

کسی جوق میں کر یکدم راور کسی دسارے میں کر یک قشون ہوتا ہر قشون کے سپاہیوں کے لباس کے رنگ رنگ الگ تھے۔

۹۳ء میں معاہدہ منگود کے بعد ٹیپو نے اپنی فوج کی ریسر نو تنظیم کی اور اپنی سوار فوج کا نام میں کر عسکر واپس فوج کا جیش رکھا آج کی فوجی اصطلاح میں اس نے عسکر بھی سوار فوج کو چار بریگیڈوں (کھڑیوں) و ہر بریگیڈ کو پانچ رجمنٹوں (موتوں) میں تقسیم کر دیا تھا ہر بریگیڈ کے کمانڈر کو بخشی در رجسٹ کے کمانڈر کو موکدار کھا تھا ہر رجمنٹ میں چار اسکوڈرن تھے ہر اسکوڈرن کی بازوں یعنی لویوں پر مشتمل ہوتا جس کا سربراہ کپٹن (بڑا کدرا) کہلاتا اس کے ماتحت کئی سر حیل (سینٹ) اور حوالہ دو متعدد سپاہی ہوتے جیش میں پیدل فوج کو بھی چار کھڑیوں (بریگیڈوں) میں تقسیم کر دیا گیا تھا ہر کھڑی میں چار قش (رجمنٹ) اور ہر قش میں چار جوق (کمپ) ہوتی ہر کمپ کی کمان بخشی کے ماتھ میں ہوتی ہر قش (رجمنٹ) میں ۱۳۹۶ سپاہی بشمول ۱۰۵۶ پیدل فوجی و کئی توپچی ہوتے ہر رجمنٹ کی تفریق کیلئے من کا علیحدہ نمایاں جھنڈا بھی ہوتا

پوری فوج کے نظم و نسق کی ذمہ داری وزارت دفاع (محکمہ میسر) کے

۱۰. تاریخ فتح سلطان از محب الحسن

سپر تھی ورنہ وہی سپاہیوں کے نام چھوٹے بڑے معاملات کی مسوں بھی تھی ہیں
اہم معاملات میں سلطان، رعیت کی نذر ان چیف خود ہی فیصلے کرتا تھا

بکریہ

پورے ہندوستان میں سلطنت ۱۱۰۰ کے حکمرانوں میں نوب حیدر علی
وسطن ٹیپو کی کو یہ اوسیت حاصل رہی کہ اس پورے ملک میں اسوں سے ہی
سب سے پہلے عری طاقت کی اہمیت کو سمجھا اور اس مقصد کیسے پ سلطنت کی
تھرتی بندر گاہوں میں نہ صرف توسیع کر لی بلکہ ساحلوں کی حفاظت کیسے عری
دستے بھی مقرر کئے۔ عری فوج کی تیاری نوب حیدر علی کے زمانہ ہی میں شروع ہو چکی
تھی لیکن ۱۷۹۰ء میں جب انگریزوں نے منگور کے قریب بحیرہ عرب میں
ننگر، مدائن جہازوں کو ڈوبو دیا تو بات مزید آگے نہیں بڑھ سکی لیکن ٹیپو نے حسن
حکومت سنبھالنے کے بعد دوبارہ اس پر توجہ دی اور قلیل مدت ہی میں اس نے کسی
بحری جہاز دوبارہ تیار کر ۱۷۹۶ء میں اس نے اس کیسے ایک الگ وزارت مریم
کے نام سے قائم کی جس کی نگرانی میں میں بڑے اور ہمیں چھوٹے جہاز تیار کئے گئے
بڑے جہازوں پر بیک وقت ۲۰ توپیں تک رکھی جاسکتی تھیں اور ان کی حفاظت
کیسے ۲۰ چھوٹے جنگی جہاز تک سے تھے جبکہ چھوٹے جہازوں پر ۲۰ توپیں رکھی
جاسکتی تھیں اور ان کی حفاظت کیسے ۶۰ جہاز اس کے علاوہ تھے۔ عری جہازوں کی تعمیر
کیسے اس نے منگور، مرزاں اور مولہ آباد وغیرہ میں مستقل کارخانے قائم تھے جہاں
لیبار کے جنگلوں سے اس کے سے ساگوں کی لکڑیاں بھیجی جاتی تھیں اس میں اس کی

۱۷۹۳ء میں ۱۰۰ جہازوں کے منتھے وہ خود تیار کر کے بھیجتا تھا ۱۷۹۳ء میں ہمیں
ن کارہ عری جہازوں کو اس نے ڈوبے کا حکم دیا۔ عری فوج کی تربیت بھی بالکل جدید
طریقہ کی گئی تھی ۱۷۹۳ء میں بھنگل میں حصار رانی کی تعلیم کیسے ایک مدرسہ قائم
کیا گیا تھا جہازوں میں نوب کے استعمال کی دوسرے سمندر میں مقناہیں پہاڑوں
سے نکلنے کا خطرہ رہتا تھا اس سے بچنے کیسے پوری دنیا میں پہلی دفعہ وہ ہے کی جگہ
تھے کے استعمال کا طریقہ اسی نے بتایا اور سب سے پہلے اپنے عری جہازوں میں
اس کا کامیاب تجربہ بھی کیا اپنی ریاست کے ساحلی مقامات کی حفاظت کے علاوہ
مغربی قوموں پر نظر رکھے اور ان کی پوش سے سلطنت خدا د کو محفوظ رکھے کیسے اس
نے سقا، مصر اور عدل کی بندر گاہوں کو گراہ پر دیے کیسے ان کے سربراہان سے
دوستی بھی کی شروع میں بحریہ کی فوج اور رت دلائل ہی کے ماتحت تھی لیکن
اس کی وسعت و اہمیت کے پیش نظر ۱۷۹۶ء میں اس نے اس کو عام فوج سے الگ
کر دیا تھا بحری فوج میں سٹو بڑے افسران کے علاوہ تیس ایڈمیرل ہمیشہ سمندر ہی
میں جہازوں پر رہتے تھے شہادت سے کچھ سال قبل اس نے مزید سو جنگی جہازوں کے
ایک بڑے بیڑہ کو تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس پر کام بھی شروع ہو چکا تھا لیکن
افسوس کہ اس کی تکمیل سے پہلے ہی اس کی شہادت کا عظیم سانحہ پیش آیا
مستودہ سری رنگا پٹن کے بعد نگر بڑوں کے قبضہ میں منگور، کنداپور وغیرہ سے
جو جہاز آئے اس کی تفصیل اس طرح تھی

toobaa-elibrary.blogspot.com

عہد ٹیپو میں سلطنت خدا داد کی معاشی ترقی

جہازیں مسابائی

5

فت

۴۰ - اخراج

۵. اقرے

1

۵۹۹۳

۴۰۰

۱۹۴۲ء فروری

1

۴۰۰

۵۶ فرس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سلطنت کی خوشحال

سلطان شہید کو مسلسل جنگوں میں مصروف رہنے کے باوجود اپنی عمارت خوشحال و رستہ کی ترقی کی بہت زیادہ فہم تھی اس نے عہد حکومت میں سلطنت کو داد سے صنعت و حرفت و تجارت کے میدان میں جس قدر ترقی دے پوری مملکت کی رعایا معاشی اعتبار سے جس قدر خوش رہی اس پر سب کی تحسین و توصیف اس کے دشمن بھی کرتے تھے ایک انگریز مہم جو نے اس کی سلطنت کی خوشحالی کا نقشہ یوں کھینچا ہے

"اگر آپ ایک سے ملک میں داخل ہوں اور وہاں انھیں نہ شہ نہ باد میں رستہ عروج پر ہے صنعت و حرفت ترقی کر رہی ہے قدرت کو دوا دل رہا ہے اور ہر کام سے رعایا کے خوش ہونے کا اندازہ ہوتا ہے تو مجھ میں کہ حکومت عوام کی منشا کے مطابق ہے بالکل سنی ٹیپو کی حکومت کا بھی نقشہ تھا اور میں نے اس کو اسی طرح پایا"

۱۷۹۳ء میں معاہدہ منگلور کے مطابق انگریزوں کو تین کروڑ روپیے جوار جنگ کی دہائی کے باوجود چند ہی سالوں میں بڑی صنعت عمل کے ساتھ اس سے اپنے اقتصادی بحران پر قابو پایا تھا مجموعی طور پر پوری سلطنت میں اس کی رعایا معاشی اعتبار سے خوشحال تھی یہاں تک کہ اس زمانہ کے برطانوی پارلیمان کے رکن ہنری ڈارنس کو عتراف کرنا پڑا کہ پورے ہندوستان میں ٹیپو کے ماتحت علاقے سب سے زیادہ صبر و شاداب اور اس کے باشندے سب سے زیادہ خوشحال تھے

تجارت کا فروغ

پورے رقص میں نیپولین پہلا شاہ تھا جس نے اس سلطنت میں تجارت کے دوع یہی باقاعدہ و مسلسل میدان ممالک کے تعلقات و روابط کے اس سے اس کے پھر ملک قمار کے نام سے یہاں سے دور تھی قمار بھی قائم کیا اس کی عمارت و دھند سے اس نے بہرہ کار نگاہوں کو ملتا رہا یہاں علی گڑھوں پر رعایت پاس موجود انگریز قیدیوں سے بھی اس سے اس مسند میں فائدہ اٹھانے سے دریغ نہیں کیا اس سے سب سے پہلے ریشمی بیڑے سلو کر اس کی پرورش و پرداخت سے ریشمی صنعت کو تیار کیا یہ ریشمی بیڑے اس کے سے پوری سلطنت میں مارہم کر قائم تھے اس کا راجہ تجارت کی ترغیب دینے کیلئے اس کے ایک بڑی تجارتی کمپنی قائم کی تھی جس میں سلطنت کا کوئی بھی باشندہ گھر گھر پائے روپیے اور زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپیے کا ترس کے نام میں ۵۰ مسافق کا اقتدار اس کے ساتھ تھا ۱۷۹۰ء سے ۱۸۰۰ء تک روپے لگائے دلوں کو ۲۵ مسافق ملتا تھا اس طرح اس سے مالداروں کے بجائے عواموں کو اس میں شریک ہونے کی ترغیب دی صرف اس کی سلطنت میں ہی تیس سے زائد تجارتی کمپنیاں قائم تھیں بیرون ملک جدو جہد و عہد وغیرہ میں قائم رستہ تجارتی کمپنیاں اس کے علاوہ تھیں ۱۷۹۵ء میں مسقط میں ایک بڑی تجارتی کمپنی حکومت مسقط کی طرف سے قائم کی گئی تھی جہاں سلطنت کے تجارتی مفادات کی نگرانی کیلئے سلطان کی طرف سے مستقل ایک کسٹمر رہتا تھا وہاں سے مسقطی مصنوعات خلیج فارس و بحرہ احمر کے رستہ دوسرے ممالک میں بھی جاتی تھیں جس کے شہر جدہ و ابن کے شہر مدینہ میں موٹیوں کی حد تک

ہیں دو ملک ٹک کر کامیاب تھے۔ آمدنی تیار ہو رہی تھی کہ یہ سے
موتی مارے اور کچھ دھنچہ ہوتا تھا یہاں سے چاروں انجمنی کے دست رشی پرے
گرم مصاعے میں اور عمراتی تئیں و میرہ تہ کی حالتیں ۱۸۶۹ء سے تارانی ہمار
صرف ہینگور سے عمان کا سال بھر چکر لگاتے رہتے تھے اوسط درجہ ۱۸ پھونی
شکتیں میں سے علاوہ تھیں مدوں سلطنت یسور سے یہ لامحدود حالت سے
لے جانے کیسے ۱۸ سوئیل میں بھر مصر و مصر ہتے تھے وسط ایشیا کی ریاست ترکیہ
سے غیر ملکی تاجروں کو یسور کی حدود میں رکھ دیا گیا تھا سلطان کی برتری پانیسی
سے قائم تھا کہ ترکی ایران اور مجازہ غیر کے تاجر بھی یہاں آکر تہ ہونے تھے یسور
میں تجارت لانے والے چین و ہندوستان کو یسور کے ڈاک ٹک کرے تھے سلطان
نے ان کی حفاظت کیسے کسی ہمار مقرر کردے تھے میر ملکی تجارت یہیں در رت
سے باقاعدہ احازت نامے (انسس) جاری کئے جاتے تھے انگریزوں کی تجارتی
کمپنیوں کو سلطنت میں تجارت کی ممانعت تھی یسوری تاجروں کو اس کے با تھوں
میں فروخت کرنے کی بھی حازت نہیں تھی جس کی وجہ سے تلجری میں یک مدت
سے جاری نگر یوں کی تجارت زور پزیر ہو گئی جس کے بعد نگر یوں مستقل تاجروں
کے بھیس کر ہینگور میں چاروں وغیرہ خریدے گئے سلطان کو جب اس کا علم ہوا تو
اس نے ایک فرمان فوراً جاری کر دیا کہ غیر ملکی تاجر چنا پ سپورٹ یعنی شہنشاہی کا ر دیا
وہاں کے دروغ کے دستخط دکھا کر ہی کوئی مال خرید سکتے ہیں ورنہ نہیں شہداع میں
پر لگا سوں کیسے بھی اس نے اپنی سلطنت میں تجارتی مراعات ختم کر دی تھی اس سے
کہ انہوں نے اس کے خلاف انگریزوں کا ساتھ دیا تھا لیکن یہاں میں جب انہوں

نے کارور کے قریب سد شیو گڑھ کا غلہ کر دیا تو اس کے خلاف عائد تجارتی
پابندیوں کو اس نے اٹھ دیا

خام ہونے پر تھی کے دانت صند کی لکڑی و گرم مسالے پر حکومت ہی کی اجارہ
داری تھی اور ان چیزوں کی فروخت کیسے پوری ریاست میں جگہ جگہ سرکاری
دوکانیں کھولی گئی تھیں عوام کی سولت کیسے تجارتی اصول و ضوابط پر مشتمل ایک
کتاب بھی اس نے حکام کے نام سے لکھوئی تھی

صنعت و حرفت کی ترقی

ہندو میں سلطنت خداداد نے صنعتی میدان میں بھی اپنی ہم پے
ریاستوں کے مقابلہ میں کافی ترقی کی یسوری کاریگروں کی رہنمائی کیسے غیر ملکی
ماہرین اعلیٰ تنخواہوں پر مقرر تھے خلیفہ روم کی خدمت میں سلطان کی طرف سے حاضر
ہونے والے وفد نے بھی سلطان مسلم سے سولے چاندی کی کانوں میں تجربہ رکھنے
والے ماہر کاریگروں کو اپنے ساتھ یسور بھیجنے کی درخواست کی تھی فرانسیسی
کاریگروں کی مدد سے سلطان نے پوری دنیا میں پہلی دفعہ پانی سے چپے والا ایک ایسا
انجن تیار کیا تھا جو توپوں میں سوراخ کر تا تھا فوج کیسے اکڑا سوا خود مملکت میں تیار
ہوتا تھا اس کے لئے میپو نے مختلف کارخانے قائم کئے تھے ان کارخانوں کے قیام
سے ایک طرف بے روزگاریوں کو روک دیا تو دوسری طرف سلطنت خداداد کا
درآمدات پر انحصار کم سے کم ہوتا گیا سری رنگا پٹنم میں لوہے کے کارخانوں اور
سہ کے مرکز کے علاوہ کاغذ سازی کا ایک بڑا کارخانہ تھا یسور میں بارود شیشہ اور

آلات موسیقی تیار ہوتے تھے شہر کے قریب ہی سنگ تراشی کا بھی عملی پیمانہ پر نظم تھا جن پٹن میں شکر کے کارخانوں کے علاوہ شیشے کے آلات بھی تیار ہوتے تھے ننگور میں نکرور کی ایک بڑی ٹیم مختلف جگہوں پر صبح و شام مختلف قسم کے کپڑے تیار کرتی تھی دھڑوڑیسور، ننگور، فرخ آباد، سری رنگا پٹنم بدور کاں کت گوٹی چنلدرگ سیتا منگلم اور ڈنڈنگل میں سونے چاندی اور تانبے کے سکوں کے ڈھانے کے کارخانے تھے مسقطہ در نکال سے ریشم کے کیڑے منگوا کر اس کی پرورش کی جاتی تھی ریشمی کیڑوں کیسے جگہ جگہ شہوت کے درخت لگائے گئے تھے اس طرح ریاست کرنٹک کی ریشمی صنعت کی وجہ سے موجود عالمی شہرت کا سرا بھی نیپوی کے سرجاتھ کوٹار میں کانوں سے سونا نکال کر صاف کیا جاتا تھا کیرلا کے ساحل پر سمندر سے موقی نکالے کیسے بحرین اور مسقطہ سے بہرن طلب کے گئے تھے شیوگر میں صندوں کی لکڑی سے عمدہ اشیاء تیار کر کے باہر ملکوں میں فروخت کی جاتی تھیں سو سازی کیسے قائم مختلف کارخانوں میں سے صرف مدنور کے ایک کارخانہ میں سالانہ بیس ہزار سے زائد ہندو تھیں تیار ہوتی تھیں غرض یہ کہ ضروریات زندگی کا کثر سامان خود مملکت میں تیار ہوتا تھا اور مختلف پیروں کے نہیں سے زائد بڑے کارخانے مختلف شہروں میں کھیلے ہوئے تھے

اسلو سازی

سلطانی فوج میں اگرچہ مکمل اور غیر ملکی ساخت دونوں قسم کے ہتھیار تھے لیکن وہ عام طور پر خود اپنے ملک میں ہتھیاروں ہی کو ترجیح دیتا تھا ننگور سری رنگا پٹنم

پتھل درگت در مدنور (حیدر نگر) میں ہتھیار سازی کے چار بڑے کارخانے قائم تھے جہاں تلوار، بندوق تیر اور نیزہ کے علاوہ گولے اور بگلی توپیں بھی بنائی جاتیں تھیں چو کہ مسوری گولوں کے دھانے عام طور پر انگریزی توپوں سے بڑے ہوتے تھے اس لیے گورہ باری میں سلطانی فوج کو اپنے دشمنوں پر ہمیشہ فوقیت حاصل رہتی اس کے توپ خانہ کی دور دور تک شہرت تھی صرف توپ خانوں کو کھینچنے کیلئے چالیس ہزار ریل مقرر تھے مدنور کے کارخانہ میں سالانہ بیس ہزار ہندو تھیں تیار ہوتی تھیں مسقطہ سری رنگا پٹنم کے بعد اگر پیروں کو جو اس غیبت با تھ لگا اس میں تھ ہزار ہندو تھیں ہزار گولے پانچ لاکھ گولے اور ۲۰ ہزار توپوں کے علاوہ بیس ہزار بارود و دوسرا اسلحہ تیار کرتے سب سے پہلے اسی نے ایچ ڈی کی قسطنطنیہ کے سرکاری وفد کے ساتھ اس نے خلیفہ روم کی خدمت میں خود مسور میں تیار کردہ راکٹ کے نمونے بھی بھیجے تھے اس وقت خود امریکہ میں راکٹ سازی کی ہمیں مرتب کرنے والوں نے میو کا نام اس کے بانیوں میں لکھا ہے اور ایک جرمن محقق انجینیر بھی میو کے اسلحہ پر تحقیق کر رہا ہے اس نے اپنی ذہانت سے ایسی ڈھالیں بھی تیار کرائی تھیں جس پر تیریا گولے اثر انداز نہیں ہوتے تھے ایسی بکتر بند گاڑیاں بھی بنائی تھیں جس پر گولیوں کا اثر نہیں ہوتا تھا نی نی وین کی ہندو قیں بنانے کا اس کو ہمیشہ شوق تھا اس کے یہاں کارخانوں میں تیار ہونے والی تمام اسلحوں پر کارخانہ کے نام مقام وغیرہ کی تفصیلات کندہ ہوتی تھیں اس کا شہنشاہ کیسے مخصوص طور پر جو ہتھیار تیار ہوتے اس پر اسد اللہ العالی لکھا جاتا غرض یہ کہ صنعت و حرمت کے اس شعبہ یعنی اسلو سازی میں بھی وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ممتاز ہی تھا

تجارتی و صنعتی میدان کی طرح سلطنت خدادادے زرعی میدان میں بھی کافی ترقی کی تھی، انگریز مؤرخ کمپٹن لٹل نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب ہم ٹیپو کی سلطنت میں داخل ہوتے تو زمین کا کوئی حصہ بجز نہیں تھا ہر جگہ کھیتیاں لہرتی تھیں ملک کے دیگر خطوں کی طرح سلطنت یسور میں بھی جاگیرداروں کی کثرت تھی یہ لوگ پایگاں بکھلاتے تھے اور اپنے علاقوں میں آزادہ خود مختار تھے حکومت کو ایک مقررہ رقم خراج میں ادا کرتے تھے اور اس سے زیادہ خود کسانوں سے وصول کرتے تھے اس طرح کسانوں کا محصول سرکار کو ان پایگاں داروں کے ذریعہ ہی پہنچتا تھا ان کی اپنی فوج بھی ہوتی تھی اور یہ لوگ آپس میں لڑتے بھی رہتے تھے یہ نظام صدیوں سے اس علاقہ میں چلا آ رہا تھا ٹیپو نے غریب کسانوں کا استحصال کرنے والے زمینداروں کے اس نظام میں تبدیلی کی پایگاں دارانہ نظام کو ختم کیا اور کاشت کاروں کی سہولت کیلئے زمین کو سرکار کی ملکیت قرار دیا اس طرح وہ اس علاقہ کا پہلا حکمران تھا جس نے ایک زمانہ سے چلے آ رہے زمیندارانہ نظام کو ختم کر دیا اور کسانوں کا براہ راست سرکار سے تعلق قائم کر دیا جاگیرداروں کے پاس موجود خانہ زمینوں کو اس نے غریب کاشتکاروں میں تقسیم کر دیا اس طرح زراعت کے میدان میں زمینداروں کی جاہ و دی ختم ہو گئی زراعت و باغبانی کی تعلیم و تربیت کیلئے مختلف مراکز بھی قائم کئے بغیر ساڑی و دھتری اور مٹی پر غریبوں کیلئے پہلے ساں کاشت کی شرط پر محصول معاف کر دیا جا تا دوسرے سال بھی اس سے عام کسانوں کے مقابلہ میں صرف ایک چوتھائی محصول وصول کیا جاتا اس طرح سال بہ سال ان کی

مالی حالت و خوشحالی کو دیکھ کر ہمیں اصفیہ کیا جاتا سو پاری کی شجر کاری پر پانچ سال تک ٹیکس معاف تھا اس کے بعد بھی پھل لگنے تک عام محصول کا نصف حصہ ہی وصول کیا جاتا پارس کی کاشت کرنے والوں کیلئے بھی تین سال تک نصف محصول معاف تھا کچھ سی طرح کی سہولت ناریل کے درخت لگانے والوں کے ساتھ بھی تھی جن درختوں میں دس سے کم ناریل لگتے اس کو محصول سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا کا جو لاپچی و سبزیوں پر بھی محصول معاف تھا غریب کسانوں کو سرکار کی طرف سے نیل میں دریچہ دے دینے والی خرچ کیلئے بیس تاتیس روپے ان کو لگ سے دیتے تھے جاگیرداروں کے استحصال سے غریب کسانوں کو پچائے کی ذمہ داری سلطان نے ہر ضلع میں وہاں کے عہدار (کمشنر) کو دی تھی وہ فصل تیار ہونے پر پورے ضلع کا دورہ کرتا اور اس کی رپورٹ تیار کر کے سلطان کے پاس بھیجتا اگر کسی مزدور کو بھیراجرت کے کھیت میں کام پر لگایا جاتا تو تحقیق کے بعد اس زمیندار کی پوری فصل ضبط کر لی جاتی اگر خود کسان زمیندار کے نظم کی شکایت کرتا تو خوش حال زمیندار سے بیس گھوڑا اور متوسط زمیندار سے دس گھوڑا بطور جرمانہ وصول کیا جاتا محصول کی ادائیگی کے سے کسانوں کو غیر معمولی سہولت تھی وہ سال میں تین قسطوں میں بھی اپنا محصول سرکاری خزانہ میں جمع کر سکتے تھے اگر فصل خراب ہوتی تو اس پر محصول معاف کر دیا جاتا غیر زرعی مقاصد کیلئے ناجائز طور پر قبضہ کی جاتی زمینوں کو اس سے واپس لینے کا حکم دیا جاتا اگر کاشت کار زمین پر کھیتی نہیں کرتے یا محصول کی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو اس کو حکومت اس سے زمین واپس لے لیتی تھی ان کو حکومت کی طرف سے انعام میں جاگیریں دے کر کا جو سلسلہ چلا آ رہا تھا اس

بردشت ۹۹۲ء میں ایک شاہی فرمان جاری کر کے اس سے محسوس کیے ایک
 نوکھی سزا جو بڑی تھی جس کے مطابق ان کو ان کے حرم کی نوعیت کے اعتبار سے
 ایک ایک درخت لگا کر سس پھل آئے تک قید کی سزا کاٹی پڑتی تھی
 خلاصہ یہ کہ عہد نیپو میں پوری سلطنت میں ایک سبز انقلاب آ گیا تھا اور اس
 کی زردی پالیسی کی وجہ سے فریب کسان جاگیرداروں کے استحصال اور ان کے ظلم
 و ستم سے بڑی حد تک محفوظ ہو گئے تھے

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

نے اس کو بھی حتم کر دیا جو کسان تالاب دریاہ وغیرہ سے آب پاشی کرے اس پر
 محسوس کم تھا با مقابل ان کسوں کے جن کی زمینوں کی سیرابی کا قصاص صرف
 بارش پر ہوتا ان سے ایک تہائی محسوس اور وہ بھی نقد دسوں کیا جاتا شہوت کی
 کاشت کی تربیت کیے اس نے نئی لوگوں کو چھین روئے یہ تھا جو وہاں سے شہوت کی
 چند شاخیں بھی اپنے ساتھ لے آئے تھے گرم مہار کا ایک خاص پودہ سلطنت یسور
 میں نہیں پایا جاتا تھا اس پودہ کو خصوصی اہتمام سے نر نکور سے منگو کر اس کی
 یسور میں کاشت کرائی گئی تھی باغبانی کا سلطان بے حد شوقین تھا ۹۹۲ء میں
 فرس سے اس نے ماہر باغبانوں کو یسور طلب کیا تھا دار سلطنت اور بنگلور میں اس
 نے لال باغ بنوایا تھا بنگلور کا باغ اب بھی موجود ہے کسٹوں کی سوسٹ کیے
 مختلف دریاؤں پر بڑے بڑے بند تعمیر کئے گئے تھے جن سے خشک زمینوں کو قابل
 کاشت بنانے کے علاوہ دوسرے کام بھی سے جاتے تھے دریا سے کادیری پر مہرئی
 جانب پندرہ کلومیٹر کے فاصلہ پر اس نے ایک بڑے بند کی تعمیر کی بنیاد رکھی تھی
 لیکن وہ اس کو مکمل نہیں کر سکا سی جگہ آج ریاست کرناٹک کا مشہور کرشنا گراڈیم
 تعمیر ہوا ہے غرض یہ کہ سلطنت خداداد میں اکثر غذائی اقسام کی کاشت ہوتی تھی
 اور اس معاملہ میں سلطان کی سلطنت بڑی حد تک خود کفیل تھی لہذا بھنگ کی
 کاشت کی پوری سلطنت میں ممانعت تھی کچھ دور کے علاوہ ان تمام پھلوں کو بھی
 کٹو دیا گیا تھا جن سے عام طور پر شراب ہی تیار کی جاتی تھی حالانکہ اس سے اس کو
 سالانہ اس زمانہ کے حساب سے ایک کروڑ روپے کی آمدنی سے ہاتھ دھونا پڑتا تھا لیکن
 اپنی رعایا کو شراب کے مضرت سے بچانے کیے اس نے اس خسارہ کو بھی

ٹیپو کی صلہ حقیقتوں کا دشمنوں کی طرف سے اعتراف

سلطان ٹیپو کو اگرچہ ۱۷۹۹ء میں انگریزوں کے مقابلے میں بعض انگریز جہات و
سب کی بنا پر شکست ہوئی اور اس کی شہادت کے ساتھ ہی سلطنت خداداد کا بھی دور
ہوا لیکن خود اس کے دشمن بھی اس کے معترف تھے کہ بذات خود ٹیپو ایک غیر معمولی
فہم قابل حکمران بہترین منظم اور ایک کامیاب سپاہی تھا جس کے ثبوت میں ہم اس کی
ذات اور حکومت سے متعلق غیر مسلم باخصوص انگریزوں کی بعض آراء نقل کر رہے ہیں
جس کے مطالعہ سے اس کی عظمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے

۱) انگریز مورخ مینکنزی

ٹیپو نے اپنی ریاست کے معاشی وسائل کو جس طرح منظم کیا اس پاس کی
سلطنتوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

۲) سر جان اینس تھروڈ

ٹیپو کا زولنگریوں کی تاریخ کا سب سے بڑا ورثہ انداز کارنامہ ہے

۳) میجر باسو

وہ حقیقی معنوں میں حد پرست تھا وہ دورانی پالیسی نہیں رکھتا تھا کذب
دریا کا دی سے ہمیشہ اجتناب کرتا تھا۔

۴) انگریز مورخ مل

ایک مشرقی حکمران ہوتے ہوئے بھی وہ علم کا خزانہ تھا

۵) کیپٹن لنل ایسور کی نیسری جنگ میں شریک فوجی (فسر)

جب ہم سلطنت خداداد میں داخل ہوئے تو محسوس ہوا کہ ٹیپو کی فوج اور اس
کی تنظیم یورپ کے کسی بھی مذہب ملک سے پیچھے نہیں ہے

۶) لارڈ کارنوالس (ہندوستان میں انگریز گورنر جنرل)

اگر ٹیپو کو سی طرح چھوڑ دیا جاتا تو ہمیں ہندوستان کو خیر باد کہا پڑتا

۷) میجر آلن ایسور کی چوتھی جنگ میں شریک فوجی (فسر)

ٹیپو ایک بادشاہ کے ساتھ ساتھ ایک بڑا جبر بھی تھا اس کی شہادت کے بعد
جب میں نے اس کو معاصرہ حادثہ پر دیکھا تو اس کے چہرہ سے وقار ٹپک رہا تھا جو اس کو
عام لوگوں سے ممتاز کر رہا تھا

۸) لارڈ ڈولن (چوتھی جنگ میں انگریز گورنر جنرل)

ٹیپو کی موت کے بعد کسی بھی حکمران کو ہمارے حریف کچھ کرنے کی ہمت
نہیں ہوگی۔

(۹) مغربی دانشور مور

گر کوئی شخص کسی اجنبی ملک میں جاسے وہ دیکھے کہ وہاں کے لوگ خوشحال ہیں شہر آباد ہیں ذراعت عروج پر ہے صنعت و حرفت ترقی پر ہے اور تجارت کو حوصلہ مل رہا ہے تو سمجھے کہ حکومت وہاں عوام کی منشاء کے مطابق ہے بالکل یہی نیپو کی حکومت کا بھی نقشہ تھا اور میں نے اس کو اسی طرح پایا

(۱۰) اسکاٹ

نگریزوں کی ہندوستان آمد سے سیکرٹریز تک کا سب سے بڑا اور اہم واقعہ نیپو کا زوال ہے

(۱۱) مرہٹہ سردار نانا صاحب

نیپو کے ختم ہونے سے برطانوی طاقت میں اضافہ ہو گیا اور پورہ ہندوستان ان کا ہو گیا اور مرہٹے دن آ گئے

(۱۲) جنرل منرو (۱۸۲۰ء میں مدراس کا گورنر)

نیپو کی حکومت کے ہر شعبہ میں چاہے وہ فوجی ہو یا غیر فوجی باطنی بنگلہ پائی جاتی تھی وہاں غیر جانبداری سے انصاف کیا جاتا تھا

(۱۳) انگریز مورخ ڈویل

نیپو ہندوستان کا پسندیدہ تھامس نے اپنے نظم و نسق میں مغربی طور طریقے داخل کرنے کی کوشش کی

(۱۴) ولیم میکلوڈ

نیپو ایک ایسا تھامس تھا جس نے اپنی فوج کو ایک منصوبہ کے تحت منظم کیا اس معاملہ میں وہ غیر مقلد تھا

(۱۵) میکارتھی (۱۸۲۰ء میں مدراس کا انگریز گورنر)

نیپو حیدر علی کے مقابلہ میں زیادہ حد پرست و مستبد کردار کا ایک تھا

(۱۶) مشہور مورخ سنکلیئر (مصنف تاریخ ہند)

نیپو کی ہندو مسلم دنیا میں اس پر عداوت تھی وہ عوام میں ساریت ہی ہر دہریہ تھا

(۱۷) ڈبلیو ٹارنس (رکن برطانوی پارلیمنٹ)

پورے ہندوستان میں نیپو کے ماتحت علاقے سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور اس کے باشندے سب سے زیادہ خوشحال تھے

(۱۸) پروفیسر جئے سر

ٹیپو اپنے عہد سے بہت پہلے پیدا ہو چکا تھا

(۱۹) ڈاکٹر جان آر ہنڈرسن

ٹیپو کی شخصیت کی نظیر ہندوستان پر نہیں دیکھ سکے گا

(۲۰) امریکن مؤرخ فرڈرڈ او کلف

ٹیپو ن ذیل انسان کی طرح نہیں رہا جو اپنی جان بچانے کے لئے اپنے دشمنوں کے سامنے جھک جاتے ہیں

(۲۱) انگریز جنرل سر ٹامس منزو (اپنی سوخ ٹری میں)

سلطنت خداداد میں تمام طبقات کے ساتھ ملا امتیاز عدس کا برتاؤ ہوتا تھا جس سے اس کی حکومت میں ایسی طاقت ہو گئی تھی جس کی مثال سے اب تک ہندوستان حالی ہے

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

کچھ ذکر غیر معروف مقامات کا

اس کتاب میں سلطان شہید کی سوانح حیات کے مطالعہ کے دوران قارئین کو بعض ایسے مقامات بھی نظر آئیں گے جو ان کیسے تھیں ان غیر معروف ہو گئے لیکن سلطنت خداداد میں اس علاقوں کی فوجی اہمیت کی وجہ سے اس کا ذکر ہمارے لئے ناگزیر تھا اگرچہ بعض شہروں و گاؤں کے ناموں میں اب تبدیلی ہو چکی ہے لیکن ہم نے عہد ٹیپو میں مروج ناموں کے ساتھ ہی اپنی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے اس لئے قارئین کی سہولت کیسے ہم ان مقامات کی ان کے موجودہ محل وقوع کے ساتھ لگے صفحات میں کچھ تفصیلات درج کر رہے ہیں تاکہ دوران مطالعہ اس کتاب کے پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔ شہروں کے سب سے زیادہ تباہ کاریاں کی تیاری میں رقم و عروق کو سب سے زیادہ تعداد و درناور کتابتیں کے ایڈیٹر محترم ڈاکٹر شفیع احمد شریف صاحب کا حاصل رہا۔ جنہوں نے اپنی بے پناہ مشغولیوں کے باوجود اس سلسلہ میں میری مدد کی جس کے لئے میں کا جتنی مشکور ہوں ہوں۔

”لیاس“

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

شہر گاؤں

موجودہ محل وقوع

- (۱) ارکٹٹ موجودہ ریاست تامل ناڈو کا ایک ضلع و شہر حد شیو
شس اس کی ایک پڑوسی حکومت کا نام
- (۲) چنگل درگ (ہو چنگل درگ)
ریاست کرناٹک کے ضلع چنگل درگ کا ایک گاؤں
- (۳) ادھونی کے دور میں ایک سلاخی حکومت جس کا قلعہ اپنی
مضبوطی کے لئے مشہور تھا
- (۴) ارمر ایران کا ایک شہر جہاں سلطان محمود نے موتیوں کی
خریداری کے لئے اپنی ایک تجارتی کوٹھی کا حکم تھا
- (۵) آرمینیہ وسط ایشیا کا ایک آزاد ملک
- (۶) آسپور تامل ناڈو کا ایک مشہور شہر
- (۷) اودھ فی الوقت لکھنؤ (اتر پردیش کا دارالسلطنت) اور
سابق میں شمال ہند کی ایک ریاست
- (۸) احمد نگر صوبہ مہاراشٹر کا ایک شہر یعنی شہر
- (۹) ندور مدھیہ پردیش کا ایک شہر

شہر یا گاؤں

موجودہ محل وقوع

- (۱۰) اجمیر راجستھان کا ایک شہر یعنی شہر جہاں حضرت خواجہ
معین الدین چشتی کا مزار موجود ہے
- (۱۱) سکندریہ مصر کا ایک شہر
- (۱۲) آنکیل کرناٹک کا ایک شہر
- (۱۳) کٹور کرناٹک کے ضلع کٹور کا ایک شہر
- (۱۴) آئرلینڈ یورپ کا ایک ملک
- (۱۵) علی یورپ کا ایک ملک
- (۱۶) آنت پور موجودہ مہاراشٹر پردیش کا ضلعی مرکز
(ب)
- (۱۷) ہودی کوٹ ریاست کرناٹک میں ضلع کولار کا ایک گاؤں اور
نواب حیدر علی کی جاسہید نش
- (۱۸) بلادی کرناٹک کا ایک ضلع و شہر
- (۱۹) بد نور کرناٹک کے مغربی سرحد پر ضلع کٹور کا ایک شہر
جس کا نام حیدر علی نے حیدر نگر رکھا تھا
- (۲۰) بکسر اتر پردیش میں شہر بنارس کے مشرق میں ایک مقام
- (۲۱) بادامی کرناٹک کے ضلع یحب پور کا ایک گاؤں

شہر یا گاؤں

موجودہ محل وقوع

- (۲۲) بمبھل کرناٹک کے ضلع کارہر کا ایک گاؤں دربارہ بنی مقام
- (۲۳) بنگاپور کرناٹک کے ضلع حارڈوار کا ایک قصبہ
- (۲۴) بیدر کرناٹک کا ایک ضلع و شہر
- (۲۵) بے بیاپور کرناٹک کا ایک ضلع و شہر
- (۲۶) بودی کنڈا کرناٹک میں ضلع شیوگر کا ایک قصبہ
- (۲۷) بارہ محل عہد مظہر میں تامل ناڈو کرناٹک کے جنوبی صوبہ اور دیگر جنوبی علاقوں کو بارہ محل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔
- (۲۸) بالاپور کرناٹک کے دو قصبہ جو اس وقت چکبالاپور اور ڈوڈا بالاپور کے نام سے مشہور ہیں۔
- (۲۹) بالا گھاٹ مدھاس کا علاقہ
- (۳۰) بصرہ حرق کا ایک دربارہ بنی شہر
- (۳۱) بینگلور کرناٹک کا پایہ تخت
- (۳۲) بیجمیورپ کا ایک ملک
- (۳۳) بوشر بران کا ایک شہر
- (۳۴) بھینی مہاراشٹر کا پایہ تخت

شہر یا گاؤں

موجودہ محل وقوع

- (پ)
- (۳۵) بنگانموری ضلع بیسور کا ایک گاؤں
- (۳۶) بنگل حیدر آباد کے نواح میں ایک مقام
- (۳۷) پونانی کیرلا کے ضلع پالگھاٹ کا ایک گاؤں
- (۳۸) پانڈچیری ہندوستان کی مرکزی حکومت کے ماتحت جنوب مشرقی ساحل پر واقع ایک صوبہ
- (۳۹) پلائی بنگل کا ایک دربارہ بنی شہر
- (۴۰) پانی پت ہریانہ کا ایک دربارہ بنی شہر
- (۴۱) پونہ مہاراشٹر کا ایک دربارہ بنی شہر درمیون کی یک معاہدہ حکومت میں کا پایہ تخت
- (۴۲) پانیس گھاٹ ملک میں مغربی گھاٹ کا علاقہ
- (۴۳) پکنڈہ کرناٹک کے بلادی ضلع کا مشہور قصبہ
- (۴۴) پیرس فرانس کا پایہ تخت

شہر گاؤں

موجودہ محل وقوع

(ت)

۳۵) تال کور

جنوبی ہند میں دریائے کرشنا سے ۲۵

میل دور شمال میں واقع ایک مقام

۳۶) ترچناپلی

ریاست تامل ناڈو کا ایک گاؤں

۳۷) تھانیر

دہلی کے قریب ایک مقام

۳۸) تھری

صوبہ کیرلا کا ایک شہر

۳۹) تھارور

ریاست کرناٹک کا ایک مشہور زیارت گاہ

۵۰) ترپاتور

کرناٹک کا ایک مشہور شہر

۵۱) ترپتی

آندھرا پردیش میں ہندوؤں کا ایک مقدس شہر

(ث)

۵۲) ٹرادنکور

صوبہ کیرلا میں شہر کوچین سے ۲۰ میل

کے فاصلہ پر ایک علاقہ

۵۳) ٹینادولی (ٹرنادولی) آندھرا پردیش کا ایک ضلعی شہر

شہر گاؤں

موجودہ محل وقوع

(ج)

۵۴) جودھ پور

راجستھان کا ایک مشہور شہر

۵۵) جدہ

سعودی عرب کا سب سے بڑا تجارتی اور ساحلی شہر

۵۶) سہ پور

راجستھان کا پایہ تخت

(د)

۵۷) چنور

ریاست آندھرا پردیش میں مدراس و بنگلور کے

درمیان میں واقع ایک شہر

۵۸) چل درگ

کرناٹک کا ایک شہر

۵۹) چپ پنم

تامل ناڈو کے دارالسلطنت مدراس کا پرانے نام

۶۰) چاڈگام

بنگلہ دیش کا ایک تاریخی و تجارتی شہر

۶۱) چک بالا پور

کرناٹک میں ضلع کولار کا ایک قصبہ

۶۲) چندرگڑگ

کرناٹک کے ضلع چل درگ کا ایک قصبہ

۶۳) چنگیری

کرناٹک کے ضلع شیوگر کا ایک قصبہ

۶۴) چن پٹن

کرناٹک کے ضلع بنگلور کا ایک اہم شہر

شہر یا گاؤں موجود محل وقوع

(ج)

۶۵) حیدر نگر کرناٹک کے ضلع کاردار کے ایک گاؤں

بدنور کا پرانا مقام

۶۶) حضرت موت

ملک سین کا ایک بدستی شہر

۶۷) حیدر آباد

اندھرا پردیش کا پایہ تخت

(خ)

۶۸) خراسان

ایران کے مشرق میں افغانستان کے مغربی پہلو
میں واقع ایک شہر

(د)

۶۹) دوار کار

گجرات کے ساحل پر ایک مقام، سمجھا جاتا ہے کہ
یہاں سری کرشنا کی حکومت تھی

۷۰) دیون علی

بنگورہ کے شمال مشرق میں ۲۲ میل کے فاصلہ پر ایک
گاؤں اور سلطان شیو کا جائے پیدائش

۷۱) دیوگیری

دکن کا ایک شہر جس کا نام پہلے دولت آباد تھا

۷۲) دھاراپور

ریاست تمل ناڈو کا ایک قصبہ

شہر یا گاؤں موجود محل وقوع

۷۳) دھاردار

کرناٹک کے ضلع ہبلی کا ایک مشہور شہر اور

سابق میں مرہٹوں کا ایک مضبوط فوجی مرکز

۷۴) ڈوڈا بالا پور

بنگورہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک مقام

۷۵) ڈنڈیگل

تمل ناڈو کا ایک ضلع و شہر

(ر)

۷۶) راس کاری

ریاست کیرلا کا مشہور ساحلی مقام

(کنیا کاری)

کرناٹک کا ایک ضلع اور شہر

۷۷) رائچور

۳ اندھرا پردیش کا ایک شہر

۷۸) رائے درگ

مدھراشٹر کا ایک شہر

۷۹) رائےگیری

(س)

۸۰) سداشیوگرہ

ریاست کرناٹک کا ایک شہر

۸۱) سہرا

بنگورہ سے ۲۰ میل شمال مغرب میں ضلع بنگورہ کا

ایک قصبہ اور مدھراشٹر میں جنوبی ہند کا ایک صوبہ

شہر یا گاؤں موجودہ محل وقوع

- (۸۲) سورت صوبہ گجرات کا ایک ساحلی و تجارتی اور بندر بنی شہر
- (۸۳) سری رنگا پٹن کرناٹک میں سور کے قریب ایک بندر بنی شہر اور
- (سری رنگا پٹن) مسطنت ضد د کا دار مسطنت
- (۸۴) سنی منگل (منگلم) ریاست کیر کا ایک شہر
- (۸۵) سوندور کرناٹک کے ضلع ہبل کا ایک تعلقہ
- (۸۶) سرنگیری کرناٹک میں بلندی پر واقع ہندوؤں کا ایک
- مقدس مقام
- (۸۷) سدھوت کرناٹک کا ایک قصبہ
- (۸۸) سلم ریاست تامل ناڈو کا ایک اہم شہر
- (ش)
- (۸۹) شیموگہ کرناٹک کا ایک منظم اور شہر
- (۹۰) شاہنور کرناٹک میں شہر ہبل کے قریب ایک بندر بنی مقام
- (ق)
- (۹۱) قسطنطنیہ ترکی کے موجودہ پایہ تخت استنبول کا پرانا نام
- (۹۲) قاہرہ مصر کا پایہ تخت

شہر یا گاؤں موجودہ محل وقوع

- (ک)
- (۹۳) کرشنا راج پور کرناٹک میں شہر بنگلور کے قریب ایک گاؤں
- (۹۴) کولہ کرناٹک کا ایک شہر
- (۹۵) کنگیری بنگلور سے شمال مشرقی جانب ۹ میل کے فاصلہ
- پر ایک ساحلی شہر
- (۹۶) کنداپور کرناٹک کا ایک ساحلی شہر
- (۹۷) کوٹناپلی بنگلور کے شہر میں ۸۳ میل کے فاصلہ پر ایک مقام
- (۹۸) کوہنور صوبہ تامل ناڈو کا ایک شہر
- (۹۹) کٹانور صوبہ کیرالا کا ایک شہر
- (۱۰۰) کاروار کرناٹک کا ایک ساحلی شہر
- (۱۰۱) کرچی صوبہ آندھرا پردیش کا ایک شہر
- (۱۰۲) کوچین صوبہ کیرالا کا ایک شہر
- (۱۰۳) کچی ورم (کابچی ورم) تامل ناڈو کا ایک مشہور صنعتی شہر
- (۱۰۴) کرخیری وسط ایشیا میں ایک نو آزاد حکومت

شہر یا گاؤں موجود محل وقوع

- (۱۰۵) کنیا کاری (رس کاری) کیر لا کا ایک محل مقام
(۱۰۶) کارو منٹ جنوبی ہند کا مشہور پہاڑی علاقہ
(۱۰۷) کالی کٹ (کوڈی کٹ) کیر لا کا مشہور بندر گاہی شہر
(۱۰۸) کادییری پنٹم تامل ناڈو کا ایک شہر
(۱۰۹) کنگانور (کنگنور) کرناٹک میں سری مدنا پٹن کے قریب ایک گاؤں
(۱۱۰) کورگ کرناٹک میں مغربی گھاٹ پر واقع ایک شہر
(۱۱۱) کٹک اڑیسہ کا ایک مشہور شہر
(۱۱۲) گلٹہ مغربی بنگال کی راجدھانی
(۱۱۳) کنھی گڑھ (کانپی) تامل ناڈو کا ایک شہر
(۱۱۴) کڈور آندھرا پردیش کا ایک قصبہ
(۱۱۵) کوپل کرناٹک کے ضلع شیوگر کا ایک قصبہ
(۱۱۶) کارکل جنوب مغربی کرناٹک کا ایک گاؤں
(۱۱۷) کرنول ریاست آندھرا پردیش کا ایک ضلع

شہر یا گاؤں موجود محل وقوع

- (گ) (۱۱۸) گونڈہ سندھ پر دیش کا ایک شہر
(۱۱۹) گنور سندھ پر دیش کا ایک شہر
(۱۲۰) گہر کرناٹک کا ایک ضلع و شہر
(۱۲۱) گوید مدھیہ پر دیش کا ایک تاریخی شہر و سابق شہر
(۱۲۲) گھن شمال ہند میں بہمنوں کا مرکز
(۱۲۳) گھن فریقہ کا ایک ملک
(۱۲۴) گوا مغربی گھاٹ کی ایک مشہور ریاست جو آزادی سے قبل پرتگال کے قبضہ میں تھی
(۱۲۵) گدگ کرناٹک کے ضلع بے پور کا ایک شہر
(۱۲۶) گجی کوٹ کرناٹک کے ضلع بھلی کا ایک قصبہ
(۱۲۷) گنئی کرناٹک کے ضلع بلادی کا ایک قلعہ
(۱۲۸) گرم کنڈہ (گرم کوٹ) آندھرا پردیش کا ایک قصبہ

شہر یا گاؤں موجودہ محل وقوع

- (ل)
 (۱۲۸) لکشی در کرناٹک کے ضلع حارواڑ کا ایک قصبہ
 (م)
 (۱۲۹) ڈگری کرناٹک کا ایک شہر
 (۱۳۰) مصری کوڑ کرناٹک کے ضلع حارواڑ میں ایک گاؤں
 (۱۳۱) لمباگل کرناٹک کے ضلع کوڑ کا ایک گاؤں
 ۲۲ (دور) تامل ناڈو کا ایک شہر
 (۱۳۳) منڈیا کرناٹک کا ایک ضلع اور شہر
 (۱۳۴) مدھیہ پردیش کا ایک شہر
 (۱۳۵) مدنی (مدنپلی) آندھرا پردیش کا ایک شہر
 (۱۳۶) مدیپ جنوب مغربی ایشیا میں بھارت کے مغرب میں کئی چھوٹے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ایک سسٹم
 ۳۷ (دور سے) تامل ناڈو کے شہر حور کا دور سرانام
 (۱۳۸) مایا بندہ مغربی ساحل پر کالی کٹ کے قریب ایک بندرگاہ
 (۱۳۹) مسقط سلطنت عمان کا پایہ تخت

شہر یا گاؤں موجودہ محل وقوع

- ۴۰ (ماہی مندر جنوبی افریقہ کے قریب ایک جزیرہ جہاں کی اکثر آبادی ہندوستانی نژاد ہے
 (۱۴۱) ماریشس ایشیا کا ایک ملک
 (۱۴۲) مریج مہاراشٹر کا ایک شہر
 (۱۴۳) منگلور کرناٹک کا ساحلی و تجارتی شہر
 (۱۴۴) مدراس تامل ناڈو کا پایہ تخت
 (۱۴۵) مرزان کرناٹک میں ضلع کاروار کا ایک شہر
 (۱۴۶) مراد آباد اتر پردیش کا ایک شہر
 (۱۴۷) موی کرناٹک میں منگلور کے قریب ایک قصبہ
 (ن)
 (۱۴۸) رنگتھہ کرناٹک کے ضلع حارواڑ کا ایک قصبہ
 (۱۴۹) ناگپور مہاراشٹر کا ایک شہر
 ۱۵۰ (تدی) کرناٹک میں منگلور سے ۹ میل کی دوری پر ایک پر فصہ پہاڑی مقام
 (۱۵۱) نیلگیری (اوٹی) تامل ناڈو کا ایک مشہور شہر

شہر، گاؤں موجودہ محل اقامت

(۱۵۲) بیور تامل، ڈو کا ایک شہر
(۱۵۳) سبیرن پیٹ تامل، ڈو کا ایک شہر
(۱۵۴) میس بھارت سے شمس کی ایک بندو مسطت

(۱)

(۵۵) وجے نگر جنوبی ہند میں دریائے گنگہ کے جنوب
میں ایک تاریخی شہر اور سابقہ ہندو سلطنت کا مرکز

(۵۶) وانمبڑی ریاست تامل، ڈو کا ایک گاؤں
(۱۵۷) ریاست تامل، ڈو کا ایک شہر

(۲)

(۱۵۸) موسکوٹ بینگلور سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں

(۱۵۹) ہونادر کرناٹک کا مغربی ساحلی شہر
(۶۰) بینگلوری یورپ کا ایک شہر
(۶۱) ہبلی کرناٹک کا ایک شہر
(۶۲) ابسن کرناٹک کا ایک ضلع اور شہر

شہر، گاؤں موجودہ محل اقامت

(۶۳) ہسور تامل، ڈو کا ایک قصبہ (سیام) کا ایک قصبہ

بینگلور کے قریب بھی موجود ہے

(۱۶۴) ہرپانی کرناٹک کے ضلع بلاری کا ایک قصبہ

(۱۶۵) پادیری کرناٹک کے ضلع دھارواڑ کا ایک شہر

(۶۶) برت افغانستان کا ایک شہر

(۱۶۷) پاپینڈ یورپ کا ایک شہر

(۱)

(۱۶۸) یادگیر کرناٹک کے ضلع گھڑے کا ایک قصبہ

(۱۶۹) یوسف کرناٹک میں بینگلور کے قریب ایک شہر

(دیون بنی) ور سداال ٹیپو کی جاسے پیدائش

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست مراجع

البدایۃ والنہایۃ	علامہ ابن کثیر
الکامل فی التاریخ	علامہ ابن کثیر
رحلۃ ابن بطوطہ	ابن بطوطہ
نشان حیدری	سید حسین علی کرمانی
حیدر علی	نہند کرشن سنہ
صحیفہ ٹیپو سلطان	محمد خان محمود
تاریخ انگلینڈ	سید محمد عزیز الدین حسین
الہد فی العہد الاسلامی	حکیم عبدالمجلی حسنی
قسمات العالم الاسلامی	مصطفی مومن
تاریخ فرشتہ	محمد قاسم ہندو شاہ
وقائع احمدی	سید حیدر علی ٹونک
التاریخ الاسلامی فی الہد	عبدالمجلی حسنی
نثرہ الحواطر	حکیم عبدالمجلی حسنی
تاریخ ٹیپو سلطان	محمد الحسن
تاریخ مرہٹہ	محمد ادریس خان تمجیب آبادی
سوانح حیدر علی	سید محمد علی اشہری

سلطان حمبور	مسم وینوری
سوانح ٹیپو سلطان	سید محمد علی اشہری
انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ۲۲ جلدیں	مختار یونیورسٹی لاہور
انسائیکلو پیڈیا آف تاریخ عالم	ولیم ایل ننگر
اردو جامع انسائیکلو پیڈیا	جسٹس ایس ایس رحمان
اسلامی انسائیکلو پیڈیا	سید قاسم محمود
تاریخ سلطنت خداداد میسور	محمد خان بنگوری
انقلاب کی خومیں تاریخ	شوکت علی فہمی
ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ	ژدوت صوت
سلطان المجاہدین	صادق حسین صدیقی
ٹیپو سلطان	پروفیسر بی بی شیخ علی
غازی اعظم	شاہ ابوالحسن اویس
جنگ آزادی کے نامور مجاہدین	عشرت رحمانی
سیرت سید احمد شہید	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
تاریخ مسلمانان پاک و ہند	سید ہاشمی فرید آبادی
مختصر تاریخ ہند	مولانا ابوظفر ندوی
مکمل تاریخ اسلام	شوکت علی فہمی
ٹیپو سلطان ایکسپریٹ	یم مختار

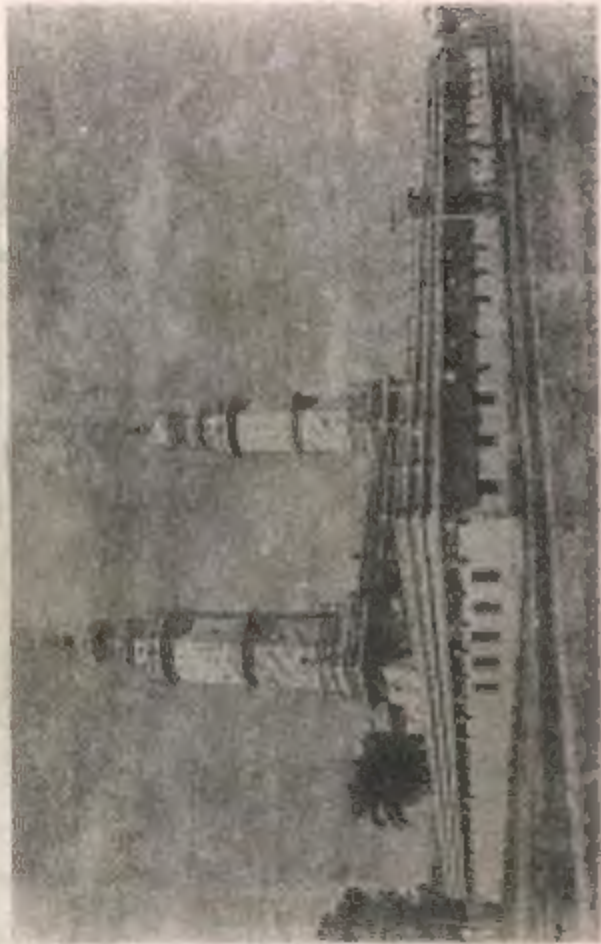
داستان میسور
اکرام کاوش
تاریخ جنوبی ہند
محمود بنگوری
ریاست میسور میں اردو
محمد خان میسوری
منور مائنیریک ۱۹۹۲
کیر لاپریس
اذکار میسور
اکرام کاوش
سہ ماہی ہمسٹر گراہی ٹیو سلطانی تعمیر ۱۹۹۲ء
پاکستان
شہید آزادی
ڈاکٹر شفیع احمد شریف
سویز
الحسن طلح مساجد
مغربی بنگال ۱۹۹۰ء
اسکے علاوہ سلطان میپ کے مختلف شاہی فرامین، سرکاری خطوط، مخطوطات
اور اخبارات و مجلات کے خصوصی نمبرات وغیرہ

toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com
toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلمان دکن میں کھنڈ
عبدالوہاب دوڈامن
دکن کے بہشتی سلاطین
بارون خان شیردانی
تاریخ کوکن
سومن جی الدین
ہند کی مایہ ناز بہشتیاں
پروفیسر بی یو شیخ علی
ٹیپو کے تذکرے مختلف ادوار میں
محمد عبداللہ بنگوری
حاسن کے نوائط
عبدالحجید ناطلی
ٹیپو سلطان اور سرنگری منہ
محمد غوث جبار
فیصلہ کن جنگیں
محمود بنگوری
برٹش ریلیشنز و تھ حیدر علی
پروفیسر بی یو شیخ علی
ٹیپو سلطان
یم عبداللہ بٹ
ہرب و دیار ہند
خواجہ بہا الدین اکری ندوی
تاریخ دعوت و عزیمت
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
مغلوں کے زوال سے قیام پاکستان تک
سید باہمی فرید آبادی
جنگ آزادی اٹھارہ سو ستائیس
خورشید مصطفیٰ رضوی
تاریخ النوائط
نواب عزیز جنگ بہادر
مقالات سلیمان
مولانا سید سلیمان ندوی
احلس تاریخ الاسلام
حسین سومن

toobaa-elibrary.blogspot.com

مہری رنگ پتھر میں مرا قش کے عربوں کے طراز پر سلطان کی ذاتی نگہ رانی میں بنی مسجد اعلیٰ کو کج بھی سمجھا دے



toobaa-elibrary.blogspot.com

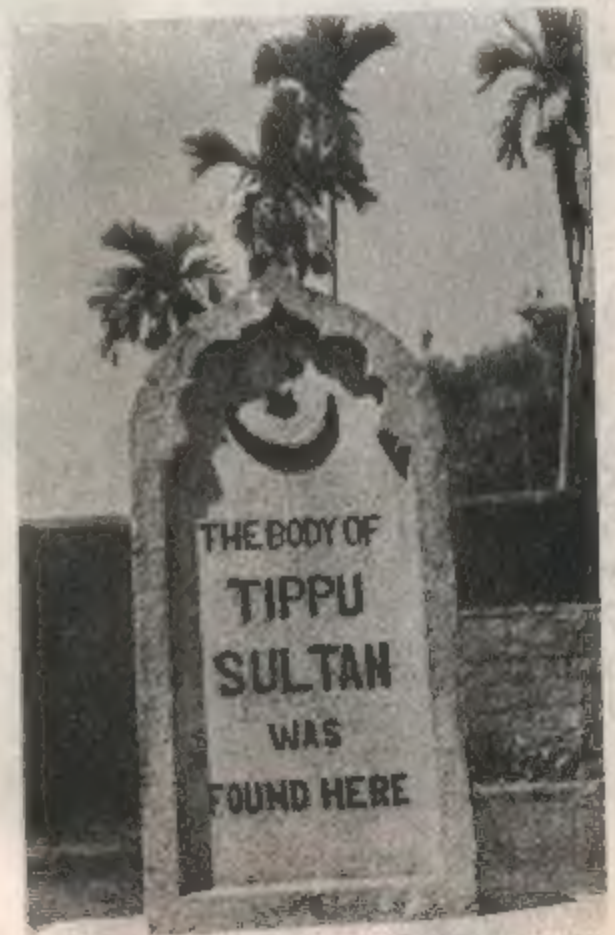
toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ ہیری دار خط میں۔ شیخ سلطان شہید کے دست مبارک سے

Handwritten text in Urdu script, likely a religious or historical document. The text is written in a cursive style and is partially obscured by a large, stylized signature or calligraphic element.

toobaa-elibrary.blogspot.com

سری رنگ پٹن میں شادی محل سے قریب یہ وہ جگہ ہے جہاں تلاشِ بیدار کے بعد
انگریزوں کو سلطان شہید کی لاش ملی تھی



طوبی ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفر نامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com